قدوری محشی۔ تالیف امام ابوالحسن قدوری
متداول۔ ۸ر

## اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمۂ اخلاق جلالی۔ ۷ر
باپ دانش۔ مولفۂ مولوی محمد کریم بخش۔ ۲ر
اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔ ۴ر
ترجمۂ عوارف المعارف۔ کامل دو جلدین
مترجمۂ مولانا ابوالحسن فریدآبادی۔ عہ
خزینۂ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم از مولوی
محمد کریم بخش۔ ۳ر
بحر الحقیقت۔ اصلاح نفس مین۔ ۲ر
آبجیات۔ اخلاق و موعظت مین مصنفہ
منشی کامتا پرشاد۔ ۳ر
کیمیائے حکمت۔ حصۂ اول بیان
شرائف علم و ادب۔ ۲ر
پیراہن یوسفی۔ اردو ترجمہ مثنوی مولانا روم
کا نظم شعر بہ شعر اور حاشیہ پر اردو مین حاصل
مطلب مع فوائد تصوف۔ کامل دو جلدین
بتفصیل ذیل۔
(جلد اول) ترجمۂ دفتر ا و ۲ و ۳۔ زیر طبع
(جلد دوم) ترجمۂ دفتر ۴ و ۵ و ۶۔ زیر طبع
شجرۂ معرفت محشی۔ منتخبات مثنوی مولانا
روم۔ مترجمۂ سید غلام حیدر صاحب۔ ۱۰ر
چشمۂ فیض۔ نظم ترجمۂ اردو پندنامۂ عطار
کلام عارف۔ کامل حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہٗ
از مولوی عبدالغفور خان بہادر۔ ۲ر
مذاق العارفین۔ ترجمۂ احیاء علوم الدین عربی

ہر چہار کامل در دو مجلد۔ للعہ ر
تہذیب احسانی۔ مولفۂ حکیم احسان علی۔ ۳ر

## کتب اخلاق فارسی (اہل سنت)

گلستان۔ جلی قلم کاغذ سفید گندہ محررۂ منشی
شمس الدین صاحب اعجاز رقم مرحوم۔ عہر
گلستان مع فرہنگ۔ متوسط قلم۔ آخر مین
مشکل معانی کی فرہنگ کاغذ حنائی و سفید ۱۲ر
گلستان باتصویر۔ کاغذ حنائی و سفید رسمی ۹ر
گلستان مع فرہنگ۔ متوسط قلم رسمی محررۂ منشی
شمس الدین صاحب مرحوم۔ ۱۰ر
گلستان محشی اردو۔ اس پر طلبا کی آسانی کیلئے
اردو کے حواشی دئے گئے ہین۔ ۱۴ر
شرح گلستان۔ از شیخ ولی محمد صاحب اکبرآبادی
شارح مثنوی مولانا روم اسمین تصوف کے نکات
کو خوب حل کیا ہے۔ ۱۲ر
گلستان مترجم۔ فارسی با ترجمۂ اردو۔ ۱۲ر
گلستان خرد۔ فارسی۔ ۵ر
تضمین گلستان سعدی۔ منشی ہرگوپال صاحب
تفتہ سکندرآبادی نے اس صفائی سے گلستان
کے اشعار کو تضمین کیا ہے کہ سعدی اور تفتہ کے
کلام مین فرق کرنا بھی دشوار ہے۔ ۷ر
بہارستان جامی۔ اخلاق و نصائح مین قابل
قدر کتاب ہے۔ از مولانا جامی۔ ۵ر
خارستان۔ حکایات پند و نصائح بطرز گلستان
سعدی از ملا مجدالدین ۸ر
عقد گل و عقد منظوم۔ یعنی انتخاب گلستان و
بوستان۔ ۹ر

بوستان جلی قلم۔ محررۂ منشی شمس الدین صاحب
اعجاز رقم مرحوم کاغذ سفید حنائی عہر
بوستان محشی کلان۔ اسمین ضروری حواشی درج
ہین ۱۲ر
بوستان محشی متوسط قلم۔ چھاپہ مطبع علوی نہایت
بوستان محشی۔ خرد۔ ۵ر
ہی صحیح اور صاف چھپی ہے۔ ۸ر
بوستان مترجم منظوم۔ معمولی ترجمہ نہین ہے بلکہ
کمال یہ ہے کہ بوستان کی بحر مین ہر شعر کا شعر مین ترجمہ
کیا ہے از منشی گوبند پرشاد فضا۔ ۱۳ر
بہار بوستان۔ بوستان کی جامع شرح از منشی ٹیکچند
بہار صاحب بہار عجم بے مثل شرح ہے۔ ۸ر
اخلاق جلالی محشی۔ منشی فاضل کے کورس
مین ہے اور عموماً طلبا کے درس مین داخل ہے۔ عہر
اخلاق ناصری۔ منتہیان فارسی کے درس مین
داخل ہے۔ اور اخلاق مین بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ از
علامہ نصیرالدین طوسی کاغذ سفید گندہ۔ عہر
اخلاق محسنی۔ داخل درس از ملا حسین واعظ
کاشفی ۸ر
مثنوی سلسبیل۔ اخلاق و موعظت مین ایک سو در
بے بہا ہے۔ از حکیم منور حسین صاحب امروہوی ۲ر
مجموعۂ صد پند سودمند۔ حضرت لقمان کی نصائح
قابل قدر نصائح۔ ۲ر ۶ پائی۔

المشتہر منیجر صیغۂ بکڈپو
نولکشور پریس لکھنؤ

تنبیہ الغافلین - مسائل دینیہ - ۱۰ر
حیرت الفقہ - مسائل مشکلہ فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری - ۱ر
جواب السائلین - بطور استفتا - ۲ر
کنز الدقائق - اردو ترجمہ از مولوی محمد سلطان خان - عہ
چہل مسائل فقہ - از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری - ۱ر
رسالہ تجہیز و تکفین - از محمد عمر - ۱ر

## فقہ فارسی

ہدایہ پیشانی پر اصل عربی اور تحت مین ترجمۂ فارسی مع شرح از علمائے کلکتہ جودت سے متداول ہے - دو مجلد کامل عللہ ر
شرح سفر السعادت - از مولانا عبد الحق دہلوی معروف - ہے
نہج الحج - مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ - عہ
تذکرۃ الجمعہ - احکام جمعہ از مولوی عبد السلام - ...
تبیان - در حکم تمباکو وحقہ از ملا معین الدین - ۱ر
بدائع منظوم - مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی - ۲ر
نام حق - مشہور درسی از شیخ شرف الدین بخاری - ...
مائۃ مسائل - سو مسائل از مولانا احمد اللہ رحمہ اللہ - ۱ر
شرح وقایہ فارسی - مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبد الحق محدث دہلوی - عہ
مسالک المتقین - مرغوب علمائے ولایت از مولوی آلہ یار خان - عہ

فتاوی برہنہ - جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین - عہ ۱ر
قدوری - مترجمہ مولانا ابو القاسم - ۸ر
شرح فارسی مختصر وقایہ - از عبد الرحمن جامی عہ
کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی محشے مع فرہنگ - ۱۳ر
ما لا بد منہ - از قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ مع وصیت نامہ - ۱ر
شرح مختصر وقایہ کور میری - از مولانا جلال الدین سمرقندی - عہ
رسالہ تنبیہ الانسان - در حلت وحرمت جانوران - ۱ر
رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان وارکان - ۱ر

## فقہ عربی

برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد العلی برجندی معتبر شرح - ہے ر
فتح القدیر - حامل المتن بقلم جلی ہدایہ اور بقلم خفی فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر مین تکملہ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع - ...
ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل -
۱ - جلدین اولین عبادات - ...
۲ - جلدین آخرین معاملات - ...
فتاوائے عالمگیری - ہر چہار جلد کامل در سہ جلد جدید الطبع

ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین کرمانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے مین بہ تفصیل ذیل -
ایضاً جلد اول وثانی تا آخر کتاب النکاح - للعہ ر
ایضاً جلد سوم وچہارم تا آخر کتاب - للعہ ر
فتاوی قاضیخان مع سراجیہ - از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل - معہ ر
شرح وقایہ - از امام صدر الشریعۃ جلی قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط وصحیح - عا ر
شرح وقایہ خرد - مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم - ۱۰ر
الاشباہ والنظائر - مع شرح حموی معروف مستند متداول - ہے
ملامثھ - از بیوع تا وصایا تحشی جدید - عہ
کنز الدقائق محشی متداول درسی کتاب - ۱۳ر
مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق مشہور متداول - عہ
عینی شرح کنز الدقائق - محشی ہر چہار جلد مستند معروف متداول دو مجلدین -
(۱) جلدین اولین عبادات مین - عا ر
(۲) جلدین آخرین معاملات مین - عا ر
مختصر وقایہ محشی - از امام صدر الشریعت درسی متداول ۱۱ر
عمدۃ الرعایۃ - فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم - ۱ر

**قال المترجم** فقط درگاه کبریائی کی طرف رکھے ازآنجملہ یہ کہ دین مین اخلاص ہو۔ یعنے اپنے سرباطنی کو غیرون کی طرف سے اٹھاوے اصلاح واخلاص مین فرق یہ ہو کہ جب بندے کی نظر ادھر ادھر بھٹکی تو اسکی خاطر بسبب اسکے فاسد ہوئی کہ دل اسکا غیر سے متعلق ہوا پس اسکو اس طرح اصلاح پر رکھے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اسکی نظر غیر پر نہووے اور جس چیز کو دیکھے اسکو خدا کے واسطے دیکھے جیسے باطنی نظر سے ہر چیز مین فعل حق وصنعت حق کو دیکھے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ اسکے بھی افعال خالص خدا کے واسطے ہون اسمین غیر کی رضامندی وناراضی یا اپنے نفس کی خوشی وناخوشی کو دخل نہو فافہم۔ پھر جب اس بندے نے ان چار پل سے عبور کیا تو وہ عارفون کی راہ پر پہونچا ولیکن جیسے وہ لوگ اپنی راہ مین رب العالمین جل جلالہ کو مشاہدہ کرتے ہین وہ اسکو حاصل نہو گا کیونکہ یہ خلاف وخیانت کرچکا ہی تو اسمین وہ استعداد نہین ہی جو اہل معارف وکواشف کو ابتدا سے اسوقت تک حاصل ہو چکی ہی۔ اور اسکا بیان یہ ہی کہ او تعالیٰ نے فرمایا فاولئک مع المؤمنین۔ اور یہ نہین فرمایا کہ۔ فاولئک من المؤمنین پس اشارہ یہ ہی کہ یہ لوگ انہین سے نہونگے اگرچہ انھون نے راہ حق مین کوشش تمام کی۔ اور پورا مجاہدہ کیا ہی اور ضرور نہین کہ عارف ہو جاوے اسواسطے کہ معرفت تو ازلی عطیہ ہی جسکو او تعالیٰ نے اپنے دوستون کے واسطے بدون علت وسبب کے عطا کیا یعنے اس سبب سے نہین عطا کیا کہ انھون نے کمال ریاضت ومجاہدہ کیا بلکہ محض فضل سے دیدی ہی پس یہ ایسی قوم کا حال ہی جو ان مقامات تک پہونچنے سے محروم رہے اور **شیخ ابن عطا** رح نے فرمایا کہ قولہ **فاولئک** مع المؤمنین۔ اور یون نہ فرمایا کہ فاولئک من المؤمنین۔ تاکہ یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ کوشش وریاضت کرنے سے یہ بات نہین ہوتی کہ جو ازل مین لکھا گیا ہے اسمین تغیر ہو۔ **شیخ ابو عثمان** رح نے فرمایا کہ توبہ کے یہ معنے ہین کہ مخالفت سے موافقت کے دروازون کی طرف رجوع لاوے **شیخ محمد بن الفضل** رح نے فرمایا کہ قولہ اعتصموا باللہ۔ اعتصام کے یہ معنے ہین کہ سنت رسول اللہ صلعم سے لپٹ جاوے کہ جو سنت ہی اسی پر چلے اور جو بدعت ہے اس سے پرہیز کرے اور اگلے نیک بزرگون کے طریقے ہاتھ سے بجانے دے **سہل** رح نے فرمایا کہ قولہ تابوا یعنے توبہ کرنے سے توبہ کی **قال المترجم** یہ اشارہ بہت دقیق ہی کیونکہ مخالفت سے رجوع کرنا بھی ایک راہ خلاف ہی کہ آیندہ ایسا نکرونگا گویا خود مختار تھا بلکہ مقصود آنکہ مین تیرے قبضۂ قدرت مین ہون سب طرح راضی ہون کی توفیق دے فافہم

## تمّ الجزء الخامس ویتلوہ الجزء السادس
## لایحب اللہ

حالانکہ درمیان مین ایک الف زائد رسم الخط قرآنی ہی فتدبر قال ابن کثیر پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی درگاہ کبریائی کی بے پروائی تمام اُس چیز سے جو سواے
حق عزوجل کے ہی بیان فرمائی اور نیز آگاہ فرمایا کہ بندونکو عذاب اُنکے گناہون پر ہوتا ہی حضرت او تعالیٰ شانہ کے افعال مین کوئی غرض نہین ہے
اگرچہ سرتاسر حکمت کاملہ ہین فقال۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔ یعنے تمکو عذاب کرکے اللہ تعالیٰ
کیا کرے گا اگر تمنے شکر کیا یعنے اسکی نعمتون کا اور تم ایمان لائے یعنے اللہ تعالیٰ پر ف یعنے او تعالیٰ کو اس سے کچھ غصہ دور کرنا یا ضرر
دفع کرنا یا نفع اُٹھانا کچھ نہین ہی بلکہ او تعالیٰ غنی مطلق محض بے پروا و بے نیاز ہے ہر نفع و ضرر سے پاک ہی اور یہ استفہام بمعنے نفی ہے۔
ای تمکو عذاب نہین دیگا اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ اور بعض نے کہا کہ استفہام تقریری ہی اور معنے یہ ہین کہ کون منفعت یا دفع مضرت ہی اسکو تمھارے
عذاب کرنے مین اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ کیونکہ تمھارے عذاب کرنے مین اُسکی سلطنت مین کچھ بڑھ نہ جائیگا اور نہ کرنے مین کچھ نقصان
نہوگا۔ حاصل آنکہ عذاب کرنے اور ثواب دینے کا مدار تمھارے اعمال ہین جیسا کرو ویسا پاؤ۔ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۔
اور اللہ تعالیٰ کی شان شاکر و علیم ہے ف یعنے اللہ تعالیٰ مومنون کے اعمال کا شکر کرتا ہی بایں طور کہ جیسے بندے ایک دوسرے کے شکر سے
نفع پہونچاتے ہین ویسے ہی او تعالیٰ اُنکو حقیر فعل پر ثواب جمیل عنایت فرماتا ہی اور علیم ہی اپنے خلق کا کہ ہر مخلوق جس چیز کی مستحق ہی وہ
اُسکو دیتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ شَکَرْتُمْ۔ کو مقدم کیا اور آمَنْتُمْ کو مؤخر کیا حالانکہ بدون ایمان کے شکر کا کچھ فائدہ نہین ہے تو جواب دیا گیا
کہ نظر کرنے والا پہلے نعمت کو دیکھکر اُسپر مبہم شکر کرتا ہی بایں معنے کہ اس نعمت کا دینے والا امیر امنعم ہی مین اسکا مشکور ہون پھر جب نظر و دلیل
سے اسکو رسائی ہوئی کہ حضرت محمد صلعم پر ایمان لاکر اُسے توحید و معرفت الٰہی حاصل کی تو اسپر قطعی ایمان لایا پھر شکر مفصل ادا کرتا ہی پس ایمان سے
شکر مقدم ہوا اور شکر ضد کفر ہی کیونکہ شکر تو اظہار نعمت ہی اور کفر ستر نعمت یعنے نعمت چھپانا اور انکار ہی پس پہلے شکر کیا تب ایمان لایا پس شکر
بدین معنے اصل و مدار تکلیف ہی ہذا حاصل ماذکرہ الرازی فی الکبیر اور مترجم کہتا ہی کہ یہان ایک مشہور مسئلہ ہی جو شیخ اشعری رح سے
منقول ہی کہ شکر المنعم لیس بواجب عقلاً۔ یعنے منعم کی شکرگزاری ازراہ عقل واجب نہین ہی بدلیل آنکہ دنیا مین تعب نفس بیفائدہ ہی اور
آخرت مین بھی پس ابن الہمام رح نے تحریر مین اور بحر العلوم وغیرہ نے شروح مسلم مین اس سے استعجاب کیا ہی یعنی شیخ اشعری نے یہ عجب مسئلہ
نکالا حالانکہ شکر تو عقلاً و نقلاً دونون طرح واجب نکلتا ہی اور یہان اس تقریر رازی رح سے بھی اس مسئلہ کی بنیاد درست ہوگئی فلیتامل ف
فی العرائس قولہ تعالیٰ۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا الے قولہ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اس کلام پاک سے ظاہر ہوا کہ جس شخص نے راہ
طریقت مین خلاف کیا اور اس سے خیانت ظاہر ہوئی تو وہ مقام اول مین بدون ان شرائط کے جو مذکور ہوئی ہین نہین پہونچ سکتا
ازانجملہ توبہ ہی اور توبہ کے معنے یہ ہین کہ خواہش نفس سے نکل جاوے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح رجوع کرے کہ جو حضرت او تعالیٰ کی
مراد ہی وہی میری مراد ہی قال المترجم اسکے معنے یہ نہین کہ زبان سے ایسا اقرار کرے بلکہ مطلب یہ ہی کہ جو احکام دنیا مین جاری
ہوتے ہین وہ موافق مشیت حضرت حق تعالیٰ پورے ہوتے ہین پس جو امر جس طور پر پورا ہوتا جاوے اسکو عین تقدیر و مشیت الٰہی
یقین کرکے اسپر راضی رہے کہ وہ عین رضاے حق ہی خواہ اسمین اُسکا نفع متصور ہو یا ضرر ظاہر ہو ہر طرح راضی رہے کیونکہ حکمت
باری تعالیٰ عین مصلحت ہی اور اسکا نفع یا ضرر تصور کرنا اسکا وہم ہی جو اُسکے نفس نے اُسکے دلمین ڈالا ہی اس سے بیزار ہو کر مصلحت الٰہی کو سچ
تصور کرے فافہم۔ ازانجملہ اصلاح ہی اور مراد اس سے یہ کہ اپنے باطن کو غیر حق تعالیٰ کی طرف نظر رکھنے سے پاک کرے بلکہ ہمہ تن اسکی
نظر اپنے پروردگار پر رہے ازانجملہ اعتصام باللہ ہی یعنے جو احکام قضا و قدر کے اُسپر جاری ہون اسمین نظر اُسکی خوبی پر رہے اور وہ اپنی التجا

بقوله- اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا- من النفاق- وَ اَصۡلَحُوۡا- عملھم- یعنے سب منافقون کا تو وہ حال وعذاب ہی جو مذکور ہوا سوائے اُنکے
جنھون نے توبہ کرلی نفاق سے اور نیک عمل کیے ف پس جسنے دل سے توبہ کی اور سچا یقین لایا ایمان و توحید پر تو اُسکو وہ عذاب نہین ہا
بلکہ ثواب ہوگا پھر کمال ثواب کے واسطے فرمایا کہ تابوا واصلحوا- یعنے اُنھون نے نفاق سے توبہ کی اور اپنے اعمال کو ٹھیک کیا جو اُسکے جواللہ تعالیٰ
نے قرآن مجید مین اور رسول اللہ صلعم نے حدیث مین بیان فرمایا ہی- وَ اعۡتَصَمُوۡا- وثقوا- بِاللّٰہِ- اور مضبوط گرفت کی اور بھروسہ کیا
اللہ تعالیٰ پر ف پس اعتصام جسکے معنے حبل سے مضبوط پکڑنا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یون ہی کہ اللہ تعالیٰ پر پورا وثوق و بھروسا
کرے- وَ اَخۡلَصُوۡا دِیۡنَھُمۡ لِلّٰہِ- من الریاء- اور خالص کرلیا اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کیواسطے ف یعنے ریا کو چھوڑکر اخلاص کو
اختیار کیا پس عمل صالح اُنکو نافع ہوگا اگرچہ قلیل ہو- کما سبق عن ابن عباسؓ- اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
اخلص دینک یکفیک القلیل من العمل- یعنے معاذؓ کو کہا یا ہر آدمی کو کہا کہ تو اپنے دین کو خالص کر تو تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا (رواہ ابن
ابی حاتم) اور اسکے معنے یہ ہین کہ فرائض و واجبات و فقط سنن موکدہ اگر ادا کرتا رہے تو یہی اُسکو کافی ہی اور بعض علماءؒ سے منقول ہی کہ ع
توقف در یک مسئلہ دین ای فتی - بہتر ست از الف رکعت با ریا - یعنے دین کے ایک مسئلہ مین غور رکھنا ہزار رکعت ریاکاری سے بہتر ہے
حاصل یہ کہ انھون نے نفاق سے توبہ کی اور نیک اعمال کیے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا کہ مقدر مین کمی و بیشی نہین ہوسکتی اور ریا سے
دین کو خالص و پاک کیا- فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ تو ایسے لوگ ساتھ ہونگے مومنونکے ف قال ابن کثیرؒ یعنے قیامت کے
روز مومنونکے زمرہ مین ہونگے قال الفراء یعنے اُن مومنون مین شامل ہونگے جنسے کبھی نفاق سرزد ہی نہین ہوا اور اسی پر دلالت کرتا ہی
جو حدیث مین ثابت ہوا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی جیسے وہ شخص جس نے گناہ ہی نہین کیا اور بعض نے وہم کیا کہ مع المؤمنین کہنے مین
ایک طرح کا غصہ ہی کہ انکو ہم المؤمنون نہین کہا بلکہ مع المؤمنین کہا حالانکہ یہ وہم واہی ہی اور ماہر زبان و بلاغت کلام پر پوشیدہ نہین کہ فاولٰئک
ہم المؤمنون یہان بدرجہا بلاغت سے اُترا ہوا ہی بلکہ معنی وہی ہین جو فراءؒ نے بیان کیے ہین ہان یہ صحیح ہی کہ اسمین ان لوگون کے فی الجملہ
نقصان کی طرف اشارہ ہی اور مقصود یہ ہی کہ اُنکو صرف مومنون کی معیت ہی نہ کمال قربت و صحیح یہ جو مفسر جلالؒ نے فرمایا اے مع المؤمنین
فیما یؤتونہ- یعنے یہ لوگ ساتھ ہونگے مومنون کے اُن چیزون مین جو مومنون کو عطا ہوگی- وَ سَوۡفَ یُؤۡتِ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
اَجۡرًا عَظِیۡمًا- اور قریب ہی کہ عطا کریگا اللہ تعالیٰ مومنونکو اجر عظیم ف یعنے آخرت مین اور وہ اجر عظیم جنت ہی- مترجم کہتا ہی کہ اولیٰ یہ ہے کہ یون
کہا جاوے کہ منجملہ اجر عظیم کے ایک جنت ہی کیونکہ جس اجر کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فرمایا اسکو بندے کی مجال نہین کہ دریافت کرلیوے کما سبق عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ فی مثلہ سراج مین کہا کہ قولہ یوت اللہ- مین تمام مصاحف مین بالاتفاق کتابت سے یاء محذوف ہی یعنے یوتی اللہ نہین ہے
پس ضرور ہی کہ یون ہی لکھا جاوے اگرچہ اسکے حذف ہونے کا کوئی سبب نہین ہی- اور بعض نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہی کہ یاء مذکورہ ساکن تھی
اور بعد اسکے لام ساکن تھا پس تلفظ مین وہ حذف ہوئی بسبب التقاء ساکنین کے تو خط مین بھی باتباع تلفظ حذف ہوئی جیسے اسکی نظیر قولہ
یوم یدع الداع اور سندع الزبانیہ اور یوم یناد المناد- اور اسکے مانند مین واو اور یاء حذف ہین اور مشہور قاریون نے خط کی اتباع سے اسپر
وقف کیا اور یاء پر وقف نہین کیا حالانکہ اصل وہی ہی چنانچہ منجملہ قراء کے یعقوب و حمزہ و کسائی بنظر اصل کے یاء پر وقف کرتے ہین قال المترجم
یہ کلام قابل تسکین نہین ہی کیونکہ صاحب سراج المنیر کا منشا یہ ہی کہ قواعد رسم الخط کے موافق کوئی وجہ اسکی معلوم نہین ہوتی جو مطرد ہو کہ یہان
یاء کیون حذف ہوئی اور تلفظ پر مدار رسم الخط نہین خصوص قرآن مجید مین چنانچہ قولہ لَاِلَی اللّٰہِ تُحۡشَرُوۡنَ- در اصل و تلفظ یون ہی لا الی اللہ

ف اسواسطے کہ یہ فعل منافقونکا ہی تم انسے مشابہت مت پیدا کرو اور اولیا بنانے کے معنے جس سے ممانعت ہی یہ ہین کہ انسے مصاحبت اور دوستی مت رکھو اور انسے اپنے حق مین نصیحت و دلسوزی مت چاہو اور در پردہ دل سے اُنکے دوست مت رہو اور مومنون کے پوشیدہ ارادات در بارۂ جہاد وغیرہ کے اُنسے مت ظاہر کرو۔ اور ظاہر و باطن اُنسے موالات مت کرو لیکن اگر بچاؤ کے واسطے کچھ زبان سے ظاہر کرو بدون اسکے کہ دل مین ہو تو درصورت خوف کے روا ہی اور قولہ الا ان تتقوا منہم تقاۃ الآیۃ کی تفسیر مین گذر چکا ہی۔ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ یعنے کیا تم اُنکی موالات کے سبب سے اوپر اللہ تعالیٰ کیواسطے کھلی دلیل و برہان بناتے ہو اپنے منافق ہونیکی۔ حاصل آنکہ ایسا کرنا تمپر برہان واضح ہی کہ تم بھی منافق ہو۔ اور قتادہ رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تو اپنی مخلوق پر ہر حال مین سلطان و قدرت حاصل ہی لیکن وہ تعالیٰ عذر مبین فرماتا ہی اور حضرت ابن عباس رض سے روایت ہی کہ قرآن مین جہان سلطان مذکور ہی اُس سے مراد حجت ہی رواہ ابن ابی حاتم باسناد صحیح و کذا قال مجاہد و عکرمہ و ابن جبیر و محمد بن کعب الضحاک وغیرہم۔ اور لفظ سلطان مذکر و مؤنث دونون آتا ہی مگر قرآن مین مذکر ہی مستعمل ہوا اور سلطان مبین کے معنے یہ کہ تمہارے اوپر منافقون کے مانند عذاب کیے جانے کے لیے یہ موالات پوری حجت ہی۔ اور کلام مین مبالغہ واضح ہی کیونکہ تریدون پر استفہام انکاری داخل فرمایا اور یون نہین فرمایا کہ اتجعلون پس اسمین تہویل ہے کہ یہ موالات ایسی بری بات ہی کہ کسی عاقل سے اسکا ارادہ بھی صادر نہونا چاہیے پس موالات کا صادر ہونا تو بہت بڑھکر بدتر ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ یعنے منافقین دوزخ کی سب سے نیچی جگہ مین ہین ف اور وہ اسکی گہراؤ کی تہ ہی اور درک بفتحتین و بسکون ثانی دونون لغت اور دونون قراءۃ آئی ہین قال النحاس و الاول افصح ہی اور وہ طبقۂ دوزخ ہی اور دوزخ کے طبقات کو درکات کہتے ہین جیسے جنت کے طبقات کو درجات کہتے ہین پس منافق کو درک اسفل سے بہ نسبت کافر کے مزید عذاب کی وعید ہے کیونکہ دنیا مین وہ تلوار سے بچ رہا تو آخرت مین درک اسفل کے عذاب سے برابر کر دیا گیا اور نیز کافر کے ساتھ کفر مین برابر تھا اور اس سے بڑھکر اس بات مین کہ اسلام کو اُسنے ٹھٹھول بنایا اور اہل اسلام سے دھوکا کیا اور لوگون کو جو سچائی کے ساتھ اسلام لانا چاہتے تھے تردد مین ڈالا اور ارکان اسلام مین سُستی کرکے دوسرونکو جو منافق نہ تھے سُست کر دیا اور مانند اسکے بہت سے مفسدے اسکی ذات سے برپا ہوے اسی واسطے حدیث صحیح مین اسکی نظیر اُس شخص کو جو ذوالوجہین ہو کہ اُسکے سامنے اُسکی سی کہے اور دوسرے کے سامنے دوسرے کی سی کہے بڑھکر شریر فرمایا ہے لہذا منافق کو کافر سے زیادہ عذاب دیا گیا چنانچہ دوزخ کے سات طبقون یعنے جہنم۔ لظیٰ۔ حطمہ۔ سعیر۔ سقر۔ جحیم۔ ہاویہ۔ مین سے درک اسفل یعنے ہاویہ کا عذاب دیا گیا اور ابن عباس رض سے ہی کہ قولہ فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنے فی اسفل النار۔ اور یہی مفسرین نے اختیار کیا ہی۔ اور ابوہریرہ رض نے کہا کہ دوزخ کی تہ مین آگ کے صندوقون مین ہونگے جو اُنپر دہکتے ہونگے رواہ ابن جریر اور دوسری روایت مین کہا کہ صندوقونمین بند اوپر و نیچے سے آگ روشن ہوگی رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم اور ایسا ہی ابن مسعود رض سے مروی ہی اور ایک روایت مین ہی کہ صندوق ایسے بند ہونگے کہ جنمین کھلنے کی جگہ معلوم ہی نہوتی ہوگی نعوذ باللہ تعالیٰ من عذاب اللہ عافانی اللہ ایای مع المؤمنین من عذابہ وہو الغفور الرحیم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اور تشدید فرمائی بقولہ۔ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا۔ اور کبھی نہ پاویگا تو اُنکے واسطے نصیر ف یعنے کوئی اُنکا مددگار جو اُنکو عذاب الٰہی سے بچا دے اور یہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہی یا ہر ایسے شخص کو جو سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہی یہ حال اُن لوگونکا ہی جو اس دنیاے ناپائدار کے واسطے منافق بنے اور جان بوجھکر یہ عذاب اور یہ غضب الٰہی اپنے ہاتھون اپنے سر پر لیا حالانکہ وہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی رحمت سے اُنکو پوری نصیحت فرمائی اور کامل ارشاد سے راہ بتائی پھر جو لوگ نیک بخت و سعید تھے وہ اس عذاب شدید سے بچے چنانچہ اُنکو ایک توبہ سے استثنا فرمایا

لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ - نہ منسوب ہین کافرون کی طرف اور نہ مومنون کی طرف اسواسطے کہ حالت انکی یہ تھی کہ ایمان وکفر کے درمیان متردد تھے پس نہ وہ مومنون کے ساتھ ظاہر اً وباطناً تھے اور نہ کافرونکے ساتھ بلکہ بعض انمین سے ایسے تھے کہ ظاہر مین مومنون کے ساتھ تھے اور باطن مین کافرون کے ساتھ تھے اور بعض ایسے تھے کہ اُسکو شک چھا گیا تھا اور چھایا کرتا تھا پس کبھی تو کافرون کی طرف میلان کرجاتا اور کبھی مومنون کی طرف اور یہان سے ظاہر ہوا کہ قولہ لاالی ہؤلاء ولاالی ہؤلاء - بلیغ جامع ہے اور مجاہد رحمہ نے فرمایا کہ لاالی ہؤلاء یعنے نہ اصحاب محمد صلعم کی طرف - ولاالی ہؤلاء یعنے نہ یہود کی طرف اور اولی یہ ہے کہ تخصیص یہود کی نہ کیجاوے بلکہ کفار عام رکھے جاوین - اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ منافق کی مثل جیسے وہ بکری جو دو گلون کے بیچ مین متردد ہے کہ کبھی اُسکی طرف آتی اور ماری جاتی ہے اور کبھی اُسکی طرف جاتی اور ماری جاتی ہے نہین جانتی کہ دونون مین سے کسکے پیچھے لگ جاوے رواہ الشیخان وغیرہم اور امام احمد وغیرہم کی روایت مین آیا ہے کہ مومن ومنافق وکافر کی مثال جیسے تین آدمی ایک نہر پر پہونچے پس مومن تو اُسکو عبور کرگیا اور کافر ٹھہر رہا اور منافق اندر گھسا جب میان مین پہونچا تو کافر نے پکارا کہ کہان جاتا ہے مجھے خوف ہے کہ تو ہلاک ہوگا ادھر میری طرف آ اور مومن نے پکارا کہ ادھر میری طرف نجات اور ایسی اور ایسی خوبیان ہین پس اُسنے متردد ہو کر دونون طرف دیکھنا شروع کیا اور اسی حال مین ایک موج آئی اور اُسکو غرق کردیا۔ قتادہؒ نے کہا کہ منافق بھی برابر اسی شک وشبہہ مین پڑا رہتا ہے یہانتک کہ اسی حال مین اُسکو موت آجاتی ہے قال المترجم اس مثل مین یہ بھی نکلا کہ منافق اُس کافر سے بھی بدتر رہا جو کنارے ٹھٹھک رہا تھا اور یہی ثابت ہے کہ منافقین کو کافرون سے زیادہ عذاب ہوگا - وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا اِلی الہدی اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا تو اُسکے واسطے تو راہ نہین پاویگا کہ ہدایت مین لے آوے یعنے منافقین جنکو حضرت خالق عزوجل نے راہ نجات سے دور کردیا پھر اُنکا کوئی ہادی نہین ورنہ اس بلا سے اُنکو کوئی نکالنے والا ہے کیونکہ او تعالیٰ کے حکم پر کسی کو دم مارنیکی مجال نہین وہو کما قال لایسئل عما یفعل وہم یسئلون - جو چاہے کرے اس سے بازپرس نہین اور بندے پیدا کیے جو کرین اُنسے پوچھا جاے گا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَتُرِیْدُوْنَ
اے ایمان والو نہ پکڑو کافرون کو رفیق مسلمان چھوڑکر کیا لیا چاہتے ہو

اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ
اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح منافق رہین سب سے نیچے درجے مین آگ کے

وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا
اور ہرگز نپاوے گا تو اُنکے واسطے کوئی مددگار مگر جنھون نے توبہ کی اور سنوارا آپ کو اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور نرے

دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝
حکم بردار ہوے اللہ کے سو وہ ہین ایمان والون کے ساتھ اور آگے دیگا اللہ ایمان والون کو ثواب بڑا

مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا ۝
کیا کریگا اللہ تمکو عذاب کرکر اگر تم حق مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب جانتا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا - یہ خطاب خالص مومنون کو ہے - لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ - یعنے ایسے کافرون کو جو کھلے خزانہ منکر وکافر ہین - اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ - یعنے اے ایمان والو تم مومنون کے سوا کافرون کو اپنے ولی دوست مت بناؤ

کہ لوگون کو دکھلانے کے لیے کرتے تھے ۔ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ ای لا یصلّون الا ریاءً ۔ یعنے نہین نماز پڑھتے ہین مگر ریاکاری کے واسطے پس مراد ذکر سے نماز ہی بقرینہ سیاق اور ہوسکتا ہی کہ مراد حقیقت ہو یعنے دکھلانے کو نماز پڑھتے ہین اور نہین یاد الٰہی کرتے اور ابن عباس رض نے کہا کہ اسواسطے ایسا فرمایا کہ اُنکی غرض فقط لوگون کا دکھلانا تھی اور اس قلیل کو اگر اللہ تعالیٰ کیواسطے ادا کرتے تو یہ ذکر کثیر ہوتا کذا فی المعالم اور یہ مؤید تفسیر شیخ جلال رح ہی اور حدیث مین ہی کہ جو شخص سنانے کو کچھ کرے اللہ تعالیٰ اُسکو بدلا دیگا اور جو دکھلانے کو کرے اللہ تعالیٰ اُسکو بدلا دیگا یعنے وہ بھی اسیطرح قیامت مین دکھلایا وسنایا جائیگا جس سے اُسکی توہین ہوگی ۔ اور ایک حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص علم اسواسطے حاصل کرے کہ عالم کہلاوے اُسکو سخت عذاب ہوگا اور دنیا مین اُسکو یہ بات حاصل ہوجائیگی ۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ لوگونکے ظاہر مین اللہ تعالیٰ بندے کو جنت مین لیجانیکا حکم فرمائیگا اور موڑکر دوزخ مین ڈالا جائیگا اور شیخ ابن کثیر رح نے بروایت ابن مردویہ از ابن عباس رض وارد کیا کہ آدمی کو مکروہ ہی کہ نماز کیطرف اس حال سے کھڑا ہو کہ اُسکو ادا کرنا بھاری ہو ولیکن یون کھڑا ہونا چاہیے کہ خندان پیشانی بڑی رغبت سے نہایت خوش ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ اُسکے مواجہہ مین اُسکی مغفرت فرماتا ہی اور اُسکی دعائین قبول فرماتا ہی پھر ابن عباس رض نے یہ آیت پڑھی واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ ۔ اور یہ حالت اُن منافقون کی ظاہری ہی اور باطنی خباثت یہ ہی کہ لوگونکو دکھلاتے ہین یعنے اُنکو اخلاص نہین اور اُنکا معاملہ اللہ تعالیٰ سے نہین بلکہ تقیہ کے طور پر نماز کا فعل کرتے ہین اور اسی وجہ سے اکثر یہ لوگ ایسی نماز سے جس مین ریا نہین اور مشقت ہی مانند عشاء و صبح کے جو اندھیرے مین آنحضرت صلعم ادا کیا کرتے تھے غائب ہوتے تھے چنانچہ صحیحین مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ منافقون پر سب سے زیادہ بھاری نماز عشاء و فجر ہی اور اگر وہ لوگ جانتے کہ ان دونون نمازون مین کیا ثواب عظیم ہی تو ضرور آتے اگرچہ چوتڑون کے بل گھسلتے ہوتے اور البتہ مین نے قصد کیا کہ حکم دون کہ نماز قائم کیجاوے پھر ایک شخص کو حکم دون کہ نماز پڑھا دے پھر مین چند آدمیون کو لیکر جنکے پاس لکڑیون کے گٹھے ہون ایسی قوم کی طرف جاؤن جو نماز مین نہین حاضر ہوتے پھر اُنپر اُنکے گھر آگ سے جلا دون قال المترجم آنحضرت صلعم نے بخیال بچون و عورتون کے گھر نہین جلائے جیسا کہ دوسری روایت مین مصرح ہی اور کوئی وجہ ہو مگر یہ تہدید شدید ہی اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ایسا ہو کہ جہان اُسکو لوگ دیکھین تو اچھی طرح نماز پڑھے اور جہان تنہا ہو تو بری طرح پڑھے تو اس سے اُسنے استہانت کی رواہ ابو یعلی اور ریاکاری ایک فعل نہایت بد ہی اور منجملہ اُن افعال کے قرار دیا گیا جو نیکیونکو کھاجاتا ہی اور بعض روایات مین اسکو شرک قرار دیا اور لوگ کس کثرت سے اسمین گرفتار ہوتے ہین نعوذ باللہ من الریاء والسمعۃ و نستغفر اللہ ۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ ولا یذکرون اللہ الا قلیلا ۔ یعنی اُنکو نماز مین نہ خشوع ہی اور نہ جانتے ہین کہ ہم منھ سے کیا کہتے ہین اور سہو و لہو مین پڑے اصلی مقصد سے غافل ہین اور حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہی تین مرتبہ فرماکر کہا کہ بیٹھا رہتا ہی یہانتک کہ جب آفتاب اس حال پر پہونچ جاتا ہی کہ ڈوبنے کو شیطان کے دو سینگونکے بیچ مین ہوجاتا ہی تو کھڑا ہو کہ چار ٹکرین مار لیتا ہی نہین یاد کرتا اُنمین اللہ تعالیٰ کو مگر تھوڑا رواہ مالک و مسلم والترمذی والنسائی اور مترجم کہتا ہے کہ معنی حدیث کے واللہ اعلم یہ ہین کہ مسلمان اگر ایسی نماز پڑھے تو یہ منافق کے مانند نماز ہوئی کیونکہ اُسنے اس جلدی مین ذکر الٰہی بہت قلیل کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے منافق کو فرمایا کہ لا یذکرون اللہ الا قلیلا پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کے ایمان کو فرمایا ۔ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۔ درحالیکہ کفر و ایمان کے درمیان متردد ہین ۔ اور یہ جملہ حال ہی اور کشاف مین ہی کہ مُذَبْذَب کے حقیقی معنے وہ چیز جو پے در پے دونون طرف سے دور کی جاوے پس کسی جانب نہ ٹھہرے اور مذبذب مین ایک تکرار ہی جو مُذَبّب مین نہین گویا معنے یہ ہین کہ ہر بار جب وہ کسی جانب مائل ہوا تو وہین سے ہٹایا اور دور کیا گیا ۔ پھر اس تذبذب کا نتیجہ فرمایا

جانتا ہے کہ میرے حال سے کوئی واقف نہیں ہی چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ منافقین دھوکا دیتے ہین اللہ تعالیٰ کو
ف باین معنے کہ یون سمجھتے ہین کہ ہمنے زبان سے ظاہر کردیا پس اسی پر مدار ہی اور ہمارے حال سے کوئی واقف نہین ہے یا باین طور کہ
وہ اظہار کرتے ہین برخلاف اُسکے جو دل مین کفر پوشیدہ کیا ہی تاکہ اپنے سر سے اللہ تعالیٰ کے دنیاوی احکام کو دور کرین پس اُنپر جہاد نہین
ہوتا اور کافرون پر جو مواخذہ از قسم جزیہ وغیرہ ہے وہ ان سے نہین لیا جاتا بلکہ غنیمت وغیرہ سے اُنکو حصہ ملتا ہی پھر فرمایا۔ وَهُوَ
خَادِعُهُمْ۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کو مکر مین ڈالتا ہی ف اس طرح کہ دنیا مین اُنکے مکر کی اطلاع دیکر سب مین فضیحت فرماتا ہی اور آخرت مین
اُنکو عذاب شدید مین ڈالیگا۔ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کے کھلے و چھپے بھید سے آگاہ اور سب جانتا ہی پس اسکو کوئی فریب
و دھوکا نہین دے سکتا پس قولہ یخادعون اللہ یعنے وہ لوگ اپنی جہالت سے ایسا سمجھتے ہین کہ ہمنے دھوکا دیا اور یا انکا اسلام ظاہر کرنا
اور کفر پوشیدہ کرنا یہی خداع ہی اگرچہ او تعالیٰ کی درگاہ مین چل نہین سکتا اور اسکے مقابلہ مین یہان فرمایا وہو خادعہم یعنے اور اللہ تعالیٰ انکا
خادع ہی۔ کشاف مین مذکور ہی کہ محاورہ بولتے ہین خادعتہ فخدعتہ۔ یعنے مین نے اور اُسنے ایک دوسرے سے فریب کیا پس مین نے اسکو
فریب دیا یعنی مین ہی اُسپر غالب ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خداع بمعنے حقیقی نہین ہوسکتا اسواسطے کہ خداع وہ کہ جو فریب کے ذریعہ سے
اپنی مراد کو پہونچے اور اللہ تعالیٰ سب قدرت رکھتا ہی پس خداع نقص ہی جو جناب الٰہی کی طرف منسوب نہین ہوسکتا لہذا مفسرؒ نے کہا کہ خادعہم
کے معنے یہ کہ او تعالیٰ اُنکو اُنکے خداع پر سزا دینے والا ہی پس وہ فضیحت ہونگے دنیا مین اسطرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلعم کو اس چیز کی اطلاع دیدیگا جو
اُنھون نے چھپا رکھی اور عاقبت مین عذاب کیے جاوینگے اور حسنؒ سے روایت ہی کہ قیامت مین ہر مومن و منافق پر نور ڈالا جائیگا جسکی روشنی مین
چلینگے یہانتک کہ جب صراط تک پہونچینگے تو منافقون کا نور بجھ جائیگا اور مومنین اپنے نور مین گذر جائینگے پس یہ اللہ تعالیٰ کی خدیعت ہے
و قد روی عن السدی و مجاہد و سعید بن جبیر نحوہ مترجم کہتا ہی شاید یہ تفسیر ماخوذ ہی از قولہ تعالیٰ یوم یقول المنافقون و المنافقات للذین آمنوا انظرونا
نقتبس من نورکم الآیہ یعنے جسدن منافق مرد اور منافقہ عورتین درخواست کرینگی مومنون سے کہ ذرا ہماری رعایت کرلو کہ ہم تمہارے نور سے روشنی
لے لین۔ ھ۔ اور بعض احادیث مین بھی منافقین کا نور بجھ جانا مذکور ہی۔ بالجملہ منافقین فرط جہالت سے یہ جانتے تھے کہ ہماری باتین جیسی لوگونکے
نزدیک چلتی ہین ایسی ہی یہ باتین اللہ تعالیٰ کے نزدیک رائج ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ یوم یبعثہم اللہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم الآیہ
جسدن اللہ تعالیٰ سب کو حشر کریگا تو اُسکے سامنے بھی جھوٹی قسم کھاوینگے جیسے تمہارے سامنے جھوٹی قسم کھاتے ہین۔ ھ۔ پس بنا بر
انکی زعم کے او تعالیٰ نے فرمایا یخادعون اللہ و ہو خادعہم۔ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ۔ مع المومنین۔ قَامُوْا كُسَالٰى
تثاقلین۔ اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو یعنے مومنون کے ساتھ تو کھڑے ہوتے ہین درحالیکہ کسلمند ہین یعنے بھاری بدن ہین یعنے ناگواری سے
نماز کو کھڑے ہوتے ہین۔ اور قول المفسر رحمہ اللہ مع المومنین مین اشارہ ہی کہ تنہا تو کھڑے ہی نہین ہوتے چنانچہ قتادہ نے فرمایا کہ واللہ اگر مومنین نہوتے
تو کوئی منافق نماز نہ پڑھتا اور یہ کسل اُنکو بوجہ اسکے کہ ثواب کی امید نہین اور عذاب کا ڈر نہین بلکہ نماز کو جو عجیب نعمت اور آنحضرت صلعم کی آنکھون کی
ٹھنڈک تھی یہ منافق اسکو محض عبث اور فعل لغو تصور کرتے ہین جس سے اُنپر بھاری پڑجاتی ہی جیسے بیگاریون وغیرہ کا حال ہی اور اگر ظاہر مین لوگونکا
خیال نہوتا تو نہ پڑھتے چنانچہ فرمایا۔ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ۔ دکھلاتے ہین لوگونکو اپنی نماز یعنے مومنونکو دکھلانے کے لیے نماز پڑھتے تھے
ریا کہتے ہین کسی قول و فعل جمیل کو اس غرض سے ظاہر کرنا کہ اسکو لوگ دیکھین اور اس سے غرض اتباع حکم الٰہی نہو۔ اور مراءۃ بر وزن مفاعلت
یہان ظاہر ایک جانب سے ہی اسواسطے کہ مومنین اُنکو نہین دکھلاتے تھے اور یہ جملہ حال واقع ہی یعنے کسالی نماز پڑھتے وہ بھی اس حال مین

فائدہ نہین رہتا ہی اور بعض نے کہا کہ معنے کلام کے یہ ہین کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کافرون کو کوئی راہ نہین دیتا مومنون پر جب تک کہ مؤمنین حق پر عمل کرنے والے اور باطل سے ناراض اور امر بالمعروف ونہی از منکر پہ قائم اور باہم متفق رہین اور ابن العربی نے کہا کہ یہ تاویل خوب نفیس ہے اگر کہا جاوے کہ قولہ جب تک سے آخر تک کے قیود اپنی طرف سے زائد ہین جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ مومنین ہونا چاہیے اور مومنین ہونے کے لیے یہ امر ضروری ہی بلکہ وہ دنیا سے بیزار اور آخرت کے خواستگار ہون اور دنیاوی کامون کو شرعی نیت سے کرین پس خلاصہ کلام یہ کہ کافرون کو راہ ان لوگون پر نہین ہی جو مؤمنین صادقین ہین۔ واضح ہو کہ اس آیت سے چند مسائل ثابت ہوتے ہین اول آنکہ مسلمان غلام کو اگر ذمی نے خریدا تو اصح قول یہ کہ بیع صحیح نہین ہی اور دوسرا قول یہ کہ بیع صحیح ہی ولیکن اُسیوقت کافر کے ہاتھ سے اسکی ملک زائل کرادی جاوے مثلا حکم دیا جاوے کہ اسکو مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرے دوم آنکہ اگر مسلمان کے مال پر کافر مسلط ہوئے تو مالک نہین ہوتے کیونکہ انکے واسطے کوئی سبیل نہین رکھی گئی ہی سوم کافر کے بدلے مسلمان قتل نکیا جاوے چہارم آنکہ جورو و مرد مسلمان ہین پھر مرد مرتد ہو گیا تو ارتداد ہی سے دونون مین بالکل جدائی ہو گئی یہ قول حنفیہ کا ہی اور بیضاوی رح نے اسپر اعتراض کیا کہ یہ ضعیف ہی اسواسطے کہ عدت گذرنے سے پہلے اگر وہ پھر مسلمان ہو گیا تو نفی نہین نکلتی کہ مرد کو اسپر راہ حاصل نہو گی رد کر دیا گیا کہ مرتد ہوتے ہی بسبب کافر ہونے کے صادق آیا کہ اسکی کوئی راہ نہین ہی پھر بعد نفی ہو جانے کے ایام عدت مین عود کرنے کے لیے کوئی موجب دیگر چاہیے اور وہ موجود نہین ہی پنجم آنکہ کافر کی گواہی مسلمان پر مقبول نہین ہی

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا
منافق لوگ فریب کرتے ہین اللہ تعالیٰ سے اور اللہ انکو سزا دینے والا ہی اور جب کھڑے ہوتے ہین نماز کو تو کھڑے ہوتے ہین

كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ
کسلمند دکھلاتے ہین لوگون کو اور نہین یاد کرتے ہین اللہ کو مگر تھوڑا مذبذب ہین اسکے بیچ مین

لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ○
نہ اُنھون کی طرف اور نہ اُنھون کی طرف اور جسکو گمراہ کرے اللہ تعالیٰ سو نہ پاوے گا تو اسکے لیے کوئی راہ

واضح ہو کہ شرع مین درحقیقت منافق اُسکو کہتے ہین جو ایمان ظاہر کرے اور باطن مین کافر ہو اور اسکے معنے یہ ہین کہ ظاہر کرنے کہ مجھے اللہ تعالیٰ ورسول صلعم وکتابون وملائکہ وجملہ ارکان ایمان وقیامت وحشر وبعث وجنت ونار سب کا پورا یقین ہی اور باطن مین ایسا نہو خواہ سب باتون مین نہو یا بعض بات مین نہو خواہ اسطرح کہ بعض بات کا بالکل یقین نہو اور خواہ کل باتونکا یقین نہوا ورخواہ گمان ہو کہ ایسا ہی ہی یا نہین اگرچہ گمان غالب ہو کہ ایسا ہی ہی تاہم وہ مؤمن نہین بلکہ کافر منافق ہے کیونکہ اگر بعض باتونکا یقین نہوا یا بعض مین کچھ تردد ہوا تو ایمان متحقق نہو گا کیونکہ بدون یقین کے ایمان نہین ہی پھر واضح ہو کہ اگر سب باتون کا یقین ہو لیکن ایک غفلت ومعصیت کی وجہ سے پردہ ہو جس سے بعض افعال حرام کا مرتکب ہو جنکو نفاق کہا گیا ہی جیسے حدیث مین ہی کہ جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امانت دیا جاوے تو اُسمین خیانت کرے پس یہ منافق ہی تو اکثر علما نے کہا کہ یہ منافق عملی ہی یعنے اپنے کامون مین منافقانہ برتاؤ کرتا ہی اور حذیفہ رض سے پوچھا گیا کہ منافق کون ہی فرمایا کہ جو اسلام کو بیان کرے اور اُسپر عمل نہ کرے پھر چونکہ منافق کو معرفت الٰہی نہین ہے تو اپنی دانست مین وہ

ہوئی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ف تمنے فتح پائی اور غنیمت حاصل ہوئی تو آکر تمسے چاپلوسی اور دوستی ظاہر کرنے لگے۔ قَالُوٓا اَلَمۡ نَكُنۡ مَّعَكُمۡ۔ تمسے کہنے لگے کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہین ہین ف یعنے ہم تو دین جہاد مین تمہارے شریک ہین پس تم ہمکو بھی غنیمت مین سے حصہ دو۔ وَاِنۡ كَانَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ نَصِيۡبٌ۔ اور اگر کافرون کے واسطے کچھ نصیبہ ملا یعنے تمہاری فتح نہوئی تو کافرون سے جاکر چاپلوسی کرنے لگے۔ قَالُوٓا اَلَمۡ نَسۡتَحۡوِذۡ عَلَيۡكُمۡ کافرون سے کہنے لگے کیا ہم تمپر نہین مستولی ہوگئے تھے ف ہمکو تمپر بالکل قابو تھا چاہتے تو تمکو گرفتار کرلیتے اور قتل کرڈالتے مگر ہمنے تمکو باقی رکھا۔ وَنَمۡنَعۡكُمۡ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور کیا نہین باز رکھا ہمنے تمکو مومنون سے یعنے ہمین نے تمکو مومنون سے بچایا اسطرح کہ ہمنے انکا ساتھ چھوڑ دیا اور ایسی بات سمجھائی کہ وہ ڈرکر بھاگ نکلے اور تمہارے پاس انکی خبرین خط کے ذریعہ سے بھیجین پس تمپر ہمارا احسان ہے حاصل آنکہ اُنسے بھی دنیا حاصل کرنی چاہتے ہین قَالَ الۡبَيۡضَاوِيُّ مسلمانون کی ظفر کو فتح فرمایا اور کافرون کی ظفر کو فقط نصیب کہا اسوجہ سے کہ کافرونکو اس سے خسیس حصہ ملا کیونکہ وہ فقط امر دنیاوی نیت پر جو جلد زائل ہوجانے والی ہے لڑے اور قولہ کان لکم فتح من اللہ مین اشارہ ہے کہ یہ امور مقدرات ہین اور کبھی کافرون کو بھی غلبہ دینا بمقتضاے حکمت الٰہی ہے تاکہ مومنون کا امتحان باقی رہے اور انجام کار مومنون کیواسطے نصرت و غلبہ متعین ہے الحاصل دنیا مین منافقون کی شناخت بتلائی اور مومنون مین انکو مشتہر کردیا اور اپنے دین اسلام کے ظاہری قرار سے اُنکو قتل و قید سے چھوڑ دیا مگر آخرت مین منافقون کو نجات نہوگی چنانچہ مومنون کو خطاب فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اللہ تعالیٰ حکم کریگا تمہارے درمیان بروز قیامت ف چنانچہ اے صادق مومنین تمکو جنت مین داخل کریگا اور منافقون کو دوزخ مین جھونکیگا اور چونکہ بینکم خود دو چیزون کو مقتضی ہے لہٰذا مراد ظاہر ہے کہ تمہارے اور منافقون کے درمیان فیصلہ فرماویگا شیخ ابن کثیر رح نے یہ خطاب منافقون کی طرف قرار دیا چنانچہ کہا کہ قولہ تعالیٰ فاللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ ای منافقو تمہارے حال سے اللہ تعالیٰ کو علم حقیقی ہے وہ حکم عدل فرماویگا کیونکہ وہ تمہاری بد باطنی کو خوب جانتا ہے پس ظاہر شرع مین جو احکام تمپر جاری کیے ہین اس سے مغرور مت ہو کیونکہ اسمین مصلحت و حکمت ہے اور بروز قیامت تمکو تمہارے سرائر ظاہر ہونگے اور جو کچھ دلون مین تھا اسدن کھولدیا جائیگا مترجم کہتا ہے کہ منافقون سے ظاہری اسلام قبول کرنیکی حکمت مین سے یہ امر کبیر ہے کہ نفاق تو قیامت تک رہیگا اور خالی اعمال سے دلی حال نہین کھلتا بلکہ بعض سچا مؤمن بھی گناہ مین پھنس جاتا ہے اور بعض منافق کبھی مکر سے بڑا عابد زاہد بنجاتا ہے تو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکر شناخت ہوتی کیونکہ سلطان خالی گمان سے کبھی مسلمان کو منافق سمجھکر قتل کرڈالتا اور بکثرت مکار منافق کو معزز سمجھا جیسے اکثر عوام الناس ایسے مکارون کے معتقد ہوجاتے ہین۔ پھر واضح ہو کہ کسی زمانہ مین منافقون کی یہ مراد پوری نہوگی کہ مومنین مٹ جاوین قال تعالیٰ۔ وَلَنۡ يَّجۡعَلَ اللّٰهُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَبِيۡلًا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کافرونکے لیے مؤمنونپر راہ نہین رکھی ف یعنے ایسی راہ نہین رکھی کہ بالکل جڑ سے کھودین پس دنیا مین اگرچہ کافرون کو غلبہ ہو مگر ایسا غلبہ نہوگا کہ مسلمانون کو جڑ سے نابید کرسکین چنانچہ جب کسی قوم کافر نے یہ قصد کیا وہ خود تباہ ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے مومنون کو فتح و نصرت عنایت فرمائی والحمد للہ رب العالمین اور بعض نے کہا کہ سبیل سے مراد حجت ہے کما قال السدی رح اور معنے یہ ہین کہ دلیل و حجت کی راہ سے مومنون پر کافرون کو کبھی غلبہ نہوگا۔ اور ابن عطیہ نے کہا کہ تمام اہل تاویل کے نزدیک مراد اس سے یہ ہے کہ بروز قیامت کافرون کو مسلمانون پر کوئی راہ نہوگی کذا روی عن علی و ابن عباس رض وکذا رواہ السدی عن ابی مالک لیکن ابن العربی رح نے اعتراض کیا کہ اس تاویل پر خبر کا کوئی

منافقون وکافرون کو جہنم مین اکٹھا کرنے والا ہی ف یعنے دونون فریق کو جہنم مین جمع فرما ویگا جیسے دنیا مین دونون کفر اور ٹھٹھا کرنے پر
مجتمع ہوئے تھے ف فی العرائس قوله تعالیٰ ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا - اسمین حق تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جولوگ پابند نفس ہین
وہ عزت کو ایسی جگہ سے طلب کرتے ہین جہان ذلت ہی اسواسطے کہ عزت صفت ازلی ہی اور جوشخص بصفت ازلیہ موصوف نہین وہ اگر عزت چاہتے
ہین تو ایسی ذات سے عزت چاہین جسکو حضرت حق تعالیٰ نے اپنی عزت سے عزیز فرمایا ہی یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے صحابہ و اولیا کے
پاس سے عزت ڈھونڈھین کیونکہ انپر عزت حق کی چادر ہی وقد قال تعالیٰ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین پس جسنے حق عزوجل سے عزت ڈھونڈھی
وہ عزیز ہوا اور جو غیر پر مغرور ہی وہ ذلیل ہوا - قال المترجم امام ابوبکر بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؏ من عز بالمولیٰ فذاك جلیل +
ومن رام عزا سواه فهو ذلیل + یعنے جسنے عزت پائی اپنے مولیٰ حق عزوجل سے وہی جلیل ہی اور جسنے سوائے اسکے کہین سے عزت چاہی وہ
ذلیل واقعی ہی ؏ ولو ان لنفسي مذ براها ملیکها + مضی عمرها في سجدة لقلیل + حاصل آنکہ میرا نفس اگر ایک سجدہ مین اپنی
عمر گزارنا بنظر احسان اپنے مولیٰ عزوجل کے تو یہ بھی بہت قلیل تھا ؏ احب مناجاة الحبیب باوجہ + ولکن لسان المذنبین کلیل +
مجھے آرزو ہوئی کہ بصد زبان اپنے حبیب سے مناجات کرون ولیکن گنہگارون کی زبان تو گونگی ہوتی ہے - شیخ ابوسعید خراز
نے فرمایا کہ جو عارف ہی وہ اللہ تعالیٰ ہی سے عزت دیکھتا ہی و واسطی رح نے فرمایا کہ جو قلب اس خواہش مین پڑا کہ اُسکو عزت حاصل ہو
تو اُسپر خرابی چھا جاتی ہی جیسے چاند کو گہن لگ گیا کیونکہ یہ نفس کی رعونت ہی - ع - الحاصل اللہ تعالیٰ نے منافقون و دنیاوی
عیش چاہنے والون کی مذمت فرمائی کہ اگر منھ سے کلمۂ اسلام ظاہر کرین تو بھی کافر بلکہ دو منھ والے کافر ہین یہ لوگ کافرون مین بیٹھکر
اللہ تعالیٰ و اسکی آیات سے تمسخر سنتے ہین پھر ان منافقون کے قبائح صریح و انکا دشمن اسلام و مسلمین ہونا ظاہر فرمایا بقولہ تعالیٰ

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ
وہی لوگ ہین جو انتظار کرتے ہین تمہارا سو اگر فتح تمہاری اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو کہنے لگے کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہین

وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ
اور اگر کافرون کے لیے حصہ ہوا تو کہنے لگے کہ ہمنے تمپر قابو نہین پایا اور مومنون سے تمکو

الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ
نہین بچایا اللہ تعالیٰ تمہارے بیچ مین قیامت کے روز فیصلہ کریگا اور اللہ نے نہین کردی کافرونکے لیے

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۧ
مومنون پر کوئی راہ

ع ۷

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ - ایسے خبیث لوگ ہین کہ تمہارے حق مین گردشونکا انتظار کرتے ہین ف یعنے اے اہل ایمان یہ
خبیث منافقین تمہارے دشمن باطنی ہین تمہارے حق مین زمانہ کی گردشونکا انتظار کرتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے نہین تو دنیا مین
جو تغیرات پیش آتے ہین انکو زمانہ کی گردش و نیچر کی نیرنگیان سمجھتے ہین چنانچہ منافقون کو یہ انتظار رہتا تھا کہ کب ایسا حادثہ پیش آوے
کہ مسلمان سب مٹ جاوین اور کافرونکا بالکلیہ تسلط ہو کیونکہ انکے دلمین شیطان نے ڈالدیا تھا کہ اسلام پورا ہوگا اور مسلمان عنقریب زائل
ہوجاوینگے - پس یہ لوگ گردش و حوادث کا انتظار کرتے تھے - فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ - پھر اگر لڑائی مین تمہاری کشایش

نہین ہی مگر دنیا مین بوجہ اوہام شیطانی کے اسکو عزت قرار دیا جاوے شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس کلام سے مقصود یہ ہی کہ بندے آمادہ ہوجاوین
کہ درگاہ الٰہی سے عزت حاصل کرین اور اسکی بندگی مین متوجہ ہون اور ان نیک بندون مین شامل ہون جنکو دنیا و آخرت دونون مین عزت ہی
قال الامام احمد حدثنا حسین بن محمد حدثنا ابو بکر بن عیاش عن حمید الکندی عن عبادة بن نسّیؔ عن ابی ریحانة الخ یعنے ابوریحانہ سے روایت ہی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے نو باپ کافرون کی طرف نسب بکھانا مراد اسکی یہ کہ اتنے باپ دادون سے عزت و فخر حاصل کرے تو نو وہ
اور دسوان یہ سب دوزخ مین ہونگے (رواہ احمد منفردا) وَقَدْ نَزَّلَ - جمہور کی قراءت معروف ہی (اللہ تعالیٰ نے اتارا) اور بعض کی قراءت
بصیغۂ مجہول یعنے اور البتہ اُتارا گیا عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ - تم پر کتاب مین ف یعنے قرآن کے سورۂ انعام مین بقولہ تعالےٰ
و اذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم الآیہ اور جب تو ایسے لوگون کو دیکھے جو ہماری آیات مین کفر ٹٹولتے ہین تو اُنسے منھ موڑلے الخ
اور اس آیت مین یہ بھی ہی وما علی الذین یتقون من حسابہم من شئے - یعنے جو لوگ تقوی رکھین اور خود بچے رہین اُنپر ان لوگون کے وبال مین سے
جو بُرا کہتے ہین کچھ نہین ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہان یہی یاد دلایا کہ تم پر کتاب مین یہ حکم اُتر چکا ہی کہ - اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ - انہ اذا سمعتم - اٰيٰتِ
اللّٰهِ - جب سنو تم آیات الٰہی کو درحالیکہ - يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا - ان آیات سے کفر اور ٹھٹھا کیا جاتا ہی - فَلَا تَقْعُدُوْا
مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ - تو تم ان کافرون ٹھٹھا کرنیوالون کے ساتھ مت بیٹھو حتی کہ وہ لوگ دوسری بات مین
پڑین ف واضح ہو کہ سورۂ انعام مکی ہی اور کفار مکہ اپنے بتون کی ہجو سُنکر جواب مین قرآن سے مسخرہ پن کرتے تو اہل اسلام انکے ساتھ بیٹھنے سے
منع کیے گئے - پھر یہودی مردود بھی مدینہ مین ایسا کرتے مگر منافقین انکے ساتھ شریک ہوجاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکی بے ایمانی کے ظہور کا اشارہ فرمایا
کہ کتاب مین تو یہ حکم اُتر چکا تھا پھر ایمان کی شان نہین ہی کہ اسکی فرمانبرداری نہ کرے بلکہ اُسکے خلاف کرے جیسے یہ منافقین تھے کہ یہودیون کے ساتھ
بیٹھکر مذمت سنتے تھے پھر کہا گیا کہ ساتھ بیٹھنے کی ممانعت یہانتک ہی کہ وہ دوسری بات مین خوض کرین تو پھر بیٹھنے مین مضائقہ نہین ہی اور بیضاوی
نے کہا کہ قولہ یکفر بہا ویستہزا بہا - کو حال قرار دینے سے غرض یہ کہ ساتھ بیٹھنے کی ممانعت اس قید کے ساتھ ہی کہ جسکے ساتھ بیٹھا ہے وہ عناد سے
ٹھٹھا کرتا ہو اور اس سے یہ امید نہو کہ فہمایش سے اُسکو ترک کریگا اور وہان روکنے کا قابو نہین ہی - حاصل یہ ہوا کہ جہان مسلمان کو قابو نہو اور کافرون کے
مجمع مین دیکھے کہ وہ لوگ خبیث اپنی جہالت سے آیات قرآن سے مذاق و عناد کرتے ہین تو اُٹھ جاوے - واضح ہو کہ آیت مین دلیل ہی کہ ہر ایسی صحبت مین
بیٹھنا منع ہی کہ جسمین شرع کے حق مین کوئی نقص کا داغ آتا ہو خواہ ٹھٹھا کرنا یا کوئی عیب لگانا - اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دین مین بدعت نکالنے
والا اور نئی باتین نکالنے والا قیامت تک کوئی ہوا سمین داخل ہی اور واضح ہو کہ مکہ مین جو سورۂ انعام مین آیت ممانعت اُتری تھی اسمین یہ بات تھی کہ
جو شخص خود اس ٹھٹھے کو نہ کرے اُسپر وبال نہین ہے اور اس رخصت کی وجہ یہ تھی کہ وہان تمام کافر ہی کافر بھرے تھے تو جہان جاوے یہی کلمات سننے مین
آتے تھے پس رخصت دیدی تھی جبکہ خود شریک نہو اور دل سے کافرون کی بدکرداری کو بُرا سمجھے پھر مدینہ منورہ مین اسلام کثیر ہوگیا تو یہ رخصت منسوخ فرمائی بقولہ تعالیٰ
اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ یعنے اگر تم انکے ساتھ بیٹھے تو تم بھی گناہ مین انکے برابر ہو ف پھر تفصیل ظاہر ہی کہ شرع یا ارکان اسلام مین کسی
امر سے ٹھٹھا کرنا کفر ہی پس بیٹھنے والا بھی کافر ہوگا اگر انکی حرکت پر راضی ہوا کیونکہ شیطان ہر وقت گھات مین ہی پس شاید کہ شبہہ پڑ جاوے اور انکی
باتون پر راضی ہو جاوے ورنہ گناہگار ضرور ہوگا کیونکہ نہ بیٹھنے اور نہ سننے پر قادر تھا پھر خواہ مخواہ سنتا رہا اور اگر خوف سے مجبوری بیٹھا رہا تو شاید
گنہگار نہو واللہ تعالیٰ اعلم اور بدعتی کے ساتھ بیٹھنا بشرطیکہ اسکی بدعت مؤدی بکفر نہو تی ہو تو اگر خود خوض نہ کیا تو مکروہ ہی اور مباحثہ علم الفلسفیہ
اور انمین خوض مکروہ تحریمی ہی - اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا - اللہ تعالےٰ

کہ مرگئے تو ایسے لوگون مین سے کسی شخص کی توبہ اسکی موت کے بعد قبول نہین اور نہ اسکو اللہ تعالیٰ بخشیگا اور نہ اسکے لیے کوئی راہ ہی اور
ابن عباس رض نے قولہ ازدادوا کفرا کی تفسیر مین کہا یعنے اپنے کفر پر خوب حد سے تجاوز کیا اور سرکشی کرتے رہے یہانتک کہ مرگئے رواہ ابن ابی حاتم
اور ایسا ہی مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا ہی۔ واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ لم یکن اللہ لیغفر لہم سے ظاہر یہ ہی کہ جو شخص تین مرتبہ مرتد ہوا سکی توبہ قبول نہین ہی
اور شعبی رح نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ جو تین مرتبہ مرتد ہو اسکی توبہ قبول نہین اور یہی آیت پڑھی رواہ ابن ابی حاتم
ولیکن جمہور علماء سلف وخلف نے اسمین خلاف کیا اور کہا کہ مرتد اگرچہ سو مرتبہ مرتد ہو پھر توبہ کرے تو قبول ہی اور ظاہر یہ ہی کہ مراد حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی یہ ہی کہ توبہ وہ کرے اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی لیکن دنیا مین وہ قتل کردیا جائیگا پھر جو لوگ تین مرتبہ مرتد ہونیوالے کی توبہ قبول ہونے
کے قائل ہین انھون نے اس آیت مین تاویل کی بایں طور کہ مراد ازدادوا کفرا سے یہ ہی کہ کفر پر اڑا رہا یہانتک کہ مرگیا کما روی عن ابن عباس رض
ومجاہد۔ اور بایں طور کہ قولہ لم یکن اللہ لیغفر لہم سے یہ مراد کہ جبتک وہ اسی حال پر باقی ہین تب تک انکی مغفرت نہین ہی لیکن توبہ کرین تو قبول ہی
اور عبدالرحمٰن بن زید رح سے روایت ہی کہ یہ لوگ منافقین تھے کہ دو بار ایمان لائے اور دونون بار کفر کیا پھر کافر مرنے سے اسمین زیادتی کی
**قال البیضاوی** قولہ لم یکن اللہ لیغفر لہم الآیہ اسواسطے کہ ان لوگون سے یہ بات مستبعد ہی کہ کفر سے پھر جاوین اور ایمان پر مضبوط
ثابت ہون اسواسطے کہ ان کے دلونپر تو کفر کی مُہر لگی ہی اور حق سے انکی آنکھین اندھی ہین اور یہ مراد نہین کہ اگر وہ خالص نیت سے ایمان لاوین تو
انکی توبہ قبول نہین ہی پھر کہا کہ قولہ۔ **بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا**۔ دلالت کرتا ہے کہ پہلی آیت انھین
منافقون کے حق مین ہی کیونکہ وہ ظاہر مین ایمان لائے اور باطن مین بار بار کافر ہوئے پھر نفاق پر اڑے رہکر اُسکو اور بڑھایا **قال المترجم**
اسی طرف کلام ابن کثیر رح مشعر ہی پھر بشر صیغہ امر ہی اے اخبر یا محمد یعنے خبر دے منافقونکو اے محمد۔ اسواسطے کہ منافقون کو یہ کہنا کہ تمہارے لیے
عذاب الیم مہیا ہی انکے حق مین بشارت نہین بلکہ بجائے اسکے انذار ہی یعنے خوفناک خبر سنادے لیکن منافقون پر تحکم کیا اور اُن کو کھسیانے
وخوار کرنے کو یہ فرمایا اور مراد عذاب الیم سے جہنم ہی کیونکہ وہ دکھ دینے والی ہی پس الیم بمعنے مولم ہوا۔ **اَلَّذِيْنَ**۔ بدل ہے المنفقین سے
یا اسکی صفت ہی یعنے وہ منافق کہ **يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ**۔ جو مؤمنون کو چھوڑکر
کافرون کو دلی دوست بناتے ہین **ف** اس غرض سے کہ کافرون مین قوت وعزت خیال کرتے ہین بوجہ اسکے کہ کافر اسوقت بہت تھے اور
مسلمان تھوڑے اور کمزور ومحتاج تھے اور قولہ من دون المؤمنین حال ہی اے متجاوزین ولایۃ المؤمنین یعنے کافرون کو اولیاء بناتے ہین
درحالیکہ مومنون کی موالات سے تجاوز کرنیوالے ہین **قال ابن کثیر** یعنے وہ لوگ درحقیقت کافرون ہی کے ساتھ ہین کہ انھین سے
موالات کرتے اور انھین سے خفیہ دوستی رکھتے ہین پس انکا حال وہی کافرونکا حال ہی پس جیسے کافرونکی مغفرت نہین ویسے انکی
مغفرت بھی نہین ہی۔ **اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ**۔ کیا چاہتے ہین کافرون کے پاس عزت کو **ف** یہ استفہام انکاری ہے
یعنے کافرون کے پاس عزت نہین پاوینگے۔ **فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا**۔ فی الدنیا والآخرۃ ولاینالہا الا اولیاءہ۔ اسوجہ سے
کہ عزت تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے سب کی سب دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور وہ سوائے اولیاء اللہ کے اور کسیکو نہین مل سکتی یعنے
چونکہ کافر تو اعداء اللہ ہین پھر جب انکے پاس خود ہی عزت نہین ہی تو کافرون سے دوستی والونکو کہان سے ملیگی۔ اور اسمین دلالت ہی کہ جو لوگ راہ
توحید پر مستقیم ہون انکو تمام راہ شریعت کی پابندی سے دنیا وآخرت دونون مین عزت اور غلبہ ہی اور جبکہ توحید کامل نہو اور ایمان واثق نہو تو یہ
استحقاق نہو گا اور نیز دلیل ہی کہ عزت وہی ہی جو اللہ تعالیٰ واُسکے رسول صلعم کے نزدیک پسندیدہ ہو کچھ مال ودولت وغیرہ سے عزت

لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ الَّذِيْنَ

بخشے اُنکو اور نہ یہ کہ دکھاوے اُنکو راہ خوشخبری دے منافقون کو ساتھ اسکے کہ واسطے اُنکے عذاب ہے درد دینے والا وہ لوگ جو

يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ

پکڑتے ہین کافرون کو دوست سوائے مسلمانون کے کیا چاہتے ہین نزدیک اُنکے عزت پس تحقیق

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا

عزت واسطے اللہ کے ہے تمام اور تحقیق اوتارا اوپر تمہارے بیچ کتاب کے یہ کہ جب سنو تم اللہ کی نشانیون کو کہ کفر کیا جاتا ہے

وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ

ساتھ انکے اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے ساتھ اُنکے پس مت بیٹھو ساتھ اُنکے یہانتک کہ بحث کرین بیچ اور بات کے سوائے اُوسکے تحقیق تم اسوقت مانند انکے ہو

اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝

تحقیق اللہ جمع کرنے والا ہے منافقون کو اور کافرون کو بیچ دوزخ کے سبکو

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - بموسیٰ وہم الیہود یعنے مراد اس آیت سے یہود ہین اور معنے یہ ہین کہ البتہ جو لوگ ایمان لائے تھے موسیٰ علیہ السلام پر ثُمَّ كَفَرُوْا - بعبادۃ العجل - پھر کافر ہوگئے بسبب گوسالہ پوجنے کے - ثُمَّ اٰمَنُوْا - پھر ایمان لائے بعد اسکے یعنے موسیٰؑ کے کوہ طور سے واپس آنے کے بعد پھر توبہ کرکے ایمان لائے ثُمَّ كَفَرُوْا بعیسیٰ پھر کافر ہوگئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے اگرچہ بعینہ وہی لوگ جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاکر کافر ہوے پھر ایمان لائے تھے اسوقت نہ تھے مگر اُنھین لوگونکی ذریات ایسی تھی جنکی اسی پر رضامندی تھی جو انکے باپ دادے کرتے آئے تھے اسی واسطے آگے فرمایا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا - بمحمد یعنے پھر محمد صلعم سے کفر کرکے اور بڑھایا - لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ - نہین ہے اللہ تعالیٰ کہ انکو بخشدے - ما اقاموا علیہ - یعنے جب تک کہ وہ اسی کفر پر قائم رہین - وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا - طریقا الی الحق - اور نہین ہے کہ انکو ہدایت دے سبیل کی اور راہ دے طرف حق بات کے - جاننا چاہیے کہ مفسرؒ نے یہان اسی قول کو مرجح ٹھہرایا کہ ان الذین مین موصول سے مراد یہود ہین اور واقعی یہ قول جید ہے غیر از ینکہ اسپر بھی وارد ہوتا ہے کہ کفر ثانیہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا وہ بعینہ ان لوگون سے نہ تھا جو اول آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا - سے صادر ہوا اور جواب کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا - اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے ایک قوم ہے جس سے مکرر مرتد ہو جانا اور اسلام سے پھر جانا صادر ہوا تھا پھر وہ آخری ارتداد پر جمے رہے اور ازدیاد کفر وگمراہی مین بدرجہ غایت پہونچ گئے تھے ذکرہ فی المعالم وغیرہ اور قتادہؒ سے روایت ہے کہ وے یہود ونصاریٰ دونون ہین یعنے بالمجموع دونون مراد ہین بایں طور کہ یہود تو پہلے ایمان لائے توریت پر پھر کافر ہوگئے بایں معنے کہ خلاف اسکے کیا یا کفر کیا اور نصاریٰ پہلے ایمان لائے انجیل پر پھر اس سے کافر ہوگئے پھر دونون نے اپنا کفر بڑھایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہوے اور علی ہذا وہ اشکال تو نہین وارد ہوتا جو اول قول پر وارد ہوتا تھا مگر آنکہ - ان الذین آمنوا - سے اگر یہود مراد ہین تو ثم آمنوا کی ضمیر سے نصاریٰ مراد لینا مشکل ہے مگر آنکہ کہا جاوے کہ انجیل پر ایمان والے بعض وہی لوگ تھے جو پہلے توریت پر ایمان لائے تھے فافہم اور اولے یہ ہے جو شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ایسے لوگونکی خبر دی جو ایمان مین داخل ہوے پھر اس سے پھر گئے پھر دوبارہ داخل ہوے پھر لوٹ گئے پھر اپنی گمراہی پر جمے رہے اور اسکو اور بڑھایا یعنے کفر وگمراہی کے اقوال وافعال مین زیادتی کی یہانتک

أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اُتاری اس سے پہلے اور جو منکر ہوا اللہ کا اور ملائکہ کا اور کتابونکا اور رسولونکا اور روز قیامت کا

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝
تو گمراہ ہوا دور کی گمراہی سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا بعض نے کہا کہ خطاب منافقون کو ہی یعنے ای وہ لوگ جو فقط ظاہر مین ایمان لائے ہو۔ اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب مین سے جو ایمان لائے تھے انکو خطاب ہی کیونکہ روایت ہی کہ عبداللہ بن سلام وغیرہ جو ایمان لائے تھے اُنھون نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ پر اور قرآن پر اور موسیٰ پر اور توریت اور عزیر پر ایمان لائے اور باقی سب سے منکر ہین تب یہ آیت نازل ہوئی کماذکرہ فی المعالم ولیکن یہ روایت صحیح نہین ہی اور حق یہ ہی کہ خطاب مؤمنین صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہے اور معنے قولہ۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پر ف ای داموا علی الایمان۔ یعنے برابر ایمان پر مضبوط رہو۔ پس یہ حکم برائے تثبیت و استمرار ہی یعنے برابر ثابت و مستمر رہو جیسے نماز مین ہر نمازی کہتا ہی کہ اہدنا الصراط المستقیم۔ مجھے راہ راست کی ہدایت فرما۔ حالانکہ مراد یہ ہی کہ مجھے اسپر برابر ثابت فرما۔ اور کہا گیا کہ معنے آنکہ زیادہ ہدایت و کمال ایمان عطا فرما۔ اور معنے قولہ۔ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ۔ اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو اپنے رسول پر تنزیل فرمائی ف کتاب سے مراد قرآن اور تنزیل کی صفت اسی مین ہی کہ نجم نجم کرکے بحسب مصلحت نازل ہوا اور رسول سے مراد محمد صلعم ہین اور قولہ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ایمان لاؤ ہر کتاب پر جو پہلے نازل کی ف اسمین الکتاب کا الف لام جنس کا ہے اور انزال سے تعبیر اسوجہ سے کہ ایکبارگی ہر کتاب اُتری ہی پس الکتاب بمعنے الکتب ہی اور انزل من قبل یعنے اُتارین پہلے قرآن سے دیگر رسولون پر اور واضح ہو کہ نافع و عاصم وکسائی نے نزل و انزل دونون فعل کو مجہول پڑھا ہی اور معنے واحد ہین وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا۔ اور جسنے انکار کیا اللہ تعالیٰ و اسکے ملائکہ و کتابون و رسولون و روز آخرت سے تو وہ گمراہ ہوا دور کی گمراہی مین ف یعنے ایسی گمراہی کہ حق سے بہت دور ہے اور بیضاوی ؒ نے کہا ای بعیداً عن المقصد بحیث لایکاد یعود الی طریقہ یعنے مقصد سے ایسا دور پڑگیا کہ گویا راہ پر عود ہی نہ کریگا۔ اور بعض نے زعم کیا کہ یہ قول بیضاوی کا صحیح نہین ہی اور جب ہی صحیح ہوگا کہ آیت کسی قوم مخصوص کے واسطے ہو جو کفر پر مرے اور مترجم کہتا ہی کہ یہ عجیب اعتراض ہی شاید معترض نے قولہ بحیث لایکاد یعود سے امتناع سمجھا حالانکہ یہ سمجھ لغت و استعمال دونون سے خارج ہی اور میرے نزدیک کلام بیضاوی کی صحت مین کوئی شبہہ نہین بلکہ کلام متین ہی اور مراد اُسکی یہ ہی کہ قولہ ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر۔ مین پانچ باتون سے کفر کو جمع کردیا بنظر آنکہ ایمان ان سب کی مجموعی تصدیق پر ہی حالانکہ جو شخص ان مین سے کسی ایک بات سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے پس اگر ایک ہی بات سے کافر ہوتا تو ضلال اسپر صادق تھا پھر جو ان سب سے کافر ہوا وہ ضلال بعید مین پڑکر راہ حق سے بہت دور پڑگیا کہ راہ راست کی طرف عود کرنا بعد ان پانچ مرحلون کے ہے پس ایسا سخت بھٹکا ہوا ہی کہ راہ پر عود ہی نہ کریگا لیکن اس سے امتناع نہین ہی یہ تو بلاغت کلام کے طور پر تقریر ہی اور اللہ تعالیٰ جب چاہے اسکو ہدایت دیدے فافہم۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ
تحقیق جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر مین ہرگز نہ اللہ

اللہ تعالیٰ کے واسطے ہر جگہ گواہی دو۔ اگرچہ یہ گواہی تمپر پڑتی ہو۔ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ۔ یا ماں باپ و ناتے داروں پر پڑتی ہو
ف اگر غیر کا حق انمیں سے کسی پر ہو تو سچی گواہی ادا کردو اور ظاہر ہی کہ جسنے اپنے اوپر یا والدین پر جنکے ساتھ کوئی واجب ہی یا اہلِ قرابت پر
جنسے عصبیت ہوا کرتی ہی گواہی دیدی تو غیروں پر بدرجۂ اولیٰ ادا کریگا اور نیز اسمیں افادہ ہی کہ بخیال حضرت وغیرہ حق گواہی سے تجاوز کسی طرح روا
نہیں ہی اور اس حضرت میں مصلحت ہی۔ اِنْ يَّكُنْ۔ المشہود علیہ۔ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا۔ منکم واعلم بمصالحہما یعنے اگر
مشہود علیہ جسپر تم حق گواہی دو غنی ہو یا فقیر ہو تو رعایت مت کرو اسطرح کہ غنی ہم سے خفا ہو جائیگا تو اس سے نفع منقطع و ضرر کا خیال ہو
یا فقیر اگر ماخوذ ہوا تو نہایت پریشان ہوگا اسپر ترس کھاؤ تو ایسا کچھ مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ تمہارے بہ نسبت اولی ہی
اور تم سے زیادہ انکی مصلحتوں کا دانا ہی پس اگر ان پر گواہی دینا مصلحت نہوتی تو حکم ندیتا۔ قرارۃ فاللہ اولی بہم بھی آئی ہی۔ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى
فی شہادتکم بان تحابوا الغنی لرضاہ والفقیر رحمۃ لہ۔ پس مت پیروی کرو ہوی کی یعنی خواہش نفسانی کی اپنی گواہی ادا کرنے میں بایں طور کہ
غنی کی رضامندی چاہنے کو یا فقیر پر ترس کھانے کو گواہی میں نقصان کردیا ندو یا عدل نہ کرو کما قال۔ اَنْ تَعْدِلُوْا۔ ای لان تعدلوا یعنے
اتباع ہوی یہ کہ عدل نہ کرو حاصل آنکہ ہوی و جانبداری و کسی کی محبت و بغض تمکو اس امر پر آمادہ نہ کرے کہ اپنی شان وامور میں عدل چھوڑو چنانچہ
دوسری آیت میں فرمایا ولایجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقوی۔ تمکو کسی قوم کا بغض اس بات پر آمادہ نکرے کہ تم عدل چھوڑو بلکہ عدل ہی
کرو یہ پرہیزگاری سے زیادہ نزدیک ہی۔ ف۔ اور ایسی عبد اللہ بن رواحہ رض کو جب آنحضرت صلعم نے خیبر کے یہودیوں کی کھیتیاں و پھل اندازہ کرنے کو بھیجا
تو یہودیوں نے چاہا کہ انکو رشوت دیکر آسانی کرا دیں تو کہا کہ واللہ باللہ میں تمہارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ مخلوقات میں سے
کوئی بھی مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں ہی اور تم لوگ میرے نزدیک بندروں و سوروں سے زیادہ برے ہو ولیکن اسکی محبت اور تمہاری عداوت
مجھے اس امر پر آمادہ نہیں کریگی کہ میں تم میں عدل نہ کروں تو بولے کہ اسی سے اس آسمان و زمین کا قیام ہی الحدیث۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گواہی سے
اعراض کرنے والے اور اسمیں تحریف کرنے والے کو سخت تہدید فرمائی۔ بقولہ۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا۔ اللی یعنے مڑوڑ زبل دینا اور عمداً جھوٹ بنانا۔ یعنے
تحرفوا الشہادۃ۔ یعنے اگر تم نے تحریف کی گواہی کو۔ وفی قرارۃ بحذف الواو الاولی تخفیفا۔ اور ابن عامر و حمزہ رح کی قرارۃ میں وان تلوا ہے پس
مفسر رح نے کہا کہ وہی پہلی قرارۃ ہی لیکن اسمیں پہلا واو بغرض تخفیف کے حذف ہوا ہی قال فی المعالم شاید اصل تلووتھا پس ہمزہ واو ماقبل کو
منتقل ہوا پھر التقاء ساکنین سے واو حذف ہوا اور زمخشری نے اسکو ولایت سے مشتق قرار دیا بمعنے ان ولیتم اقامۃ الشہادۃ۔ یعنے اگر تم ٹھیک
گواہی ادا کرو۔ اَوْ تُعْرِضُوْا۔ عن ادائہا۔ یا گواہی ادا کرنے سے اعراض کرو تو تم کو تمہارے کیے کا بدلا ملیگا جیسا کرو ویسا پاؤ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہی ف پس تمکو اسکا بدلا دیگا نیک کا ثواب و بد کا عذاب
ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ۔ اسمیں حق سبحانہ تعالیٰ نے گواہی میں وقوع حکم کے وقت عدل
وانصاف کا حکم دیا تاکہ نفس کو غیر حق تعالیٰ کی طرف میلان نہو حاصل آنکہ حکم میں حق تعالیٰ کا مراقبہ رکھو اور غیر کی طرف نگاہ مت رکھو کیونکہ
شاہد عادل جب مراقب حق ہوا تو ہر ذرہ میں حق کا مشاہدہ کریگا پس اسکی شہادت اس شہود سے تمام ہوگی۔ شیخ جنید رح نے فرمایا کہ
تیرے قلب تک روح توحید نہ پہونچیگی حالانکہ حق تعالیٰ کا تجھ پر حق ہی جو تو نے پورا نہیں کیا یا ادا نہیں کیا ہی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ
اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسنے اتاری ہی اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو

تعریف کی - ومنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اولئک لہم نصیب مما کسبوا الآیۃ - اور خسیس ناپاک
چاہنے والوں کی مذمت کی - بقولہ فمنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا وما لہ فی الآخرۃ من خلاق - اور اسی تفسیر کو اکثر مفسرین نے جیسے امام ابن کثیر
بھی ہیں اختیار کیا اور ابن جریر نے زعم کیا کہ یہ آیت فقط مشرکون ومنافقوں کے ساتھ مخصوص ہو اور شیخ ابن کثیر رح نے اسکو ضعیف قرار دیا اور
شاید منشا اسکا تفسیر الناس بمشرکین ومنافقین واقع ہوا کما ذکرہ عن ابن عباس رض - اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ جو ثواب دنیا چاہتا ہے
وہ ناحق اپنی عاقبت خراب کرتا ہو اسکے چاہنے سے کچھ ہوتا نہیں بلکہ ثواب دنیا وثواب آخرت سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جسکو جو چاہتا ہے
دیتا ہو غیر ازینکہ جسنے دونوں چاہے یا فقط آخرت چاہی اسکو بحسب تقدیر واخلاص ملیگا اور ثواب حقیقی سے محروم نہوگا اور جسنے فقط دنیا
چاہی وہ ثواب حقیقی سے محروم وخوار ہوا ونعوذ باللہ من الخسران ف قال فی العرائس قولہ ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
وایاکم ان اتقوا اللہ - تقوی سے حقیقت عبودیت ہی بندگی ٹھیک نہیں ادا ہوتی جبتک کہ ٹھیک تقوی ادا نہو یا بنطور کہ جس سے اللہ تعالیٰ
نے منع فرمایا اس سے پرہیز کرے اور نفس وہوی کے تابع نہوا ور قولہ ان اتقوا اللہ کے معنے یہ ہیں کہ دل کی آنکھوں سے عالم غیب کو دیکھو جہان
تمکو حضرت عزت عزوجل کے سبحات عظمت وجلال نظر آوینگے جسکے تحت میں بندوں کو پگھل جانا اور فنا ہونا لائق ہے - بعض نے فرمایا
انوار ۱۲
کہ سب بندوں کو تقوی کا حکم فرمایا ہے اور پہونچا وہی جسنے ازل میں عنایت وسعادت کا حصہ پایا ہے اور یہی معنے تقدیر ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ
اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو اپنا
أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا
یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا اگر کوئی محظوظ ہے یا محتاج ہے تو اللہ انکا خیرخواہ ہے تمسے زیادہ سو تم
الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا
جی کی چاہ نہ مانو اس بات میں کہ برابر سمجھو اور اگر تم زبان ملوگے یا بچا جاؤگے تو اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

ہرگاہ کہ جورو اور مرد اور ایسی ہی اور آدمیوں کے معاملات میں اسیوجہ سے خرابی پڑتی ہو کہ عدل کو چھوڑتے ہیں اور نفس کی پیروی
کرتے ہیں اور تقوی وخوف میں کمی کرتے ہیں پس اللہ عزوجل نے تقوی اور عدل کا حکم دیا اور ہر شخص کو اپنے نفس پر اور غیر پر بعدل شاہد ہونیکا
حکم فرمایا اور خطاب اہل ایمان کو بنظر انکی فرمانبرداری وانتفاع کے ہے اور ایمان لانے کا حکم سب کو علی العموم ہے جس سے کوئی بندہ معاف نہیں
غیر ازینکہ مجنون وغیرہ ہو جو مکلف نہیں ہوسکتا ہو - یا ایہا الذین آمنوا - اے ایمان والو - کونوا قوامین
بالقسط - رہو تم قوامین بقسط ای قائمین بالعدل - یعنے عدل کے ساتھ خوب قائم ہونیوالے پس قوام صیغہ مبالغہ ہے اور جو شخص
ایک دومرتبہ قائم بعدل ہوا وہ قوام نہیں کہلاتا ہو بلکہ اکثر احوال وامور میں عدل مرعی رکھے پس مراد آنکہ عدل پر مداومت رکھو - شہداء
بالحق - للہ - گواہ ہو حق بات کے ساتھ واسطے اللہ تعالیٰ کے یعنی اسی کی رضامندی وثواب کے واسطے پس للہ کا تعلق بعض نے کہا
کہ فقط شہداء سے ہی اور بعض نے کہا کہ قوامین سے بھی ہو اور یہی اولی ہو کیونکہ ثواب باخلاص نیت ہی - ولو علی انفسکم - ای ولو کانت
الشہادۃ علی انفسکم فاشہدوا علیہا بان تقروا بالحق ولا تکتموہا - اگرچہ ہووے گواہی تمہاری نفس ذات پر تو بھی اپنے اوپر گواہی دیدو بایں طور کہ
اقرار کردو کہ ہاں اس شخص کا ہمپر یہ حق ہو اور اسکو چھپاؤ نہیں - اور اسمیں کچھ ضرورت اسکی نہیں کہ قاضی کے حضور میں ہو بلکہ سچائی وانصاف سے

اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم اور تمام روے زمین والے سب کافر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ پاک بے پروا تعریف کیا گیا ہی چنانچہ یہان فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ
غَنِيًّا حَمِيْدًا۔ یعنے غنیا عن خلقہ وعن عباداتہم۔ اللہ تعالیٰ پاک بے پروا ہی اپنے مخلوق سے اور انکی عبادت سے حمید ااسے محمودا
فی صنعہ بہم۔ اور تعریف کیا گیا ہی جو اسنے اپنے مخلوق سے کیا۔ اور واضح ہو کہ شرط مین تو مخاطب کیا اور جزا مین فان للہ مافی السموات۔ اور ایسے
ہی فانی لغنی حمید۔ نہین فرمایا بلکہ اسم جلیل ظاہر فرمایا بنظر ہیبت وجلال اور اسمین اشارہ ہی کہ بندے اگر کفر کرین تو سامنے سے مردود ہین لائق
خطاب نہین اور انکی کچھ پروا نہین ہی۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ کررہ تاکید التقریر موجب لتقوے۔ یعنے اسکو
دوہرانا اسواسطے کہ موجب توحید وتقویٰ خوب دلون مین جم جاوے اور بیضاوی رح نے کہا کہ تیسری بار اسکو فرمایا کہ خوب ثابت ہو جاوے کہ او تعالےٰ
غنی حمید یعنے بے پروا تعریف کیا گیا ہی چنانچہ تمام مخلوقات بسبب اپنی حاجت کے او تعالیٰ کی بے پروائی پاک از حاجت ہونے پر راہ پاوے۔ اور
معالم وغیرہ مین فرمایا کہ ہر جگہ اس کلام کے واسطے وجہ خاص ہی پس اول مین تو یہ کہ وہ مالک الملک ہی وہی تمکو وصیت فرماتا ہی تو ہرگز کفر نہ کرو اسکی
وصیت قبول کرو اور دوم مین یہ کہ وہ مالک الملک غنی حمید ہی پس تمکو جو حاجت ہی اسی سے مانگو کہ اسکا خزانہ وہ ہی جو فنا نہین ہو سکتا اور سوم مین
یہ کہ وہ الملک کافی وکیل ہی پس کسی غیر پر توکل مت کرو پس ہر جگہ اسکو ماقبل کے سوا دوسرے امر کے دلیل کے لیے مکرر فرمایا اور جب ایک ہی
دلیل سے بہت مدلولات ثابت ہوتے ہون تو ہر مدلول کے ساتھ دلیل کا ذکر کرنا اولیٰ ہی بہ نسبت ایک ہی بار کے ذکر پر اکتفا کرنے کے
کیونکہ ہر بار دلیل حاضر سے مدلول کا علم حاصل ہونا قوی ہو گا اور خاتمہ ہر مقام مین تنبیہ بعلوم جلیلہ ہی اور استغراق بمعرفت او تعالیٰ
عین مقصود ہی اسیواسطے ختم ہر آیت کا جدا جدا ہی چنانچہ یہان فرمایا۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ شہیدا بان مافیہا لہ۔ یعنے وکیل بمعنے شہید ہی اے اللہ
شاہد کافی ہی کہ جو آسمان وزمین مین ہی اسیکا ہی۔ کذا روے عن ابن عباس رض اور بعض نے کہا کہ اے حفیظا۔ یعنے اللہ تعالیٰ حفیظ ہونیکو کافی ہے
کذا روی عن قتادۃ اور بیضاوی رح نے کہا کہ یہ ماقبل کے کلام یعنے قولہ یغن اللہ کلا من سعتہ۔ کیطرف راجع ہی یعنے جورو اور مرد مین اگر جدائی ہوئی
تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دونون کو آسودہ فرمائیگا کہ اسکی وکالت کافی ہی اور درمیان کا کلام اسی کے ثابت کرنے کو ہی اور بعض محشین نے اسکو
مستبعد قرار دیا اور کہا کہ اولیٰ یہ ہی کہ غنی حمید کی دلالت کا تتمہ ہی قال تعالیٰ۔ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ یعنے اگر چاہے
تو تمکو لیکبارگی فنا کر دے اور جڑ سے کھود دے اے لوگو۔ اور ابن عباس رض نے کہا کہ مراد لوگون سے یہان مشرکین ومنافقین ہین۔ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ
بدلکم۔ اور لاوے دوسرون کو یعنے تمہارے بدلے حاصل آنکہ او تعالیٰ قادر ہے چاہے تمکو میٹ کر دوسرے پیدا کر دے جبکہ تم نافرمانی کرتے ہو
جیسے فرمایا وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اگر تم منھ موڑو تمہارے سوائے دوسری قوم بدل دیگا۔ ھ۔ بعضے سلف نے فرمایا
کہ بندون نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کو کھویا تو انکا فنا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا آسان ہی۔ یعنے پلک مارتے فنا ہو سکتے ہین قابل تعجب ہی۔
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا۔ بے شبہہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا
لے بعلمہ جو اپنے کام سے ثواب دنیا چاہتا ہے۔ فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ تو اللہ تعالیٰ کے یہان دنیا وآخرت کا ثواب
دونون ہی ف یعنے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس دونون ثواب ہین جو بندہ چاہے دونون لیوے حاصل آنکہ پھر کیون بندہ ان دونون مین سے
ایک جو نہایت خسیس ہی یعنے ثواب دنیا طلب کرتا ہی اور کیون نہین نہایت عمدہ اعلیٰ کو جو ثواب آخرت ہی نہین چاہتا بایں طور کہ اللہ تعالیٰ سے
اخلاص رکھے کیونکہ یہ معلوم کر جو چاہے گا وہ سوائے اسکے اور کہین نہین ملیگا۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔ اور اللہ تعالےٰ کی
شان ایک ہی کہ وہ سننے والا دیکھنے والا ہی پس جو بندہ اچھی درخواست کرے اسکو وہ سنتا ہے اور جو کام نیک کرے اسکو دیکھتا ہے اسیواسطے

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ
اور واسطے اللہ کے ہی جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہی اور البتہ تحقیق وصیت کیا ہمنے اُن لوگوں کو کہ دیے گئے کتاب پہلے تمسے اور تمکو بھی

اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝
یہ کہ پرہیزگاری کرو اللہ کی اور اگر کفر کرو پس تحقیق واسطے اللہ کے ہی جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہی اور ہی اللہ بے پروا تعریف کیا گیا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ
اور واسطے اللہ کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور کفایت ہی اللہ نباہنے والا اگر چاہے لیجاوے تمکو اے لوگو

وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ
اور لے آوے اوروں کو اور ہے اللہ اوپر اسکے قادر جو کوئی چاہتا ہی ثواب دنیا کا پس نزدیک اللہ کے ہے

ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝
ثواب دنیا کا اور آخرت کا اور ہی اللہ سننے والا دیکھنے والا

ع ۱۹ ۸ ۱۶

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہی ف یعنے سب جو کچھ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی ملک و خلق ہی اور مراد اس سے یہ کہ محسوس چیزوں کو دیکھکر متنبہ ہوں کہ اسکی قدرت عظیم اور فضل وسیع ہی۔ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔ یعنے الکتب۔ یعنے الکتاب پر الف لام جنس کا ہی اور مراد کتابیں ہیں کیونکہ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ میں یہود و نصاریٰ سب ہیں اور انکو توریت و انجیل وغیرہ کتابیں دی گئی ہیں اور من متعلق وصینا ہی یعنے تمسے پہلے ہمنے وصیت کی اہل کتاب کو یا لفظ اوتوا سے متعلق اور یہ ظاہر ہی اور وصیت کرنے سے مراد آنکہ حکم کیا۔ اور بیضاوی رح نے لکھا کہ مساق اس آیت کا برائے تاکید امر باخلاص ہی حاصل آنکہ ہمنے حکم کیا ان لوگوں کو جو پہلے تمسے ہیں یعنے یہود و نصاریٰ کو۔ وَاِيَّاكُمْ۔ یا اہل القرآن۔ اور تمکو اے اہل قرآن۔ یہ عطف ہی الذین موصول پر یعنی وصیت کی انکو اور تمکو۔ اَنِ اتَّقُوا۔ ای بان اتقوا۔ اللّٰهَ۔ خافوا عقابہ بان تطیعوہ۔ بایں طور کہ تقویٰ کرو اللہ تعالیٰ سے یعنے ڈرو عذاب الٰہی سے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔ پس قولہ ان اتقوا اللہ بحذف حرف متعلق وصینا ہی یعنے اس بات کی وصیت کی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور یہی اخفش رح نے کہا ہی اور جائز ہی کہ ان برائے تفسیر ہو کیونکہ وصیت میں قول کے معنے ہیں یعنے وصیت یہ کہ اتقوا اللہ۔ حاصل آنکہ حکم بتقوے و اخلاص قدیمی شرع ہی۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا۔ ای وقلنا لھم ولکم ان تکفروا بما وصیتم بہ۔ یعنے اور کہدیا ہمنے انکو اور تمکو یہ کہ اگر انکار کروگے تم اس چیز سے جسکے ساتھ تمکو وصیت کی گئی۔ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ ملکا وخلقا وعبیدا فلا یضرہ کفرکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہی جو کچھ آسمانوں و زمین میں ہی از راہ ملک و پیدایش و بندے ہونے کے پس تمہارا کفر کرنا اسکو کچھ مضر نہیں ہو سکتا واضح ہو کہ مفسر رح نے وقلنا لھم ولکم ان تکفروا۔ کی تقدیر سے اشارہ کیا کہ وان تکفروا کا عطف وصینا پر ہی اور اتقوا پر نہیں ہی کیونکہ ان مصدریہ نہیں داخل ہوتا جملہ شرطیہ پر اور نیز اس جملۂ شرطیہ کا مضمون محتمل وصیت نہیں اور نیز خبریہ کا عطف انشائیہ پر نہیں صحیح ہی کذا قال التفتازانی وغیرہ پس حاصل یہ کہ ہمنے وصیت کی تقویٰ کی اگلوں کو اور تمکو اور ہمنے کہدیا کہ اگر کفر کروگے تو اللہ تعالیٰ مالک الملک ہی تمہارا کفر کچھ اسکی بادشاہت کو مضر نہیں جیسے تمہارا شکر و تقویٰ کچھ اسکے نافع نہیں ہی اور یہ وصیت تو اسنے محض رحمت سے فرمائی ہی کسی حاجت سے نہیں ہی کذا قال البیضاوی وغیرہ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ع کا قول یاد دلایا وان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید یعنی موسیٰ ع نے

مفاد قولہ واحضرت الانفس الشح۔ سے معلوم ہوچکا لیکن اگر یہ لوگ اپنے نفس کو سرنگون کرکے اسپر مطمئن کرتے بدون اسکے کہ خاطر مضطرب و
مشوش ہو تو انکے حق مین فاضل بلکہ افضل تھا کما لا یخفی **ف** فی العرائس قولہ تعالیٰ واحضرت الانفس الشح۔ اللہ تعالیٰ نے نفوس کے ساتھ
سمات نکرت یعنے ناشناسی کو لگا دیا اور اسی پر نفوس کی آنکھین کھول دین پس اسکو اپنا ہی وجود نظر آیا جسپر وہ عاشق ہوا اور اپنے خالق عزوجل
کے دیدار سے ناشناس و اندھا رہا پس نفس کا یہی حال ہو کہ عالم مین سے اپنے حظوظ کو ڈھونڈھتا رہتا ہی پھر جب اسکو اللہ تعالیٰ نے بندگی واجبی
ادا کرنے کے لیے جنبش دی اور چونکایا تو نفس مذکور نے ان حظوظ کو چھوڑنے سے سرتابی کی یعنے منھ موڑا کیونکہ اسکو حظ حقیقی سے خبر ہی
نہین ہی بوجہ اسکے کہ اپنے خالق عزوجل سے بیخبر ہے پھر اسکے مشاہدہ سے جو دونون جہان سے کہین بڑھکر دولت ہو کب آگاہ ہوسکتا ہی **شیخ**
**ابو الحسن نوری** رح نے کہا کہ اشباح و ظاہری صورتون پر لازم کیا گیا ہی کہ تمام احوال مین اپنے خالق عزوجل سے جاہل ہون اور اسکا بخل وہ ہی
جو اسکو مضرت پہونچا کر خاک مین ملا دے یعنے دنیا کی خواہش اور اسکو طلب کرنا **قال المترجم** حاصل یہ ہی کہ جو شخص محض صورت ہی صورت ہی
اور معنے سے خبر نہین رکھتا وہ تہ مین گرفتار ہی کیونکہ صورت کے واسطے دو باتین لازمی ہین اول آنکہ دیدار حق و اسکے پہچاننے سے بالکل غافل ہو
بلکہ مانع عرفان ہی بوجہ اسکے کہ دیدار ظاہری سے اپنے کو یا اپنے مانند پریشان کو جو کثرت خلاف وحدت ہی دیکھتا ہی اور یہ گران خواب غفلت ہی اسی سے
مولوی روم رح نے لکھا ؎ چشم بند و گوش بند و لب ببند ٭ گر نہ بینی نور حق بر من بخند ٭ اور حواس باطنہ جو طبیعی و فلسفی لوگون کے قول پر ہین وہ بھی
ان حواس ظاہرہ کے ساتھی بلکہ انکے مادر و پدر ہین ہان حواس باطنہ اہل حق کے نزدیک کچھ اور ہین کہ وہ جسم ایمان کے واسطے خانۂ قلب مین پنہان
ہین وہ آنکھین اور ہی ماہیت رکھتی ہین وہ کان کچھ اور ہی چیز ہین صدائے الست بربکم قالوا بلیٰ۔ انہین پیہم متصل چلی آتی ہی وہان زبان عربی و فارسی
کو دخل نہین ہی اور مترجم کو زیادہ جرأت نہین تا کہ بیان کرے ؎ خمش کین قصہ پایانے ندارد ٭ زبانِ من زبان دانے ندارد ٭ اور دوم یہ کہ ان
ظاہری صورتون کو طلب دنیا لازم ہی کہ اصل و مرجع انکا یہی ہی پس مضرت کو منفعت دیکھکر اسکی تلاش مین فلاح جانتے ہین اور یہی عین نکرت ہی
اس سے دیدار حق کو بالکل مخالفت ہی و نعوذ باللہ من الضلال پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء عدل اصل
صفت حق سبحانہ و تعالیٰ ہی جو اس صفت سے فیضیاب ہوا وہ ہر دم ہر حال مین عادل ہوتا ہی یعنے پہلا محاسبہ اسکو اپنے نفس سے رہتا ہی جس سے
صلاحیت کی طرف راہ ملتی ہی ولیکن جو عدل کہ مستعار ہوتا ہی اور بنایا ہوا ہوتا ہی وہ امتحان کے وقت اپنے کان و معدن کی طرف رجوع کرتا ہی اسواسطے
کہ ارواح و اشباح مین بعض کا بعض کی طرف میلان کرنا بمقتضائے فطرت ہی اور عورتون سے محبت ہونا عشق روحانی کے احکام سے ہی کہ بالطبع اسکو
میل ہوتا ہی اور نیز اپنے معدن کو جو حسن ازلی ہی چاہتا ہی تو بھلا نفس کو عورتون کے درمیان عدل رکھنے کی استطاعت کہان سے ہوگی حالانکہ
روح ہمیشہ زیادہ حسن کی طالب ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولو حرصتم۔ یعنے اگرچہ حقیقی عدل رکھنے پر حرص کرو تاہم اسکی استطاعت
نہ پاؤگے پس فرمایا فلا تمیلوا کل المیل۔ یعنے حکم خالق سے اگر نفس بھاگے تو اسکو مراقبہ و مجاہدہ و ریاضت کی مہار سے فی الجملہ قابو مین لاؤ۔
انسان کا یہ حال ہی کہ نفس کے مقابلہ مین پورا نہین اُترتا ہی پھر اگر اتنا بھی نہوا اور بالکل میل کر گیا تو کچھ نہین **شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی** رح نے کہا
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم۔ پھر انسان کو یہ مجال کہان سے آویگی کہ اپنے اور حق عزوجل کے درمیان
عدل کو مرعی رکھے۔ بھلا یہ بھی کچھ عدل ہی کہ تو ایسی چیز کو چاہنے لگے جو تجھکو تیرے مولیٰ حق سبحانہ تعالیٰ سے غافل کردے اور یہ بھی کچھ عدل ہی
کہ تو اپنے مولیٰ کی بندگی سے سستی کرے جسنے تجھکو فضل سے پیدا کیا اور انعامات مین غرق کردیا واسطی رح نے فرمایا کہ قلب وہ ہی کہ تیرے اعضا
باقی سب اسکے تابع ہین اور وہی سردار ہے لیکن جب حکم حق عزوجل سے خلاف کرے تو تجھکو لازم ہی کہ اس سے مخالف ہوجا

حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ مین مفصل مذکور ہوئے ہین اور معنے یہان یہ ہین کہ اے لوگو تمکو تمام وجوہ سے عورتون کے درمیان مساوات رکھنے کی استطاعت نہین اگرچہ ظاہر صورت مین باری مقرر کر سکتے ہو ولیکن ضرور ہی کہ محبت وشہوت وجماع مین تفاوت ہوگا کما قال ابن عباسؓ ومجاہد وغیرہم اور ابن ابی ملیکہؒ نے کہا کہ قولہ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء الآیۃ کا نزول حضرت عائشہؓ کے بارہ مین ہوا یعنے آنحضرت صلعم انکو اور بیویون سے زیادہ چاہتے تھے رواہ ابن ابی حاتم اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی بیویونکے درمیان عدل کے ساتھ باری مقرر کرتے پھر فرماتے کہ اے میرے پروردگار یہ میرا باری بانٹنا ایسی چیز مین ہی جو مجھسے ہو سکتی ہی پس تو مجھ مواخذہ نہ فرمائیو ایسی چیز سے جو میرے اختیار مین نہین اور تیرے اختیار مین ہی یعنے دلی محبت رواہ ابوداؤد واحمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن المنذر وابن ابی شیبہ و قال ابن کثیر بعد ما ذکرہ مسندا ان ہذا اسناد صحیح وقال الترمذی بعد ما ذکر اسنادہ عن ابی قلابۃ مرسلا ان ہذا اصح اور فقہائے اتفاق کیا ہی کہ تفاوت بمانند محبت وغیرہ کے عفو ہی مگر آنکہ میل کلی اسطرح کہ دوسری جورو مانند معلقہ کے ہوجاوے حرام ہی اور یہ بھی اتفاق ہی کہ اختیاری امور مانند باری ونفقہ وغیرہ مین بدون استرضائے عورت کے جور کرنا حرام ہی چنانچہ ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جسکی دو جورو دین ہون اور اسنے دونون مین سے ایک طرف میل کیا تو قیامت مین ایسے حال سے آویگا کہ اسکا آدھا دھڑ ساقط ہوگا رواہ احمد واہل السنن اور تمام کلام باری کے مسائل مین ترجمۂ عالمگیریہ وعین الہدایہ سے تلاش کرنا چاہیے۔ وَاِنْ تُصْلِحُوْا بالعدل فی القسم۔ اور اگر صلح ہو اسطرح کہ اپنے نفسونکو عدل پر رکھو۔ وَتَتَّقُوْا۔ الجور۔ اور پرہیز رکھو جور وظلم سے تو بہتر ہی۔ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور ہے یعنے بخشنے والا ہی اس بے اختیاری میلان کو جو تمہارے دلون مین ہی۔ رَّحِیْمًا۔ فی ذلک۔ اس بارہ مین تمپر رحم فرمانے والا ہی کہ مواخذہ نفرمایگا۔ حاصل آنکہ اگر تم اپنے تمام کامون مین صلاحیت کے ساتھ چلنے کا اہتمام رکھو اور اختیاری امور مین عورتون کے درمیان مساوات رکھو اور تمام احوال مین اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جور وظلم نہ کرو تو تم مین جو بے اختیاری محبت مین تفاوت ہی اللہ تعالیٰ اسکو رحمت سے بخشیگا کذا قال ابن کثیرؒ اور ظاہر اس تفسیر پر یہ وارد ہوتا ہی کہ محبت کا تفاوت اسی شرط سے مغفور ہوگا کہ اصلاح وتقوی پر ہین حالانکہ بے اختیاری امور مین مواخذہ نہونا اتفاقی اصل ہی اور جواب یہ کہ شرط مراد نہین بلکہ آمادہ کرنا اصلاح وعدل پر مقصود ہی اور واضح ہو کہ شرع مین مطیع سے اوقات عذر کا عفو ہونا اور عاصی سے اوقات غیر عذر کے ساتھ اوقات عذر پر بھی مواخذہ ہونا ثابت ہوا ہی اور احادیث صحیح مسلم مین اسلام لانے والے سے پہلے فسق وفجور کا عفو ہوجانا اور کفر کرنیوالے کا اول وآخر سب کے عوض ماخوذ ہونا ثابت ہی فلیتدبر۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ اگر تم اصلاح کرو عورتون کے ان امور کی جو بگاڑتے آئے ہو اور آیندہ پرہیز رکھو تو اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہی پھر جورو مرد کے تینون حالات مین سے تیسرے حال کو جو باقی ہے بیان فرمایا۔ وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا۔ ای الزوجان بالطلاق اور اگر جدا ہوگئے دونون یعنے جورو ومرد دونون جدا ہوگئے باین طور کہ عورت نے صلح نہ کی اور مرد نے مسامحت رکھنے کو نہ مانا بلکہ طلاق دیدی کہ دونون الگ ہوئے تو۔ یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ۔ بے پروا کریگا اللہ تعالیٰ دونون مین سے ہر ایک کو اسکے ساتھی سے اپنے فضل کے ساتھ باین طور کہ عورت کو دوسرا شوہر نصیب کردیگا اور مرد کو دوسری جورو۔ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا لخلقہ فی الفضل۔ اور اللہ تعالیٰ واسع ہے یعنے اسکا فضل اپنے مخلوق کے ساتھ وسیع ہی۔ حَکِیْمًا۔ فیما دبرہ لہم۔ جو تدبیر اپنی خلق کے واسطے فرمائی ہی اسمین کامل حکمت ہی۔ ف اِس آیت مین باوجودیکہ طلاق عمل مین لایا گیا جو اللہ تعالیٰ کو مبغوض ہی پھر بھی کمال رحمت سے تسلی فرمائی کہ طلاق سے پریشان خاطر نہون اسلیے کہ عورت سے سوت کا جلاپا دیکھا جانا دشوار ہی اور نیز مرد سے کراہت برابر اٹھانا چنانچہ

آنحضرت صلعم اپنی بیویون کے حقوق مین سے عائشہ رض کو منزلت زائد دیتے تھے بلکہ اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کسی بیوی کے ساتھ ایک لحاف مین ہونیکی حالت مین مجھپر وحی نہین اتری سواے عائشہ رض کے پس آپ اُنکو منزلت والی جانتے تھے اور حضرت عائشہ رض سے اس آیت کی تفسیر مین مروی ہی کہ مرد کے پاس جورو ہوتی جس سے اُسکی کوئی اولاد بھی نہوتی اور وہ چاہتا کہ مین اُسکو طلاق دیکر جدا کردون پس عورت کہتی کہ مین اپنی باری مین تجکو حلت مین کیے دیتی ہون پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ البخاری وغیرہ اور ایسا ہی حضرت عمر و علی و ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور حلت مین کردینے کے یہ معنے ہین کہ حقوق واجبہ معاف کردیے کہ ادا کردے تو بہتر اور نہ ادا کرے تو مین اسکے حق سے عفو کرتی ہون اور یہ معنے حاصل حکم آیت کریمہ ہی جو علی العموم مومنونپر ثابت ہین اگرچہ سبب نزول اسکا واقعہ خاص ہو۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ والصلح خیر یعنے تخییر دینا بہتر ہی یعنے عورت کو شوہر مختار کردے کہ چاہے رہنا اختیار کرے یا طلاق لیوے اور یہ بہتر ہی بہ نسبت اسکے کہ اسکی سوت پر چڑھا رکھے رہے اور مدت گزارے **کذا ذکرہ ابن کثیر** اور پوشیدہ نہین کہ ظاہر تفسیر وہ ہی جو سابق مذکور ہوئی کہ عورت و مرد مین صلح باین طور کہ عورت اپنے حقوق کل یا بعض چھوڑدے اور مرد قبول کرکے ساتھ رہنے دے یہ بالکلیہ جدائی سے بہتر ہی اور اتفاق رکھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسند ہی جیسا کہ اس کلام سے بھی ظاہر ہی بلکہ طلاق تو مبغوض ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ مباح چیزون مین سے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مبغوض ہی وہ طلاق ہی کما رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وصححہ الحاکم اور واضح ہو کہ باری عورت کا حق ہی اور احادیث صحاح سے یہ بات ثبوت کو پہونچی کہ اگر عورت نے اپنی باری دوسری کو دیدی تو روا ہی بطریق صلح ولیکن بعد صلح کے اُسپر لازم نہین بلکہ اُسکو اختیار ہی کہ جب چاہے اس سے رجوع کرے پس مرد پر اسکی باری کا حق ادا کرنا واجب ہوجائیگا کما قال ابن عباس رض اور یہی ابو حنیفہ کا مذہب ہی۔ **وَإِنْ تُحْسِنُوا** عشرۃ النساء۔ اور اگر بھلائی سے عورتونکے ساتھ زندگی بسر کرو۔ **وَتَتَّقُوا** الجور علیہن اور جورو ون پر ناگوار سختی کرنے سے بچو تو تمکو ثواب ہوگا۔ **فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا**۔ فیجازیکم بہ۔ اللہ تعالیٰ تمھارے کام سے خوب آگاہ ہی پس تمکو ثواب جمیل عطا فرماویگا اس تفسیر سے ظاہر ہی کہ یہ خطاب فقط مردون کو ہی اور بعض مفسرین نے مردون و عورتون دونون کی طرف خطاب قرار دیا اگر مردونکو غلبہ کرکے صیغۂ مذکر فرمایا۔ اور منشا اسکا یہ ہی کہ اگر جورو نے اپنا کوئی حق ساقط کرکے شوہر کو راضی کرلیا تو وہ محسنہ ہوئی اور اگر مرد نے باوجود کراہیت کے اسکو طلاق نہ دی اُسکے حقوق نان ونفقہ و باری کے مرعی رکھے تو وہ محسن ہی ولیکن اول ارجح ہی۔ اور احادیث صحاح مین جورو ؤن سے نیکوئی کے ساتھ زندگی بسر کرنیکی تاکید و وصیت آئی ہی اور جبکہ اگر منکوحہ ایک سے زائد ہو تو سب مین برابری رکھنا واجب ہی ولیکن انسان کی طبیعت کا میلان اسکے اختیار سے باہر ہی پس اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے بندے کی بے اختیاری امور کو عفو کیا چنانچہ فرمایا۔ **وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا**۔ ای تسووا۔ **بَيْنَ النِّسَاءِ**۔ فی المحبۃ۔ **وَلَوْ حَرَصْتُمْ** علی ذلک۔ یعنے اور استطاعت نہین پاؤگے کہ عدل کرو یعنے برابری رکھو اپنی جورو ؤن کے درمیان یعنے محبت کرنے مین اگرچہ تم حرص کرو یعنے محبت کی راہ سے بھی برابری رکھنے مین۔ **فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ**۔ الی التی تحبونہا فی القسم والنفقہ۔ **فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ**۔ ای تترکوا الممال عنہا کالتی لاہی ایم ولا ذات بعل۔ یعنے جب معلوم کرچکے کہ تم سے محبت کی راہ سے جورو ؤن مین برابری رکھنا نہین ہوسکتا کیونکہ تمھاری استطاعت سے باہر ہی تو واجب ہی کہ مت جھک پڑو پورا جھک پڑنا ایسی جورو کی طرف جسکو تم پیار کرتے ہو یعنے باری اور نفقہ دینے مین بالکل اُسکی طرف مت جھک پڑو حتی کہ چھوڑو دوسری کو معلقہ کے مانند یعنے جسکی طرف سے تم مڑے ہو اُسکو ایسا کر چھوڑو کہ جیسے معلقہ یعنے ایسی عورت کہ نہ وہ بے شوہر والی ہی سمجھی جا اور نہ وہ شوہر والی۔ حاصل آنکہ محبت اگرچہ بے اختیاری ومعاملہ ہی لیکن چاہیے جورو کی طرف اپنے اختیاری افعال سے اتنا مت جھک پڑو کہ دوسری کو ایسا کر چھوڑو کہ اس سے کوئی بات ہی نہین جو جورو و مرد مین نان نفقہ و باری وغیرہ مین ہوتی ہی پھر قولہ ولن تستطیعوا سے نفی صریح استطاعت کی ہی اور معنے استطاعت کے قولہ تعالیٰ وللہ علی الناس

جواب دیا گیا کہ شوہر کی طرف تو گناہ کا مظنہ ظاہر تھا کیونکہ اُسنے عورت سے صلح مین کچھ لیا پس آیا وہ حلال ہی یا نہین ہی پس فلا جناح سے ظاہر ہوگیا کہ وہ حرام رشوت کے طور پر نہین ہی اور رہا عورت پر گناہ نہونا اسواسطے مصرح فرمایا کہ جو کچھ اُسنے دیا وہ بھی ایسی چیز نہین کہ جسکا دینا حرام ہو الحاصل گناہ نہین دونون پر کہ آپسمین باہم صلح کرلین یعنے باری و نفقہ مین باین طور کہ ساتھ باقی رہنے کے واسطے جورو اپنے حق مین سے کچھ چھوڑ دے پس اگر عورت اس امر پر راضی ہو تو خیر ورنہ شوہر پر واجب ہوگا کہ جورو کو اسکا پورا حق دے یا جدا کردے۔ بالجملہ تینون احوال مین سے پہلا حال یہ ہی کہ جب عورت کو خوف ہو کہ شوہر اس سے نفرت یا اعراض کریگا تو اسکو چاہیے کہ آپنے حق کو یا حق مین تھوڑے کو ساقط کردے اور حق عام ہی خواہ باری ہو یا کھانا کپڑا یا مانند اسکے دیگر حقوق۔ پس یہ امر عورت پر واجب نہین بلکہ اسکو اختیار ہی اگر ساتھ باقی رکھنا چاہے تو ایسا کرے اور شوہر پر اسکے قبول کرنے مین کچھ گناہ نہین ہی اور یہی صلح ہے لیکن اگر عورت نے ایسا نہ کیا تو مرد کو خود اسکی باری وغیرہ ساقط کرنے کا اختیار نہین ہی بلکہ اگر شوہر اُسکا نکاح باقی رکھے تو اُسکی باری وغیرہ اُسپر واجب ہوگی اور چاہے تو اسکو طلاق دیدے۔ اور قولہ ان یصلحا بینہما کے بعد صلحًا۔ کا لفظ اس امر کا مشعر ہی کہ حقوق واجبہ گھٹانے یا ہبہ وغیرہ کوئی چیز بطریق استمالت دینے سے بھی صلح جائز ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے اسی صلح کی ترغیب دی بقولہ۔ وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ۔ اور صلح بہتر ہی ای خیر من الفرقۃ والنشوز والاعراض۔ یعنے بہتر ہے جدا کرنے اور سرکشی و اعراض کرنے سے اور بیضاویؒ نے لکھا کہ جائز ہے کہ خیر سے معنے اسم تفضیل کے مقصود نہون بلکہ یہ بیان مقصود ہو کہ صلح کرنا ایک خیر و نیک بات ہی جیسے خصومت و جھگڑا رکھنا ایک بد بات ہی۔ بہرحال یہ جملہ معترضہ ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کی جبلت فرمائی کہ۔ وَأُحۡضِرَتِ ٱلۡأَنفُسُ ٱلشُّحَّ اور حضار کیے گئے ہین نفوس شح پر۔ ف اور شح کے معنے ہین شدت بخل پس وہ بدتر بخل ہوا اور حقیقت مین شح کہتے ہین منع خیر پر حرص ہونے کو۔ حاصل آنکہ نفوس کی جبلت اسی شح پر ہی پس گویا نفوس اسکے روبرو حاضر ہین کہ کبھی اس سے اوٹ نہین ہوتے ہین۔ اور مراد یہ ہی کہ عورت سے تو یہ دور نہین کہ شوہر سے جو اُسکا حصہ ہی اس حصہ سے چشم پوشی نہ کرے اور مرد سے یہ دور نہین کہ اپنی ذات سے عورت کے حق مین مردی نہ کریگا جبکہ وہ اس عورت کے سوائے دوسری کو دوست رکھتا ہی یا اسی کو مبغوض رکھتا ہی اور یہ جملہ بھی مانند جملہ اول کے معترضہ ہی پس پہلا تو مصالحت کی ترغیب ہی اور دوسری مین تمہید عذر ہی جبکہ ایسا نہ کرین۔ اور قولہ الانفس مین اشارہ ہی کہ یہ خصلت ہر ہر نفس کے ساتھ تمام سب نفوس مخلوقہ مین نہین ہی بلکہ اکثر عورتین صلح پر راضی ہوتی ہین اور اکثر مرد مسامحت کر جاتے ہین چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ سودہ بنت زمعہ کو یہ خوف ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے طلاق دیدینگے تو بولین کہ یارسول اللہ آپ مجھے طلاق ندین اور میری باری کا دن عائشہؓ کے واسطے کردین پس آنحضرت صلعم نے اسکو قبول کیا اور یہ آیت اُتری وان امراۃ خافت من بعلہا الآیۃ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اس سے ثابت ہوا کہ جس چیز پر دونون صلح کرین تو جائز ہے رواہ الترمذی وحسنہ والطبرانی والبیہقی وابن المنذر۔ اور حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہی کہ اس آیت کا سبب نزول یہی قصہ سودہؓ واقع ہوا تھا کما رواہ الحاکم وصححہ وابوداؤد والبیہقی اور عروہؒ سے روایت ہی کہ یہ آیت سودہ بنت زمعہ وانکی مانند عورتون کے حق مین نازل ہوئی اور بات یہ تھی کہ سودہ بنت زمعہ کا سن دراز ہوگیا تھا اور اُنکو خوف پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلعم مجھے جدا کردینگے مگر اُنکو آنحضرت صلعم کی بیوی ہونیکا مرتبہ چھوڑنا بہت گران گذرا اور یہ اُنکو معلوم تھا کہ آنحضرت صلعم عائشہؓ کو بہت چاہتے ہین اور حضرت صلعم کے نزدیک اُنکی قدر و منزلت زیادہ ہی پس سودہؓ نے یہ کیا کہ اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو ہبہ کردیا پس حضرت صلعم نے اسکو قبول فرمایا رواہ البخاری اور اس قصہ سودہ بنت زمعہ کو بخاری ومسلم نے و دیگر اصحاب سنن و مسانید نے بوجوہ روایت کیا ہی اور اس روایت مین جو حضرت عائشہؓ کی منزلت مذکور ہی وہ اس طرح نہین ہی کہ

ساتھ ف ای بالعدل فی المیراث والمہر یعنے عدل کے ساتھ اُنکی میراث دینے اور اُنسے نکاح کرنیکی صورت مین اُنکا پورا مہر باندھنے مین۔ سعید بن جبیرؒ نے فرمایاکہ عدل کے ساتھ قائم رہو چنانچہ جب مال وجمال والی ہو تو پسند کرکے نکاح مین لاتے ہو ایسے ہی انصاف کرو کہ جب مال وجمال والی نہو تب بھی اسکا نکاح مین لانا اختیار کرو۔ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيمًا اور تم جو کچھ بھلائی کرو اللہ تعالی اُسکو خوب جانتا ہے ف یعنے فعل نیک پر تمکو ثواب جمیل دیگا۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا

اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہین دونون پر کہ کرلین آپس مین

صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

صلح اور صلح خوب چیز ہی اور جیون مین رکھی گئی ہے حرص اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری تو اللہ کو

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا

تمھارے سب کام کی خبر ہے اور ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے عورتون کو اگرچہ اُسکا شوق کرو پس مت جھک جاؤ تم

كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

جھک جانا کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھڑ مین لٹکتی اور اگر سنورتے رہو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝

اور اگر دونون جُدے ہو جاوین تو اللہ ہر ایک کو محفوظ کریگا اپنی کشائش سے اور اللہ کشایش والا ہے تدبیر جانتا

شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالی نے اہین جورو اور مرد کے حال سے خبر فرمائی کہ کبھی تو مرد کو جورو سے نفرت ہوتی ہی اور کبھی جورو سے اتفاق کرتا ہی اور کبھی اسکو جدا کردیتا ہی پس یہ تین حالتین ہین قال المترجم۔ ان سب کا بیان تفسیر مین آتا ہی۔ وَاِنِ امْرَاَةٌ۔ یعنے وان خافت امراۃ پس امرأۃ کو رفع ایسے فعل سے ہی جو یہان محذوف ہی اور خود آگے جو فعل مذکور ہی وہی اسکی تفسیر کرتا ہی اور اس پر دلیل ہی اسواسطے کہ وہ اسم پر نہین داخل ہوتا ہی خَافَتْ۔ توقعت۔ یعنے عورت کو خوف ہو یعنے توقع ہو پس یہ ضرور نہین کہ حقیقی معنے خوف کے متحقق ہون بلکہ مراد اسقدر ہی کہ اگرچہ بلا یقین کے کسی عورت کو ہوتا نظر آوے۔ مِنْ بَعْلِهَا۔ زوجہا۔ اپنے بعل یعنے شوہر سے اور بعل بمعنے سردار ہی (المعنے) اگر کوئی عورت اپنے گمان یقین سے خوف کرے اپنے شوہر کی طرف سے نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا۔ نشوز کا یا اعراض کا ف نشوز سے ایسی باتین مراد ہین کہ مرد اپنی جورو پر ترفع کرے یعنے بے پروائی سے سرکشی کرے باین طور کہ اسکو بستر پر ساتھ نہ لٹاوے اور اُسکو نفقہ دینے مین قصور کرے بسبب اسکے کہ یہ جورو اسکے نزدیک مبغوض ہو اور دوسری جورو جو اس سے خوبصورت ہی اُسکی طرف نظر رکھے اور اعراض منھ پھیرنا پس فرق درمیان نشوز و اعراض کے یہ ہوا کہ نشوز تو یہ کہ جورو سے دوری چاہے اور اعراض یہ کہ اُس سے منھ بھر نہ بولے اور کچھ مانوس نہ ہو۔ حاصل آنکہ اگر یہ حالت واقع ہو کر جورو کو اپنے شوہر سے نشوز و اعراض کا خوف ہو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا۔ تو ان دونون پر گناہ نہین کہ درمیان مین صلح کرلین ف اکثرون کی قرأۃ مین یصالحا بتشدید صاد ہی در اصل یتصالحا از باب تفاعل تھا پس تا کو صاد کرکے صاد مین ادغام کیا اور عاصم وکسائی کی قرأۃ مین یُصلحا از اصلح یعنے از باب افعال ہی۔ کہا گیا کہ اول قوی و اولی ہی کیونکہ جو فعل دو کے درمیان انجام نہین ہو تو باب تفاعل برائے مشارکت مستعمل ہی دریافت کیا گیا کہ فلا جناح علیہما۔ یعنے دونو پر گناہ نہین اسمین کیا بھید ہے پس

تم کو فتوی دیتا ہی اور خود قرآن مجید کی جو آیت گذر چکی وہ تمکو حکم بتلاتی ہی فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ۔ دربارہ یتیم عورتونکے ف جنپر تمھارے دستور زمانہ جاہلیت مین ظلم صریح ہوتا تھا چنانچہ انکا حال ظاہر کر دیا بقولہ تعالی الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ جنکو تم لوگ وہ حق نہین دیتے تھے جو انکے واسطے فرض کیا گیا ہی ف مثلاً انکی میراث نہین دیتے تھے۔ وَتَرْغَبُوْنَ۔ ایہا الاولیاء اور تم بے رغبتی کرتے ہو اے اولیاء اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ۔ اس سے کہ نکاح مین لاؤ انکو۔ ف بسبب انکی بدشکل ہونے کے اور عضل کرتے ہو انکو اس سے کہ اپنا نکاح کر لین بسبب اسکے کہ تمکو انکی میراث کی طمع ہوتی ہی اور حاصل آنکہ تمکو یہ فتوی دیتا ہی کہ تم ایسا مت کرو۔ اور بعض نے ترغبون فی ان تنکحوہن۔ مقدر کیا یعنے تم رغبت کرتے ہو اس بات مین کہ اپنے نکاح کر لو یعنے درصورتیکہ وہ خوبصورت ہوتی ہین تو نکاح کرتے ہو مگر مہر پورا نہین دیتے ہو اور بدصورتی مین نکاح نہین کرتے عضل کرتے ہو۔ ومؤید تفسیر روایت ابن ابی حاتم از حضرت ام المؤمنین عائشہؓ ہی کہ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا کہ قول اللہ عز وجل وترغبون ان تنکحوہن یعنے اولیاء کو خطاب ہی کہ تم مین سے جب کسی ولی کی پرورش مین ایسی یتیمہ ہوتی ہی جسکا مال وجمال کم ہی تو اس سے بے رغبتی کرتا ہی پس اللہ نے منع کر دیا کہ ایسی یتیمہ سے بھی نکاح نہ کرین جس کے مال وجمال کثیر ہونے سے اسکی طرف رغبت رکھتا ہی مگر اسی طور سے کہ اسکو اسکا پورا مہر دیوے۔ قال ابن کثیر اس روایت کے واسطے صحیحین مین اصل ثابت ہی اور مقصود کلام الٰہی کا یہ ہی کہ پہلے ایسا کرتے تھے کہ جب کسی مرد کی پرورش مین کوئی ایسی یتیمہ لڑکی ہوتی جس سے وہ خود بھی نکاح کر سکتا بایں طور کہ وہ اسپر شرعاً حرام نہین ہوتی مثلاً چچازاد بہن ہوتی تو کبھی ایسا ہوتا کہ مرد مذکور کو جو اسکا ولی ہی اسکے نکاح کی طرف رغبت ہوتی تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ جو کچھ ایسی عورتون کا مہر باندھے جانیکا دستور ہو اسیقدر پورا مہر اسکا بھی باندھے تب نکاح کر سکتا ہی اور اگر ایسا نہ کرے بلکہ کم مہر پر نکاح مین لے لینا چاہے تاکہ اسکا مال ہاتھ آوے تو نکاح نہین کر سکتا پس اور عورتین بہت ہین دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرے اور اس یتیمہ کو اپنی ولایت سے کسی غیر مرد کے ساتھ بیاہ دے۔ یعنی تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہین جو اول سورۂ نساء مین بقولہ وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی الآیہ۔ مذکور ہوئی ہی۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ مرد مذکور جو اسکا ولی ہی اس یتیمہ کی طرف سے بے رغبت ہوتا خواہ اس عورت کے بدشکل ہونے کی وجہ سے یا نفس الامر مین اسکو رغبت نہین تو وہ ایسا کرتا کہ کسی غیر سے نکاح کرنے سے عضل و منع کرتا تاکہ مرے تو میراث لیوین پس اللہ عز وجل نے منع فرمایا کہ عضل مت کرو۔ چنانچہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے قولہ فی یتامی النساء الآیہ مین روایت کی کہ زمانہ جاہلیت مین دستور تھا کہ کسی مرد کے پاس اگر یتیم لڑکی ہوتی اور وہ اسپر اپنا کپڑا ڈال دیتا تو پھر کبھی کوئی اس سے نکاح نہین کر سکتا تھا پھر اگر وہ عورت خوبصورت ہوتی اور ولی مذکور اسکی طرف رغبت کرتا تو اس سے نکاح کر لیتا بہت تھوڑے مہر پر اور اسکا ذاتی مال سب خورد برد کر جاتا اور اگر وہ بدصورت ہوتی تو اسکو ہمیشہ تازندگی دوسرے کسی مرد سے نکاح کرنے سے روکتا یہانتک کہ وہ عورت مرجاتی پھر اسکی میراث مین اسکا مال لیکر خورد برد کرتا پس اللہ عز وجل نے اسکو حرام کیا اور منع فرمایا۔ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ای ویفتیکم فی الصغار من الولدان ان تعطوہم حقوقہم۔ اور تمکو فتوی دیتا ہی دربارۂ نابالغ ولدان کے خواہ مذکر ہون یا مؤنث ہون ف یہ کہ تم انکو انکے حقوق دیدو یعنے جو حقوق میراث کے عموم قولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ سے ثابت ہین وہ دیدو۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت والے نابالغون کو اگرچہ نرینہ ہوتے کچھ میراث نہین دیتے اور لڑکیونکی کچھ میراث ہی نہین قرار دیتے تھے پس اللہ تعالی نے اس سے بھی منع فرمایا اور ہر حصہ دار کا حصہ آیۂ مواریث مین مقرر فرمایا اور ایسا ہی سعید بن جبیر وغیرہ سے مروی ہی وَاَنْ تَقُوْمُوْا۔ یعنے ویامرکم ان تقوموا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ۔ اور تمکو اے حاکمو اور سربراہ کارو یہ حکم دیتا ہی کہ ٹھیک قائم ہو یتیمون کیواسطے قسط کے

حق واجبی انکو دلایا پس آیت میراث سے انکو حصہ ملا پھر کبھی یتیمہ لڑکی ہوتی تھی جسکے بارہ میں حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہی کہ کسی مرد کی پرورش مین
ایسی یتیم لڑکی ہوتی جسکا یہی مرد مذکور وارث بھی ہوتا اور وہی اسکا ولی ہوتا یعنے نکاح اسکی ولایت سے ہوتا اور یہ لڑکی مذکورہ اسکے ساتھ
مال مین شریک ہوتی مثلاً باغ خرما وغیرہ مین بطور میراث کے شرکت رکھتی اور یہ لڑکی اس ولی کی ذات رحم محرم نہین ہوتی مگر یہ شخص اس لڑکی سے
بسبب اسکی بدصورتی وغیرہ کے نکاح کرنا پسند نہ کرتا اور نیز یہ بھی نہ چاہتا کہ دوسرے مرد سے اسکا نکاح کر دے کہ اسکا شوہر بقدر اسکے حصہ کے
ولی مذکور کے ساتھ شرکت والا ہو جاوے پس یہ کرتا کہ لڑکی مذکورہ کو عضل کر دیتا کہ کسی سے نکاح نہ کرنے دیتا یہانتک کہ وہ مرجاتی پس اسکی
میراث لے لیتا تب یہ آیت نازل ہوئی او عضل کرنے سے ممانعت آئی اور جب کبھی ایسی یتیمہ خوبصورت مالدار ہوتی تو اس سے نکاح کر لیتے
والحدیث عند البخاری ومسلم) اور ابن ابی حاتم نے عائشہ رضہ سے روایت کی کہ پھر اس آیت کے بعد لوگون نے رسول اللہ صلعم سے فتوی طلب کیا کہ
عورتون کے معاملہ مین کیا حکم ہی تب اللہ تعالی نے نازل فرمایا ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیہن الآیہ۔ اور عائشہ رضہ نے فرمایا کہ قولہ تعالے
وما یتلی علیکم فی الکتاب۔ سے پہلی آیت مراد ہے یعنی قولہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم الآیہ۔ باقی کلام تفسیر کے ذیل مین
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی۔ **وَيَسْتَفْتُونَكَ**۔ یطلبون منک الفتوی تجھسے فتوی طلب کرتے ہین۔ اور افتا بر وزن افعال بمعنے
ظاہر کر دینا مبہم کو کما **فی البیضاوی** اور فتوی اسم ہی پس استفتا کے معنے فتوے کی درخواست کرنا چنانچہ مفسر رح نے کہا اور حاصل آنکہ تجھسے
ای محمد صلعم تیرے اوپر ایمان لانے والے درخواست کرتے ہین کہ فتوی دیجیے **فِي**۔ شان۔ **النِّسَاءِ**۔ ومیراثہن عورتون کے بارہ مین
اور انکی میراث کے احکام مین۔ پس فی النساء معنے فی شان النساء بتقدیر مضاف ہی اسواسطے کہ عورتونکی ذات وانکے انواع سے سوال
نہ تھا بلکہ انکے حال سے سوال تھا اور **بیضاوی** رح نے فی میراث النساء مقدر کیا بدلیل آنکہ اسکا سبب نزول یہ ہوا تھا کہ عیینہ بن حصن نے
آکر آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ مجھے خبر ملی کہ آپ دختر کو نصف اور بہن کو نصف میراث دلاتے ہین اور ہمارا تو یہی دستور تھا کہ ہم اسی شخص کو وارث کرتے تھے
جو لڑائی لڑے اور غنیمت سمیٹے تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالی نے ایسا ہی حکم فرمایا ہی اور مفسر **جلال** رح نے فی شان النساء ومیراثہن بقدر کرنے
مین اشارہ کیا کہ سوال جیسا میراث سے تھا ویسا ہی بعض احوال سے بھی تھا کیونکہ جواب مین میراث کے ساتھ یتیمہ لڑکیون کے نکاح کا حال بھی
مذکور ہی اور جواب موافق سوال ہوتا ہی۔ **قُلْ**۔ لہم کہدے یعنے فتوی طلب کرنیوالون سے۔ پس خطاب انکو بسبب انکے سوال کے ہی ورنہ
حکم انکے ساتھ مخصوص نہین ہی اسلیے کہ فتوی یہی ہی کہ واقعہ مین جو حکم حق ہی وہ ظاہر کر دیا جاوے چنانچہ عالم سے جو فتوی لیتے ہین اسکے یہی
معنے کہ اللہ تعالی ورسول اللہ صلعم واجماع امت وغیرہ جس دلیل شرعی سے جو حکم اس بارہ مین ہو وہ ظاہر کر دو۔ **اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ**
**فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ**۔ اللہ تعالی تمکو فتوی دیتا ہی عورتون کے حق مین اور وہ جو تلاوت کیا گیا تمپر کتاب مین
**فـ** کتاب سے مراد قرآن مجید ہی اور حاصل آنکہ جو تلاوت کیا گیا تمپر قرآن مین آیۃ میراث قولہ یوصیکم اللہ فی اولادکم الآیۃ وقولہ ان خفتم
ان لا تقسطوا فی الیتامی الآیہ۔ بھی تمکو فتوی دیتا ہی پس یفتیکم فیہن کا فاعل اللہ تعالی اور ما فی الکتاب۔ دونون ہوے اگر کہا جاوے کہ
اللہ تعالی کا فتوی دینا وہی ہی جو قرآن مجید مین مذکور ہی اور نیز فعل کی نسبت بجانب دو فاعل کیونکر ہی تو جواب یہ کہ فعل کو دو مختلف اعتبار سے
دو فاعل کی طرف نسبت کرنا روا ہی اور **بیضاوی** رح نے ذکر کیا کہ جائز ہی کہ وما یتلی علیکم۔ مبتدا۔ اور۔ موجود فی الکتاب خبر ہو اور مراد کتاب
سے لوح محفوظ ہی اور حاصل آنکہ یہ جو تمپر تلاوت کیا جاتا ہی یہ لوح محفوظ مین موجود ہی اور بلاغت اسمین یہ کہ اس حکم کی عظمت ظاہر ہو اور تنبیہ
رہے کہ ان حقوق کی رعایت رکھنا اللہ تعالی کے نزدیک عین عبادت ہی الحاصل تم یتیم عورتون کے بارہ مین فتوی چاہتے ہو تو اللہ تعالی

فرمائی ہی کہ اگر ابراہیم تجسے کچھ مدد چاہے تو اُسکو مدد دے سواگر آپ کہین تو مین نمرود مردود کو مع لشکر ایک چٹکی سے مل ڈالون یا اس تختہ زمین کو تہ وبالا کر دون تو ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ اگر یہ مراد ہی کہ مجھے تیری طرف کچھ حاجت ہی تو مجھے تیری طرف کچھ حاجت نہین ہی میرا پروردگار جل جلالہ خود میرے حال کا دانا تر ہی۔ اس آیت مین اللہ عزوجل نے ظاہر فرمایا کہ وہ بندگی بجالانے کی صفت ہین اور ربوبیت پہچاننے کی شان مین اس مرتبہ کا بندہ تھا اور ازل مین اسکو بدون کسی علت وسبب کے اپنے فضل ورحمت سے خلیل کر دیا تھا کچھ کسی عوض سے نہ تھا کیونکہ خلیل بنانا حضرت او تعالی عزوجل کا فعل ازلی ہی کچھ حادث نہین تو طاعت ابراہیمؑ کا وجود بھی نہ تھا پس یہ بلا سبب وعلت کے قدیم ہی پھر خلیل علیہ السلام نے اپنے رب جلیل کو جلالت عظمت کی آنکھ سے دیکھا تو خلیل جلیل ہوگئے اور یہ حبیب کی صفت بھی ہی جو خلیل سے افضل ہوتا ہی اسواسطے کہ محبوبیت عطر خلت اور اسکا لب لباب ہی پھر اشارہ سے تصریح کر دی کہ جو بندہ کہ احسان کی بندگی ادا کرے اور حبیب وخلیل کا تابع ہو وہ بھی محبوب ہو جائیگا مترجم نے مصرح کر دیا ہی کہ انتہاء درجہ صدیقین کا ابتدائے درجہ انبیا علیہم السلام ہی اور معنے یہ ہین کہ امتیون مین مرتبہ صدق وابعد مین جو مقام خلت ومحبوبیت ہی وہ اسکو حاصل ہوگا جیسے سب کے سب جنتی ہین مگر یہ لازم نہین کہ سبکا درجہ بھی برابر ہی فافہم اور بعض مشائخ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ کون شخص ایسے بندے سے دین مین اور حال مین بہتر ہی جو اپنی تنگی وآسانی ہر حال مین تقدیر پر راضی رہا اور اپنے قلب کو اپنے پروردگار کے سپرد کیا اور خالص اسی کے واسطے فرمانبرداری کی حالانکہ وہ محسن ہی یعنے سنت محمد مصطفیٰ صلعم کا تابع ہی شیخ ابن عطاءؒ نے فرمایا کہ او تعالے نے اسکو خلیل بنالیا اور اسکے سر باطنی مین کسی غیر کی جگہ نچھوڑی اور یہی خلت حقیقی ہی شیخ حسینؒ نے فرمایا کہ حق عزوجل نے ابراہیم کو خلیل بنالیا یہ اسکا احسان ہی اسمین انکی جوہر ذاتی کو دخل نہین تھا بلکہ حمد ہی اسکو جسنے بدون استحقاق موجبہ کے انکو خلیل بنایا یعنے جو ابراہیم کی صفت بیان کی کہ وہ خلیل بنایا گیا تو یہ کرم کی صفت ہی کہ خلیل کی تعریف فرمائی قال المترجم کلامٌ لطیفٌ جیدٌ جداً پھر واضح ہو کہ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی کو اپنے بندون مین سے مردانہ دلیر پسند ہین - ھ - یہ وہی ہین کہ مردانگی کے ساتھ انھون نے اسلام کے لیے گردن جھکائی اور خلت ومحبت کی منزل پائی اور جی سے مرد ہوتا ہے اور جس نے خوف کیا وہ زنانہ ہی اور اسکے احکام جدا گانہ ہین جیسے عورتونکے احکام از انجملہ یتیمہ عورتون کا حکم بیان فرمایا۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى

اور فتوی پوچھتے ہین تجسے بیچ عورتون کے کہہ اللہ فتوی دیتا ہی تمکو بیچ اُنکے اور جو چیز کہ پڑھی جاتی ہے اوپر تمھارے بیچ کتاب کے بیچ حق یتیم کے

النِّسَآءِ الّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ

عورتون کے جنکو نہین دیتے تم اُنکو جو کچھ لکھا گیا ہے واسطے اُنکے اور رغبت کرتے ہو یہ کہ نکاح کرو اُنکو اور بیچ ناتوانوں کے

الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۝

لڑکون سے اور یہ کہ قائم رہو واسطے یتیمون کے ساتھ انصاف کے اور جو کچھ کروگے تم بھلائی سے پس تحقیق اللہ ہے۔ اتی اُسکے جاننے والا

واضح ہو کہ مردان صحابہ رضی اللہ عنہم نے عورتون کی میراث وغیرہ کے احکام جب رسم جاہلیت کی نسبت شریعت حقہ مین زیادہ متغیر دیکھے تو کمال احتیاط سے اُسکو پوچھا پھر شروع نساء وغیرہ سے اکثر احکام اس حکمت کے ساتھ کہ ایکبارگی انپر شاق ہو جاوین نازل ہوتے گئے پھر انھون نے باقی احکام کے واسطے فتوی طلب کیا مجاہدؒ نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت والے عورتون ولڑکون کو کچھ میراث نہین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ لڑین اور نہ غنیمت حاصل کرین نہ قوم سے مضرت دفع کرین اُنکو کچھ استحقاق نہین ہی جب اسلام حق آیا اللہ تعالی نے ان

ای لم یزل متصفا بذلک - چونکہ محیط ہونا اور گھیرنا ایسی چیز سے ہوتا ہی جو جسم رکھتی ہو کیونکہ حقیقت مین احاطہ یہی ہی اور یہان اللہ عزوجل کی شان مین محیط آیا تو مراد اس سے معنے مجازی ہین یعنے او تعالی اپنے علم و قدرت سے محیط ہی یعنے اُسکا علم اور اسکی قدرت ہر چیز کو شامل ہے کذا فی الکمالین اور چاہو یون کہو کہ زبان عرب مین احاطہ حقیقی جسم سے ہی پس مراد یہان مجازاً لفظ احاطہ سے معنے لازمی ہین یعنے قدرت و قابو چنانچہ بولتے ہین کہ فلان شخص تو اسپر محیط ہو رہا ہی یعنے اسپر قابو رکھتا ہی اور نیز احاطہ سے جسکو احاطہ کیا اُسکے حال سے آگاہی پوری بھی مفہوم ہی پس حاصل آنکہ پوری جزا دیگا - پھر لفظ کان صیغہ ماضی ہی اور کبھی بمعنے دوام و استمرار مستعمل ہوتا ہی اور وہی یہان مراد ہی یعنے برابر اس صفت سے موصوف ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ من احسن دینا ممن اسلم الآیہ - اسمین اشارہ یہ ہی کہ یہ ایسے بندہ کا وصف حال ہی جو اپنے سر قلبی سے جلال ذات کے واسطے سر جھکائے جس سے جمال وجہ قدیم کے انوار چمکتے ہین اور ہوائے ہویت مین بازوئے شوق و محبت سے پرواز کرے پس یہی راہ اسکا دین ہی - اس سے بڑھکر اون دین ہوگا کہ او تعالی اپنے جلال و عظمت سے اُسکو ہدایت فرمائے اور اسی سے اُسکی طرف راہ پاوے پس جبتک یہ راہ ازل ہے اسکی رسائی یقینی ہی اور جبتک یقین کامل کے ساتھ اُسکی عزت و جلال کی مدد شامل حال ہی تو وہی خوب ہادی ہی ۵ شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر حور العین + اگر در وقت جان دادن تو باشی شمع بالینم + جب اُسنے اپنے چہرہ کو اسکی درگاہ مین جھکایا اور جمال قدیم کی طرف راہ لی تو اس جمال پاک سے طالب صادق کا چہرہ منور و خود فنا ہوتا ہی قولہ وہو محسن یعنے جسکو چاہتا اور طلب کرتا ہی اُسکو جانتا پہچانتا ہی اور مقصد یہ کہ خود فنا ہوا اور وہی باقی ظاہر ہو جس سے اُسکی بقار حقیقی ہو جاوے پس فنا فی اللہ تعالی ہونا اسپر آسان ہی شیخ ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ جو شخص کہ پہچان گیا جسکو طلب کرتا ہی تو اس طلب مین جو کچھ جان و مال قربان کرتا ہی ایسی صد ہزار جانین اُسکی نظر مین خوار ہوتی ہین پس فنا ہو نہین اسکی حالت یہ ہو جاتی ہی کہ جو محبوب کی مراد ہی وہی اسکی مراد ہو جاتی ہی اور جسمین اسکی رضا ہی وہی اُسکا ایمان ہی چاہے مارے یا جلاوے اسکے نزدیک دونون عین خوشی ہین تو نہین دیکھتا کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرمائی بقولہ ومازاغ البصر وما طغی جسدم محبوب کو پایا دونون جہان سے منھ موڑ کر کسی طرف سر نہ اُٹھایا - اور دیکھو کہ اپنے خلیل علیہ السلام کی تعریف کی جسنے ظہور انوار قدیم کے وقت تمام جہان سے اپنی نگاہ پھیر لی کما قال انی بری مما تشرکون - انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض - اسمین ظاہر کر دیا کہ مرتبہ احسان پورا نہوگا جب تک ملت ابراہیم حنیف علیہ السلام کی پیروی نہو اور اسکی ملت یہ تھی کہ اپنی طبیعت کا بت جسکی پیروی مین بندہ گرفتار ہی ابتدائی محبت مین حقیقت کے تیر سے توڑ ڈالے پھر جب عرفان کے دروازے تک رسائی ہو تو ملکوت کی اچھی صورتین بھی اپنی خاطر سے بالکل مٹ دے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے ہذا ربی کے بعد - بقولہ انی بری مما تشرکون الآیہ سے اس شرک کو ناپید کر دیا پس پہلا مرتبہ تو یقین کا ہی ۵ وہ یقین حاصل تھا ابراہیم کو + ہر بشر کی ونگ جس سے عقل ہو + جبتک مرتبہ یقین نہو تب تک ایمان ہی نہین ہی پھر ولی ہونیکا خیال محض خام ہی ۵ ہی ولایت و رصلاحیت تو دور + پہلے تو مومن تو ہولے بے شعور + اور دوسرا مرتبہ یہی مرتبہ عرفان ہی اسی کو اسلم وجہہ للہ کہا یعنے اپنے نفس کو محل امتحان مین حضرت حق عزوجل کے سپرد و تسلیم کرنا کہ ماسوائے حق کے سب سے دل پاک و سلامت ہو چنانچہ فرمایا یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم - اور مزید برین ابراہیم کے حق مین فرمایا - اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین - پھر ابراہیم کے اس اقرار کی تصدیق فرمائی و امتحان کیا کہ فرزند جگر دلبند یعنے اسمعیل علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم دیا حتی ستر مرتبہ اسکی گردن پر چھری پھیری - اور نیز ابراہیم کو خود اپنی جان سے امتحان فرمایا کہ اِن کو آگ مین ڈلوایا اور نمرود خبیث کو ملعون و مردود کیا مگر ابراہیم سے امتحان لیا اور فرشتون اور آدمیون پر اسکی صدق و محبت کو ظاہر کر دیا چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اُسوقت آئے کہ ای ابراہیم آپ کو مجھے جس قسم کی مدد منظور ہو فرمایئے کہ مجھے حضرت رب العزۃ جل جلالہ نے اجازت

روا ہما ابن ابی حاتم۔ پھر خلیل بر وزن فعیل بمعنے فاعل ہی یعنے پروردگار عزوجل کے ساتھ نہایت محبت رکھنے والا اور قولہ من احسن دیناً سے یہ اشارہ ظاہر ہی جیساکہ بیضاوی نے کہا کہ اس استفہام میں تنبیہ ہی کہ قوت بشری جہانتک پہونچ سکتی ہی یہ اسکی انتہا ہی پس ابراہیم ع کو انتہا درجہ کی محبت جناب باری تعالیٰ سے تھی یا فعیل بمعنے مفعول ہی ای نہایت محبوب بسبب آنکہ طاعت الٰہی عزوجل میں پورے طور سے قیام کیا اور اسکی مرضیات میں قائم ہوے یہانتک کہ محبوب ہو گئے۔ اور ظاہر یہ ہی کہ بنسبت درجۂ ادنی اور اوسط کے انکی محبت کا مرتبہ درجۂ اعلی میں پہونچا تھا اگرچہ اس درجہ میں بنسبت انکے کمی و بیشی ممکن ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ یہ درجہ واحدہ ہو جسمیں دیگر بعض انبیاء علیہم السلام بلکہ اکابر مؤمنین شریک ہو جاویں لیکن اس ایک امر میں شرکت سے مساوات کلی لازم نہیں آتی ہی۔ ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے آخر خطبہ میں جو آپ نے پڑھا یوں فرمایا اما بعد ایہا الناس لو کنت متخذا من اہل الارض خلیلا لاتخذت ابابکر بن ابی قحافہ خلیلا ولکن صاحبکم خلیل اللہ رواہ البخاری ومسلم۔ یعنی اگر میں اہل زمین سے کسیکو خلیل بناتا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کو خلیل بناتا ولیکن ابوبکر خلیل اللہ ہی اور یہ روایت کئی طرق سے آئی ہی اور یہ فضیلت حضرت ابوبکر کو مخصوص تھی کہ صحابہ میں سے کوئی اُنکے ساتھ اسمیں شریک تھا بعض نے کہا یعنے اپنی ذات شریف کو فرمایا کہ میں خلیل اللہ ہوں واللہ تعالیٰ اعلم اور اسکی تائید اس روایت سے ہی جو جندب بن عبداللہ البجلی اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبداللہ بن مسعود نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو خلیل کرلیا جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا تھا وقد رواہ الحاکم وصححہ اور ابن عباس سے روایت ہی کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ بیٹھے آنحضرت صلعم کا انتظار کرتے تھے جب آپ نکلکر قریب آئے تو انکو باتیں کرتے سُنا تو ایک کہتا تھا کہ کیا خوب ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام فرمایا۔ تیسرے نے کہا کہ عیسیٰ کو دیکھو کہ وہ روح اللہ وکلمۃ اللہ تھے۔ چوتھے نے کہا کہ آدم صفی اللہ تھے۔ پس آپ نے ظاہر ہوکر انپر سلام کیا اور فرمایا کہ میں نے تمھارا کلام سُنا اور تمنے تعجب کیا کہ ابراہیم خلیل اللہ تھے وہ ایسے ہی تھے اور موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ اور آدم صفی اللہ تھے وہ ایسے ہی تھے اور اب جانو اور آگاہ رہو کہ میں حبیب اللہ ہوں اور کچھ فخر سے نہیں کہتا اور میں ہی پہلا شفاعت کرنیوالا ہونگا اور پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور میں فخر نہیں کرتا اور میں ہی پہلا وہ شخص ہوں کہ جو جنت کی کنڈی ہلاویگا اور دروازہ کھولا جائیگا اور میرے ساتھ وہ مومنین ہونگے جو فقیر ہیں اور کچھ فخر نہیں۔ اور میں ہی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین وآخرین سے زیادہ بزرگ مرتبہ ہونگا اور کچھ فخر نہیں رواہ ابن مردویہ ولبعضہا شواہد فی الصحاح اور ابن عباس سے روایت ہی کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ ابراہیم کے واسطے خلت ہو اور موسیٰ کے واسطے کلام ہو اور محمد صلعم کیواسطے دیدار باری تعالیٰ ہو رواہ الحاکم وصححہ علی شرط البخاری ومعنے یہ کہ معراج میں آنحضرت صلعم نے دیدار حق عزوجل پایا تھا اور ایسا ہی انس بن مالک اور بہتیرے صحابہ وتابعین وائمہ سلف وخلف سے مروی ہی کذا ذکرہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ۔ ملکا وخلقا وعبیدا۔ یعنے ملک ہوئے اور مخلوق ہونے اور بندہ ہونے سب طرح سے جو کچھ جاندار وبیجان عقل والے وبے عقل والے آسمان وزمین میں ہیں یعنے تمام عالم میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے ہیں وہی اُنکا مالک وخالق ومعبود ہی جو چاہے کرے کوئی اُس سے پوچھنے والا نہیں اور کسیکا کچھ اجارہ نہیں ہی جو حکم کرے سب عدل وحکمت ولطف ورحمت ہی اور اس کلام سے تاکید ہوگئی کہ طاعت الٰہی تعالیٰ واجب ہی اور ابراہیم بندۂ خاص تھا وہ خلیل ہو جانیسے کچھ بندگی سے باہر نہوا اور بندے اس خلت کو اپنی عادتوں پر قیاس کریں اور ابراہیم ع کو خلیل کرنا ابراہیم کے اوپر محض فضل تھا۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو محیط ہی ف علما وقدرۃ

اصل مین یہی اسلام و توحید ہی بلکہ تفصیلی شرع حضرت محمد صلعم بہ نسبت ملت ابراہیم علیہ السلام کے اکمل ہی اور ملت ابراہیمؑ کے بیان سے یہ فائدہ ہی کہ قریش و یہود و نصاریٰ کا رد ہو گیا کیونکہ اہل کتاب و اہل شرک اسکے سچے ہونے کے قائل تھے لیکن عناد و جہالت سے ہر ایک فرقہ مدعی تھا کہ ہم ہی ملت ابراہیم پر ہین تو اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ وہ یہی شرع اسلام ہی اور شرک و یہودیت و نصرانیت نہین ہی۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کا حال بیان فرمایا۔ حَنِيفًا۔ ای مائلا عن الادیان کلہا الی الدین القیم۔ یعنے ابراہیمؑ کی یہ شان تھی کہ وہ اپنے رب عزوجل کی توحید و اسلام مین منھ موڑ لینے والا تھا تمام دینون سے دین قیم و صراط مستقیم کی طرف شاید ملت سے حال ہو یعنے وہ ملت ایسی ہی کہ صراط مستقیم ہی اور ہو سکتا ہی کہ پیروی کرنے والے سے حال ہو یعنے جو شخص اسلام لایا اور ملت ابراہیم کی پیروی کی درحالیکہ وہ تمام دینون سے حق و راہ راست کی طرف مائل ہونیوالا ہی اس سے بہتر دیندار کوئی نہین ہی۔ پھر ایک کلام ترغیب آمیز فرمایا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا۔ اور ابراہیم وہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو خلیل بنایا ف یعنے برگزیدہ بنایا جو خالص اللہ تعالیٰ ہی سے محبت رکھتا تھا یہ عام و مشہور رہی کہ اُنھون نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنیکا بحکم الٰہی قصد مصمم کر دیا تھا یہ خالص محبت کا ادنی نشان ہی جو عوام کی نظر مین ظاہر کر دیا قال فی المعالم زجاجؒ نے کہا کہ خلیل وہ ہی جسکی محبت مین کوئی خلل و رخنہ نہو۔ اور خلت بمعنی دوستی صافی چونکہ اللہ نے ابراہیمؑ کو محبوب برگزیدہ بنایا تھا وہ خلیل کہلائے اور بعض نے کہا کہ یہ لفظ مشتق از خلت بمعنے حاجت ہی پس خلیل محتاج فقیر ہوا پس ابراہیم خلیل اسلیے ہوے کہ انھون نے اپنا فقر و محتاج ہونا فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رکھا پھر معالم مین کہا کہ قول اول اصح ہی یعنے خلت بمعنے دوستی صافی سے مشتق ہی اسواسطے کہ کلام الٰہی مین اتخاذ خلت از جانبین ہی اور خلت بمعنی فقیری ہر دو جانب سے ممکن نہین ہی قال ابن کثیر یہ کلام حضرت ابراہیم کی پیروی کی ترغیب ہی کہ وہ غایت درجہ تقرب کو پہونچ گئے تھے اور پیشوا وہی ہی کہ اُسکے ذریعہ سے مقام مقصود تک پہونچ جاے قال المترجم پس فرقہ شیعہ و رافضہ محض جھوٹے ہین کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی پیروی منافقون کی طرح مُنھ سے ظاہر کرتے ہین اور خود انہین سے آجتک کوئی بھی براے نام کسی درجہ کو بھی نہ پہونچا فافہم۔ قال یہ درجہ خلت مقامات محبت مین سے بہت رفیع ہی اور حضرت معاذ انصاریؓ جب یمن کے عامل ہوے تو صبح کی نماز مین انھون نے قولہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا بھی پڑھا پھر مقتدیون مین سے ایک شخص نے کہا کہ ابراہیم کی مان کی آنکھین ٹھنڈی ہوئین رواہ البخاری و ابن جریر وغیرہ نے بعض سے یہ قصہ نقل کیا کہ ابراہیم کے دیس مین قحط پڑا تو موصل یا مصر مین ایک دوست کے پاس غلہ لینے گئے وہانسے نامراد پھرے جب قریب پہونچے تو حضرت سارہ کی دل شکنی و مایوسی کے خیال سے ریگستان سے ریت بھر لی اور گھر مین داخل ہوے اور آنکھ لگ گئی پس سارہؓ نے اُٹھکر بورون مین سے نہایت سپید گیہون کے آٹے سے روٹی پکائی جب جاگے تو پوچھا کہ یہ کہان سے آئی انھون نے کہا کہ وہی جو اپنے خلیل مصری یا خلیل موصلی سے لائے ہو تو ابراہیمؑ سمجھ گئے اور فرمایا کہ یہ میرے اللہ عزوجل خلیل کی طرف سے ہی سو اللہ تعالیٰ نے اسکو خلیل فرمایا۔ اِس قصہ کو بیضاوی و معالم وغیرہ مین مطول و مختصر ذکر کیا و لیکن ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ قصہ اسرائیلیون سے لیا گیا اسکی صحت و وقوع مین کلام ہی انتہا یہ ہی کہ نہ جھوٹا کہو نہ سچا کہو۔ اور عبید بن عمیر سے روایت ہی کہ ابراہیم علیہ السلام لوگون کی مہمانی کرتے تھے ایک روز بہت ڈھونڈا کوئی نہ ملا جب واپس ہوے تو گھر مین ایک شخص کو کھڑا دیکھکر کہا کہ بندۂ خدا تم بلا اجازت کیون میرے گھر مین گھسے اسنے کہا کہ مین اسکے مالک کے حکم سے گھسا ہون پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ مین ملک الموت فرشتہ ہون ایک بندے کی طرف بھیجا گیا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو خلیل بنایا ہی اسکو یہ خوشخبری دون۔ کہا کہ تو مجھے بھی بتا دے مین تا دم مرگ اسکا ساتھ نہ چھوڑونگا۔ اسنے کہا کہ وہ بندہ تم ہو۔ پوچھا کہ مین کیونکر ہون۔ کہا کہ تم لوگون کو دیتے ہو مانگتے نہین ہو۔ اسحٰق بن یسار سے روایت ہی کہ جب ابراہیم کو خلیل بنایا۔ تو انکے دل مین محبت آمیز دہشت ڈالدی کہ دور سے اُنکے دل دھڑکنے کی آواز سُنائی دیتی تھی۔

۲۶/۹

عباس رضؓ سے مروی ہی اور بعض نے کہا کہ من زائدہ ہی پس الصالحات بالف لام استغراق ہوگا حالانکہ کسیکو جملہ صالحات ادا کرنے کی طاقت نہین ہی ۔ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۔ قدر نقرۃ النواۃ ۔ بقدر نقرہ چھوارے کی گٹھلی کے اور نقرہ وہ تنگا ن ہی جو گٹھلی مین ہوتا ہی اور فتیل وہ ڈورا ہی جو اس نقیر کے بیچ مین ہوتا ہی اور قطمیر وہ جھلی ہی جو گٹھلی پر ہوتی ہی اور اہل عرب ان الفاظ کو کسی چیز کی نہایت حقارت و کالعدم ہونے پر ضرب المثل لاتے ہین پس معنی آنکہ اپر کچھ ذرہ بھی ظلم نہوگا پس جبکہ ثواب مطیع مین کمی نہوئی تو لائق تر ہی کہ عذاب عاصی مین زیادتی نہو اسواسطے کہ بدلا دینے والا ارحم الراحمین ہی لہذا بعد ذکر ثواب کے اسی پر اقتصار فرمایا ف عرائس مین ہی کہ قولہ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب اشارہ ہی کہ حدوث سے درگاہ قدیم پاک ہی یہ بھی ظاہر کیا کہ مخلوق سب اسی واسطے پیدا ہوئی ہی کہ عبودیت و بندگی کرے اور اسواسطے نہین کہ ربوبیت کا دم بھرے سو جبتک کہ بندہ عالم عبودیت مین اپنی خودی سے خارج نہین ہی تب تک جو کچھ نیک و بد کرے گا اُسکا بدلا ملیگا اور ایسا نہین ہے جیسے خطرات گذرتے کہ جب حضرت اوتعالی سے رابطۂ محبت محکم ہوا تو غیر کی طرف اشتغال کرنے سے انکو کچھ سزا نہ ملے اور لغزشون پر کچھ گرفت نہو کیونکہ درگاہ باریتعالی اس سے منزہ ہی کہ کوئی اپنے کسی حق سے اس تک رسائی پیدا کرے بلکہ اوتعالی کے حقوق ہمیشہ اپنے بندونپر قائم ہین اور یہی اس آیت مین اشارہ ہی پس اوتعالی اگرچہ قادر ہی کہ بندہ خالص کو بدون سزا کے منزلت عطا کرے تاہم اُسکو اختیار ہی کہ تربیت کے طور پر سزا فرماتا ہی لیکن یہ بطور محرومی کے نہین ہی اور جب بندہ عارف کے دل مین کوئی خطرۂ نفسانی سمایا تو یہ معرفت کے مرتبہ مین گناہ ہی اسپر سزا ملیگی یہی فرمایا من یعمل سوء یجز بہ ۔ پس بُرائی پہونچنا اسی بدخطرہ کا نتیجہ ہی اور بدخطرہ اسکی تربیت کے واسطے ہی اور جو شخص کہ حضرت باری تعالی کو نہین پہچانتا ہی اُسکا وجود تو سرسے پاؤن تک بدہی اور جس نے اُسکو اسطرح پہچانا کہ درحقیقت وہ نہین بلکہ غیر ہی یہی خود رائی سے نصرانیت و یہودیت ہی اور مسلم کا بیان آیندہ آیت مین ہے ۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَ

اور کون بہتر ہی دین مین اُس شخص سے کہ مطیع کرے منہہ اپنا واسطے اللہ کے اور وہ نیکی کرنے والا ہو اور پیروی کرے دین ابراہیم حنیف کی اور

اتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ۝

پکڑا اللہ نے ابراہیم کو دوست اور واسطے اللہ کے ہی جو کچھ بیچ آسمانون اور جو کچھ بیچ زمین کے ہی اور ہی اللہ ساتھ ہر چیز کے گھیرنے والا

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا ۔ ای لا احد احسن دینا کوئی نہین نہایت خوب از روے دین کے یعنے دین مین کوئی بھی بہتر نہین ۔ مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ ۔ ایسے بندے سے جسنے مطیع کیا اپنے چہرے کو اللہ تعالی کے واسطے ف اسلام کے معنے انقیاد اور چہرہ سے مراد بندہ کی ذات ہی پس مراد یہ کہ جسنے خالص اللہ تعالی کیواسطے اپنی ذات کو مطیع کردیا تو اس سے بہتر کوئی بندہ نہین ہی حالانکہ اسمین ایک صفت یہ ہی کہ وَهُوَ مُحْسِنٌ ۔ وہ محسن ہی ۔ ابن عباسؓ نے فرمایا یعنے موحد ہی حق عزوجل کو تمام صفات کمالیہ کے ساتھ واحد جانتا ہی کسی طرح شرک نہین رکھتا نہ ظاہر نہ باطن مین نہ اعتقاد نہ عمل مین ۔ اور بعض نے کہا کہ اسلم کے معنے فوض ای سپرد کردیا اپنے آپکو اور حدیث صحیح مین مذکور ہی کہ احسان کیا ہی تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالی کی عبادت کرے گویا تو دیکھتا ہی پھر اگر تو اُسکو نہ دیکھتا ہو تو وہ تجکو دیکھتا ہے پھر اسلم پر عطف کیا قولہ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ ۔ اور پیروی کی ملت ابراہیم کی ف جو ملت اسلام سے موافق ہے پس اسلام یہی ہے کہ ملت ابراہیم سے موافق ہو یہان دو وہم پیدا ہوتے تھے اول آنکہ پہلے اسکا اسلام لانا و موحد ہونا فرمایا پھر کیا معنے ہین کہ وہ ملت ابراہیمؑ کی اتباع کرے دوم آنکہ شرع محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام خود مستقل ہی اسمین اتباع ملت ابراہیم کا حکم کیونکر ہے حاصل جواب آنکہ ملت ابراہیم

حفاظت کرلے عذاب سے۔ وَّلَا نَصِيْرًا۔ اور نہ کوئی مددگار جو اُسکو عذاب الٰہی پہونچنے سے روک لے ف پس جبکہ یہ کافرون کے ساتھ مخصوص ہوا تو مسلمانون کے حق مین مغفرت الٰہی باقی ہی پس اگر مسلمان گناہگار بدون توبہ کے مرگیا تو اللہ تعالیٰ چاہے بخشدے اور چاہے سزا دے یہی وعید نہین ہی کہ خواہ مخواہ سزا پاویگا اور اگر توبہ کرین تو کافر و مسلمان ہرایک کی توبہ قبول ہی جیساکہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے صریح روایت کیا ہی یہ تو بنا بر قول حسنؒ کے تفسیر مذکور ہوئی اور ابن عباسؓ وسعید بن جبیر وضحاک سے مروی ہی کہ انھون نے سوء کو شرک یا کفر سے تفسیر کیا پس معنے یہ ہوے کہ جو کوئی کفر یا شرک کرے تو عاقبت مین ضرور اسکی سزا پاویگا کہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا بشرطیکہ اسی پر مرا ہو اس سے توبہ نہ کی ہو لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت عام ہی مسلمانون وکافرون سب کے حق مین اور سوء بھی عام ہی ہر بداعمال کو شامل ہی اسی کو شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور ابن کثیرؒ نے پسند کیا پس تاویل اسکی جو مفسرؒ نے ذکر کی کہ جو برا کام کرے اسکے عوض سزا دیا جائیگا۔ خواہ آخرت مین اور خواہ بلاو مصیبت پہونچکر دنیا ہی مین جیساکہ حدیث مین آیا ہی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہی کہ جب یہ آیت اتری تو مجھے نہین معلوم کہ اپنی کمر مین مجھے شکستگی کبھی پہونچی جیسی اس آیت سے کہ مین جھک گیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای ابوبکر تیرا کیا حال ہی مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون یارسول اللہ ہم مین کون ایسا ہی جسنے کوئی برائی نہین کی پھر ہمکو ہر برائی پر بدلا دیا جاویگا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای ابوبکر تو اور تیرے ساتھی مومنین سب کے سب دنیا مین اسکا بدلا دیدیے جاؤگے یہانتک کہ تم لوگ اپنے پاک پروردگار سے ایسے حال مین ملوگے کہ تمپر کوئی گناہ نہوگا اور مشرک لوگونکا یہ حال ہوگا کہ اُنکی برائیان جمع کردیجاویگی تاکہ آخرت مین سزا پاوین رواہ عبد بن حمید والترمذی وابن المنذر وابن جریر اور ایسا ہی خوف وغم دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی پہونچا تھا اور بعض روایت مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھکو اے ابوبکر بخشے کیا تو مریض نہین ہوتا کیا تجکو مصیبت نہین پہونچتی کیا تجکو غم نہین ہوتا تو ابوبکر نے کہا کہ کیون نہین یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ یہ جزا و بدلا ہی ہوگیا اور عبداللہ بن الزبیرؓ کو جب حجاج خونریز نے پھانسی دی تو عبداللہ بن عمرؓ نے اسی حدیث ابوبکرؓ سے ابن الزبیر کو یہ مصیبت پہونچنے سے اُنکی مغفرت پر استدلال کیا تھا کما رواہ ابن مردویہ والبزار عنہ۔ اور اس حدیث کے واسطے صحیحین مین شاہد موجود ہی چنانچہ ابوہریرہ وابوسعید نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ کوئی سختی وکوئی مصیبت وکوئی غم اور کوئی دکھ حتیٰ کہ کوئی ہم کسی مومن کو نہین پہونچتا مگر اسکے اللہ تعالیٰ اسکے عوض اسکے گناہ معاف فرماتا ہی رواہ البخاری ومسلم اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب قولہ من یعمل سوءً یجز بہ الآیہ۔ نازل ہوئی تو مسلمانون کو غم شدید لاحق ہوا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ مل چلو اور ٹھیک رکھو سو جو چیز مسلمان کو دردناک پہونچتی ہی حتیٰ کہ ٹھوکر و پیچ و کانٹا جو اُسکے لگ جاوے اسکے گناہ ہونیکا کفارہ ہی رواہ مسلم اور معالم مین ہی کہ روی الاعمش عن ابی الضحیٰ عن مسروق مرسلا۔ کہا کہ جب قولہ لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب الآیہ اتری تو اہل کتاب نے مومنون سے کہا کہ اس صورت مین ہم اور تم دونون براہ عاقبت یکسان ہین تو نازل ہوا وَمَنْ يَّعْمَلْ شَيْئًا مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى۔ اور جو بجالاوے کوئی چیز اعمال صالحہ مین سے خواہ مرد ہو یا عورت ہو ف خواہ فرض ادا کرے یا نفل۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ درحالیکہ وہ مومن ہی ف یعنے جو شخص ایمان لاکر حالت ایمان مین کوئی نیک کام کرے۔ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔ تو ایسے ہی لوگ جنت مین داخل کیے جاوینگے ف اور یہ بنا بر قراۃ ابن کثیر وابوعمرو کے ہی کہ یدخلون بروزن مضارع مجہول مبنی للمفعول پڑھا ہی اور باقیون کی قراءۃ مین یدخلون مبنی للفاعل یعنے مضارع معروف ہی اور معنے یہ کہ ایسے ہی لوگ جنت مین داخل ہونگے پھر بنا بر تفسیر مذکور کے وارد ہوتا ہی کہ جو کوئی کسی عمل صالح کو بجالاوے وہ جنتی ہی۔ پس اسکا جواب اگرچہ آسان ہی لیکن اولیٰ یہ ہی کہ من الصالحات مین بعض صالحات سے فرائض مراد لیے جاوین جیسا کہ ابن

نتیجہ ہی کہ ابھی جو مجاہدے ومعرفت کے طریقے ہین اُنسے بیٹھ رہو اور یہ سب اس ملعون کا دھوکا ہی اور ایسا غرور وہی مول لیتا ہی جو راہ آلہی مین نفس کی امانت کا طریقہ چھوڑتا ہی اور یہ بھی مریدون کے حق مین اسکا دھوکا ہی کہ تم درجہ انتہائی مقامات کو پہونچ گئے اور یہ آخری درجہ ہواب تم اس مجاہدہ ومشقت سے وریاضت شاقہ سے آرام حاصل کرو۔ اور شیخ بنکر مجلس مین بیٹھو اور انھین کے مانند باتین بیان کرو تم کچھ ان سے کم نہین بلکہ مزید علم وفضل مین بڑھتے ہوے ہو ایسا کرو کہ تمھارے گرد مریدون کا ہجوم ہو اس فریب سے مراد اس ملعون کی یہ کہ جاہ وریاست کی محبت مین پھنسکر ہلاک ہوجاوے جیسے ہمارے زمانہ مین بعضے مردود موجود ہین اللہ تعالی ایسون سے روے زمین پاک فرماوے۔ بعضون نے کہا کہ شیطان مردود انکو طول عمر کی آرزو دلاتا ہی حالانکہ کمال امید انکی موت ہی اور انکو تونگری کی آرزو دلاتا ہی حالانکہ راہ انکی فقیری ہی بہرحال یہ شیطان کا فریب ہی کہ انکو دنیا سے قریب کرتا ہی اور عاقبت سے دور ڈالتا ہی (عسی) مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے جو کچھ ذکر کیا وہ اہل اسلام کے بارہ مین شیطان کے مواقع وسواس ہین پھر کافرون کے حق مین تو شیطان مسلط ہی جو راہ بتلاتا ہی وہی اختیار کرتے ہین حتی کہ یہود ونصاری نے زعم صحیح باندھا کہ اُنپر کچھ گناہ کا خوف ہی نہین ہی اللہ تعالی نے اپنے بندون کو تنبیہ کردی بقولہ تعالے

لَيۡسَ بِاَمَانِيِّكُمۡ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ ؕ مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا يُّجۡزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

نہین موافق آرزو تمھاری کے اور نہ موافق آرزو اہل کتاب کے جو کوئی عمل کرے برا بدلا دیا جاویگا ساتھ اسکے اور نہ پاوے واسطے اپنے سواے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۝ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓٮِٕكَ

اللہ کے دوست اور نہ مدد دینے والا اور جو کوئی عمل کرے اچھا مرد سے ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہو پس یہ لوگ

يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَـنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا ۝

داخل ہونگے بہشت مین اور نہ ظلم کیے جاوینگے کھجور کے تنگا برابر

روایت ہی کہ جب مسلمانون واہل کتاب نے باہم فخر کیا چنانچہ اہل کتاب نے کہا کہ ہمارا نبی تمھارے نبی سے اور ہماری کتاب تمھاری کتاب سے پہلے ہی ہم بنسبت تمھارے اولی ہین اور مسلمانون نے کہا کہ ہمارے نبی صلعم خاتم النبیین ہین اور ہماری کتاب سب اگلی کتابون پر حاکم ہے پس ہم اولی ہین تب یہ آیت نازل ہوئی (رواہ ابن جریر عن مسروق وکذا روی عن ابن عباس وجماعۃ من التابعین) پس اللہ عزوجل نے قول فیصل بیان فرمایا لَيۡسَ نہین ہو امر آخرت وثواب عقبی پابند بِاَمَانِيِّكُمۡ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ۔ تمھاری آرزؤن کے ساتھ اور نہ پابند ہے اہل کتاب کی آرزؤن کے ساتھ ف حاصل آنکہ دین کا مناط اسپر نہین کہ زبان سے کہو اور دل مین اپنی خواہش کی صورتین جیسی چاہو گڑھو بلکہ تحقیق وہ ہی جو قلب مین جم جاوے اور اعمال صالحہ کرنیسے اُسکی تصدیق ہو فقط زبانی دعوے سے کچھ حاصل نہین ہوتا اور آمانی اہل کتاب سے تو لہم نحن ابناء اللہ واحباؤہ ہم اللہ تعالی کے فرزند ومحبوب ہین اور قولہم لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاری اور مانند اسکے جھوٹے دعوے جو زبانی بنایا کرتے تھے پس بامانیکم سے خطاب مسلمانون کو ہی کما روی عن مسروق وقتادہ والضحاک اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ قولہ لیس بامانیکم۔ سے خطاب مشرکین کو ہے جو کہتے تھے کہ جزا وثواب وحشر وعذاب کچھ نہین ہی یابت ہماری سفارش کرینگے کما فی المدارک اور خود اہل کتاب کہتے تھے کہ ہم گنتی کے چند روز البتہ عذاب کیے جاوینگے بیضاوی نے اسکی تائید کی لہذا حسن بصریؒ نے فرمایا کہ یہ آیت مخصوص کافرون کے حق مین ہی مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا يُّجۡزَ بِهٖ۔ جو برائی کرے گا سزا دیا جائیگا اسکے بدلے۔ یعنے جو کافر شرک وبدکاری کرے وہ ضرور سزا پاویگا اور اسپر تاکید فرمائی بقولہ وَلَا يَجِدۡ لَهٗ۔ اور نہ پاویگا اپنے واسطے مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالی کے سواے وَلِيًّا۔ کوئی ولی جو اسکی

یہ خطاب کرامت مآب ان عبادی لیس لک علیہم سلطان - یعنے میرے بندون پر تجکو کوئی قابو نہین ہی سن لیا اور بندگان خاص مخلصین کے اغوا سے مایوس ہوا تو اسکے بعد اسنے نیک بندون کے دلون مین ایسے تنگ راستے ڈھونڈھتے جہان سے نفس امارہ اور ہکی باطل خواہشون کی رسائی ہو تب اُسنے کہا کہ جب مین اہل ارادت کے جدا کر دینے سے محروم و مایوس ہون تو لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا یعنے اکی بعید خواہشون کی راہ سے کچھ وسواس و لاکر کچھ حصہ کاٹ پاؤنگا اور بہت دور سے انکو وسواس دلاؤنگا اسلیے کہ اگر مین انسے نزدیک ہوا تو ان کے نور ایمان سے جل جاؤنگا پھر شیطان مقہور نے اُنکے مراقبات سے جو یہ حصہ چورایا تو اُسکو اُنھون نے ندامت سے پورا کر لیا اور ذکر و یاد الٰہی کے تیر سے جو عفار فکر کی کمان سے نکلا اُسکو چھید دیا پھر اُسکو ذلت و خواری مین قید دیکھ لیا چنانچہ اسکی تصدیق کتاب الٰہی مین موجود ہے ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذاہم مبصرون جن لوگون نے تقویٰ کیا جب انکو کوئی گرد پھرنے والا خیال از جانب شیطان چھو گیا تو انھون نے بیداری و یاد کی سو اُنھون نے دیکھ لیا - یعنے شیطان کو خوار و ذلیل آتش غم مین سوختہ دیکھ لیا - پھر اسکے بعد یہ خالص بندے قرب کے بلند درجون پر پہونچ جاتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس سے مایوس ہو گیا ہی کہ جزیرۂ عرب مین کوئی اسکی پرستش کرے ولیکن یہ بات باقی ہی کہ انکے درمیان جھگڑا بکھیڑ پھیلاوے اور دوسری روایت مین فرمایا کہ شیطان اس سے تو مایوس ہوا کہ تمھارے اس ملک مین کبھی اسکو کوئی پوجے ولیکن تم اپنے جن اعمال کو حقیر کر ڈالوگے انمین کچھ اسکی پیروی ہو جاویگی سو وہ اسی پر راضی ہوگا پس آنحضرت صلعم نے واللہ اعلم شاید اسی نصیب مفروض کی طرف اشارہ کیا تھا اور تمام ثنا و صفت اُسی پاک پروردگار کو ہی جسنے شیطان کا کام فقط وسوسہ ہی تک رکھا اور اگر اسکو حصۂ مذکور لینے کی قدرت ہوتی تو وہ باقی پر بھی قادر ہوتا ولیکن اللہ عز وجل نے ان بندونکے درمیان قربات و لطیفات کے ساتھ امتحان لینے کی جگہین رکھ دین تاکہ انکے درجے بڑھا دے پس شیطان ملعون نے جان لیا کہ اسکو امتحان کے مقامات مین وسوسہ ڈالنے کی گنجایش ہی کیونکہ شیطان کی پیدایش ظہور قہر سے ہے سو جہان وہ قہر کے لشکر کو دیکھتا ہی انمین داخل ہو جاتا ہی تاکہ خرمن ذکر سے کوئی دانہ لے بھاگے اور یہ خالص بندونکے ساتھ اسکا حسد ہی اور اسکو دخل سو جہ سے ہوتا ہی کہ وہ اپنی جولانگاہ کے لیے معدن ڈھونڈھتا ہی پس عارفون مین اسکی مثال یون ہی کہ وہ پتنگے کے مانند ہی اور عارف باللہ تعالیٰ مانند شمع منور کے ہی پس وہ شمع کے گرد وسوسہ لیکر پھرتا ہی آخر اسمین گر کر جل جاتا ہی تو نہین دیکھتا کہ حضرت آدم صفی اللہ تعالے کے گرد کیونکر پھرا اور آخر کو انکی ازلی برگزیدہ ہونے کی آگ سے جلکر لعنت دائمی کا مستحق ہو گیا اور آدم علیہ السّلام کے واسطے اسکا وسوسہ قرب مزید کا باعث ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وہدی - یعنے پھر بعد وسوسۂ شیطان کے اللہ تعالیٰ نے آدم کو برگزیدہ کیا پس اسکی توبہ قبول کی اور اسکو راہ دی اللہ عز وجل نے خلق کو آگاہ فرمایا کہ جو کوئی حضرت حق عز وجل کے کسی ولی و حبیب کو ستاتا ہی اسکا حال یہی ہوگا واسطی رح نے فرمایا کہ اگر شیطان سے کہا جاوے کہ سوائے اس نصیب مفروض کے جسکی قدرت عطا ہوئی ہے تو کسی ایک کو بھی بہکا تو ایسی حالت مین اسکا عاجز ہونا ظاہر ہو جاوے گا ابو سعید خراز رح نے فرمایا کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ تجھے کچھ قدرت اہل تصوف پر حاصل ہی اُسنے کہا کہ نہین پھر چلا پھر مڑکر کہا کہ میرا اُنکے پاس ایک لطیفہ ہی اور وہ یہ ہی کہ وے لوگ بعض مخلوق کی طرف جو حادث چیزین ہین انمین کچھ نظر رکھتے ہین اور نیز اس ملعون کو یہ حصہ بھی ملتا ہی کہ یہ لوگ اپنے حال سے خوش ہوتے ہین اور اپنے مواعید سے لذت اُٹھاتے ہین اور انکے مکاشفات مین باطل خیالات ڈالتا ہی اور یہ حصہ تو ان لوگون کے بہت سے مقامات سے اسکو مل سکتا ہی ازانجملہ یہ کہ انکو وعدے دیتا ہے کہ بدون اتباع شریعت و طریقۂ سنت کے اور بغیر استعمال آداب طریقت اور مشائخ کی متابعت کے تم درجۂ کرامات کو پہونچ جاؤگے اور خانکر مریدون کے حق مین ہی - ازانجملہ یہ ہی کہ انکو وعدے دیتا ہے کہ تمھاری عمر ابھی دراز ہی پھر بڑھاپے مین تم درجات کرامت کو پہونچ جاؤگے جسکا

اب آج تم اپنے آپ کو ملامت کرو اور مجھے کچھ ملامت مت کرو۔ ھ۔ اُسوقت ان کافرون و مشرکون کی آنکھین کھلینگی کہ دشمن نے انکوکس گڑھے مین گرایا ہی۔ اُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا۔ ایسے گمراہونکا ٹھکانا جہنم ہی اور جہنم سے کہین چھٹکارا نہ پاوینگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نیکوکارون و شرک نہ کرنے والون کا نیک حال و مآل ذکر فرمایا۔ بقولہ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا۔ اور جو بندے ایمان لائے اور نیک کام کیے نزدیک ہی کہ ہم اُنکو ایسی جنات مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہین انمین ہمیشہ رہینگے وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے حق ف جسمین کچھ شک نہین ہی۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔ قولاً۔ اور قول مین اللہ تعالیٰ سے بڑھکر کوئی سچا نہین ہوسکتا ف قال ابن کثیر۔ اور آنحضرت صلعم خطبۂ جمعہ مین فرماتے تھے ان اصدق الحدیث کلام اللہ۔ نہایت سچی بات اللہ تعالیٰ کا کلام ہی۔ وخیر الھدی ھدی محمد۔ اور نہایت بہتر طریقہ محمد صلعم کا طریقہ ہی۔ وشر الامور محدثاتہا اور نہایت بدتر امور وہ ہین جو دین مین نئے نکالے جاوین۔ وکل محدث بدعۃ۔ اور دین مین ہر نئی بات نکالی ہوئی بدعت ہی۔ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ اور ہر بدعت گمراہی ہی اور ہر گمراہی دوزخ مین ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ معنی احادیث صحاح و سنن مین صحیح ہوے ہین ف بیضاوی رح نے قولہ الا شیطانا مریدا لعنہ اللہ وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا کی تفسیر مین لکھا۔ ای شیطانا مریدا جامعا بین لعنۃ اللہ وھذا القول الدال علی فرط عداوتہ للناس ۔ اور پہلے اللہ عزوجل نے کھلی دلیل فرمائی کہ شرک انتہا درجہ کی گمراہی ہی پھر دلیل دی باین طور کہ جس چیز سے یہ لوگ شرک کرتے ہین وہ ایسی چیز ہی کہ منفعل ہوتی ہی یعنے خود دوسری چیز سے اثر قبول کرتی ہی اور کوئی اختیاری فعل نہین کرسکتی ہی اور جسکی یہ حالت ہو انمین بھلا الوہیت کہانسے آئی کیونکہ الٰہ کو ضرور ہے کہ فاعل ہو اور کسی چیز سے منفعل نہو پس اس مین الوہیت مین انتہا درجہ کی منافات ہی پھر استدلال فرمایا کہ یہ شیطان کی عبادت ہی اور تین وجہ سے سخت گمراہی ہی اول آنکہ شیطان خود مردود و منہمک در گمراہی ہی کسی بھلائی و ہدایت سے اُسکو لگاؤ نہین ہوتا ہی تو اُسکی پیروی بہرحال گمراہی سخت ہوگی دوم آنکہ شیطان اپنی گمراہی کی وجہ سے ملعون ہی تو اسکی پیروی مین سوائے گمراہی و لعنت کے کچھ حاصل نہوگا سوم آنکہ وہ دشمن ہی کہ کھلے خزانے ان بدبختون کے ساتھ عداوت ظاہر کردی کہ مین انکو کاٹ کر ہلاک کرونگا پھر جسکی یہ حالت ہو اسکی پیروی مین سوائے ہلاکت کے اور کیا نتیجہ نکلیگا اور نیز بیضاوی رح نے قولہ فلیغیرن خلق اللہ کی تفسیر مین لکھا کہ مخلوق الٰہی جس راہ و طریقہ کے واسطے ہی اُس سے ازراہ صورت یا صفت کے تغیر دینگے اور اس عموم لفظ مین داخل ہی غلامونکو خصی کرنا اور عورتونکا گودنا یا گدوانا اور بالونمین جوڑ لگانا اور دانتونکو رگڑوانا اور انمین چھری کرنا اور لونڈون سے لواطت کرنا اور دو عورتونکا باہم چپٹی لڑانا اور سورج و چاند پوجنا اور دیگر امور جنمین ایسا پایا جاوے اور دین الٰہی کو تغیر کرنا اور اپنے جوارح و قوی کو ایسے کام مین استعمال کرنا جس سے نفس کو کوئی کمال نہین حاصل ہوتا اور نہ اللہ عزوجل کی طرف سے اُنکو کچھ ثواب کی امید ہوتی ہی ولیکن فقہاء نے چارپائے جانور کے خصی کرنے مین بسبب حاجت کے رخصت تجویز کی ہی قال فی الکمالین اور یہی جمہور کا قول ہی قال المترجم ہمارے زمانہ مین فلسفہ یونانیان کو صدرا و شمس بازغہ و میبذی وغیرہ سے حاصل کرنا اور ایسے ہی منطق کی اُن کتابونکو پڑھنا جنمین بحث مختلطات خصوصاً بطور فلسفہ ہی اسی ممانعت مین داخل ہی اور باوجودیکہ دین یا دنیا مین وہ اسکا کوئی نفع نہین دیکھتے ہین تاہم توجیہات لاطائل بیان کرتے ہین و مترجم کے نزدیک بعد تجربہ کے جو حق ظاہر ہوا یہی حکم ہی اور ایک جماعت متقدمین نے اسکی حرمت پر فتویٰ دیا ہے اور حیلہ گر کو چاہیے کہ حیلہ بنا نہین اللہ تعالیٰ سے خوف کرے واللہ الموفق ف عرائس البیان مین ہے کہ لاتخذن من عباد ک نصیبا مفروضا جب شیطان نے

لہ بقولہ لعنہ اللہ الخ ۱۲ م ۲ لہ بقولہ لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ۱۲ م ۳ لہ اور جو امور گمراہی و ضلالت کے باعث ہون وہ داخل ہین ۱۲

فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ - اور مین اپنے تابعین کو حکم دونگا تو خلق آلہی کو بگاڑینگے ف خلق سے مراد دین آلہی ہی جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا وہ حلال کرتے ہین اور جو حلال کیا اُسکو حرام رکھتے ہین دکذا روی عن ابن عباس رضی ہو قول مجاہد وعکرمہ وابراہیم نخعی والحسن وقتادہ والحکم والسدی والضحاک وعطار الخراسانی) پس یہ مانند قولہ فاقم وجھک للدین حنیفا فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللّٰہ - یعنے اسے محمد اپنے چہرے کو دین کے لیے حنیف کرکے قائم کر یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہی جسپر اسنے لوگونکو پیدا کیا (اسلام) اللہ تعالیٰ کے خلق مین تبدیل نہین ہے - یعنے اسکے دین توحید مین تغیر نہین ہی - اور حسن بصری نے کہا کہ مراد اس تغیر سے وشم ہی - اور صحیح مین ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللّٰہ عزوجل یعنے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہی گودنے والی وگودوانے والی پر اور بال جوڑنے والی اور جوڑ وانے والی پر اور دانت بنانے والی وبنوانے والی پر جو خوبصورتی کے لیے کرتی ہین اللہ تعالیٰ کی پیدایش کو بگاڑتی ہین - ھ- اور صحیح مسلم مین چہرے کے وشم پر لعنت آئی ہی - اور روایت ہی کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد چوپایون کا خصی کرنا وکذا روی عن ابن عمر وانس وسعید بن المسیب وعکرمہ وابوعیاض وقتادہ وابوصالح والثوری ولیکن حسنؒ سے مروی ہی کہ جب اُسے یہ تفسیر بیان کی گئی تو اُنھون نے سخت انکار کیا اور کہا کہ مراد دین اللہ ہی اگر یہ تعین ہو تو چوپایونکا خصی کرنا حرام ہوگا ولیکن علما کے درمیان آپس مین اختلاف ہی پس ایک گروہ علما کے نزدیک اگر خصی کرنے سے جانور کی موٹائی وغیرہ مین زیادہ انتفاع حاصل ہو تو روا ہی اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بدھیا مینڈھونکی قربانی فرمائی ہی اور بعض علما نے اسکو مکروہ قرار دیا قرطبیؒ نے فرمایا کہ اسپر اجماع ہی کہ بنی آدم کا خصی کرنا اور خود خصی ہونا حرام ہی اور ہرگز جائز نہین ورنہ مثلہ ہی اور ایسا ہی بدون حدود قصاص کے اور کسی عضو کا کاٹنا بھی حرام وممنوع ہی اور ابن ابی شیبہ وبیہقی نے ابن عمر سے مرفوعاً اور ابن المنذر وبیہقی نے ابن عباس سے مرفوعاً حدیث خصی البہائم کی ممانعت روایت کی ہی واللہ تعالیٰ اعلم - اور زمخشری نے کشاف مین لکھا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک خصی غلام کا خریدنا اور اپنے پاس رکھنا اور خدمت لینا مکروہ ہی اور بہائم مین اگر بچہ ہو تو خصی کرنا روا ہی ورنہ حرام ہی اور صحیح مسلم مین آیت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ مین نے بندون کو حنفا پیدا کیا پس شیطان نے آکر انکو انکے دین سے بہکایا اور جو مین نے اُنکے واسطے حلال کیا تھا وہ انپر حرام کرا یا - وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا - اور جو کوئی شیطان کو اپنا ولی بناوے اس سے دوستی کرے اور اسکی اطاعت کرے - مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ - سوائے اللہ عزوجل کے ف یعنے اتباع حکم آلہی جو رسول وقرآن سے پہونچا چھوڑکر شیطان کی فرمانبرداری کرے جسطرح اُسکے جی مین آتا ہی - فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا - تو ایسا شخص خسران ظاہر مین پڑا ف اسوجہ سے کہ انجام اسکا ایسی آگ کی طرف ہوگا جو ہمیشہ اسپر حاوی رہیگی - یَعِدُهُمْ - وعدہ دیتا ہی شیطان ان لوگون کو بڑی عمر ہونیکا - وَیُمَنِّیْهِمْ - اور انکو آرزو ویقین دلاتا ہی ف کہ دنیا مین مرادین حاصل کرو اور قبرون سے مرد ے اُٹھنا اور اعمال نیک وبد پر ثواب وعذاب ہونا کچھ نہین ہی - چنانچہ اہل کفر قریب قریب سب ہی ایسا اعتقاد رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کا مقولہ نقل فرمایا - ان ہی الاحیاتنا الدنیا نموت ونحیی ومانحن بمبعوثین - کچھ نہین مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے وزندہ ہوتے ہین اور قبرون سے ہم نہین اٹھنے والے ہین - وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ - اور نہین وعدہ دیتا شیطان اُنکو - ان وعدون سے اِلَّا غُرُوْرًا - باطلا - مگر غرور یعنے باطل - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقولہ روز قیامت کی خبر دی وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللّٰہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وماکان لی علیکم من سلطان الآیۃ - حاصل آنکہ جب قیامت مین حق وباطل جدا کیا جائیگا تو شیطان کہیگا کہ اللہ عزوجل نے تمکو سچا وعدہ دیا اور مین نے تمکو وعدہ باطل دیا اور میرا تمپر کچھ زور نہ تھا مگر یہی کہ مین نے تمکو بہکایا تم مان گئے

أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا

وعدہ کیا اللہ نے سچ اور کون ہے بہت سچا اللہ سے بات میں

اِنْ - نافیہ ہے یعنے نہیں - یَّدْعُوْنَ - پکارتے ہیں ف یعنے نہیں پرستش کرتے ہیں یہ مشرک لوگ یعنے اہل مکہ (معالم) جو اسوقت میں مشرک تھے - مِنْ دُوْنِهٖٓ - سوائے اللہ تعالیٰ کے - الحاصل یہ مشرکین اہل مکہ عبادت کے طور پر سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں پکارتے اِلَّآ اِنٰثًا - مگر اناث کو ف عورتوں کو جنکا نام لات وعزی ومنات ہے اسواسطے کہ یہ نام مؤنث ہیں اور جن لوگوں کا نام بتلاتے ہیں وہ بھی عورتیں تھیں ایسا ہی ابی بن کعب وعائشہ وابوسلمہ وعروہ ومجاہد وابومالک وسدی سے مروی ہے اور بعض نے کہا کہ مشرکین اپنے جہل سے فرشتوں کو بنات اللہ تعالیٰ کہتے اور شکلیں بنا کر ملائکہ کی تصویر تصور کرتے (رواہ ابن جریر عن الضحاک) بعض نے کہا کہ اناث ہر بے جان چیز مانند لکڑی وپتھر کے جسمیں روح نہو (رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس والحسن البصری) ابی بن کعبؓ نے کہا کہ ہر بت کے ساتھ ایک شیطانہ تھی (رواہ ابن ابی حاتم) پس یہ لوگ اسی شیطانہ کو پوجتے تھے اسیواسطے فرمایا - وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اور نہیں پوجتے مشرک لوگ - اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا - مگر شیطانہ مرید کو ف جسنے انکو بت پرستی پر آمادہ کیا یعنی شیطان پوجنے کی وجہ ہے کیونکہ بت پوجنے میں درحقیقت وہ شیطان کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں حالانکہ شیطان کی حالت یہ ہے کہ - لَّعَنَهُ اللّٰهُ ابعدہ عن رحمتہ - اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسکو دور کر دیا ہے ف اور تعجب یہ کہ اسنے آدمیوں میں سے اپنے فرمانبردار بنائے اور ملعون ہونیکے ساتھ میں کر لیے - وَقَالَ - اور کہا شیطان نے ف جب رحمت سے ملعون ہوا اور جنت سے نکالا گیا کہ - لَاَتَّخِذَنَّ - ضرور کرلونگا میں اپنے واسطے - مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا - تیرے بندوں میں سے ایک حصہ مقطوع ف یعنے تیرے بندوں میں سے ایک ٹکڑا میں کاٹ لونگا - اگر کہا جاوے کہ شیطان کو یہ اختیار نہیں ہے تو مفسر نے جواب دیا کہ مراد یہ کہ - ادعوہم الی طاعتی - میں انکو اپنی فرمانبرداری کی طرف بلاؤنگا پس جنکے حق میں خواری وبدبختی ہے وہ اسکے فرمانبردار ہو جاوینگے - اور قتادہ رح سے روایت ہے کہ نصیب مفروض بہت بڑا حصہ ہے کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے ۹۹۹ دوزخ کے لیے اور ایک فقط جنت کے واسطے ہے - اور صحیح مسلم میں مرفوع روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت کے روز حق عزوجل فرماویگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کی طرف بھیجے جانے والے نکال تو آدم علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے پروردگار کسقدر تو حکم ہوگا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے میں الحدیث اور شیطان نے یہ بھی کہا تھا - وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ - میں انکو گمراہ کرونگا ف اس سے بھی اسکا درحقیقت گمراہ کر دینا مراد نہیں کیونکہ یہ اسکے اختیار میں نہیں ہے بلکہ مطلب یہ کہ وسوسہ ڈالکر حق بات سے انکو گمراہ کرونگا پس اس وسوسہ میں وہی پھنسیگا جو تابع شیطان ودوزخی ہے - وَّلَاُمَنِّيَنَّهُمْ - اور میں ضرور انکو آرزو دلاؤنگا ف کہ قبروں سے مردے اٹھنا اور حشر میں حساب ہونا کچھ نہیں ہے تو تم اس دنیا کے مزے اڑاؤ یا خدا جانے آخرت ہو کہ نہو پھر دنیا کیوں چھوڑتے ہو یا اگر آخرت ہوئی بھی تو ابھی عمر دراز ہے دنیا کے عیش کرلو پھر توبہ کر لینا - وما نند اسکے طرح طرح کی آرزوئیں انبار لگا دیتا ہے - اور کہا گیا کہ دنیا کی نعمتیں انکے دلپر آراستہ کرکے انکو آرزومند کریگا تاکہ دنیا کو اختیار کریں جملہ آرزوہائے شیطانی اسمیں داخل ہیں - وَّلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ - میں اپنے تابعین کو حکم دونگا تو چوپاؤں کے کان کاٹ ڈالینگے ف مشرکین نے یہ فعل ان چوپاؤں کے ساتھ کیا جنکو بحیرہ کہتے تھے اور سورہ انعام میں انشاء اللہ تعالیٰ آویگا - اور قتادہ رح نے کہا کہ بحیرہ وسائبہ کو اپنے بتوں کے واسطے کان کاٹ کر چھوڑتے تھے اور کما لین میں ہے کہ اونٹنی جب پانچ جھول بیاتی اور پانچواں بچہ نر ہوتا تو کان کاٹ کر چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے - وَّلَاٰمُرَنَّهُمْ

ثابت ہوا اس سے خلاف کرنے مین اس وعید کا مستوجب ہوگا اور اسی پر امام شافعیؒ نے اعتماد کیا اور کثرت سے احادیث وارد ہین کہ امت کبھی گمراہی پر مجتمع نہوگی بلکہ جس بات پر متفق ہون وہ حق ہی - ایسی احادیث بکثرت ہین بلکہ بعض علمائے کہا کہ یہ معنی متواتر ہی الی بیانات ظاہر ہوا کہ جسنے آیین اسطرح کلام کیا کہ سبب نزول سے نکالا کہ غیر سبیل المؤمنین سے مراد دین اسلام ہی بالکل بانا کی بات ہی خرافات خطا کی اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہی خصوص سبب کا نہین ہی قولہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا - اللہ تعالیٰ نہین بخشتا ہی کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور ماسوائے جو کچھ چاہے بخشتا ہی اور جسنے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا تو وہ دور کی گمراہی مین پڑا ف - یہ آیت اوپر بھی آئی ہی اور وہان ختم آیت بقولہ فقد افتری اثما عظیما ہی اور یہان بقولہ فقد ضل ضلالا بعیدا ہی اور یہ بسبب مقتضائے مقام ہی چنانچہ پہلی آیت تو اہل کتاب کے حق مین ہی جو کہ آنحضرت صلعم کی صدق رسالت اور آپ کی کمال شریعت کو اپنی کتاب کے علم سے جانکر بے دھرمی کرتے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بنا باندھتے تھے اور یہان مشرکون کے حق مین ہی جنکو علم و کتاب کچھ حاصل نہ تھا پس ضلال سے وصف مناسب ہوا - ابن عباسؓ نے ذکر کیا کہ ایک بوڑھا گنوار حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مین بوڑھا ہوگیا اور مین گناہون مین ڈوبا ہوا ہون بجز اسکے کہ جب سے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور اُسپر ایمان لایا تب سے مین نے شرک نہین کیا اور نہ اُسکے سوا دوسرے مددگار چاہی اور مین نے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گناہ بھی نہین کیا اور نہ مجھے سرکشی منظور تھی اور مین توبہ و استغفار کرتا ہون سو میرا کیا حال ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان اللہ لا یغفر تا قولہ فقد ضل ضلالا بعیدا - نازل فرمائی یعنے اسکے واسطے امید مغفرت کی بشارت ہی وقد رواہ الثعلبی (والقرطبی) اور حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ قرآن مین مجھے سب سے زیادہ یہی آیت محبوب ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیۃ رواہ الترمذی وحسنہ - پھر اللہ تعالیٰ نے کافرون کی جہالت و شیطان کی پیروی کرنے کی مذمت فرمائی اور مومنونکی عقل نورانی و اللہ تعالیٰ کی پیروی پر مدح کی

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۙ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ

نہین پکارتے سواے اُسکے مگر عورتون کو اور نہین پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی اُسپر اللہ نے

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

اور کہا اُسنے البتہ لونگا مین بندون تیرے سے حصہ مقرر اور البتہ گمراہ کرونگا اُنکو اور آرزوئین دلاؤنگا اُنکو اور البتہ حکم کرونگا

فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ

پس البتہ کاٹین گے کان جانورون کے اور البتہ حکم کرونگا اُنکو پس پھیر ڈالینگے پیدایش خدا کی اور جو کوئی پکڑے شیطان کو

وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۭ يَعِدُھُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُھُمُ الشَّيْطٰنُ

دوست سواے اللہ کے پس وہ ڈوبا صریح نقصان مین وعدہ دیتا ہی انکو اور آرزوئین دلاتا ہی اُنکو اور نہین وعدہ دیتا ہی انکو شیطان

اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مگر فریب کو یہ لوگ جگہ اُنکی دوزخ ہی اور نہ پاوینگے اُس سے بھاگنا اور جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

اور کام کیے اچھے البتہ داخل کرینگے ہم اُنکو بہشتون مین بہتی ہین نیچے اُنکے سے نہرین ہمیشہ رہنے والے ہین بیچ اُسکے

اشعار ہدیہ لایا تجھسے کبھی مجھے بھلائی نہ پہونچیگی (رواہ الترمذی وابوالشیخ والحاکم وصححہ علی شرط مسلم) اور شاید جبکہ سلافہ نے اسکو نکالا تب وہ واقع ہوا جو معالم مین ہی کہ طعمہ ایک مرد بنی سلیم کے یہان جسکو حجاج بن علاط کہتے تھے اُترا اور اُسکی کوٹھری مین سیندھ دی پس اُسپر ایک پتھر گر پڑا کہ نہ اندر جا سکتا تھا نہ باہر یہانتک کہ صبح کو پکڑا گیا تاکہ قتل کیا جاوے مگر بعض نے اُسکو چھوڑدیا کہ وہ پناہ لایا تھا پھر وہ ایک گروہ قضاعہ تجار کے ساتھ شام کو گیا اور انکی چوری کی اُنھون نے پتھرون سے مارکر توپ دیا اور بعض روایت مین ہی کہ حرہ بنی سلیم مین اُنکا بت پوجتا رہا یہانتک کہ مرگیا - بالجملہ حکم آیت کریمہ کا بلفظ عموم ہی یعنے جو ایسا کرے اسکی یہ سزا ہے چنانچہ فرمایا - وَمَنْ يُّشَاقِقِ - یخالف - الرَّسُوْلَ فیما جاء بہ من الحق - جو مخالفت کرے رسول صلعم کی اس چیز مین جسکو وہ لایا یعنے حق بات مین - اور شاقہ بتشدید قاف بمعنے مخالفت وعداوت کرنا گویا وہ ایک شق کی طرف چلا اور شرع رسول اللہ دوسری شق کی طرف ہی - مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى - ظہر لہ الحق بالمعجزات بعد ازانکہ ظاہر ہوا اسپر حق بمعجزات - اور یہ قید نہین ہی بلکہ کوئی کافر اگر کفر پر مرا تو اُسی عذاب مین گرفتار ہوگا بلکہ یہ تشنیع ہی کہ جو شخص بعد ظہور حق کے رسول سے مخالف ہوکر مرتد ہوا - وَيَتَّبِعْ - طریقا - غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ - اور پیروی کرے ایسی راہ کی جو سواے سبیل مومنین کے ہی یعنے سواے مومنون کی راہ کے دوسری راہ چلے اور اسکی صورت یہ کہ کفر اختیار کرے - حاصل آنکہ جو شخص بعد ظہور ہدایت کے رسول اللہ صلعم سے مخالفت کرے اور کفر اختیار کرے تو سزا اسکی یہ کہ - نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى - کردینگے ہم اُسکو والی اس چیز کا جسکو اس نے پسند کیا یعنے گمراہی کو - بایں طور والی کردینگے کہ اُسکے اور گمراہی کے درمیان تخلیہ کردینگے اُسکے اعتقاد مین کوئی ٹوک نہوگی پس دنیا مین بے دغدغہ خاطر کے وہ کفر اختیار کریگا - وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ - ای ندخلہ فی الآخرۃ جہنم لیحترق فیہا - اور آخرت مین داخل کردینگے ہم اُسکو جہنم مین تاکہ اُس مین جلا کرے وَسَآءَتْ مَصِيْرًا - اور وہ بہت بری جاے بازگشت ہی - اور بعض نے معنے آیت مین کہا کہ جس شخص نے رسول صلعم کی مخالفت کی بعد ازانکہ اسکے لیے ہدایت ظاہر ہوچکی بایں معنے کہ معجزات ظاہر ہونے سے ہدایت کے ظہور مین کچھ باقی نہین پھر وہ ناحق کی پیروی کرکے یقین نہ لاوے اور راہ مومنین کے خلاف راہ اختیار کرے تو دنیا مین ہم اسکو اسکی مرغوب چیز یعنے گمراہی کا والی کردینگے اور آخرت مین جہنم مین ڈالینگے - پھر قولہ نولہ ما تولی - کی یہ تفسیر بیضاوی مین مذکور ہی اور بعض نے اسپر وارد کیا کہ دنیا مین بھی اُنسے تعرض کیا جاتا ہی کیونکہ جہاد انپر فرض ہی اور جواب یہ ہی کہ جہاد بنظر اصلاح و انتظام اور دفع فساد ہی تاآنکہ اگر جزیہ دین اور تابع رہین اگرچہ اپنے کفر پر ہون تو قبول ہی مترجم کہتا ہی کہ اس عموم سے عرب کے بت پرست مخصوص ہونگے اسلیے کہ انسے سواے اسلام کے کچھ مقبول نہ تھا اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ قولہ نولہ ما تولی - یعنے جو یہ راہ چلا تو ہم اُسکو یہ جزا دینگے کہ بطور استدراج کے اسکے دل مین اس گمراہی کی خوبی و زینت ظاہر کرینگے اور یہ حاصل معنے والی کردینے کے ہین اور معالم مین لکھا کہ قولہ نولہ ما تولی - ای نکلہ فی الآخرۃ الی ما تولی فی الدنیا - یعنے دنیا مین اسنے جس چیز کو اختیار کیا تھا آخرت مین ہم اسی کی طرف اسکو چھوڑدینگے اور اسکا حاصل یہ ہی کہ اگر دنیا مین اُسنے کفر اختیار کیا تو ہم آخرت مین اسکو اسکے کفر پر رکھینگے جسکے مواخذہ مین گرفتار ہوگا اسیواسطے فرمایا کہ ونصلہ جہنم - اسواسطے کہ سزا سے کفر یہی ہی پھر جاننا چاہیے کہ ایک جماعت علما نے اس آیت سے اجماع کا حجت ہونا ثابت کیا ہی کیونکہ اللہ عزوجل نے قولہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین - مین طریقہ مومنین سے مخالفت حرام فرمائی کیونکہ اسپر جہنم کی وعید فرمائی ہی پس جس امر پر مومنین کا متفق و مجتمع ہونا بتحقیق معلوم ہو اُس سے خلاف کرنیکی گنجایش نہین ہی اور یہ بات بنفسہ حرام ہی یہ نہین کہ مخالفت رسول صلعم کے ساتھ ملکر حرام و مستحق جہنم ہو اسواسطے کہ مخالفت رسول اللہ صلعم بدون کسی امر دیگر کے موجب عذاب جہنم ہی پس معلوم ہوا کہ مومنون کی راہ سے مخالفت کرنا مستقل موجب جہنم ہی جیسا کہ بیضاوی وغیرہ مین مبرہن فرمایا ہی پس اصول یا فروع مین سے جسپر مومنین کا اتفاق بتحقیق

وعلمک مالم تکن تعلم ۔ یعنے جو علوم غیب واحکام معرفت ومشاہدہ تجکو قبل نزول کتاب مجید کے مرحمت ہوا ور تجپر کشف ہوئے اسپر گواہ یہ کتاب پاک نازل فرمائی تاکہ تیرے پاک دل کو سکون وطمانیت حاصل ہوا ور حکمت سے مراد راہ حق کے احکام اور مقام قرب کے آداب ودیگر نادر علوم آلہیہ ہین اور قولہ وعلمک مالم تکن تعلم ۔ اس سے مراد انجام آخرت ہی شیخ جنید رح نے فرمایا قولہ علمک مالم تکن تعلم تجکو تیری ذات کی قدر پہچنوائی شیخ سہیل رح نے فرمایا کہ علماء تین قسم کے ہین ۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو مگر امر آلہی وایام آلہی سے آگاہ نہوا ور یہ مومنین ہین دوم وہ جو عارف باللہ وعارف با مرالٰہی ہو مگر عارف بایام آلہی نہوا ور یہ علماء ہین سوم وہ جو ان تینون باتون کو جانتے ہین اور وہ مسلمین صدیقین ہین بعض نے کہا کہ قولہ علمک مالم تکن تعلم از انجملہ تو نہین جانتا تھا کہ تیرا رتبہ تمام جہان سے فضل ہی ۔ آسمین اللہ عزوجل نے ایک قوم کو ملامت وسرزنش فرمائی جنکے جلسہ وباتین محض اللہ تعالیٰ کے واسطے نہون پس جو مجلس محض بنظر رضاء الٰہی نہو اسمین مجلس والون کو شیطان طرح طرح کے فریب ودھوکے دیتا ہی کہ آپس مین ایک دوسرے کی غیبت کرتے اور بہتان باندھتے وچغلی کھاتے اور بیہودہ باطل قصے وکہانیان اُڑاتے ہین حاصل آنکہ ان بہتیرون مین اُنکے باہمی جلسہ مین کچھ بھلائی نہین اور مراد اس سے طعمہ بن ابیرق نام کی قوم کا جلسہ مشورہ ہی اگرچہ حکم عام ہی پھر اسکے بعد استدراک کیا بحرف الاجو بمعنے لکن ہی یعنے شاید وہم ہو کہ سب اہل جلسہ ایسے ہی ہونگے تو یہ وہم دور کیا کہ ایسا نہین پس جن لوگون کی مجالست خاص نیت سے اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اُنکی تعریف کی اور یہ ایسے لوگ ہین جو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے مل بیٹھے اور اسی کے شوق مین اُٹھے اور اُسی کی زیادہ معرفت طلب کرنے کو ایک دوسرے سے جدا ہوئے قولہ الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس اسمین ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے شوق جمال ومشاہدہ مین رغبت بے نہایت کی وجہ سے ایسے کام بجالاتے ہین اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے حسب وعدہ صادقہ کرامات ودرجات کے تمغے پاتے ہین ۔ چنانچہ لطف سے ارشاد ہوا ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نوتیہ اجراً عظیماً ۔ بعضے اکابر نے حاصل تفسیر یون لکھا کہ لوگون کے یکجا جمع ہونے مین کچھ بھلائی نہین مگر اسی صورت مین کہ اُسکا نفع تیرے حق مین یا تیرے جلسہ والونکے حق مین عائد ہو ۔ بعض نے کہا کہ قولہ الا من امر بصدقۃ ۔ یعنے اپنی جان صدقہ کرے اور اسکو مسلمانون کی ایذا رسانی سے روکے اور حرام کاری سے منع کرے بعض نے فرمایا کہ معروف یہ ہی کہ نفس کو راہ حق پر آمادہ کرے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے بعد اسکے کہ کھل چکی اُسپر راہ کی بات اور سب مسلمانونکی راہ چھوڑکر دوسری راہ چلے ہم اُسکو حوالہ کردینگے
مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ
وہی طرف جو اُسنے پکڑی اور ڈالدینگے اُسکو جہنم مین اور وہ بہت بری جگہ جا پڑا اللہ تعالیٰ نہین بخشتا کہ اسکا شریک ٹھہرائے اور اُس سے نیچے
مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝
بخشتا ہی جس کو چاہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھول کر

مترجم کہتا ہی کہ حدیث قتادہ بن النعمان مین جو درباب قصہ سرقہ بنوابیرق اوپر روایت ہوئی مذکور ہی کہ پھر جب قرآن نازل ہوا یعنے بنوابیرق کی فضیحت ہوئی تو بشیر جو بنوابیرق مین سے ایک شخص ہی بھاگ کر مشرکین مکہ سے مل گیا اور سلافہ بنت سعد بن سمیہ کے یہان اُترا پس اللہ تعالیٰ نے نازل کیا قولہ ومن یشاقق الرسول تا قولہ فقد ضل ضلالاً بعیداً ۔ پھر جب وہ سلافہ مذکورہ کے یہان اُترا تو حسان بن ثابت رضہ نے سلافہ کی ہجو مین چند اشعار کہے تب سے بشیر کا سامان سرپر لادکر ابطح مین لیجاکر پھینکدیا اور کہا کہ تو مجھے حسان رضہ کے

اپنی کتاب نازل فرماکر اور نبی صلعم کو فہم خطاب عطا کرکے لوگوں پر احسان وفضل رکھا اور آنحضرت علیہ السلام کو اپنی حکمت ازلی دکھلائی جسطرح اپنے بندوں سے اپنی بندگی چاہی اور حضرت صلعم کے بیان سے انکی اصلاح ہی اور چونکہ اُسکے علم میں تھا کہ بندے اس طریقہ سے جاہل ہیں پس اپنے رسول صلعم کی زبان سے یہ طریقہ ظاہر فرمایا چنانچہ قولہ لتحکم بین الناس بما اراک ۔ سے یہی مراد ہی ۔ پس کتاب مجید میں تو پوشیدہ اسرار ہیں اور آنحضرت صلعم کے دل میں اللہ تعالیٰ کے انوار ہیں پس ان نوروں سے آنحضرت صلعم ان اسرار کو سمجھکر مخلوق آلٰہی کے درمیان حکم دیتے تھے تاکہ گمراہی اور راہ راست میں تمیز ہو اور لوگ راہ راست کی پیروی کریں پس کتاب مجید میں ظاہر اور باطن دو چیزیں ہیں اور باطن اسکا شاہد غیب ہی کہ جسقدر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے عبودیت کی پابندی اور ربوبیت کی معرفت چاہی ہی اس سے حاصل ہوتی ہی آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ ۔ مجھے قرآن ملا اور اسکے ساتھ اسکے مثل اور بھی ملا ہی **قال المترجم** یہ مضمون تو حدیث صحیح میں موجود ہی ۔ اور علماء نے مثلہ معہ سے سنت مراد لی ہی اور شیخ مفسر جلال سیوطی رح نے تصریح کردی ہے کہ احادیث وحی خفی ہیں سہل رح نے فرمایا کہ قولہ بما اراک اللہ ۔ ای جو حکمت اللہ تعالیٰ نے قرآن وشریعت میں تعلیم کی اور بعض نے فرمایا یعنے لوگوں کے باطن سے جو تجپر کشف کیا بدون اسکے کہ وہ تجپر ظاہر کریں اور خود انپر ظاہر ہوا اسلیے کہ تیرا انکو دیکھنا بطور کشف وعیان کے ہی اور ابن عطا رح نے فرمایا کہ قولہ بما اراک اللہ کیونکہ تو ہمیں سے دیکھتا ہی اور ہماری طرف سے بولتا ہی اور ہمارا منتظر ہی ۔ قولہ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم اسمیں حق سبحانہ تعالیٰ نے ظاہر کیا کہ امر نبوت کچھ پیدایشی خصلت نہیں کہ جو حاصل کرنے وکمانے کو اسمیں کچھ بھی دخل نہیں ہی اسکا مدار تو یہی ہی کہ ازل میں جسکو اپنے علم محیط سے چھانٹ کر پسند کرلیا وہی نبوت سے سرفراز ہی اور نیز اسمیں انسانی سہو ونسیان کا موضع ظاہر کردیا اور نیز ظاہر فرمایا کہ سہو وغلط سے پاک منزہ ہونا فقط اللہ عزوجل ہی کی شان ہی ۔ اور آنحضرت صلعم کو پہچنوا دیا کہ مخلوقات اپنی ذات سے حضرت حق عزوجل کے قدس ازلی دریافت کرنیسے عاجز ہی اور اپنی علت بشری سے خارج ہونا اُسکے امکان سے باہر ہی اور آنحضرت صلعم کو ادب سکھلایا کہ مدار کار موافق مراد آلٰہی کے رکھے بعض اکابر نے فرمایا کہ نفس کی خیانت یہ ہی کہ جو کچھ نفس چاہے اُسی کی پیروی کرنا اور نصیحت چھوڑ دینا حضرت حسن بن علی دامغانی رح نے فرمایا کہ جسنے پوشیدہ حضرت باری تعالیٰ کی خیانت کی تو اللہ تعالیٰ علانیہ اُسکا پردہ فاش کردیتا ہی قولہ یستخفون من الناس ۔ یعنے یہ لوگ اپنے عیوب وخیانت کو لوگوں سے چھپاتے ہیں کیونکہ اُنکو یہ سمجھ نہیں کہ لوگ تو محض عاجز ہیں یہ کسی کو ضرر نہیں پہونچا سکتے اور کسی کو نفع بھی نہیں دے سکتے ہیں وہ خود بنجہ تقدیر میں بے بس ہیں اُنکی ہستی کچھ نہیں لیکن یہ لوگ اپنے اندھے پن سے اُنکی طرف سے نفع وضرر سمجھتے ہیں اور عظمت وجلال آلٰہی سے بے نصیب ہیں ایسا سمجھتے تو کبھی اللہ تعالیٰ سے چھپانے کا قصد نہ کرتے کیونکہ ہرگز پوشیدہ ہونے کی گنجایش نہیں ہی حضرت سید عالم صلعم نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہوں اور اس سے بہت خوف رکھنے والا ہوں اسمیں حضرت صلعم نے ظاہر کردیا کہ جسقدر زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو اسیقدر زیادہ خوف ہوتا ہی **قال المترجم** یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہی وتمام اسکا صحاح میں مروی ہی قولہ تعالیٰ ولا یستخفون من اللہ وہو معہم ۔ یعنے اپنی بدکاریوں کے وقت اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتے حالانکہ وہ تعالیٰ اُنکے ظاہر وباطن کو محیط ہی اور انکے سب اسرار دیکھتا ہی مگر یہ لوگ اُسکے احاطہ سے غافل ہیں اور نہیں جانتے کہ ہم اس سے کچھ نہیں چھپا سکتے ہیں اور اس نفی سے فائدہ یہ ہی کہ یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ کرنے سے عاجز ہیں یعنے ممکن نہیں کہ اُس سے چھپا سکیں اور معنے یہ ہیں کہ خلق سے شرماتے ہیں اور حق تعالیٰ سے نہیں شرماتے ہیں شیخ محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ جسکے دل میں سب سے بڑھکر عظمت اُسکے پروردگار کی ہو وہ اپنے پروردگار عزوجل سے جاہل اور اُسکی درگاہ سے دور ہی ۔ قولہ وانزل علیک الکتاب والحکمۃ

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اور جو کرے یہ چیزین اللہ تعالیٰ کی خوشی چاہنے کو تو ہم اُسکو بڑا ثواب عطا کرینگے۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ - ای الناس ای ما یتناجون فیہ ویتحدثون اُنکے بہتیرے مشورون مین کچھ بھلائی نہین ف عام لوگ جن امور مین مشورہ گرھتے ہین اکثر بہتری سے خالی ہوتا ہی اور اسپر وارد ہوتا ہی کہ مرجع اوپر مذکور نہین ہی اور بعض نے کہا کہ مرجع اسکا قوم طعمہ ہین اور حق یہ معلوم ہوتا ہی کہ مرجع اگرچہ قوم طعمہ ہین اور ضمیر منجملہ الفاظ خصوص سے ہی مگر حکم بالدلالۃ عام ہی چنانچہ قتادہ رح سے مروی ہی کہ آیت تمام لوگون کے حق مین عام ہی اور اسی کو مفسر رح نے مانند دیگر مفسرین کے مرجع قرار دیا پس استثناء بقولہ الا من امر بصدقۃ الخ از عموم الناس ہی اور نجویٰ مصدر ہی اور مراد یہان وہ چیز جسمین تناجی کرین اور باتین لگاوین در معالم وغیرہ مین ہی کہ تدبیر مین بھید کے طور پر پوشیدگی کرنا نجویٰ ہی۔ اور بعض نے کہا کہ نجویٰ وہ کہ جسکی تدبیر کیواسطے ایک قوم منفرد ہو خواہ پوشیدہ رکھین یا کھلے خزانے تدبیر کرین۔ اور قولہ ما من نجویٰ ثلثۃ الا ہو رابعہم - مین معنے اول ولی ہین اور قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ - مین معنے دوم اظہر ہین - بالجملہ آیت کے معنے یہ ہین کہ نہین بھلائی ہی اُنکے بہتیرے نجویٰ مین چنانچہ قوم طعمہ نے رات مین معصیت و بہتان باندھنے پر خفیہ مشورہ اور تدبیر لگائی تھی پس یہ کلام بمنزلہ اسکے ہی کہ کچھ بھلائی نہین اُنکے کسی نجویٰ مین۔ اِلَّا - نجویٰ مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ سوائے نجویٰ اُس شخص کے جسنے حکم کیا صدقہ کا یا معروف کا - یعنے نیکوکاری کرنے کا یا لوگونکے درمیان اصلاح کرنیکا - ف مفسر رح نے نجویٰ مقدر کرکے اشارہ کیا کہ مضاف محذوف ہی پس کثیر نجویٰ سے یہ نجویٰ مستثنیٰ ہی اور اوپر مذکور ہوا کہ کثیر من نجویٰ بمنزلہ عموم کے ہی پس استثناء بے تکلف درست ہی اور یہی قاضی بیضاوی وغیرہ کے نزدیک مرجح معلوم ہوتا ہی اور بعض نے بوجہ اسکے کہ مستثنیٰ منہ عام نہین کیونکہ کثیر من نجواہم فرمایا ہی اسلیے الا بمعنے لکن قرار دیا پس استثنا منقطع ہی - بہرحال قولہ الا من امر بمعنی الا نجوی من امر - بحذف مضاف ضرور ہی اور امر بصدقہ کے معنے یہ کہ صدقہ دینے پر آمادہ کیا اور ظاہر یہ کہ صدقہ نفل ہی یا عام ہی خواہ نفل ہو یا فرض ہو اور بعض نے کہا کہ فرض مراد ہی اور ام حبیبہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آدمی کی باتین سب کی سب اسپر وبال ہین کچھ اسکے کار آمد نہین سوا اسکے کہ معروف شرعی کا حکم کیا یا ممنوع شرعی سے منع کیا یا حضرت عزت عزوجل کی یاد کی ہی رواہ الترمذی وابن ماجہ وعبد بن حمید وغیرہم اور آفات زبان سے پرہیز و خاموشی کی تاکید مین احادیث ہین اور واضح ہو کہ اصلاح بین الناس کے بارہ مین حدیث مین تاکید ہی اور آیات بھی وارد ہین مراد اس سے وہ اصلاح ہی جو بطور شرع ہو اور یہ نہین کہ جیسے منافق لوگ اپنے کو انما نحن مصلحون سمجھتے تھے اور شرعی طور پر اصلاح کرنیوالا اگر نیک بات یا نیک تعریف کرے تو یہ جھوٹ نہین ہی پھر ان مین تین چیزونکی تاکید ذکر کرنیکی وجہ شاید یہ ہی کہ جو عمل نیک اورونکی طرف بھی متعدی ہو وہ یا تو نفع پہونچانا یا ضرر دور کرنا پھر نفع یا جسمانی ہی جسکی طرف امر بصدقہ سے اشارہ فرمایا اور یا روحانی ہی جسکی طرف امر بمعروف سے اشارہ ہی پھر دفع ضرر کی طرف اصلاح بین الناس سے اشارہ ہی فافہم - وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ - المذکور اور جسنے یہ کہا کہ جو ذکر کیا گیا کہ صدقہ و معروف کا حکم کرے اور لوگون مین اصلاح کرے پس جسنے اسکو کیا - ابْتِغَآءَ طلب - مَرْضَاتِ اللّٰهِ بخواہش رضائے الٰہی ف نہ کسی امر دنیاوی کی غرض سے - حاصل آنکہ جسنے یہ امور مذکورہ بنیت خالص رضائے الٰہی کیے - فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا - تو اسکو ہم اجر عظیم عطا کرینگے - نُؤتیہ بنون اکثرون کی قرأت ہی اور یؤتیہ بیاء تحتیہ ابو عمرو اور حمزہ رح کی قرأت ہی اور بہرصورت فاعل اللہ عزوجل ہے ف عرائس البیان مین ان آیات کی تفسیر مین لکھا کہ قولہ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ - امین اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر

چاہین مال واپس کر لین-اور اگر مال بطور خیرات دیا ہو تو واپس کرنا روا نہین اور اگر میت کی نماز و روزہ کی قضا کا کفارہ دیا ہو بایں طور کہ مسکینون کو میت کی ہر قضا نماز کا کفارہ و ہر قضا روزے کا کفارہ میت کی وصیت سے دیا تو تہائی مال تک لازم ہی اور باقی زائد بین وارثون کا احسان ہی اور ادا ہو جائیگا اور اسیطرح اگر میت کے بلا وصیت وارثون نے دیا تو بھی یہی حکم ہے واللہ تعالیٰ اعلم-اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم الآیۃ یہ گمراہ کرنیوالے اپنے بوجھ لادینگے اور اپنے بوجھ کے ساتھ بہت بوجھ لادے ہونگے-ھ اور حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ قیامت مین بعضے گنہگار مومنون کے پہاڑ برابر گناہ ہونگو اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لاد دیگا تو جواب یہ ہی کہ دوسرون کو گمراہ کرنیکا عذاب قیامت تک اُنپر لادا جاویگا اور تحقیق اسکی آیت مذکورہ کی تفسیر مین انشاءاللہ تعالیٰ آویگی-یہ سب جو آیت مین مذکور ہوا بندہ اپنی بدکاری سے اُٹھاتا ہے اور اگر اسنے اپنی بدکاری سے دوسرے کو بُرائی پہونچائی تو اسکو بیان فرمایا-وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـَٔةً ذنبًا صغیرًا یعنے خطیئہ سے مراد یہان صغیرہ گناہ ہی اور سلح مین کہا کہ جو عمدًا نہو یعنے جسمین چوک گیا اور یہ بحسب لغت اوفق ہی جیسے اول بحسب معنے ارجح ہی-اور شیخ ابن جریرؒ نے فرمایا کہ خطیئہ تو عمدًا و بلا عمد دونون طرح ہوتا ہی بخلاف اثم کے کہ وہ فقط عمدًا گناہ ہی اور بعض نے کہا کہ خطیئہ سے محض اللہ کا گناہ مراد ہی اور قولہ-اَوْ اِثْمًا-سے بندے پر ظلم ملا ہوا اور بعض نے کہا کہ اول سے مختص بذات خود اور دوم سے متعدی مراد ہی اور مفسرؒ نے اول سے گناہ صغیرہ اور دوم سے گناہ کبیرہ کی تفسیر مرجح رکھی ہی بالجملہ جسنے گناہ صغیرہ یا کبیرہ کیا-ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا منہ پھر پھینک مارا اس گناہ کے ساتھ بری کو یعنے ایسے شخص کو جو اُس گناہ سے بری ہے اسکے ذمہ لگا دیا-فَقَدِ احْتَمَلَ-تحمل-تو اسنے خود اُٹھالیا-بُهْتَانًا-بہتان کو بسبب سکے کہ جو پاک تھا اُسکو طوفان لگایا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا-اور اُٹھایا گناہ مبین یعنے کھلا گناہ بسبب اپنے ہاتھون کمانے کے-پس ظاہر ہوا کہ صغیرہ گناہ سے بھی اگر دوسرے پاک کو بہتان لگاوے تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا کیونکہ اسنے جھوٹ بہتان باندھا ہی جسسے دوسرا بری و پاک ہی وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ-یا محمد وَرَحْمَتُهٗ-بالعصمۃ-یعنی یہ خطاب محمد صلعم کو ہی اور رحمت اسطرح کہ آنحضرت صلعم کو طعمہ مجرم کی طرف سے مخاصمہ کرنے سے معصوم و محفوظ رکھا-(المعنی) اور ای محمد اگر تجھپر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نہوتی تو لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ من قوم طعمۃ-طعمہ کی قوم والون مین سے ایک گروہ نے یہ قصد کیا تھا کہ-اَنْ يُّضِلُّوْكَ-تجکو بھٹکا دین سچا حکم دینے سے اسطرح کہ اُنھون نے تجپر اصلی حال ظاہر نہین تلبیس کی تھی-وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ-اور اپنی ہی جانون کا بُرا کرتے اور تجھے کچھ ضرر نہین پہونچا سکتے ہین-وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ حال یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تجپر قرآن اُتارا-وَالْحِكْمَةَ-اور حکمت یعنے جو اسمین احکام ہین اور سورہ بقرہ مین حکمت کی تفسیر گذری وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط اور تجھے وہ باتین سکھلائین جنکو تو نہین جانتا تھا-ف وہ احکام شرعی و امور غیبی ہین پھر جب انھون نے مکر کیا تو اُنھین پر وبال ہوا اور تجھے کچھ ضرر نہوا-وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا-اور اللہ تعالیٰ کا فضل تجھپر عظیم ہے ف اور قتادہ رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان دنیا و آخرت و حلال و حرام سکھلا کر خلق پر حجت کیا اور مانند اسکے ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی مروی ہی-پھر اللہ عزوجل نے قصۂ مذکورہ کے متعلق مشورہ کا حکم مع نصیحت عام ذکر فرمایا

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ ۢ بَيْنَ النَّاسِ ؕ

کچھ بھلائی نہین اکثر انکے مشورون مین سوا اسکے جو کہے خیرات کرنے کو یا نیکی کرنے کو یا صلح کرنیکو لوگون کے درمیان

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا من یعمل سوء یجز بہ۔ یعنے جسنے کوئی برائی کی اُسکی سزا دیا جائیگا تو جواب دو طرح ہی اول آنکہ مراد یہ ہی کہ سزا دیا جائیگا اگر توبہ
استغفار نہ کیا ہو اور دوم آنکہ ابو الدرداءؓ سے روایت ہی کہ قولہ من یعمل سوء یجز بہ کو اس آیت یعنے قولہ ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ الآیہ نے منسوخ کر دیا
کما ذکرہ فی السراج اور مترجم کہتا ہی کہ جواب اول اصح ہی اور نسخ یہان بوجہ وعید ہونیکے نہین بنتا اسلیے کہ نسخ تو فقط امر و نہی کے معنے مین جاری ہوتا ہی کما م تقرر
اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے غفور و رحیم دونون فرمائے پس غفور تو اسکے استغفار پر ہی اور رحیم کی حکمت بیان کرو۔ تو جواب یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ عز و جل کی
طرف سے اکرام ہی چنانچہ صحیح حدیث قدسی مین ثابت ہوا کہ حق عز و جل نے فرمایا کہ جو مجھسے ایک بالشت نزدیکی مانگتا ہی مین کرم سے اُس سے ایک ہاتھ
نزدیک ہوتا ہون اور جو ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہی مین اُس سے دو ہاتھ نزدیک ہوتا ہون اور جو پانون پانون چلکر میری طرف آتا ہی مین قدم
کی دوڑ سے اس سے نزدیک ہوتا ہون کما رواہ البخاری وغیرہ اور معنے حدیث کے یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف رجوع لانیوالے بندونکو
اپنے کرم اور کمال رحم سے آگاہ فرمایا کہ بندہ تھوڑا قصد کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ اُسپر دونا اور زائد رحم فرماتا ہی حتی کہ اُسکو مقرب بندہ بنا لیتا ہی چنانچہ
دیکھو یہان بندہ نے استغفار کیا اسکے صلہ مین مغفرت اور رحمت دو چیزین ملین۔ اور واضح رہے کہ جس بندے نے ایسا گناہ کیا ہی جسمین کسی بندیکا
حق لگا ہوا ہی تو استغفار سے اللہ تعالیٰ اپنا خالص گناہ معاف فرمائیگا اور جسقدر حق اسمین دوسرے بندے کا لگا ہوا ہی اسکا مواخذہ باقی رہیگا
لیکن یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ عز و جل مہربان ہی اور بندہ نے اگرچہ کرورون گناہ کے بعد استغفار اور نیک کام کیے جو پروردگار تعالےٰ کی
رضامندی کے لائق ہین تو امید ہی کہ وہ دوسرے بندے کو اُسکے حق کے عوض انعام و اکرام دیکر رضامند کرا دے اور یہ حدیث سے ثابت ہوا ہی اور
پہلے مذکور ہو چکا فتذکر۔ بالجملہ بندونکے اوپر تو یہی امتحان رکھدیا گیا ہی کہ وے اپنی نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کماتے ہین یا ناراضی کماتے
ہین جو کچھ کماوین وہ انکے واسطے ہی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر بہت حکمت کاملہ کے ساتھ صواب و حق ہی بندہ اسکو نہین پہونچ سکتا وہ تو اپنے
کامون کو دیکھے چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا۔ ذنبا۔ اور جسنے کوئی گناہ کمایا۔ فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ تو بات یہی ہے کہ اپنی ذات
کے واسطے اسنے کمایا ف کیونکہ اسکا وبال تو اُسی پر ہے اس سے کسی دوسرے کو ضرر نہین ہی۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا
اور اللہ تعالیٰ اپنی صنعت مین علیم حکیم ہے ف یعنے کمال علم اور کمال عقل کے ساتھ اُسنے ایجاد فرمایا پس بندے کے کمانے پر
جو اللہ تعالیٰ نے تاثیر دی کہ وہ کام ہو گیا تو یہ اسکی حکمت و صنعت کاملہ ہی اسکے بھید کو کوئی بندہ نہین پہونچ سکتا پس اسکے پیدا کرنے اور
تاثیر دینے مین سوائے خوبی کے کچھ عیب نہین ہی اور بُرائی تو اسی بندے کی طرف ہے جسنے کمایا اور قرطبیؒ نے فرمایا کہ کسب وہ ہی جس سے آدمی اپنی
ذات کی طرف کوئی نفع کھینچ لاوے یا کچھ ضرر دور کرے اسیواسطے اللہ تعالیٰ کے افعال پر یہ لفظ صادق نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہی بدون
غرض نفع یا دفع ضرر ہی۔ اگر کہا جاوے کہ بسا اوقات آدمی فعل گناہ سے دوسرے کو ضرر پہونچاتا ہی تو اسکی بدکاری کا وبال اسی پر کیونکر ہوا جواب
یہ کہ دوسرے کو ضرر پہونچانے مین اپنے واسطے کچھ بھلائی نہین پائی بلکہ اسکا وبال خود اپنی جان پر اُٹھا دیا اور دوسرے کے حق مین دیکھا جاوے کہ
حق شرعی کیونکر ہی پس اگر غیر کو تعلق نہو تو یہی عاصی ہے ورنہ وہ بھی۔ اپنے حق مین بدکار ہی اور ایک کا گناہ دوسرے پر نہین مثلاً اگر مرد کی جورو
نے اسپر نوحہ کیا اور وہ اپنی زندگی مین اسپر راضی تھا تو شرعاً اسنے گناہ کیا پس نوحہ زوجہ سے مردے پر بھی عذاب ہوگا کیونکہ وہ مانع نہوا مگر کوئی دوسرے
کا گناہ نہین اُٹھاتا کما قال تعالیٰ ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ یعنے کوئی نفس دوسرے کا گناہ نہین اُٹھاتا ہی مسئلہ اس زمانہ مین میت
کے لوگ مال و متاع نافہمون ملاؤن کو دیتے ہین کہ میت کے عمر بھر کے گناہ تم اُٹھاؤ اور یہ مال تمکو اسکا عوض ہی۔ اور وہ لوگ لے لیتے ہین
تو یہ باطل ہی۔ رہا مال واپس لیا جاوے یا نہین تو حکم مین تفصیل ہی اگر انھون نے اسی طور پر کہا جو مذکور ہوا تو وارثون کو اختیار ہوگا کہ

حرکت پر جھگڑا کا بقولہ تعالیٰ۔ هَاَنْتُمْ۔ یا۔ هٰٓؤُلَآءِ۔ خطاب لقوم طعمہ یعنے ہا حرف تنبیہ ور انتم مبتدا اور جادلتم اسکی خبر اور درمیان مین
ہؤلاء منادی بحذف حرف ندا معترضہ ہی اور یہ خطاب ہی قوم طعمہ کو جنھون نے اسکی طرف سے مجادلہ کیا تھا کہ اے لوگو تم سنو۔ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ
فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ تمنے خصومت کی ان چورون کی طرف سے دنیا مین ف یعنے خبردار ہوا ے لوگو جنھون نے طعمہ و اسکے مانند بدکارونکا
ساتھ دیکر دنیا مین طعمہ جیسے بدکارون کی طرف سے جھگڑا کر لیا تو یہ بے ثبات زندگی مین کیا مفید ہوگا۔ فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ اذا عذبھم۔ پھر کون مجادلہ کرسکیگا انکی طرف سے قیامت کے دن ف جبکہ اللہ تعالیٰ انکو عذاب کریگا۔ یعنے کوئی ایسا نہین
کرسکتا ہی۔ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا۔ یا کون انکے امر کا متولی ہوگا اور انسے بُرائی کو دفع کریگا اور حاصل آنکہ دنیا تو چندروزہ
بے ثبات ہی اور اصلی جزا و سزا کا گھر آخرت ہی تو وہان کون اُنکا متولی ہوگا یا عذاب سے چھڑاویگا۔ یعنے کوئی ایسا نہین کہ یہ بات کرسکے خطیب رح
نے لکھا کہ بالاتفاق یہان رسم الخط مین۔ اَمْ و مَنْ۔ جدا لکھے جاوین (س) اگر کہا جاوے کہ اَم یہان کیونکر ہی تو علامہ تفتازانی نے فرمایا کہ
ام کے بعد جب اسم استفہام ہو تو وہ بمعنے بل ہوتا ہی نہ متصلہ ہوتا ہی نہ منقطعہ (المعنے) بلکہ کون ہی جو بدکارون کی طرف سے وکالت کرسکے۔ اور صاحب
مغنی رح نے کہا کہ ام منقطعہ کے معنے اضراب ہوتے ہین پھر کبھی تو فقط اضراب ہی کے معنے مین ہوتا ہی اور کبھی باوجود اضراب کے استفہام انکاری کو
بھی متضمن ہوتا ہی جیسے یہان ہی پھر واضح ہو کہ طعمہ و اُسکی قوم نے کئی طرح سے بدکاریونکو جمع کر لیا اول چوری کی۔ دوم یہودی بیگناہ کو پھانسا۔
سوم جدال کیا۔ چہارم سب سے بڑھکر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہا اور یہ کمال بے ادبی و بے ایمانی و بے شرمی ہی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے
اسطرح اسکا پردہ فاش کر دیا۔ ورنہ گنہگار کے واسطے ندامت و پردہ پوشی و مغفرت عام ہی چنانچہ فرمایا۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا۔ اور جس بندے نے
کوئی بدکاری کی ف جس سے دوسرے کو بدی پہونچائی۔ اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ۔ یا اپنی جان پر ظلم کیا۔ ف اُسکی بدکاری اسی تک رہی
ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ۔ پھر اُس سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین بخشش مانگی۔ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم
پاویگا ف اللہ تعالیٰ اسکی بخشش فرماویگا۔ پھر سوء سے مراد گناہ ہی اور یظلم نفسہ بھی گناہ ہی حالانکہ بحرف او عطف ہے پس بعض مفسرین
نے سوء سے صغیرہ گناہ اور ظلم نفس سے کبیرہ گناہ مراد لیا اور محققین نے سوء سے ایسا گناہ لیا جسکا اثر دوسرے شخص کی طرف بھی متعدی ہو
بقرینہ ظلم نفس کے کہ فقط اُسی کے نفس پر وبال مقصور رہا اور اسیکو مفسر رح نے اختیار کیا پس معنے کلام کے مع تفسیر یون ہین کہ اور جسنے کیا کوئی سوء
یعنے ایسا گناہ جس سے غیر شخص کو بُرائی مین ڈالا۔ جیسے طعمہ مذکور نے چوری کی تہمت ایک یہودی کو لگائی یا جسنے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے
ایسے بدکام سے کہ جو اُسی کے نفس تک رہا جیسے کسی وقت کی نماز کسی جاہل نے چھوڑ دی۔ پھر اس گناہگار نے چاہے کسی قسم کا گناہ ہو
استغفار کیا اللہ تعالیٰ سے یعنے بخشش مانگی اِس گناہ سے اور توبہ کی تو پاویگا اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا اپنے گناہ کا اور رحمت کرنے والا
اپنے اوپر۔ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو اپنے حلم و عفو و کرم و رحمت و مغفرت سے آگاہ فرمایا کہ جسنے صغیرہ
یا کبیرہ کیسا ہی گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ اسکو بخشتا اور بڑھکر یہ کہ اسپر رحمت فرماتا ہی اگرچہ بخشش مانگنے والے کے گناہ
آسمان و زمین و پہاڑون سے بڑے ہون۔ اور ایسا ہی احادیث صحاح سے بھی ثابت ہی۔ اور اس آیت مین طعمہ و اسکی قوم کو استغفار کی رغبت دلائی
ہی اور اسمین دلیل ہی کہ استغفار سب قسم کے گناہون سے مقبول ہی۔ اور واضح ہو کہ ظاہر آیت سے تو ثابت ہوتا ہی کہ فقط مغفرت مانگنے سے گناہ بخشے
جاتے ہین لیکن آیات و احادیث سے علمانے ثابت کیا ہی کہ استغفار کے ساتھ توبہ بھی چاہیے۔ یعنے شرمندہ ہونا گناہ پر اور اس سے رجوع کرنا اور
یہ عزم کر لینا کہ پھر ایسا گناہ نہ کرونگا اسیواسطے مفسر رح نے قولہ ثم یستغفر اللہ کی تفسیر مین توبہ کی قید لگائی یعنے استغفار بطریق توبہ ہو اگر کہا جاوے

قتادہ بن النعمان کو فرمائی تھی کہ تو نے بغیر گواہونکے ایسے لوگونکو چوری لگائی جو مسلمان مشہور ہین۔ ھ۔ حالانکہ درحقیقت یہی لوگ چور تھے
جو اپنے آپکو چھپاتے تھے لہذا فرمایا۔ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ یخونونہا بالمعاصی لان وبال خیانتہم
علیہم۔ اور جدال مت کیجیو ایسے لوگونکی طرف سے جو خیانت مین پھنساتے ہین اپنی جانون کو ف گناہونکے مرتکب ہوکر اسواسطے کہ انکی
خیانت کا وبال انھین کی جان پر ہے بس انجام کار کی راہ سے اُنھون نے خود اپنی جانونکے حق مین خیانت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ
كَانَ خَوَّانًا۔ کثیر الخیانۃ۔ اَثِيْمًا۔ اللہ تعالیٰ نہین پسند کرتا بہت چور سخت گناہگار کو ف اللہ تعالیٰ کے دوست نہ رکھنے کے
معنے یہ ہین کہ انکو سزا دیگا اگر کہا جاوے کہ قولہ لاتجادل۔ صیغہ نہی ہے پس کیا حضرت صلعم سے جدال صادر ہوا جس سے ممانعت فرمائی تو جواب یہ
نہی کے واسطے صدور کی ضرورت نہین ہے جیسے تو زید سے منع کردے کہ جب سے میرے نوکر ہوتا تب سے خیانت کبھی نہ کرنا۔ اور بعض نے کہا کہ
یہ خطاب تو نبی صلعم کو ہے مگر مراد آپ کی امت والے ہین اور اسمین شک نہین کہ حکم ہم لوگوں پر بھی جاری ہے کہ چورون کی طرف سے خصومت
نہ کرین۔ اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو استغفار کا بھی حکم ہوا تو جواب یہ کہ نبوت کے بعد انبیا علیہم السلام کا استغفار تین طرح کا یا تو ایسی لغزش
سے جو نبوت سے پہلے واقع ہوئی اگرچہ وہ گناہ شرعی نہو یا انکی امت کے لیے استغفار ہے یا استغفار کے معنے حکم شرعی کی فرمانبرداری اور یہی معنے
اخیر یہان اقرب ہین (السراج) اگر کہا جاوے کہ خوانا اثیما صیغہ مبالغہ فرمایا۔ تو جواب یہ کہ بان اللہ تعالیٰ کو طعمہ مذکور سے خیانت و گناہ مین افراط کا
علم تھا۔ اور بعض نے کہا کہ جب کسی گناہگار کا پردہ فاش ہو تو جان لینا چاہیے کہ اسکے اوپر اس گناہ کے سوا بھی گناہ لدے ہوے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ
ایک دو مرتبہ مین کسی کا پردہ فاش نہین کرتا ہے اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنھون نے ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اسکی مان روتی آئی اور کہا کہ یہ
پہلی مرتبہ ہے آپ اسکو معاف کرین تو عمرؓ ایسی سفارش سے ناراض ہوے اور یہ بھی فرمایا کہ تجھوٹی ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ پہلے مرتبہ گناہ کرنے پر
بندہ کو نہین گرفتار کرتا ہے (المعالم وغیرہ) اور مترجم کہتا ہے کہ اول مرتبہ گناہ پر ماخوذ نہونے کے واسطے مرفوع حدیث صحیح بھی شاہد ہے۔ روایت ہے
کہ طعمہ مذکور مکہ کو مرتد ہوکر بھاگ گیا اور وہان کسی کی متاع چرانے کو دیوار مین سیند لگائی اور ایک پتھر اسپر گرا جس سے وہ کافر مرگیا اور آگے اسکے
متعلق حال آویگا۔ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ۔ طعمہ واسکی قوم والے لوگون سے شرم کرکے انکو چوری چھپانی چاہتے ہین۔ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ
مِنَ اللّٰهِ۔ اور اللہ تعالیٰ سے حیا نہین کرتے۔ وَهُوَ مَعَهُمْ بعلمہ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ہے یعنے علم الٰہی ہر جگہ ہر وقت ہر دم
انکو گھیرے ہوے ہے پس پہلے اسی سے شرم چاہیے ہے چنانچہ طعمہ وغیرہ کے خفیہ مشورہ سے آگاہ کردیا بقولہ تعالیٰ۔ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ۔ جبکہ راتین
پوشیدہ گڑھتے ہین۔ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ۔ ایسی بات جس سے وہ راضی نہین ہے ف چنانچہ طعمہ وغیرہ نے یہ تجویز گڑھی کہ جھوٹی
قسم کھاوین کہ اُسنے چوری نہین کی اور یہودی کو چوری کا بہتان لگاوین پس اللہ تعالیٰ نے اپنے علم محیط سے انکے خفیہ مشورہ پر مطلع فرمایا۔
اگر کہا جاوے کہ تدبیر تو دل کی پوشیدہ بات ہے اسکو قول فرمایا تو جواب یہ ہے کہ جب اُسنے اپنے جی سے ایسی باتین کین تو مجازاً قول کہا گیا۔ (الکشاف)
اور ظاہر یہ ہے کہ تبییت تو یہ تدبیر تھی اور غیر مرضی قول یہ تھا کہ صبح کو جھوٹی قسم کھالی پس اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے انتہا تک خبر غیب پوری فرمائی
وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہین ف مدارک مین فرمایا کہ لوگون کو نصیحت کے لیے یہ
آیت کریمہ کافی ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے فعل پر آگاہ دیکھین کہ کوئی پردہ نہین اور کچھ پوشیدہ نہین لہذا شرم سے سر نیچا رکھین پھر حدیث الترمذی
سے معلوم ہوچکا کہ طعمہ کی قوم نے اسکی طرف سے جدال کیا تھا تاکہ وہ بری ہو اور ایک یہودی مظلوم اسمین پھنس جاوے پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو خطاب فرماکر چورون بدکارون کی طرف سے جدال کرنے سے عموماً سب کو منع کیا جسمین طعمہ کی قوم کو بھی نصیحت ہوگئی پھر خاصکر طعمہ کی قوم کو انکی سفارش

فرمایا کہ میں اس بارہ میں حکم کرتا ہوں پھر جب بنو ابیرق نے سنا تو اپنوں میں سے ایک شخص اسید بن عروہ کے پاس مجتمع ہوے اور احاطہ والے بھی بعضے بعضے آگئے اور بنو ابیرق نے اسید بن عروہ سے اس بارہ میں گفتگو کی اور آکر حضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قتادہ بن النعمان و اسکے چچا رفاعہ نے یہ حرکت کی ہے کہ ہم میں سے ایک گھر والے نیک مسلمانوں کو بدون گواہوں و ثبوت کے چوری لگاتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلعم سے اس بارہ میں گفتگو کی تو آپنے فرمایا کہ تو نے ایک گھر کے لوگوں کو جنکا مسلمان صالح ہونا بیان کیا جاتا ہے بدون گواہوں و ثبوت کے چوری لگائی پس میں لوٹ آیا اور تمنا کرتا تھا کہ کاش میں نے کسیقدر مال سے درگذرتا اور میں نے رسول اللہ صلعم سے اس بارہ میں گفتگو نکی ہوتی پھر میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا اور مجھسے پوچھا کہ بھتیجے تو نے کیا کام کیا پس میں نے انکو وہ خبر دی جو مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا تو میرے چچا نے کہا واللہ المستعان ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتے ہیں پھر بہت دیر نہیں گذری تھی کہ قرآن مجید نازل ہوا تب رسول اللہ صلعم ہتھیار لیے ہوے تشریف لائے اور دیدیے جب میں اپنے چچا رفاعہ کے پاس لیکر آیا جو زمانہ جاہلیت ہی میں اندھے ہوگئے تھے یا کہا کہ انکو تنیا بند ہوگیا تھا ابو عیسیٰ رح کو اس لفظ میں شک پڑگیا ہے کہ راوی نے کیا فرمایا تھا۔ بہر حال قتادہ رض نے کہا کہ ہم یہ جانتے تھے کہ انکا اسلام مدخول[1] ہے پھر جب ہتھیار لیکر میں انکے پاس آیا تو انھوں نے مجھسے فرمایا کہ بھتیجے یہ ہتھیار اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہیں تو میں جان گیا کہ انکا مسلمان ہونا سچے دل سے درست ہے تا آخر حدیث (وقد رواہ ابن المنذر وغیرہ) اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ۔ القرآن۔ ہمنے تجھپر کتاب اُتاری یعنے قرآن۔ بِالۡحَقِّ۔ حق کے ساتھ ہمنے اُتارا۔ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىکَ اللّٰہُ تاکہ تو لوگوں کے درمیان وہ حکم کرے جو اللہ نے قرآن میں تعلیم کیا ف حاصل یہ کہ ہمنے تجھپر قرآن اُتار دیا ہے کہ اسکے موافق لوگوں میں حق حکم دے جیسا کہ قرآن میں تعلیم کیا یہاں حکم یقینی کو بوجہ قوی ظہور کے بمنزلہ آنکھ سے دیکھنے والی چیز کے قرار دیا۔ اور عمر رض سے روایت ہے کہ کوئی تم میں سے یوں نہ کہے کہ قضیت بما ارانی اللہ تعالیٰ میں نے وہ حکم دیا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلایا۔ ھ۔ یوں نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا دیکھنا فقط اپنے نبی صلعم کیواسطے رکھا تھا پس یہ چاہیے کہ اپنی رائے سے کوشش کرے اور رسول اللہ صلعم کی طرف سے جو رائے تھی وہ بھی صواب تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ آپکو دکھلاتا تھا اور ہم میں سے کوئی ہو اسکی رائے تو ظن ہوگی علم یقینی نہوگی۔ واضح ہو کہ آیہ میں دلیل ہے کہ حضرت صلعم جو حکم کرتے وہ وحی الٰہی سے ہوتا تھا۔ بعضے عالموں نے دھوکا کھایا جب کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اجتہاد کرتے تھے (کمان غالب ۱۲)۔ یہ خطا ہے بلکہ جو آپ نے دیکھا وہ حق دیکھا اور وہی اللہ تعالیٰ کو حکم دینا منظور تھا۔ وَلَا تَکُنۡ لِّلۡخَآئِنِیۡنَ خَصِیۡمًا۔ اور تو چوروں کے واسطے جھگڑا مت کیجیو ف جیسے طعمہ وغیرہ نے تجھے دھوکا دینا چاہا پس حکم عام ہے اسیواسطے بلفظ جمع فرمایا اگرچہ نزول فقط طعمہ کے حق میں مذکور ہوا یا کہا جاوے کہ طعمہ مع اسکی قوم کے مراد ہیں کیونکہ قوم والوں نے جب اسکے بری ہونے پر گواہی دی اور اسکی طرف سے جھگڑے تو خیانت کے گناہ میں اسکے شریک ہوے (السراج) اور حاصل آنکہ تو خائنوں کی طرف سے مخاصم مت ہو۔ وَاسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ۔ اور استغفار کر اللہ تعالیٰ سے ف یعنے یہ جو تو نے قصد کیا تھا کہ طعمہ کی طرف سے مخاصمت کرے اور اسکی بریت کرے اس قصد سے استغفار کر اسلیے کہ یہ قصد بھی تیرے بزرگ مرتبہ کے لائق نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ف اور آیہ میں دلالت ہے کہ کسی کو دوسرے کی طرف سے مقدمہ نالش وغیرہ میں وکالت و خصومت کرنا روا نہیں تاوقتیکہ یقین نجانے کہ یہ شخص سچا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فقط قصد پر آنحضرت صلعم کو استغفار کا حکم دیا اور مفسر رح کی تقریر سے بعضے احمقوں کا یہ شبہہ بھی مرفوع ہوا جو کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ صادر ہونا ممکن بلکہ واقع ہے جبھی تو آنحضرت صلعم کو استغفار کرنیکا حکم دیا تھا اور جواب ظاہر ہے کہ انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بچاتا ہے جیسا کہ آخران آیات سے واضح ہوگا اور یہاں تو حضرت صلعم کو فقط قصد سے استغفار کا حکم دیا۔ اور ترمذی و ابن جریر کی حدیث مذکورہ بالا میں ہے کہ قولہ ولا تکن للخائنین خصیما۔ اسمیں خائنین سے بنو ابیرق مراد ہیں۔ اور قولہ واستغفر اللہ یعنے استغفار کر اس بات سے جو تو نے

[1] لہ مدخول یعنے [illegible] ۱۲

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ

اور اگر نہوتا تجپر فضل اللہ تعالی کا اور اسکی مہر تو قصد کیا ہی تھا ایک جماعت نے انمین سے کہ تجکو بہکا دین اور بہکا نہین سکتے

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

مگر اپنے آپکو اور تیرا کچھ بگاڑ نہین سکتے اور اللہ تعالی نے نازل کی تجپر کتاب اور کام کی بات اور تجکو سکھلایا

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝

جو تو نہین جان سکتا تھا اور اللہ تعالی کا فضل تجپر بہت بڑا ہے

وسرق طعمة بن ابیرق درعًا وخباها عند یهودی فوجدت عنده فرماه طعمة بها وحلف انه ما سرقها فسأل قومه النبی صلعم ان یجادل عنه دیبرئه فنزل -

جاننا چاہیے کہ مفسرین شان نزول موافق بیان معالم وغیرہ کے یہ ذکر کیا کہ طعمہ بن ابیرق نامے ایک شخص نے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرتا تھا ایک زرہ چرائی اور اسکو ایک یہودی کے پاس جسکا نام زید تھا چھپا دی پھر زرہ مذکورہ اسی یہودی کے پاس پائی گئی پس طعمہ نے اسی کو چوری لگائی اور قسم کھا گیا کہ مین نے یہ زرہ نہین چرائی ہی پھر طعمہ کی قوم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ مجادلہ کرین طعمہ کی طرف سے اور اسکو بری کراوین ورنہ وہ سخت بدنام ہوکر تباہ ہوگا اور حضرت صلعم نے یہ قصد بھی فرمایا تب یہ کلام نازل ہوا رواہ ابن مردویہ من طریق العوفی عن ابن عباس واستغربہ ابن کثیر اور امام ترمذی وابن جریر نے من طریق محمد بن اسحاق عن عاصم بن عمر بن قتادہ عن ابیہ عن جدہ قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ ہم مین سے ایک گھر والے بنو ابیرق کہلاتے تھے انکے نام بشر وبشیر ومبشر تھے اور بشیر انمین سے مرد منافق تھا جو اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہجو مین شعر کہتا مگر منسوب کر دیتا کہ فلان عرب نے یہ شعر کہا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم جب یہ شعر سنتے تو کہتے کہ یہ شعر اسی خبیث کا کہا ہوا ہی یا شاید ایسا ہی ہو جیسا یہ کہتا ہو اور یہ بنو ابیرق زمانہ جاہلیت مین اور نیز اسلام مین بھی فقیر ومحتاج لوگ تھے اور لوگون کی غذا مدینہ مین جو اور چھوارے تھے ہان اگر کسیکو آسودگی ہوتی اور ملک شام سے گیہون کی لادی آتی تھی تو وہ اسمین سے بقدر وسعت خرید لیتا اور وہ مخصوص خود ہی کھاتا اور عیال واطفال وہی جو اور چھوارے کھاتے رہتے چنانچہ شام سے گیہون کی لادی آئی اور میرے چچا رفاعہ بن زید نے گیہون کی ایک گون خرید کر اپنی بخاری مین بھر دی اور اسمین ہتھیار وزرہ وتلوار بھی تھی پھر ایک رات اس بخاری کی چھت نیچے کی طرف سے کاٹی گئی اور سیند لگا کر اسمین سے ہتھیار وطعام نکالا گیا - پھر صبح کو میرے چچا رفاعہ رضی نے مجھسے آکر بیان کیا کہ بھتیجے آج رات ہماری بخاری مین سیند لگا کر طعام وہتھیار ہمارے چوری گئے پس ہمنے یہ سنکر تمام احاطہ مین تلاش وجستجو کی تو ہمسے کہا گیا کہ رات ہمنے بنو ابیرق کو آگ روشن کرتے دیکھا تھا اور جہانتک ہم دیکھتے ہین ہماری رائے مین وہین روشنی تھی جہان سے تمھارا اناج گیا ہی اور بنو ابیرق بھی ہمسے کہہ چکے تھے کہ ہم بھی احاطہ مین دریافت کرتے اور پتہ لگاتے ہین تو انھون نے ہمسے آکر کہا کہ واللہ ہم جان گئے کہ تمہارا چور وہ لبید بن سہل ہی - اور یہ شخص لبید ہم مین سے مرد صالح مسلمان تھا چنانچہ جب اسنے یہ سنا تو تلوار کھینچکر ان لوگون پر آیا اور کہا کہ ہان مین چوری کرونگا قسم ہی اللہ تعالی کی کہ یا تو تم اس چوری کو ثابت کرو ورنہ مین یہ تلوار تم مین پیوست کرونگا - یہ سنکر کہنے لگے کہ بھائی تو ہمسے الگ رہ تو چور نہین ہی پھر ہمنے احاطہ مین پتا لگایا یہانتک کہ ہمکو شک نہین رہا کہ چوری کرنے والے وہی بنو ابیرق ہین پس مجھسے میرے چچا نے فرمایا کہ بھتیجے اگر تو رسول اللہ صلعم سے جاکر اسکو بیان کرتا تو خوب تھا پس مین رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہم مین سے ایک گھر والون نے یہ ظلم برپا کیا کہ میرے چچا رفاعہ بن زید کا طعام اور ہتھیار سیند دیکر چرا لے سو وہ ہمارے ہتھیار پھیر دین اور رہا اناج تو اسکی ہمکو حاجت نہین ہی پس نبی صلعم نے

وزل لما بعث صلی اللہ علیہ وسلم طائفۃ فی طلب ابی سفیان واصحابہ لما رجعوا من احد فشکوا الجراحات اور جب احد کی لڑائی سے واپس ہوکر حضرت رسول اللہ صلعم نے ایک گروہ اہل ایمان کو کفار مکہ وابوسفیان واسکے ساتھیونکے تلاش کرنے پر آمادہ کیا اور انھون نے شکایت کی کہ ہم بہت مجروح و زخمی ہین تو نازل ہوا۔ وَلَا تَهِنُوْا تضعفوا۔ اور مت ضعیف ہو۔ فِي ابْتِغَاۗءِ طلب۔ تلاش کرنے مین۔ الْقَوْمِ۔ الکفار لتقاتلوھم۔ قوم کافرون کے ف تاکہ اُنسے لڑو۔ اور مراد کافرون سے کفار مکہ ہین اگرچہ لفظ عام ہے۔ حاصل آنکہ راہ خدا مین جہاد کرنے کے لیے کافرونکی تلاش مین ضعیف مت ہو۔ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ تجدون الم الجراح۔ اگر تم متالم ہو یعنے زخمی ہونیکا درد پاتے ہو۔ فَاِنَّھُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ۔ ای مثلکم ولا یجبنون عن قتالکم۔ تو وی بھی دردناک ہین جیسے تم دردناک ہو حاصل آنکہ وی بھی تمھارے مثل ہین حالانکہ وی تمھاری لڑائی سے تجبن یعنے نامردی نہین کرتے ہین پس تم بھی مت ضعیف ہو بلکہ تم کو انسے زیادہ رغبت چاہیے اسلیے کہ۔ وَتَرْجُوْنَ۔ انتم۔ تم امید رکھتے ہو۔ مِنَ اللّٰهِ من النصر والثواب علیہ۔ اللہ تعالی کیطرف سے ف نصرت و ثواب کی اپنے جہاد کرنے پر۔ مَا لَا يَرْجُوْنَ ھم فانتم تزیدون علیھم بذلک فینبغی ان تکونوا ارغب منھم فیہ۔ جو امید وہ لوگ نہین رکھتے ہین پس تمکو انپر اس بات مین زیادتی حاصل ہے تو چاہیے کہ تم اُنسے زیادہ لڑائی مین رغبت کرو۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا بکل شیء یعنے علیم ہے ہر چیز کا خواہ کلی ہو یا جزئی ہو کبھی اور کیسی ہی ہو خواہ کسی چوری چھپے رات و دن خواہ ظاہر و باطن کیسی ہی کی ہو۔ حَكِيْمًا۔ فی صنعہ۔ جو اسنے کیا وہ تمام حکمت سے ہے پھر آگے ایک ایسے شخص کا قصہ بطریق تنبیہ بیان فرمایا جسنے چوری کی اور بندون پر ظاہر نہین ہوئی وہ اللہ تعالی نے کھولدی اور اسمین بڑی حکمت ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ

بیشک اُتاری کتاب تجھپر حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے لوگونکے درمیان اُسکے ساتھ جو دکھلایا تجھے اللہ نے اور مت ہو تو دغابازون کی طرف

خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ

جھگڑنے والا اور بخشش مانگ اللہ سے بیشک اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے اور مت جھگڑ ان لوگون کی طرف سے جو اپنے

اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ

جی مین دغا رکھتے ہین اللہ تعالی کو خوش نہین آتا جو دغا باز گنہگار ہو چھپتے ہین لوگون سے اور نہین چھپتے ہین

مِنَ اللّٰهِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝

اللہ سے اور وہ انکے ساتھ ہے جب رات کو سوچ کر بناتے ہین ایسی بات جس سے وہ راضی نہین اور جو کچھ وہ لوگ کرتے ہین سب اللہ تعالی کے قابو مین ہے

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

دیکھو تم لوگ جھگڑے انکی طرف سے دنیا کی زندگی مین سو کون جھگڑیگا اللہ تعالی سے انکی طرف سے قیامت کے دن

اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ

یا کون ہوگا انکا کام بنانے والا اور جو کوئی کچھ گناہ کرے یا اپنی جان کا برا کرے پھر اللہ تعالی سے بخشش مانگے تو پاوے اللہ تعالی کو

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

بخشنے والا مہربان اور جو کوئی کماوے گناہ سو وہ اپنی ہی جان پر کماتا ہے اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہے

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْۗـــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر اسکا طوفان لگادے کسی بے گناہ کو سو اسنے سر دھرا بہتان اور صریح گناہ

ع ۱۶ / ۸

علماے محدثین نے تصریح کر دی کہ ان الفاظ سے یہ حدیث نہین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ معنے اسکے صحیح ثابت ہین واللہ اعلم حسین بن منصور رح
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی مقام نہین اور نہ وہان کوئی شہود و استہلاک در حیرت اور نہ کوئی ذہول در عظمت ایسا ہی کہ آداب شریعت سے
منقطع کرے اور نہ اسکا کوئی ایسا مقام ہی کہ جسمین موحدین کو واقف کر کے شاہد شریعت کر دیا ہو پس موحدین پر شریعت کا جاری کرنا دوسر دنکی
آگاہی کے لیے ہی خود موحدین کے واسطے نہین ہی اور اس قول کی صحت حضرت حق تعالیٰ کے اِس کلام سے ہوتی ہی کہ فرمایا واذا کنت فیھم فاقمت
لھم الصلوٰۃ چنانچہ اقامت صلوٰۃ کو انکے واسطے ادب قرار دیا اور آنحضرت صلعم خود تو عین الحصول مین تھے کہ انکا رجوع اپنے تصرفات مین غیر
حق کی طرف نہین تھا اور اپنی سعی مین کسی غیر کو مشاہدہ نہین کرتے تھے بعض نے کہا کہ فیھم سے اشارہ ہی کہ جب تک تو انمین ہے تو نماز قائم ہے
اور جبھی تو اُن مین سے غائب ہوا تو صلوٰۃ مین اقامت یعنی پوری درستی نہو گی قال المترجم اسمین شک نہین کہ صحابہ رضی اللہ عنھم کو یہ سخت غم
تھا کہ اب وہ نماز نہین جو حضرت صلعم کے پیچھے پڑھتے تھے اور حضرت انس رض سے صریح مانند اسکے اس مضمون کا موید مروی ہوا ہے فاینتذکر قولہ
تعالیٰ فاذا قضیتم الصلوٰۃ واضح ہو کہ نماز جاے خدمت و مناجات ہی پھر جب بندے نے اسکو تمام شرائط سے پورا کیا تو اسکا پھل یہ حاصل ہوتا ہی
کہ صفائی کے ساتھ دائمی یاد اسکے دل مین ہوجاوے اور یہی یاد مقام مراقبہ و مشاہدہ ہی پس حق تعالیٰ نے محصول مقام بیان فرمایا اور اسی کی
تاکید کیواسطے بڑھایا قولہ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم۔ اسمین اشارہ ہی کہ جب تم مقام نماز سے خارج ہو تو تم کو چاہیے کہ تمام اوقات
مین ایسے رہو کہ گویا نماز مین ہو اسواسطے کہ نماز تو بعینہ یاد الٰہی ہی اور نماز کی صورت ایسا کرتی ہی کہ ذاکر کو مذکور کے نور سے اپنی طرف مشغول
رکھتی ہی اور حاصل یہ کہ جب تم الصلوٰۃ وعلت جکم سے خلاص پاؤ تو اپنے تمام انفاس مین مراقبہ کے ساتھ مجکو یاد رکھو اسواسطے کہ تم میرے
مشاہدہ مین ہو اور یاد کے ساتھ تمنے یاد کے اسباب سے استراحت پائی ہی پس قیام مین تمھارا یاد کرنا یہ ہی کہ میرے جلال و عظمت مین متحیر ہو
اور قعود مین تمھارا یاد کرنا یون کہ اچانک سطوات کبریائی کی منڈ بھیر سے ساقط ہو کر حالت وجد مین ہو جاؤ اور علی جنوبکم تمھارا یاد کرنا یہ کہ دیدار
قدم و بقا مین مضمحل ہو جاؤ پھر جب تم حالت تمکین مین ہو جاؤ اور میرے ذکر کے انوار سے بھر جاؤ تو ساحت راحت مین تم کو ابواب رخصت
واستراحت سے نکلنا چاہیے اور مقام نماز کی طرف رجوع کرو پس ربوبیت مین تمھاری آخری سیر میری عبودیت مین تمھاری ابتدا ہی پھر واضح ہو
کہ اللہ عز وجل نے اپنی خدمت کے واسطے اوقات مقرر کر دیے ہین جنمین عظمت و کبریائی کا ظہور ہوتا ہی جس سے بندے فنا ہونے کے قریب
ہو جاتے ہین اور اگر یہ بات دائمی ہوتی تو خلائق اسمین جل جاتے اور سب بندے فنا ہو جاتے اور یہ تو ظاہر بات ہی کیونکر حدوث کو جلال قدم سے
مواجہہ ہو سکتا ہی اور جس نے یہ جرأت کی کہ مناجات عظمت مین سرمدیت سے تعرض کیا وہ غیرت حق عز وجل سے فتور مین پڑ گیا بہر حال نماز کے واسطے تو ایک
وقت مقرر کیا اور ذکر کے واسطے کوئی وقت نہین مقرر کیا اسواسطے کہ ذکر تو آفتاب و چاند کی کرنین ہین جو غیب سے ذاکر کے اوپر پہونچتی ہین جس سے اہل محبت
و عشق کی اور اہل توحید کی زندگی ہی لیکن یہان ضعیف و پابستہ لوگون کا بیان ہی واللہ اعلم **شیخ ابو عثمان** رح نے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے جملہ عبادات کے واسطے
وقت مقرر کر دیا سواے ذکر کے کہ ذکر نے کا ہر حال و ہر وقت مین حکم دیا۔ استاد رح نے فرمایا کہ ظاہری وظائف سب موقت ہین اور ذکر سے حضور قلبی دائمی ہی

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّھُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ
اور سست مت ہو کافرونکے درپے ہونیسے اگر تم ایسے ہو کہ درد اُٹھائے ہو تو وے لوگ بھی درد اُٹھائے ہوے ہین جیسے تم درد اُٹھائے ہو اور تمکو تو اللہ تعالیٰ کی طرف
مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِــيْمًا ۝
سے وہ امید ہی جو انکو نہین ہی اور اللہ تعالیٰ دانا تر اور حکمت والا ہی

اسیواسطے حق تعالیٰ نے رسولون کے سردار حضرت محمد صلعم کو جو بندۂ خاص الخاص تھے حکم دیا کہ مقام اضطراب تلوین و امتحان مین نماز قائم رکھین
حالانکہ آنحضرت صلعم دریاے مشاہدہ مین پیرنے والے تھے اور آپکے یار میدان محبت کے شہسوار اور اہل ولایت کے سردار تھے پس اگر اہل وجد سے نماز
وبندگی کے احکام ساقط ہوجایا کرتے تو اللہ تعالیٰ کیون اپنے حبیب کو جو اہل وجد کے سردار تھے مقام خوف مین فرائض ادا کرنے کا حکم فرماتا
قال المترجم شیخ نے یہ مسئلہ بدلیل کتاب وسنت ثابت کیا کہ سواے مجذوب کے کوئی شخص ولی نہین کہ احکام شرعی اسکے ذمہ سے ساقط ہون پس اگر مجنون
نہین ہی اور احکام شرعی نماز روزہ وغیرہ ادا نہین کرتا تو وہ مردود ہی مقبول نہین ہی کیونکہ حضرت صلعم سے بڑھکر ہونا ممکن نہین اور جو اسکا معتقد ہی
وہ گمراہ کافر ہی پس جب حضرت صلعم کو اس حالت مین اداے فریضہ کا حکم دیا تو ہر شخص پر بدرجۂ اولیٰ فرض ہی قال الشیخ اشارہ اسمین یہ ہی کہ قولہ اذا
کنت فیہم - ای جب تو انکے درمیان ہو پس ایسی حالت مین اللہ تعالیٰ نے جیسی نماز بندون سے ارادہ فرمائی ویسے ہی نماز واقع ہوگی - نیز اذا کنت
فیہم - ایسی صورت مین نماز راجع ہوگی بندون کی طرف پھر جب تو انسے غائب ہوا تو نماز ہماری طرف راجع ہوگی - کیونکہ وہ لوگ تو ابتدا مین وسیلہ پر
نگاہ رکھتے ہین اور جب ہم کامل کرکے تجھے غائب کرلینگے تو حالت انتہا مین وسیلہ ساقط ہوگا نیز جب تو انمین ہوگا تو انکی تعلیم وادب سکھلانے مین مشغول ہوگا
اور جب تو خود انسے غائب ہوگا تو ہمارے ساتھ مشغول ہوگا قال المترجم اسمین اشارہ ہی کہ انبیا علیہم السلام بعد وفات بھی ان عبادات مین مشغول
رہتے ہین اور یہ مسئلہ سخت مشکل ہی ولیکن سچے ایمان والونکے نزدیک عین ایمان و آسان ہی اور مروی ہی کہ لشکر یزید خبیث کے مدینہ پر حملہ آور ہونے
کے وقت سعید بن المسیب رح کو جو دیوانہ بنکر مسجد شریف مین پڑے تھے وقت نماز کا مرقد منور آنحضرت صلعم سے آواز سنکر معلوم ہوتا تھا - اور احادیث صحاح
مین ہی کہ حضرت صلعم نے شب معراج مین بیت المقدس کے قریب موسیٰ کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور مسجد اقصیٰ مین خود انبیا علیہم السلام کی امامت کی
حالانکہ طبقات آسمان پر ان انبیا علیہم السلام کو پایا اور نیز بسا اوقات آنحضرت صلعم نے نماز سے سلام کے بعد حضرت موسیٰ کا اونٹ پر سوار
بلندی سے اُترتے ہوے بطواف خانہ کعبہ دیکھنا اور ایسے ہی دیگر انبیا کی نسبت دیکھنا بیان فرمایا ہی اور علماے حق نے اسمین تفہیم و تاویل کا
طریقہ مرعی رکھا مترجم نے اشارہ کردیا واللہ اعلم بالصواب قال الشیخ پس شرع تو بندون پر پوشیدہ ہی یعنے اسرار ابتدا مین مخفی ہوتے ہین اور تحیر
مواطن قرب مین شرع کا مشاہدہ رکھنا مشاہدۂ حق مین حجاب ہوجاتا ہی چنانچہ خود حضرت صلعم نے اشارہ فرمایا آنہ لیغان علیٰ قلبی - یعنے
میرا تمھارے ساتھ مشغول ہونا میرے قلب پر غین یعنے پردہ ہوجاتا ہی جو مجھکو مشاہدہ حضرت حق عزوجل سے مانع ہوتا ہی - قال المترجم
تمام حدیث کا مضمون یون ہی کہ میرے قلب پر غین آجاتا ہی اور مین اللہ تعالیٰ سے ستر بار استغفار کرتا ہون وہ حدیث کو امام مسلم رح نے
صحیح مین روایت کیا اور غین ظاہر ابر کے مانند دھندلا پن ہی یا کوئی اور معنے مراد ہون واللہ اعلم اور علما نے اسمین بہت طول کلام کیا
یہان اسکے ذکر کا موقع نہین ہی - قال الشیخ اور نیز قولہ واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ - خطاب فرمایا بمعنے آنکہ تو ہی اس امر کو جانتا ہی
کہ میری درگاہ کبریائی پاک ہی نمازیون کے وقوف سے اور میرا دریاے قدم منزہ و برتر ہی اس سے کہ وہان کسیکو دم مارنے کی مجال ہو پس
عبودیت کا مرجع تو بندون کی طرف ہی اور ربوبیت کا مرجع میری عظمت وکبریائی کی طرف ہی اور نیز قولہ فاقمت لہم الصلوٰۃ - مین یعنے تونے
قائم کی نماز انکے واسطے پس انھین کیطرف نسبت فرمانے مین اشارہ ہی کہ تو میرے مشاہدہ دیدار عظمت مین غرق ہی خدمت انھین کی طرف
نسبت کردی کیونکہ آنحضرت صلعم اپنے سر باطن سے غیب مین اور غیب الغیب مین اور جلال مشاہدۂ ازلی مین غائب تھے اور یہ ایک خاص
مقام تھا جو فقط آنحضرت صلعم کو حاصل تھا اور اسیکی طرف اشارہ فرمایا - لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل - یعنے
اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجھے ایک وقت ہوتا ہی کہ اسوقت کوئی فرشتہ مقرب اور کوئی نبی مرسل وہان مجھ مین گنجائش نہین پاتا ہی قال المترجم

کہ احادیث اس امر پر نص نہیں ہیں کہ جمع کرنا حقیقی مراد ہی بلکہ انمین وہی احتمال ہی جو مذکور ہوا کہ ظاہر صورت جمع کرنے کی ہوگئی درحقیقت جمع نہیں ہی پس جب تک آیت اور حدیث مین توفیق ممکن ہی تب تک تخصیص کا قائل نہونا چاہیے۔ اور یہ جواب اس طرح رد کیا گیا کہ بعض احادیث مین صریح جمع اسطرح مذکور ہی کہ تاویل بجمع صوری کی گنجایش مستبعد ہی جیسے غزوہ تبوک مین جاتے وقت اگر اول وقت زوال کے سفر کرتے تو ظہر وعصر جمع کر لیتے اور اگر قبل زوال کے چلتے تو آخر مین ظہر مع عصر کے وقت عصر مین جمع کرتے اور اصل حدیث صحیح مسلم مین ہی علاوہ برین صحیح مسلم وغیرہ مین ابن عباس سے بلا عذر مدینہ مین آنحضرت صلعم کا ظہر وعصر جمع کرنا اور مغرب وعشا جمع کرنا مروی ہے اور جواب یہ ہی کہ ترمذی وغیرہ اجلۂ علما نے حدیث ابن عباس مذکور کو متروک العمل قرار دیا پس سلف سے بمنزلۂ اجماع کے ہوا تو اس سے استدلال نہیں ہوسکتا اور غزوۂ تبوک کی حدیث کو امام بخاری رح نے معلول وضعیف کیا ہی وتمام البحث فی الفتح وترجمۃ المترجم۔ مترجم کہتا ہی کہ مسئلہ اختلافی مشہور ہی اور اسمین خلاف نہیں کہ اگر اپنے اپنے وقت پر بہر حال حضر وسفر مین نماز ادا کی جاوے تو افضل واحوط ہی اور جمع اگر ثابت ہو تو مباح ہوگا پس احوط یہ ہی کہ جمع نہ کیجاوے واللہ اعلم۔ اور تمام بحث کا یہ موقع نہیں۔ یہان تو یہ غرض ہی کہ کتاباً موقوتاً سے مراد یہ کہ نماز فرض کی گئی اور اسکا وقت معین واندازہ کر دیا گیا ہی اور ابن عباس رض وابن مسعود رض سے ہی کہ کتاباً یعنے مفروض ہی اور موقوتاً کی تفسیر مین کہا کہ نماز کے لیے بھی مانند حج کے وقت مقرر ہی اور ایسا ہی مجاہد وسالم وامام زین العابدین علی بن الحسین ومحمد بن علی اور حسن بصری وسدی وغیرہ سے مروی ہے اور جاننا چاہیے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک لڑائی کی حالت مین نماز ادا نہین ہوتی اور امام شافعی کے نزدیک ادا ہوتی ہے اور قولہ قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ الخ کی تفسیر یون بھی بیان کی گئی جس سے مذہب شافعی رح موافق ہی اسطرح کہ فاذا اردتم قضاء الصلوٰۃ فاذکروا اللہ ای صلوا قیاما حال المسایفۃ وقعودا حال الرمی الخ یعنے جب تم ادائے نماز کا ارادہ کرو تو یاد کرو اللہ کو یعنے نماز پڑھو کھڑے کھڑے یہ اسوقت کہ تلوار چلاتے ہو اور بیٹھے بیٹھے اسوقت کہ جب تیر مارتے ہو الخ۔ اور مفسر رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ یہ تفسیر بالرای اور حرام ہی انھون نے اسکو ترک کیا ف عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالی واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ بندگی کے واجبات جبتک اسمین کوئی رمق باقی ہی تب تک بندے سے ساقط نہین ہوتی خواہ خوف مین ہو یا امن مین ہو **قال المترجم** پس بعض مبتدعین کا قول رد ہوگیا جو کہتے ہین کہ جب بندہ کمال کو پہونچا تو بدنی عبادت اس سے ساقط ہوجاتی ہی اور یہان سے تنبیہ ہی کہ جو شیخ نے بعض جگہ کہا کہ اے عارفین تم سے شہود مقصود ہی نہ مجاہدۂ عبادت۔ ہر تو اسکے معنے یہ ہین کہ عبادت تو تمھارا شیوہ ہی اور اس حالت مین اعلیٰ خدمت تم سے شہود ہی یہ خوب یاد رکھو تا کہ ان گمراہون سے فریب نہ کھاؤ جو اولیا کے کلام نہین سمجھتے اور اپنی رائے سے انکے معنے بیان کرکے عوام کو گمراہ کرتے ہین۔ پھر یہ جو کہا کہ کوئی رمق باقی ہی تو شاید رمق سے مراد حیات کی رمق ہو پس موافق باہل ظاہر ہی مگر تحقیق آنکہ بعد موت بھی بندہ اپنی بندگی پر ہی جیسا کہ اہل جنت کے حالات پر نظر کرنے سے ظاہر ہی اور ظاہر آنکہ رمق سے مراد اپنی خودی کی رمق ہی جیسا کہ آگے کا کلام شاہد ہی **قال** اور جسکو وجد وغلبہ مین ہیمان وحیران کی حالت حاصل ہوئی تو وہ مراتب تمکین سے باہر ہو کر مجنون عشق ہوگیا یعنے سالک متمکن نہ رہا بلکہ مجنون مجذوب ہوگیا اور یہ اسمین ایک طرح کا نقص وعلت ہی کیونکہ جو شرع سے وارد ہوا اسکو وہ اپنے ضعف سے برداشت نہ کرسکا **قال المترجم** سید جیلانی سے منقول ہی کہ اگر مین ہوتا تو انشاء اللہ تعالیٰ ابن منصور کو اسکے جنون عشق کی لغزش سے نکال لیتا اور حدیث صحیح مین یہ مضمون آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ مضبوط جفاکش دلیر پسندیدہ ہی اسلیواسطے مجذوب کا مرتبہ لسبب ضعف کے کم ہوگیا **قال الشیخ** اسلیے کہ سلطان الشرع تو اللہ عزوجل کا حق ہی اور سلطان الوجد بندہ کا حظ ہے اور ظاہر ہی کہ سلطان اللہ تعالیٰ اپنے ماسوائے سب پر غالب ہی

ہاتھ آجاویں پس قولہ ولیاخذوا اسلحتہم کے معنے یہی ہیں اور بعض نے جو کہا کہ ابو حنیفہؒ نماز پڑھنے والوں کا ہتھیار سمیت نماز پڑھنا باطل کہتے ہیں
تو یہ بہتان ہے صحیح وہ ہی جو مذکور ہوا ہاں قولہ ولیاخذوا اسلحتہم کی ضمیر بعض اہل تفسیر کے نزدیک راجع بجانب اس گروہ کے ہے جو دشمن کے روبرو کھڑا ہے
جیسا کہ ابن عباسؓ کے کلام سے نکلتا ہے کہ فرقہ مصلیہ لڑائی نہیں کریگا اور یہ بھی مذہب ابو حنیفہؒ کے لیے مؤید ہے کہ مصلی نے اگر ہتھیار اٹھالئے
بغرض قتال کے تو نماز ٹوٹ جائیگی فافہم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل عذر کو (نماز پڑھنے والا) وضع سلاح کے باوجود حکم دیا کہ۔ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ
من العدو۔ اور لوا اپنا بچاؤ یعنے دشمن سے۔ ای احترزوا منہ ما استطعتم۔ یعنے دشمن سے احتراز رکھو جہانتک تمکو استطاعت ہے تاکہ تم پر دشمن
ناگاہ ہجوم نہ کرے۔ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ ذا اہانۃ۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ایسا عذاب مہیا
کیا کہ وہ اہانت والا ہے پس جسکو یہ عذاب پہونچا وہ خوار و ذلیل ہوا اور یہ معنی نہیں کہ وہ عذاب خود اہانت کرنے والا ہے تاکہ کہا جاوے کہ
یہ مجاز ہے اور بیضاویؒ نے فرمایا کہ مومنوں کو پہلے ہوشیاری و بیداری و ہتھیار ساتھ رکھنے کا حکم دینے کے بعد اس کلام سے کافروں پر
فتح و نصرت کا وعدہ دیا بایں طور کہ عذاب نہیں وہ انکی خواری و مغلوب ہونا بمقابلہ مومنین ہے اور یہ وعدہ اسواسطے فرمایا کہ مومنوں کے دل قوی
ہو جاویں اور انکو یہ یقین ہو جاوے کہ ہمکو جو ہوشیاری و بیداری کا حکم دیا گیا اسوجہ سے نہیں کہ ہم ضعیف ہیں اور دشمن غالب ہیں بلکہ اسواسطے
کہ ظاہری اسباب میں بیداری و تدبیر کی رسم نگاہ رکھیں مگر توکل تمامتر اللہ تعالیٰ ہی پر ہے کیونکہ مرجع اسکی طرف ہے پھر فرمایا۔ فَاِذَا قَضَيْتُمُ
الصَّلٰوةَ۔ فرغتم منہا۔ یعنے قضاء بمعنے ادا کرنا۔ اور معنے یہ کہ پھر جب تم فارغ ہو نماز سے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ بالتہلیل والتسبیح
تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یعنے تسبیح و تہلیل کے ساتھ۔ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔ مضطجعین ای فی کل حال۔ درحالیکہ تم کھڑے
و بیٹھے ہو اور کروٹ پر اور حاصل آنکہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کو ہر حال میں اور حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلعم ہر حال میں اپنے اللہ پاک کو یاد کرتے
تھے رواہ البخاری والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ۔ آمنتم۔ پھر جب اطمینان پاؤ یعنے امن پاؤ۔ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ ادوہا بحقوقہا۔
تو قائم کرو نماز کو۔ یعنے نماز کو پورے حقوق کے ساتھ ادا کرو۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔
البتہ نماز مومنوں پر کتاب موقوت ہے مفسرین نے کہا کہ کتاب مصدر بمعنے مکتوب ای مفروض ہے اور موقوت بمعنے مقدر وقتہا فلا تؤخر عنہ
یعنے اندازہ کر دیا گیا ہے اسکا وقت پس اسوقت سے تاخیر نہ کی جائیگی۔ اور یہی ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے لہذا انکے نزدیک سوائے مزدلفہ کے ایام
حج میں کہ ہاں البتہ ظہر و عصر کا جمع کرنا اور مغرب کو عشا میں جمع کرنا مروی ہوا ہے اور کسی وقت میں دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا نہیں
جائز ہے بخلاف شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک سفر میں چلنے کی حالت میں یا جبکہ چلنے میں جلدی ہو تو جمع کر لینا ظہر و عصر کا ایک وقت میں اور مغرب و عشا کا
ایک وقت میں روا ہے اور کہا گیا کہ حضر میں بھی اگر بیمار معذور ہو تو جمع کر سکتا ہے اور دلیل امام شافعیؒ کی چند احادیث صحاح ہیں جنمیں
جمع حالت حضر میں مروی ہے اور جواب یہ ہے کہ مراد جمع سے یہ ہے کہ مثلاً ظہر و عصر کے ادا کرنے میں بیچ میں ایسا کم وقفہ ہوتا تھا کہ جیسے دونوں
کو جمع کر دیا اسطرح کہ ظہر کے آخر وقت ظہر پڑھی کہ بس ذرا دیر بعد وقت نکل گیا پس عصر کے اول وقت عصر پڑھ لی تو ظاہرا یہ معلوم ہوا کہ دونوں
ایک وقت میں جمع کر دیں حالانکہ حقیقت میں اپنے اپنے وقت پر ہوئیں موافق آیت کے کہ صلوٰۃ مفروض و موقوت ہے۔ اور جمع کرنا کبیرہ
گناہ ہے جیسا کہ قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ کی تفسیر میں حضرت عمرؓ سے بسند جید مذکور ہوا اور مزدلفہ میں جو حاجیوں کا جمع کرنا
مروی ہے وہ خلاف قیاس اپنے مورد پر رہیگا۔ اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ اصول کے موافق جب آیۃ کریمہ میں ایک مرتبہ تخصیص ہو چکی تو پھر
دلیل ظنی سے بھی تخصیص روا ہے پس احادیث سے سفر میں جمع کرنا جائز ہونا چاہیے اور جواب اس کا بعض نے یہ دیا کہ اصل یہ ہے

کھڑے نگہبانی کرتے رہے پھر جب وے سجدے سے فارغ ہوکر بیٹھے تو دوسری صف والوں نے سجدے پورے کیے اور بیٹھے پھر نبی صلعم نے سب کے
ساتھ سلام دیا اور نماز سے فارغ ہوے کہا کہ نبی صلعم نے اسکو دو مرتبہ پڑھا ایک مرتبہ عسفان میں اور ایک مرتبہ بنی سلیم کی زمین میں۔ رواہ
احمد وابوداؤد والنسائی واسنادہ صحیح اور ابن عباسؓ کی حدیث میں بھی موجود ہی کہ والناس کلھم فی الصلوٰۃ ولکن یحرس بعضھم بعضا۔ یعنے
اور حال یہ تھا کہ سب لوگ نماز میں داخل تھے ولیکن بعضے بعض کی نگہبانی کرتے تھے کما رواہ البخاری اور مترجم کہتا ہی کہ حدیث ابو عیاش
زرقی میں جو دو مرتبہ آپ کا نماز پڑھنا مذکور ہی اسکے معنے یہ ہین کہ دشمن کے قبلہ کی طرف ہونے کی صورت میں دو مرتبہ اتفاق ہوا افافہم۔ اور
واضح ہو کہ جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت ہی کہ ہم آنحضرت صلعم کے ساتھ ہوکر متوجہ ہوے یہانتک کہ ہم لوگ ذات الرقاع میں پہونچے اور
کہا کہ ہمارا دستور تھا کہ جب ہم لوگ کسی مقام میں اترتے تو خوب سایہ دار درخت کو حضرت صلعم کے واسطے چھوڑ دیتے پھر وہاں ایک مشرک
آیا اور حضرت صلعم کی تلوار ایک درخت سے لٹکی ہوئی تھی اسنے آپکی تلوار نکالکر آپ سے کہا کہ تم مجھسے ڈرتے ہو آپ نے فرمایا کہ
نہیں۔ وہ بولا کہ تمکو اب کون مجھسے بچا سکتا ہی آپ نے فرمایا کہ تجھسے مجکو اللہ تعالی بچا دیگا پس اسکے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی پس
حضرت صلعم نے اسکو لے لیا اور فرمایا کہ تجھے مجھسے کون بچاویگا۔ اسنے کہا کہ آپ اچھے لینے والے ہوجاوین آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہی کہ نہین
کوئی معبود سواے اللہ کے اور میں اسکا رسول ہوں وہ بولا کہ نہیں تو مگر میں آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہیں لڑونگا اور نہ اس
قوم کے ساتھ ہونگا جو آپ سے لڑیں پس آپ نے اسکی راہ چھوڑ دی تو اسنے اپنی قوم سے جاکر کہا کہ میں تمھارے پاس ایسے شخص کے پاس سے
آتا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہتر ہی رواہ احمد وغیرہ وہو فی الصحیح معالم میں ہی کہ امام احمد نے فرمایا کہ صلوٰۃ الخوف کے بارہ میں جو جو میں
مروی ہیں انمیں سے ہر ایک عمل کر لینا جائز ہی اور اسکے چھ یا سات طریقے مروی ہیں اور مترجم کہتا ہی کہ اولی یہ ہی کہ قبلہ کی طرف مشرکین کے ہوتے
ہونے وغیرہ اوضاع مختلف ہونے کے موافق جو صفت ان وجوہ میں سے زیادہ انسب ہو اسکا اختیار کر لینا اسوقت اولی ہی جیسا کہ شیخ ابن کثیرؒ
نے اشارہ کیا اور ملاک الامر اسمیں غفلت سے بچاؤ احتیاط ہی وقد قال تعالی۔ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ۔ اذا قمتم الی الصلوٰۃ
دل سے چاہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوے یہ بات کہ تم غفلت میں پڑو جسوقت اپنی نماز کو کھڑے ہو۔ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ
اپنے ہتھیاروں اور متاع سے مترجم کہتا ہی کہ یہ متعلق تغفلون کے ہی یعنے تمنا کرتے ہین کہ تم اپنے ہتھیاروں ومتاع سے غافل ہوجاؤ اور
اسطرح غفلت تمھاری اس مراد سے چاہتے ہین کہ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً۔ بان یحملوا علیکم فیاخذوکم وہذا علۃ الامر
باخذ السلاح۔ پس جھک پڑیں تم پر ایکبار گی جھکنا۔ اس طور کہ تم پر حملہ کر کے تمکو گرفتار کر لیں اور یہ ہتھیار ساتھ لیکر نماز پڑھنے کی علت
ہی۔ یعنے تمکو اس سبب سے ہتھیاروں کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اور شاید کہ نماز خوف کے واسطے ہو۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ
كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ۔ اور اگر بارش سے تمکو اذیت ہو یا تم
مریض ہو تو گناہ نہیں تم پر اس بات میں کہ ہتھیار اپنے پاس رکھ لو۔ فلا تحملوہا۔ اور ہتھیار رکھ لینے کے معنے یہ ہین کہ انکو نماز میں اپنے ساتھ اٹھائے نہ رہو
اور اس کلام سے نکلتا ہی کہ عذر نہونے کے وقت ہتھیاروں کو اٹھائے رکھنا واجب ہی اور امام شافعیؒ کے اسمیں دو قول ہین ایک تو یہی کہ واجب
ہی اور دوسرا یہ کہ بغیر عذر کی حالت میں ہتھیار ساتھ اٹھائے رہنا سنت ہی اور اسی قول کو ترجیح دی گئی۔ اور بخاری وغیرہ نے روایت کی کہ
قولہ ولا جناح علیکم الخ نازل ہوا عبدالرحمن بن عوفؓ کے حق میں جو مجروح تھے۔ اور قول ابوحنیفہ اسمیں یہ ہی کہ ہتھیار لگائے رہیں ہاتھ میں پکڑے
نہ رہیں پھر اگر درمیان نماز میں ہتھیار چلانے کی ضرورت پیش آوے تو نماز قطع ہوجاویگی اور اولی یہ ہی کہ ہتھیار ایسی جگہ ہوں کہ فورا آسانی سے

بھی نماز خوف پڑھی ہی پھر تاخیر کرنے پر محمول نکرنا چاہیے بلکہ جدال وقتال کی وجہ سے اوا کرنیکا قابو نہ پانے پر محمول کرنا جیساکہ مکحول واوزاعی نے کہا ہی اقرب واقوی ہی واللہ اعلم مترجم کہتا ہی کہ ظاہر کلام شیخ ابن کثیر بھی اسیطرف مائل ہی کہ غزوۂ ذات الرقاع قبل از غزوۂ خندق واقع ہوا فافہم۔ معالم مین ذکر فرمایا کہ اکثر علما کے نزدیک خوف کی وجہ سے رکعات کی تعداد مین کمی نہین آتی ہی یعنے مثلاً اگر کفار حملہ آور ہون اور مسلمانون کے شہر کو گھیر لین جیسے غزوۂ احزاب مین ہوا تھا تو مسلمان اپنی نماز مین قصر نہین کرینگے بلکہ مثلاً ظہر کی نماز ہو تو چار رکعت پوری پڑھینگے جیساکہ شیخ ابن کثیرؒ نے اشارہ کیا ہی مگر اس صفت کے ساتھ جو صلوۃ الخوف مین مذکور ہوئی پھر مترجم کہتا ہی کہ اس تمام کلام سے حاصل یہ ہی کہ نماز خوف کے انواع واوضاع کئی طرح پر ہین اور نماز خوف ایک رکعت نہین بنابر قول اکثر علما کے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہی اور نیز امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر ایما سے بھی ادا نہ کرسکین تو نماز مین تاخیر کرین اور یہی اقوی ہی جیساکہ دلائل مذکورۂ بالا سے واضح ہوا پس جو طعن کرے وہ جاہل ہی پھر بعض انواع دیگر ذکر کرنے سے پہلے یہ بیان کر دینا ضرور ہی کہ بعض علما نے جو آیت کریمہ کے خطاب یعنے اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ سے استدلال کیا کہ نماز خوف جبھی تھی کہ آنحضرت صلعم موجود تھے اور بعد آپ کے یہ بات جاتی رہی پس نماز خوف بھی منسوخ ہوئی تو یہ استدلال کچھ نہین بلکہ خطاب بطور عادت قرآن ہی قید نہین ہی۔ کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ زکوۃ مین فرمایا خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم الآیہ۔ پس ان خطابات سے زکوۃ دینے سے انکار کرنیوالونکا قول باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مردود ہوا تجھے پہلے معلوم ہو چکا کہ بعد آنحضرت صلعم کے صحابہؓ نے نماز خوف کو ادا کیا ہی اور باوجود اشتہار کے کسی سے انکار ثابت نہین پس یہ مانند اجماع کے ہے جب معلوم ہوا کہ نماز خوف اب بھی ثابت ہی تو بعض طریقہ اسکے جو اوپر مذکور ہوے انکے سواے بعض دیگر بھی مع ذکر سبب نزول لاتا ہون ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ بنو النجار مین سے ایک قوم نے حضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ سفر کرتے ہین پھر نماز کسطرح پر پڑھین تو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ۔ پھر وحی زیادہ نہین آئی پھر اسکے ایک سال کے بعد نبی صلعم نے جہاد فرمایا اور ظہر کی نماز اسمین ادا کی پس مشرکون نے کہا کہ محمد وانکے ساتھیون نے تمکو موقع دیا تھا کہ تم پیچھے سے انپر حملہ کرتے پس تمنے کیون ایسا نہ کیا پھر ان مین سے بعض نے کہا کہ ایسی ہی ایک نماز انکی اسکے بعد بھی ہی پس اللہ عزوجل نے ظہر وعصر کے درمیان نازل فرمایا۔ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا الآیتین۔ پس نماز خوف نازل ہوئی رواہ ابن جریر وہو غریب ولیکن شاہد اسکی وہ حدیث ہی جو مجاہدؒ نے ابو عیاش زرقیؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ عسفان (مقام) مین تھے اور مشرکین ہمارے مقابلہ مین آئے اور خالد بن الولید انپر سردار تھے اور یہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے پس رسول اللہ صلعم نے ہمکو ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکون نے آپسمین کہا کہ ہم ایسے حال مین تھے کہ اگر انپر حملہ کرتے تو اچھے اچھے مار ڈالتے پھر بولے کہ ابھی انکی ایک نماز اور آتی ہے جو انکو اپنی جانون واولاد سے زیادہ پسند ہی پھر جبرئیل علیہ السلام ظہر وعصر کے درمیان یہ آیات لائے۔ واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ الآیات۔ پھر جب عصر کا وقت آیا تو رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کو حکم دیا کہ ہم نے ہتھیار لے لیے اور آنحضرت صلعم کے پیچھے سب نے دو صفین باندھین پھر جب حضرت صلعم نے رکوع کیا تو ہم سب نے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا تو ہم سب نے سر اٹھایا پھر نبی صلعم نے مع اس صف کے جو آپ سے ملی ہوئی تھی سجدہ کیا اور دوسری صف انکی نگہبانی مین کھڑی رہی پھر جب صف اول اپنے سجدے کرکے کھڑی ہوئی تو پچھلی صف والون نے بیٹھکر اپنی جگہ سجدے کیے پھر اگلی صف والے پچھلی صف والون کی جگہ اور پچھلی صف والے اگلی صف والون کی جگہ ہو گئے پھر جب نبی صلعم نے دوسرا رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا پھر نبی صلعم نے مع اس صف کے جو آپ سے ملی ہوئی تھی سجدہ کیا اور دوسرے صف والے

وحکم وقتادہ وحماد کا ہی اور یہی مذہب طاؤس وضحاکؒ کا ہی اور محمد بن نصر المروزی سے منقول ہی کہ اُنکے نزدیک نماز صبح کو ایک رکعت پڑھنا حالت خوف مین روا ہی اور یہی مذہب ابن حزم کا بھی ہی۔ اور اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا کہ قتال واقع ہونیکی حالتین ایک رکعت کافی ہی جو ایما یعنے اشارہ سے پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک سجدہ کافی ہی کیونکہ وہ ذکر اللہ عز وجل ہی۔ اور دوسرون نے کہا کہ ایک تکبیر کافی ہی پس شاید مراد اس سے ایک رکعت ہی جیسا کہ امام احمد کا قول ہی اور یہی قول صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمرو و دیگر صحابہ رضہ کا ہی۔ پھر ابن کثیرؒ نے لکھا کہ علما مین سے بعض نے ایسی حالت مین نماز کی تاخیر روا رکھی بسبب قتال و مار دھاڑ کے جیسا کہ نبی صلعم نے بروز احزاب تاخیر فرمائی۔ پھر تھوڑے کلام کے بعد شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ لیکن جمہور کے نزدیک نماز خوف مشروع ہونے سے یہ سب منسوخ ہو گیا کیونکہ جسوقت آپ نے غزوۂ خندق مین تاخیر کردی یا بنو قریظہ پر لشکر کشی کے وقت جو حکم دیا کہ بنو قریظہ کے موضع مین پہونچکر نماز عصر پڑھین کوئی وہان کے سوائے نہ پڑھے اور صحابہ رضہ نے نہ پڑھی یہانتک کہ پہونچتے پہونچتے وقت جاتا رہا تو اسوقت تک نماز خوف کا حکم نہین آیا تھا پھر جب نماز خوف مشروع ہوئی تو اُس سے نماز مین تاخیر کردینا منسوخ ہو گیا پھر ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہی جو بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح مین لکھا کہ باب الصلوٰۃ عند مناہضۃ الحصون ولقاء العدو۔ یعنے یہ باب اس بیان مین کہ قلعون پر حملہ واقع ہونے اور دشمن سے بھڑ جانے کے وقت نماز کا کیا حکم ہی پس اس باب مین لکھا کہ اوزاعیؒ نے فرمایا کہ جب فتح قریب ہو اور اسکے سامان مہیا ہون اور اہل لشکر کو نماز پر قدرت نہو تو ہر شخص اشارہ سے الگ الگ اپنی اپنی نماز ادا کرلے پھر اگر اشارہ سے بھی نہ پڑھ سکین تو نماز مین تاخیر کردین یہانتک کہ لڑائی تھم جاوے یا بیخوف ہو جاوین پھر دو رکعتین پڑھین۔ پھر اگر بیخوف نہون تو ایک رکعت دو سجدون کے ساتھ پڑھ لین پھر اگر اسکی قدرت بھی نہ پاوین تو انکو تکبیر کہہ لینا کافی نہین بلکہ نماز مین تاخیر دین یہانتک کہ امن حاصل ہو اور یہی قول مکحولؒ کا ہی اور حضرت انس بن مالک رضہ نے فرمایا کہ مین قلعہ تستر پر قریب صبح ہو جانے کے حملہ آور ہونے کے وقت لڑائی مین شامل تھا اور لڑائی خوب بھڑکی اور اہل ایمان کو نماز ادا کرنے کا قابو نہ ملا پس ہم لوگون نے نماز نہین پڑھی یہانتک کہ آفتاب بلند ہو گیا اور دن چڑھ آیا تب ہمنے نماز فجر ادا کی اور ہم لوگ حضرت ابو موسیٰؓ کے ساتھ تھے پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے قلعہ مذکور فتح کردیا حضرت انس رضہ نے کہا کہ مجھے اس نماز کے بدلے دنیا و ما فیہا خوش نہین کر سکتی ہی۔ بخاریؒ نے یہانتک ذکر فرما کر اس باب مین غزوۂ احزاب مین آنحضرت صلعم کی تاخیر فرمانے کی حدیث اور بنی قریظہ پر لشکر کشی کے وقت یہ فرمانے کی حدیث کہ کوئی نماز عصر نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے موضع مین دونون حدیثین ذکر فرمائین اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بخاریؒ کے نزدیک خود یہی مختار ہی کہ نماز مین تاخیر کرے پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس قول کو جو اختیار کرے اسکے واسطے فعل حضرت ابو موسیٰؓ و انکے ساتھیون کا جو انھون نے فتح قلعہ تستر مین کیا ہی اسطرح حجت ہو سکتا ہی کہ غالباً یہ فعل مشتہر ہوا اور زمانہ خلافت حضرت عمر بن الخطاب مین واقع ہوا اور یہ مروی نہین کہ حضرت عمر یا اور کسی نے صحابہ رضہ مین سے ان لوگونکے اس فعل پر انکار کیا پھر ابن کثیرؒ نے لکھا کہ غزوۂ خندق مین نماز خوف مشروع تھی اسلیے کہ غزوۂ ذات الرقاع جسمین آنحضرت صلعم کا نماز خوف ادا کرنا مروی ہوا ہی وہ غزوۂ خندق سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ جمہور علماے سیر و مغازی اسپر متفق ہین اور محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ و واقدی و محمد بن سعد کاتب اور خلیفہ بن خیاط وغیرہم نے اسکو صریح منصوص بیان کردیا اور بخاری وغیرہ نے کہا کہ ذات الرقاع بعد غزوہ خندق کے ہی واللہ اعلم مترجم کہتا ہی کہ ارجح یہی قول جمہور علماے سیر و مغازی ہی کہ ذات الرقاع قبل از غزوۂ خندق ہی اور اسی بنا پر امام مزنی شاگرد امام شافعی اور امام ابو یوسفؒ شاگرد امام ابو حنیفہ اور ابراہیم بن اسمٰعیل بن علیہ نے کہا کہ نماز خوف منسوخ ہی کیونکہ حضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین نماز مین تاخیر کردی شیخ ابن کثیرؒ نے ان لوگون کے قول سے بہت تعجب کیا اور کہا کہ چند احادیث سے یہ بات ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے بعد غزوۂ خندق کے

چھوڑے اور اس صورت مین چونکہ زیادہ آنا جانا نہین پڑتا اور نماز کے اندر زیادہ کام کرنا نہین پڑتا ہی اِس معنے کر کے نماز کے حق مین زیادہ احتیاط ہی اور نیز چونکہ ہر فرقہ جب وہ دشمن کے مقابلہ مین ہی تو نماز مین نہین بلکہ یا تو ابھی نماز ادا نہین کی ہی یا پوری کر کے چلا گیا ہی بہر حال جب نماز مین نہین ہوا تو حرب و ضرب مین بازو کھولکر مار سکتا ہی اگر احتیاج پڑے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہی کہ امام ایک فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر خاموش کھڑا رہے اور یہ فرقہ دوسری رکعت ادا کر کے نماز تمام کر کے چلا جاوے اور دوسرا فرقہ آوے تو امام اسکو بھی ایک رکعت پڑھا کر خاموش بیٹھا رہے اور قوم والے دوسری رکعت تمام کرین پھر امام انکے ساتھ سلام پھیرے اور ایسا ہی ذات الرقاع مین آنحضرت کا پڑھنا حدیث سہل بن ابی حثمہ مین مذکور ہی اور یہی امام مالک و شافعی و احمد و اسحاق کے قول مین مختار ہی اور اس طریقہ مین امام کی بھی دو ہی رکعتین ہونگی بخلاف اول کے کہ اسمین چار ہو جاوینگی لیکن وہ بھی شافعیہ کے نزدیک جائز ہی اسلیے کہ اول دو رکعت ادائے فریضہ اور دوسری دو رکعت نفل ہونگی اور قوم کی فریضہ ہونگی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی نماز انکے نزدیک ادا ہو جاتی ہی اور حنفیہ کے نزدیک چونکہ یہ جائز نہین ہی لہذا صورت اول کی حدیث جابر رضہ مین تاویل ضرور ہی فافہم۔ اور احتمال ہی کہ قولہ فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم۔ کے معنے یہ ہون کہ جو گروہ مقتدی ہوا امام کے ساتھ جب وہ ایک سجدہ کر لین یعنے ایک رکعت پڑھ لین تو ہو جاوین تمھارے ماورا یعنے دشمن کے روبرو جا کر کھڑے ہون یا جب وہ سجدہ کر لین یعنے نماز سے فراغت کر لین خواہ باین طور کہ امام ایک رکعت پڑھا کر خاموش رہے اور وہ باقی تمام کر لین یا امام انکو دونون رکعت پوری کر دے پھر وہ پھر کر بمقابلہ دشمن جا کھڑے ہون۔ پھر واضح ہو کہ جو طریقہ مفسّر نے نماز خوف کا اختیار کیا موافق روایت سہل بن ابی حثمہ کے یہی مختار شافعی رح ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مختار یہ ہی کہ جو ابن عمر رضہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے روبرو تھا پھر یہ گروہ پھر کر بجاے دوسرے گروہ کے کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ بجاے انکے نماز مین آیا پس نبی صلعم نے انکے ساتھ دوسری رکعت پڑھی اور سلام دیا پھر یہ لوگ کھڑے ہوے اور اپنی باقی رکعت پڑھی اور وہ لوگ کھڑے ہوے اور اپنی باقی رکعت پڑھی رواہ الترمذی والجماعۃ فی کتبہم ولہذا الحدیث طرق عن جماعۃ من الصحابۃ وقال محی السنۃ کلتا الروایتین صحیحۃ۔ مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ طریقہ یون ہی کہ امام جب دوسری رکعت پر کھڑا ہو تو پہلا گروہ درمیان نماز مین جا کر دشمن کے روبرو کھڑا ہوا اور دوسرا گروہ آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور امام سلام دے اور وہ لوگ سلام نہ پھیرین بلکہ دشمن کے روبرو جا کھڑے ہون پھر پہلا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرے پھر دوسرا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرے۔ اور یہی ایک جماعت علما کا قول ہی اور واضح رہے کہ جواز ہر دو طریقہ مذکورہ مین بلکہ جملہ طریقون سے جو حضرت صلعم سے ثابت ہوے کچھ کلام نہین ہی صرف اختلاف اسمین کہ شافعی وغیرہم نے اول طریقہ مختار سمجھا اور ابو حنیفہ وغیرہم نے دوسرا طریقہ مختار سمجھا ہی حالانکہ اسمین اتفاق ہی کہ ہر دو طریقہ مع دیگر طرق صحیحہ کے جائز ہین **قال ابن کثیر** رح نماز خوف کے انواع کثیرہ ہین کیونکہ دشمن کبھی تو قبلہ کے روبرو ہوگا اور کبھی اس رخ کے سواے داہنے بائین پیچھے کسی طرف ہوگا اور نماز کبھی چار رکعت والی مانند ظہر کے اور کبھی تین رکعت والی مانند مغرب کے اور کبھی دو رکعت مانند صبح و نماز سفر کے اور کبھی جماعت سے پڑھ سکینگے اور کبھی نہین جبکہ لڑائی باہم مل جائیگی پس اکیلے اکیلے پڑھینگے کبھی قبلہ کی طرف استقبال کرنا میسر ہوگا اور کبھی میسر نہوگا کبھی پیدل اور کبھی سوار قلتُ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر مار دھاڑ واقع ہوئی تو نماز ٹوٹ گئی ولیکن بعض نے کہا کہ باہم کفار پر چوٹین لگا سکتے ہین اور اس حالت مین چلتے پھرتے بھی پڑھ سکتے ہین اور قول اوزاعیؒ فی الجملہ موافق قول امام ابو حنیفہ ہے اور حضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین نماز عصر مین تاخیر کر دی یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور فتح قلعہ تستر مین حضرت انس رض سے نماز تاخیر کرنے کی روایت جو آگے آتی ہی اسی پر دلالت کرتی ہی **قال ابن کثیر** اور علما مین سے بعض نے کہا کہ ایسی حالت مین ایک رکعت نماز سے فرض ادا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث ابن عباس مین اوپر مذکور ہوا اور یہی قول احمد بن حنبل کا ہی اور **منذری** رح نے حواشی مین لکھا کہ یہی قول عطا و جابر بن زید و حسن و مجاہد

جیسا کہ حدیث مسلم جو اوپر مذکور ہوئی دلالت کرتی ہی اور قولہ فلیس علیکم جناح سے دفع ضیق ہی کہ اہل ایمان کو کمی مین حرج وتنگی خاطر لاحق نہو اگرچہ
پہلے کسی سے گناہ تصور کرنا مروی نہین جیسے قولہ لاجناح علیکم ان طلقتم النساء- وغیرہ آیات مین ہی پس یہ جواز کیواسطے نفی ہی نہ خصوص جبکہ احادیث
صحیحہ صریح دلالت کرتی ہین کہ قصر پڑھنا واجب ہی تمام کرنا نہین چاہیے پس ہمنے آیات واحادیث دونون پر عمل کیا اور جو لوگ رخصت کہتے ہین
انکے قول مین احادیث کی موافقت نہین ہی اور قولہ ان خفتم ان یفتنکم الخ کا بیان وہ ہی جو اوپر مفصل بیان ہوا آگے نماز خوف واکرنیکا بیان ہی
وَإِذَا كُنتَ- یا محمد حاضرا- فِيهِمْ- وہم یخافون العدو- اور جب ہو تو اے محمد حاضر ان لوگون کے درمیان ہین اور حالت یہ کہ وہ لوگ اپنے
دشمن سے خوف رکھتے ہون- فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ- پس تونے انکے واسطے نماز قائم کی یعنے انکو پڑھانا شروع کی اگر کہا جاوے کہ نماز
خوف تو جائز ہی خواہ حضرت صلعم انمین حاضر ہون یا نہون چنانچہ اس زمانہ مین بھی روا ہی تو مفسرؒ نے جواب دیا ہذا جری علی عادۃ القرآن فی الخطاب
فلا مفہوم لہ- یہ تو قرآن کے خطاب مین عادت کے موافق جاری ہی اسکا کچھ مفہوم نہین- یعنے خطاب قرآن مجید مین اسطرح عادت ہی کچھ قید کی نظر سے
نہین- فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ- تو چاہیے کہ کھڑا ہو ایک گروہ انمین سے تیرے ساتھ یعنے نماز پڑھنے کو اس سے ظاہر ہو گیا
کہ تتاخر طائفۃ- یعنے ایک گروہ باقی آدمیون کا متاخر رہے- وَلْيَأْخُذُوا- ای الطائفۃ التی قامت معک- اور چاہیے کہ لے لیوین
یعنے وہ گروہ لیوے جو آپ کے ساتھ کھڑا ہی- أَسْلِحَتَهُمْ- معہم- اپنے ہتھیارون کو یعنے اپنے ساتھ لیوے- فَإِذَا سَجَدُوا
اے صلوا- پھر جب اس گروہ نے سجدہ کر لیا مفسرؒ نے بنابر مذہب یون کہا- ای صلوا- یعنے نماز پڑھ لی- فَلْيَكُونُوا- ای الطائفۃ
الاخری- پس چاہیے کہ ہون یعنے دوسرا گروہ- مِن وَرَائِكُمْ- یحرسون الی ان تقضوا الصلوۃ وتذہب ہذہ الطائفۃ تحرس- تمہارے
پیچھونڈے حراست ونگہبانی کرتے رہین یہانتک کہ تم نماز ادا کرو اور چلا جاوے یہ گروہ نگہبانی کرنے لگے وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ
لَمْ يُصَلُّوا- اور آوے دوسرا گروہ جنھون نے نماز نہین پڑھی- فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ
وَأَسْلِحَتَهُمْ- معہم الی ان یقضوا الصلوۃ- پس نماز پڑھین تیرے ساتھ اور لیوین اپنا حذر واپنے ہتھیار اپنے ساتھ جہانتک کہ نماز
تمام کرین- وقد فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک فی بطن نخلۃ رواہ الشیخان- اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن نخل مین ایسا ہی کیا تھا
جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث مین ہی ف مترجم کہتا ہو کہ حاصل کلام بنابر تفسیر مذکورہ کے یہ ہی کہ امام المسلمین لشکر کے دو فرقہ کرے ایک فرقہ
تو دشمن کے سامنے نگہبانی کرتا رہے اور دوسرا فرقہ امام کے پیچھے نماز مین شریک ہو اور اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لیوین- پھر جب یہ لوگ سجدہ کرین اور
مراد اس سے یہ کہ نماز پڑھین تو دوسرا فرقہ اس حالت مین دشمنون کے سامنے کھڑا رہے تمہاری حفاظت کیا کرے یہانتک کہ تم نماز پوری کرکے
چلے جاؤ اور پھر دوسرا فرقہ آوے جسنے نماز نہین پڑھی اور وہ بھی امام کے ساتھ نماز پڑھے اور اپنے ہتھیار لیے رہین اور احتیاط رکھین- پھر واضح ہو کہ
اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ امام ایک فرقہ کے ساتھ دونون رکعتین پڑھے اور یہ تمام کرکے چلے جاوین اور دوسرا فرقہ آوے اسکے ساتھ
دو رکعت پڑھے تو اس صورت مین امام کی چار رکعتین بدو سلام ہونگی اور قوم کے ہر ایک فرقہ کی دو دو رکعت ہونگی اور یہ معالم مین شافعیؒ کے
طریق سے حضرت جابرؓ سے بطن نخل مین آنحضرت صلعم کا اسطرح ادا کرنا مذکور ہی اور بطن نخل ایک مقام ہے مکہ وطائف کے درمیان اور معالم
مین کہا کہ اسمین زیادہ موافقت ہی ظاہر قرآن سے اور نماز مین بھی احوط ہی اور حراست مین کامل ہی کیونکہ اللہ تعالی اسنے فرمایا فاذا سجدوا فلیکونوا من
ورائکم- یعنے جب وہ نماز پڑھین پھر فرمایا ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا- یہ دلالت کرتا ہی کہ گروہ اول تو نماز پڑھ چکا- اور دوسرے گروہ نے
نہین پڑھی ہی اور پھر فرمایا فلیصلوا معک- اور اسکا مقتضا یہ ہی کہ پوری نماز پڑھین پس ظاہر اس سے یہ ہوا کہ ہر فرقہ امام کو اپنی نماز تمام کرکے

کہا کہ ابن ابی لیلیٰ نے حضرت عمرؓ سے نہین سنا ہی - اور نیز ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ فرض کیا اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
سے حضر مین چار رکعتین اور سفر مین دو رکعتین اور حالت خوف مین ایک رکعت پس جیسے حضر مین فریضہ سے پہلے اور بعد کو نماز پڑھتا ہی ویسے ہی
سفر مین بھی پڑھے رواہ مسلم وابو داؤد والنسائی وابن ماجہ اور سابق کی حدیث عائشہ رضہ سے بھی اتفاق ہوا کہ نماز سفر دو رکعتین بدون قصر کے
پوری ہین اور یہ حدیث عمر رضہ مین صرح مذکور ہی پس جب ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ سفر کی نماز دو رکعت اصلی ہین بدون قصر کے تو آیت مین قصر
کرنے سے مراد یہ ہوگی کہ اسکی کیفیت مین قصر کرو اور یہ نہین کہ اسکی کمیت مین قصر کرو اور علی ہذا نماز خوف مین بھی بنا بر انکے قول کے یہی مراد ہوگی مترجم
کہتا ہی کہ اس مذہب کے دلائل اس امر کے تو ضرور مؤید ہین کہ سفر مین تمام کرنا جائز نہین اسواسطے کہ نماز سفر ہی دو رکعت ہی تو پورا کرنا کچھ معنے نہین رکھتا
اور اسباط نے سدیؒ سے روایت کی کہ نماز جب سفر مین دو رکعت پڑھی گئی تو یہ تمام ہی اور کمی کرنا حلال نہین ہی لیکن اگر کافرون سے
فتنہ کا خوف ہو تو قصر کرکے ایک رکعت پڑھے اور بہت صریح وہ ہی جو سماک الحنفی نے کہا کہ مین نے ابن عمرؓ سے نماز سفر کو پوچھا تو فرمایا کہ دو رکعتین
ہین اور یہ پوری نماز ہی بدون قصر کے اور قصر تو فقط نماز خوف مین ہی تو مین نے کہا کہ نماز خوف کیونکر ہی تو فرمایا کہ امام یعنے افسر لشکر کا لشکر کے ایک
گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر یہ گروہ انکی جگہ جاوے اور وہ انکی جگہ آوے پس انکو بھی ایک رکعت پڑھاوے تو امام کی دو رکعتین ہونگی اور
ہر گروہ کی ایک ایک رکعت ہوگی رواہ ابن جریر مترجم کہتا ہی کہ ان بعض کا مذہب بھی فی الجملہ قوت رکھتا ہی اور تجھے پہلے معلوم ہوا کہ جمہور
کے نزدیک نماز سفر مین چار رکعت والی کو دو رکعت پڑھنا قصر ہی اور حدیث عمر رضہ در باب قبول صدقہ اسپر صریح دلالت کرتی ہی اور یہ مقام
تفصیل کا نہین ہی اور اس قول جمہور پر ضرور ہی کہ قولہ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا - مین تاویل کیجاوے چنانچہ بیان ہوا کہ یہ بنا بر غالب احوال کے ہی
پس اسکا کچھ مفہوم نہین یا قصر پر استقرار بدلیل سنت و تواتر معنوی و اجماع ثابت ہی اور معالم مین ذکر کیا کہ بعض نے کہا کہ یہ جملہ شرطیہ اپنے ماقبل سے جدا ہی
اور مابعد سے متصل ہی یعنے اسکا ربط صلوٰۃ الخوف کے ساتھ ہی - چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہی کہ پہلے قولہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من
الصلوٰۃ - اسیقدر اترا تھا پھر ایک سال کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ الخوفؐ کو دریافت کیا تب نازل ہوا قولہ
ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا واذا کنت فیہم الآیہ - اور قرآن مجید مین ایسا بہت ہی کہ ایک خبر پوری پوری
آگئی پھر اسکے بعد دوسری خبر بیان ہوئی جو ظاہر مین ماقبل سے متصل نظر آتی ہی حالانکہ درحقیقت اس سے جدا اور دوسری خبر ہی جیسے قولہ تعالیٰ
الآن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین - یہ کلام تو زلیخا کی زبان سے حکایت ہی اور اسکے بعد فرمایا ذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب
حالانکہ یہ حکایت کلام یوسف علیہ السلام ہی معالم مین مذکور ہی کہ اہل علم نے مسافت قصر مین اختلاف کیا ہی یعنے کتنی مسافت کا سفر ہو تب قصر جائز
ہوگا پس ایک گروہ نے کہا کہ سفر چاہے طویل ہو یا قصیر ہو نماز کا قصر جائز ہوگا - یہ حضرت انسؓ سے مروی ہی اور عمرو بن دینار نے کہا کہ مجھسے جابر بن زید نے
کہا کہ تو عرفہ مین قصر کر - لیکن عامۂ فقہا کے نزدیک سفر قصیر مین نماز کا قصر نہین جائز ہی پھر سفر طویل کی مقدار مین اختلاف ہی پس اوزاعیؒ کے
نزدیک ایک روز کی راہ ہو اور ابن عمر رضہ و ابن عباسؓ سولہ فرسخ پر نماز کو قصر کرتے اور روزہ افطار کرتے تھے اور یہی مالک و احمد و اسحاق کا مذہب ہی اور
حسن و زہری کے نزدیک دو روز کی راہ ہو اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہی اور سفیان الثوری و ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین روز کی راہ اوسط چال سے ہو
فاحفظہ یہانتک سفر مین نماز قصر کرنا بیان ہوا اور موافق مذہب ابی حنیفہؒ کے تفسیر کلام یون ہی کہ اذا ضربتم یعنے جب تم سفر کرو خواہ سفر واجب ہو یا مستحب
یا مباح یا حرام لیکن ضرور سفر طویل یعنے تین روز کی مسافت ہو - **فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ**
یعنے تم پر گناہ نہین کہ نماز مین قصر کرو اسطرح کہ چار رکعت والی کو دو رکعت پڑھو اور سنن و واجبات جیسے حضر مین پڑھتے تھے ویسی ہی ادا کرو آخر پڑھو

آیت کے موافق ہو اسواسطے کہ بعد ہجرت کے ابتدا مین اکثر انکے سفر ایسے ہی مخوف ہوتے تھے بلکہ غزوہ عام یا سریہ خاص ہی کے واسطے اپنے مستقر سے متحرک ہوتے تھے اور منطوق جب غالب احوال کے موافق وارد ہو تو اسکا مفہوم نہین ہوتا یعنے وہ قید نہین ہوتا جیسے قولہ ولا تکرہوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنًا- ای مت زبردستی اکراہ کرو اپنی باندیون پر کہ زنا سے کماوین اگر وہ باندیان احصان چاہتی ہین حالانکہ اکراہ زنا پر کسی حال مین روا نہین خواہ وہ احصان چاہین یا نہ چاہین پس یہ بطریق غالب حال ہو کہ مشرکین ایسا کیا کرتے تھے اور ایسے ہی قولہ وربائبکم اللاتی فی حجورکم الآیۃ- جیسا کہ گذر چکا- اور یعلی بن امیہ سے روایت ہو کہ مین نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا- لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا- اور اب تو یہ حال ہو کہ لوگ بے خوف ہو گئے ہین- تو عمرؓ نے مجھ سے فرمایا کہ یہی مجھے بھی تعجب ہوا تھا جو تجھے پیش آیا پس مین نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو صدقہ دیا پس تم اسکے صدقہ کو قبول کرو- رواہ احمد ومسلم واہل السنن وقال الترمذی حدیث حسن صحیح اور ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ سنت رسول اللہ صلعم ہو- کما رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ اور ایک روایت مین کہا کہ یہ رخصت آسمان سے اُتری اگر تم چاہو تو پھیر دو- رواہ ابن مردویہ اور پہلے معلوم ہو گیا کہ ابن عمرؓ وجوب قصر کے قائل ہین اور انسؓ سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو گئے پس آنحضرت صلعم دو دو رکعتین پڑھتے تھے یہانتک کہ ہم مدینہ واپس آئے- ابو اسحاق نے پوچھا کہ آپ لوگ مکہ مین کچھ ٹھہرے تھے تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم وہان دس روز رہے رواہ البخاری ومسلم وبقیۃ الجماعۃ- اور ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان درحالیکہ ہم امن مین بیخوف تھے دو دو رکعتین پڑھین رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ والنسائی اور یہی معنے ترمذی ونسائی نے روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث صحیح ہو- حارثہ بن وہب الخزاعی سے روایت ہو کہ مین نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ منا مین لوگون کے اکثر اور نہایت بیخوف ہونے کی حالت مین دو رکعتین پڑھین رواہ احمد والبخاری اور بخاری ؒ کی حدیث ابن عمرؓ مین ہو کہ مین نے حضرت صلعم وابو بکر وعمر کے ساتھ اور ابتدار خلافت مین عثمانؓ کے ساتھ دو دو رکعتین پڑھین پھر عثمانؓ تمام کرنے لگے وکذا رواہ مسلم- اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو بھی جب یہ خبر پہونچی کہ عثمانؓ نے منا مین لوگون کو چار رکعتین پڑھائین تو انھون نے استرجاع کیا یعنے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جو مصیبت کے وقت پڑھتے ہین اور حضرت صلعم وابو بکر وعمرؓ کے ساتھ دو رکعتین پڑھنا بیان کر کے کہا کہ کاش مجھے چار رکعتون مین سے دو ہی رکعت مل جاتین جو مقبول ہوتین کما فی روایۃ البخاری وغیرہ اور مترجم کہتا ہو کہ عثمانؓ سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہو کہ انھون نے مکہ مین اقامت کی نیت کر لی تھی اس سبب سے چار پوری پڑھین **قال ابن کثیر** پس یہ احادیث صریح دلالت کرتی ہین کہ قصر کے واسطے یہ شرط نہین کہ خوف موجود ہو پھر **ابن کثیر** ؒ نے ذکر کیا کہ بعض علما کا قول ہو کہ قصر سے مراد قصر کیفیت ہو اور قصر کمیت مراد نہین اور یہی مجاہد وضحاک وسدی کا قول ہو اور اعتقاد انکو روایت عائشہؓ سے ہو کہ فرض کی گئین نماز سفر وحضر مین دو دو رکعت پھر سفر کی نماز تو برقرار رکھی گئی اور نماز حضر مین زیادہ کی گئی رواہ البخاری ومسلم وابو داؤد والنسائی اور اعتضاد اس تقریر سے کہ جب سفر کی اصل نماز دو رکعت ہوئی تو یہان قصر سے مراد قصر کمیت کیونکر ہوگا کیونکہ جو اصل ہو اسکے حق مین فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ- نہین کہا جاتا ہے اور اس سے زیادہ صریح وہ ہو جو ابن ابی لیلی نے عمرؓ سے روایت کی کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز سفر دو رکعت ہین اور نماز عید الاضحی دو رکعت ہین اور نماز عید الفطر دو رکعت ہین اور نماز جمعہ دو رکعت ہین اور یہ آنحضرت صلعم کی زبان سے پوری پوری نماز ہین بدون قصر کے- رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان **شیخ ابن کثیر** ؒ نے کہا کہ یہ اسناد صحیح موافق شرط مسلم ہو اور مسلم ؒ نے اپنے صحیح کے مقدمہ مین قطعًا لکھدیا کہ ابن ابی لیلی نے حضرت عمرؓ سے سنا ہو اور اس حدیث مین اور دیگر حدیثون مین صریح سماعت ثابت ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی صواب ٹھیک ہو اگرچہ یحیی بن معین وابو حاتم ونسائی نے

بیان کردیا سنت نے کہ مراد سفر سے طویل مباح ہی اور وہ چار برد یعنے دو مرحلہ ہی اور قولہ فلیس علیکم جناح سے لیا جاوے کہ قصر کرنا رخصت ہی واجب نہین اور یہی شافعی کا مذہب ہی۔ ف جاننا چاہیے کہ یہان چند امور ہین اول معنے قصر۔ دوم جواز قصر۔ سوم۔ جواز اتمام۔ چہارم معنے شرط پنجم قصر بر رکعت واحدہ ششم سفر طویل وقصیر و بعض متصلات۔ پس ان امور مین کلام ضرور ہی جاننا چاہیے کہ قصر کے معنے تضییق کے ہین یعنے تنگ کردینا اور بعض نے کہا کہ قصر الشئی ضمہ الی اصلہ یعنی کسی چیز کا قصر یہ ہی کہ اسکو اسکی اصل کی طرف پھیر دے اور بعض نے قصر کے معنے کمی کے لیے پس تضییق تو اسطرح کہ تعداد رکعات مین چار کی دو ہو جاتی ہین اور یہ قدر نسبت کافی ہی اور دوسرے معنے پر اسطرح کہ ابتدا مین نماز دو رکعت سے تھی پھر سفر مین اپنے اصل پر رہی اور حضر مین زیادتی ہوئی جیسا کہ صحیح کی حدیث حضرت عائشہؓ مین صریح مروی ہی اور بنا تفسیر کمی کے ظاہر ہی۔ اور ایک قوم کا قول ہی کہ مسافر کی دو رکعتین قصر نہین بلکہ قصر یہ ہی کہ خوف مین ایک رکعت پر اقتصار کرے اور یہی جابرؓ سے مروی ہی اور یہی قول عطاء و طاؤس و حسن و مجاہد کا ہی اور مؤید اسکی یہ حدیث ابن عباس وغیرہ ہی کہ سفر مین دو رکعت بزبان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری نماز ہی کم نہین ہی۔ ھ۔ اور ان لوگون کے نزدیک شرط مذکور اپنے حال پر باقی ہی اور اکثر اہل علم کے نزدیک ایک رکعت پر اقتصار کرنا روا نہین ہی خواہ خوف کی حالت ہو یا امن کی حالت ہو ذکرہ فی المعالم۔ اور ابن کثیرؒ نے ان تقصروا کی تفسیر مین کہا ای ان تخففوا یعنے تخفیف کرو۔ اور ذکر کیا کہ جمہور نے اس سے یہ سمجھا کہ نماز کی کیت مین گھٹا دو باین طور کہ چار رکعت والی کو دو رکعت رکھو اور اسی سے انھون نے سفر مین نماز کے قصر پر استدلال کیا ہی۔ وقال فی المعالم سفر مین قصر کرنا باجماع امت روا ہی مترجم کہتا ہے کہ اجماع قصر پر ہے ولیکن قصر کے معنے مین اختلاف ہونے سے اختلاف معنوی پیدا ہو گیا پس شیخ ابن کثیرؒ نے جو معنے قصر کے لیے یعنے چار رکعت والی کو دو رکعت رکھنا تو بدین معنے قصر کے اوپر اجماع نہین بلکہ جمہور علما اسکے قائل ہین پھر ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ صفت سفر مین تین قول ہین ایک یہ کہ سفر طاعت ہونا ضرور ہی جیسے حج یا جہاد یا عمرہ یا طلب علم وغیرہ کا قصد ہو اور یہ ابن عمر و عطاء اور ایک روایت مالکؒ سے ہی اور دوسرا قول یہ کہ سفر مباح ہو بشرط آنکہ مسافر اسمین عاصی نہو اور یہ امام شافعی و احمد وغیرہم کا قول ہی اور سوم یہ کہ مطلق سفر ہو خواہ مباح ہو یا محظور ہو اور یہ قول امام ابو حنیفہ و ثوری و داؤد کا ہی بسبب عموم آیت کے مگر جمہور نے انسے خلاف کیا ہی۔ قال فی المعالم پھر اسمین اختلاف ہی کہ آیا تمام کرنا یعنے چار رکعت والی نماز کو چارون رکعت سفر مین تمام کرنا جائز ہی یا نہین تو اکثر اہل علم کے نزدیک قصر کرنا واجب ہی اور یہی قول حضرت عمر و علی و ابن عمر و جابر و ابن عباس رضی اللہ عنہم کا اور حسن بصری و عمر بن عبد العزیز اور قتادہ وغیرہ رحمہم اللہ تابعین کا اور یہی مذہب امام مالکؒ و ابو حنیفہ وغیرہم کا ہی کیونکہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ نماز اول مین دو رکعت فرض ہوئی پھر نماز سفر اسی پر برقرار رہی اور نماز حضر پوری کی گئی اور ایک قوم کے نزدیک سفر مین تمام کرنا جائز ہی اور یہی حضرت عثمان و سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے اور یہی شافعیؒ کا مذہب ہے کہ چاہے قصر کرے اور چاہے تمام کرے مگر قصر کرنا افضل ہی چنانچہ شافعیؒ نے خود حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے ان دونون مین سے ہر ایک بات کی ہی نماز مین قصر بھی کیا اور تمام بھی کی رواہ من طریقہ الخطیب مترجم کہتا ہی کہ کلام عائشہ رضؓ محتمل ہی اسپر صریح نہین کہ سفر ہی مین دونون باتین واقع ہوئی ہین ہان ظاہر کلام آیت کریمہ دلالت کرتا ہے کہ قصر کرنا رخصت ہی اسلیے کہ لاجناح کا استعمال رخصت مین ہی اور قولہ لاجناح علیہ ان یطوف بہما۔ جو طواف صفا و مروہ کے حق مین ہے باوجود سعی واجب ہونے کے تو دفع وہم ان لوگون کا ہی جو گناہ خیال کرتے تھے اور یہان مروی نہین کہ کوئی نماز قصر کو حرج خیال کرتا تھا پس ظاہر وجوب قصر بدلیل سنت ہی کما ستعرف **قال ابن کثیر** رحؒ قولہ تعالے ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔ تو یہ غالب حال نزول

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ

تو تمپر جھک پڑین ایک حملہ کرکر اور گناہ نہین تمپر اگر تمکو تکلیف ہو مینھ سے یا

كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

تم بیمار ہو کہ اوتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لوا پنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہی منکرون کے واسطے

عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا

ذلت کی مار پھر جب نماز کر چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پڑے پھر جب

اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

خاطر جمع ہو تو درست کرو نماز یہ نماز ہے مسلمانون پر وقت باندھا حکم

مترجم کہتا ہی کہ ان آیات مین اللہ تعالیٰ نے نماز قصر کی اجازت دی اور یہ اسکے کرم سے ہمکو صدقہ ملا اور نماز خوف کا طریقہ بتلایا اور نماز کے موقوت ہونے کا اعلام فرمایا۔ اور تفسیر مین شیخ جلالؒ نے موافق شافعیت کے بیان کیا ہی مترجم انشاء اللہ تعالیٰ ہر مسئلہ مین اقوال ائمہ خصوص حنفیت کے موافق بھی بیان کریگا۔ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ۔ سافرتم۔ اور جب تم یعنے اہل اسلام سفر کرو۔ فِي الْاَرْضِ۔ زمین مین مترجم کہتا ہی کہ ضرب فی الارض اگرچہ مطلقاً زمین مین چلنے کے معنے رکھتا ہی لیکن ائمہ علما نے اتفاق کیا ہی کہ سفر کرنا مراد ہی اور قولہ فی الارض عام ہی کہ کسی زمین مین سفر ہو اور کوئی سفر ہو کچھ فی سبیل اللہ کی قید نہین ہی اور آگے معلوم ہوگا کہ اسمین اختلاف ہی۔ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ۔ تو تمپر گناہ نہین۔ فی ان تقصروا من الصلوٰۃ۔ اس بات مین کہ قصر کرو تم نماز مین سے مترجم کہتا ہی کہ اسمین دو احتمال ہین اول تو یہ کہا کہ تمپر قصر کرنے مین گناہ نہین۔ تو معلوم ہوا کہ قصر کرنا واجب نہین بلکہ جائز ہی اور جمہور نے کہا کہ واجب ہی جیسا کہ آویگا۔ دوم آنکہ نماز مین قصر کرنا اسکے معنے تنگی کرنے کے ہین خواہ اسطرح کہ چھوٹی چھوٹی سورتون سے رکوع و سجود مین فقط تین بار تسبیح کہکر نماز تمام کر دے اور یہی بعض نے سمجھا۔ خواہ اسطرح کہ جیسے مفسرؒ نے کہا۔ بان تردوہا من اربع الی ثنتین کہ نماز کو جو چار رکعت والی ہی دو رکعت پڑھو۔ اور یہی جمہور کا قول ہی پس کمی کی طرف دو رکعت متعین ہین یعنے اس سے کم نہین ہوسکتی لہذا فجر کی نماز مین قصر نہوگا کیونکہ وہ دو ہی رکعت ہین اور مغرب مین بھی نصف کا قصر نہین ہوسکتا اور شاذ بعض لوگ فجر و مغرب مین بھی قصر کے قائل ہوے ہین۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے سفر مین قصر کرنیکی اجازت دی۔ مگر ایک شرط فرمائی بقولہ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اگر تمکو خوف ہو یہ کہ تمہین فتنہ مین ڈالینگے کافر لوگ۔ ای ینالکم بمکروہ یعنے تمکو کوئی ایسی بات کافرون سے پہونچیگی جسکو تم مکروہ رکھتے ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر یہ ہوا کہ نماز قصر کرنا سفر مین اس شرط سے ہی کہ جب کافرون سے خوف فتنہ ہو اور یہی بعض سلف کا قول و داؤد ظاہری کا مذہب ہی اور جمہور کے نزدیک بدون شرط مذکور کے بھی جائز ہی اگر کہا جاوے کہ شرط تو کتاب اللہ مین صریح مذکور ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ شرط بمعنے قید نہین ہی بلکہ جیسا کہ مفسرؒ نے کہا۔ بیان للواقع اذذاک فلا مفہوم لہ۔ یعنے بیان ہی اس چیز کا جو اس وقت مین واقع ہوتا تھا۔ یعنے اسوقت مین صحابہؓ کے سفر غالباً واسطے جہاد و لڑائی کے ہوتے تھے پس چونکہ واقع ایسا ہی ہوتا تھا اسکا بیان کر دیا پس اسکا کچھ مفہوم نہین جو قید قرار دیا جاوے۔ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا۔ یعنے کافرین کھلے دشمن تمہارے ہین۔ اور مفسرؒ نے ظاہر کیا کہ مبین از ابانت بمعنے بین لازمی ہی اور تمام کلام اسمین کئی بار گذر چکا ہے و بینت السنۃ ان المراد بالسفر الطویل المباح وہو اربعۃ برد وہی مرحلتان ویوخذ من قولہ فلیس علیکم جناح انہ رخصۃ لا واجب وعلیہ الشافعی۔ اور

اور یہ واجب ہونا کچھ استحقاق کی راہ سے نہین جیساکہ عامہ معتزلہ سمجھتے ہین بلکہ او تعالیٰ نے محض کرم وفضل سے اُسکے واسطے وعدہ فرمادیا ہی جسکا واقع ہونا واجب سے کہین بڑھکر ہی جسکو بندون کے اطمینان کے لیے واجب سے تعبیر فرمایا اور بات یہ کہ کریم ورحیم کا وعدہ خلاف نہین ہوتا کہان کہ حق ارحم الراحمین کا وعدہ کہ کبھی خلاف نہوگا اسیواسطے فرمایا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک نیت بندون کے واسطے غفور اور اُنپر بہت مہربان ہی پس وہ خالص نیت کرتے مگر عبادت حقیقی جو ادا نہین ہوسکتی اگر نیت کی قدر بھی اُسسے پوری نہوئی تو بھی او تعالیٰ اپنے کرم سے انکے ناقص کامونکو قبول کرتا اور بخشتا اور رحمت فرماتا ہی ف عرایس مین لکھا کہ قوله ومن يهاجر في سبيل الله الآية- یعنے جسنے اپنے وطن کو جو نفس ہی چھوڑکر ولایت تفرید کی طرف ہجرت کی یعنے اپنے نفس و اُسکی خواہشون سے خارج ہوا اور اللہ تعالےٰ کی محبت مین اپنا جان مال قربان کیا اور عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی چیز ایسی نرہی کہ اُسکے قلب کو وہان سکون ہو تو وہ ایسی ہین ہین یعنے انکی ہیأت موجود ہین مراغم کثیرہ پاتا ہی یعنے نور توحید منور سے مقامات اُنس وقدس پاتا ہی اور سعت یہ کہ اُسکے قرب ووصال کے نشاط انوار ایسے پاتا ہی کہ ہرچیز سے سوا حق عزوجل کے مستغنی ہوجاتا ہی اور عارفون کے لیے قدم وازل کے ملک مین بہت مراغم ہین یعنے صفات جمال وجلال مین مقامات ہین اور ایسی سعت یہ کہ علوم ازلی کے خزائن ودائمی مشاہدات ملتے ہین اور نیز اشارہ ہی کہ جو شخص اپنے نفس سے برخلاف اس زمین مین متوطن ہونے سے دل اچاٹ ہوگیا اور پردیسی مسافر کے مانند دنیا مین پھرنے لگا تو اسکو طرف عالم مین اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مین مقامات انوار مشاہدہ بہت کچھ ملتے ہین جس سے اسکا نفس و لمہ شیطانی خوار وذلیل ہوتا ہی -اور استاد رح نے فرمایا کہ جس نے ماسوائے آلہی سے للہ وفی اللہ سفر کیا اور خالص وصحیح نیت اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے رکھی تو وہ کرم قدیم مین بہت وسعت پاتا ہے اور فضل اس کو ناقص قبول فرماکر قرب وکرامت سے سعت عطا فرماتا ہی واللہ تعالیٰ اعلم- قوله ومن يخرج من بيته مهاجرا- یعنے جو شخص کہ اپنی طبیعت وخواہش نفس سے اور نفس کی طاقت وقوت پر بھروسہ کرنے سے اور اسکے عبارات واشارات وعلم ورسم سے نکلکر اللہ تعالیٰ کی راہ مین اُس کے مشاہدہ کا طالب ہوا اور محبت کے ساتھ آنحضرت صلعم کی پیروی کا قاصد ہوگیا پھر بعض امتحانات مین اُسکو ضعف لاحق ہوا اور مجاہدہ کے بعد اُسکو فتور پیش آیا تو بھی اوتعالے اپنے کرم سے محروم نہین رکھتا اور اسکے واسطے ثواب وصال حاصل ہی اور اللہ تعالیٰ اُس کو عنایت فرمائیگا اور یہ اس بات پر کہ اُسکی نیت پہلے خالص تھی قبل اسکے کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے سب کو چھوڑے اور نفس کے مرادات وخواہشون سے باہر ہو فافہم

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ

اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین سے اگر

خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝ وَإِذَا كُنْتَ

تمکو ڈر ہو کہ ستاوینگے تمکو کافر البتہ کافر تمھارے دشمن ہین صریح اور جب تو

فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ

انمین ہو پھر اُنکو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے ایک جماعت انکی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیوین اپنے ہتھیار

فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَائِكُمْ ص وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ

پھر جب یہ سجدہ کر چکین تو پرے ہو جاوین اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہین کی وہ نماز کرین تیرے ساتھ

وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ

اور پاس لیوین اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہین کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیارون سے اور سامان سے

متفق ہین کیونکہ لفظ مشتق از رغام بمعنے خاک ہی اور بولتے ہین رَغَمَ انف فلان یعنے اسکی ناک خاک آلودہ ہوئی ویقال راغمت فلانا یعنی مَینے اسکو چھوڑ دیا اور اسکو دشمن کر لیا پس مراغم وہ جگہ جہان کا فرون کو چھوڑ کر آیا اور بعض نے کہا کہ مراغم اسوجہ سے کہ علیٰ رغم انف القوم۔ اسنے آسودہ ہوکر رہنے کا ٹھکانا پایا۔ **وَسَعَةً** ۔ فی الرزق۔ اور رزق مین کشایش ۔ ایسا ہی قتادہؒ وغیرہم سے مروی ہی حاصل آنکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نیت سے اپنا مال و منال چھوڑ کر ہجرت کر گیا اسکو اللہ تعالیٰ آرام سے رہنے کا ٹھکانا دیتا ہی جس سے کافرون کی ناک خاک آلودہ ہوتی اور وہ ذلیل و خوار دیکھتے رہجاتے ہین اور اسکو اللہ تعالیٰ رزق مین بھی وسعت دیدیتا ہی۔ واضح ہو کہ علوم کتاب و سنت سے یہ بات ثابت ہی کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے خالص نیت ہونے پر امور دین سب مین ایسی ہی آسانی و ثواب ملتا ہی پس نیت خالص یقین کامل کے ساتھ عجیب عمدہ چیز ہی یہانتک کہ کہا گیا کہ مومن کی سچی نیت اسکے کام سے بہتر ہی۔ **وَمَنۡ يَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَيۡتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ يُدۡرِكۡهُ الۡمَوۡتُ** ۔ فی الطریق کما وقع لجندع بن ضمرۃ اللیثی۔ **فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ** ۔ اور جو نکلے اپنے گھر سے درحالیکہ سچی نیت سے ہجرت کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ و اسکے رسول کی طرف پھر اسکو موت نے پالیا۔ یعنے راہ مین مرگیا جیسا کہ جندع بن ضمرۃ اللیثی کے ساتھ واقعہ ہوا تو واقع ہوا یعنے ثابت ہوا اسکا ثواب اللہ تعالیٰ پر۔ یعنے اللہ عز و جل نے اپنے کرم سے وعدہ فرمایا کہ اسکو ثواب عطا کرے گا۔ واضح ہو کہ روایت ابن اسحاق وغیرہ جندع بضم جیم وسکون نون وضم دال وآخر عین ہی اور واحدی نے جندب لکھا اور ضمرہ بفتح اول وسکون ثانی وصحہ فی الاستیعاب لیکن ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ضمرہ بن جندب نے رسول اللہ صلعم کی طرف ہجرت کی پھر راہ مین مرگئے پس یہ آیت نازل ہوئی۔ رواہ ابن ابی حاتم بسند رجالہ ثقات اور ظاہر آنکہ اصح قول جندع بن ضمرہ ہی واللہ اعلم۔ اور زبیر بن العوامؓ سے روایت ہی کہ خالد بن حزام نے حبش کی طرف ہجرت کی راہ مین انکو سانپ نے کاٹ کھایا وہ مرگئے حالانکہ ہم لوگ حبشہ مین انکا انتظار کرتے تھے جب انکی وفات کی خبر پہنچی تو مجھے بہت ملال ہوا اسلیے کہ قریش مین ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی اسکی قوم و قرابت مین سے تھا مگر میرے ساتھ بنو اسد بن عبد العزی مین سے سوائے خالد بن حزام کے کوئی نہ تھا اور نہ امید تھی پس یہ آیت نازل ہوئی رواہ ابن ابی حاتم اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ اثر غریب ہے اور وارد ہوتا ہی کہ قصہ تو مکی ہی قبل ہجرت کا اور آیت مدنی ہی پس شاید مراد یہ ہو کہ اس حکم مین شمول ہوا اور یہ نہین کہ نزول کا سبب یہ ہوا واضح ہو کہ حج یا عمرہ یا جہاد یا ہجرت کسی سفر مین خالص نیت سے جاوے اور مرجاوے تو اسکو قیامت تک اس فعل کا ثواب ملیگا اور مجاہد کو شہید کا ثواب ہوگا اور علمانے کہا کہ دینی غرض سے ہر سفر مانند علم دین سیکھنے وغیرہ کے سب کا یہی حکم ہی واللہ اعلم۔ اور آیت مین دلالت ہی کہ جو شخص کسی ایسے ملک مین ہو جہان مشرکین بھرے ہین یا ایسا ملک ہو جہان کھلے خزانہ لوگ گناہون کے مرتکب ہون تو آدمی پر وہان سے ہجرت واجب ہی بشرطیکہ ہجرت پر قادر ہو کیونکہ آیت اگرچہ سبب خاص مین ہو مگر اعتبار عموم لفظ کا ہی اور ظاہر آنکہ کسی زمانہ و مکان کی خصوصیت نہین اور اسکو مدارک مین صریح بیان فرمایا اور صحیح مین جو حدیث ہی کہ بعد فتح مکہ کے اب ہجرت نہین تو مراد اس ہجرت سے یا تو وہ ہجرت خاصہ ہی جو قبل فتح مکہ کے تھی یا بنا بر قول بعض کے مکہ فتح ہونے سے پہلے بدون ہجرت کے ایمان مقبول نہ تھا اسکو منسوخ فرمایا کہ اب وہ بات نہین ہی بالجملہ اسی قسم کی تاویل ہوگی کیونکہ دیگر احادیث وارد ہین جنمین ہجرت بعد فتح و آخر زمانہ مین ہونا معلوم ہوتا ہی آیت کریمہ کے معنے یہ ہین کہ جو شخص اپنے گھر و وطن سے رسول اللہ کی طرف ہجرت کرے جو عین ہجرت بجانب حق عز و جل ہے اور وہ راہ مین مرجاوے تو اسکو ثواب ایسے شخص کا ملیگا بلکہ قیامت تک ملیگا جس کی ہجرت پوری ہوگئی ۔ اور اللہ تعالےٰ پر اس کا ثواب واجب ہوا

معذور فرمایا۔ کما رواہ البخاری وغیرہ اور گویا ابن عباسؓ نے اپنے والد حضرت عباس کو معذورین میں نہونیکا اشارہ فرمایا اور سدیؒ سے عنقریب اوپر گذرا ہے ف عرائس میں ہے کہ قولہ لایستطیعون حیلۃً ولایہتدون سبیلاً ایسی قوم کی طرف اشارہ ہے جنکو نور شہود نے مجاہدات میں سیر کرنے سے بھلا دیا اور انوار کبریائی میں سے نکلنے سے فنا کر دیا اور مشاہدۂ ذات میں ایسے فانی ہوے کہ اب وہانسے مشاہدۂ صفات کی طرف رجوع نہیں کر سکتے ہیں اور علی ہذا نہ صفات سے اسمار کی طرف اور نہ اسمار سے افعال کی طرف اور نہ افعال سے خلق کی طرف انکو رجوع کرنیکی طاقت ہے بلکہ وہ تو حیرت ذات میں فنا ہیں اور بعضے انمیں سے میدان ازل وابد میں ایسے حیران ہیں کہ جامۂ بشریت کے لحاظ سے اگر ایک دم راحت کی فکر کریں تو اُنسے ممکن نہیں کیونکہ خلق کی طرف انکو کوئی راہ نہیں ہے اور وہ قبضۂ قدرت الوہیت میں مستضعفین ہیں اور دریا قدم میں غرق ہیں شیخ ابو سعید خراز نے فرمایا کہ یعنی وہ لوگ جنکو بلا اثر نے گرفتار کر لیا اور انپر قابو پا گئی یہانتک کہ وہی انکا وطن ہو گئی پھر علم بلا اثر ثابت کرکے انسے بلا کا مشاہدہ فنا کیا گیا اور علم حق ثابت کرکے انسانیت پر جو بلا آتی تھی مردود کی گئی اور یہ اسوقت کہ انکے آثار محو کرنے کے بعد انکی صفات انکو واپس دیے گئے پس اسوقت وہ مصداق قولہ لایستطیعون حیلۃً ولایہتدون سبیلاً۔ ہیں مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ مراد ہے کہ اپنی خودی کے وقت صفات بمقتضاے انسانیت خود قوت رکھتے تھے پھر علم حق دینے اور آثار محو کرنے کے بعد جب صفات جو سلب کر دیے گئے تھے پھر واپس ملے تو اب انکو اپنے مقتضا کے موافق نکلنے کی قدرت نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ

اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے اُسکے مقابلہ میں جاگہ بہت اور کشایش اور جو کوئی نکلے اپنے

بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ

گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف پھر آ پکڑے اُسکو موت سو ٹھہر چکا اُسکو ثواب اللہ پر

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اس کلام سے اہل وہم کو قدرت حق کی طرف ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اسکے حکم کی فرمانبرداری میں فارغ البال ہونیکی خوشی دلائی۔ اور فی سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اسکے مرضیات کی راہ میں اسکے حکم کے موافق جس نے ہجرت کی پس اسمیں دلالت ہے کہ ہجرت میں نیت خالص ہونا چاہیے چنانچہ حدیث صحیح میں عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اعمال تو نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کے واسطے وہی ہے جو اسنے نیت کی پس جسکی ہجرت اللہ و رسول کی طرف ہو یعنے نیت خالص ہو تو اس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف قرار پاویگی اور جسکی نیت بغرض دنیا ہو کہ اسکو حاصل کریگا یا کوئی عورت جس سے نکاح کریگا تو اسکی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جسکی طرف ہجرت کی ہے رواہ البخاری وغیرہم اور یہ حدیث متواتر المعنی یا مشہور ہے پس حق عز و جل نے وعدہ دیا کہ جس نے خالص نیت سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کی يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا تو وہ پاویگا زمین میں مراغم کثیر۔ مفسر رحہ نے مراغم بمعنے مہاجر لکھا ای وہ جگہ جہاں ہجرت کرکے آیا ہے کما قال عبد الرحمن بن زید بن اسلم رہ پس معنے یہ ہوے کہ زمین وسیع ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہجرت کرے اسکو ایسی بہت جگہیں ملینگی جہاں ایمان کے ساتھ رہے۔ اور ابن عباسؓ و ایک جماعت تابعین نے کہا کہ مراغم ایک زمین سے دوسری میں منتقل ہو جانے و جابجنے کی جگہ۔ اور یہی جید ہے اور مجاہدؒ نے کہا کہ جہاں کراہت رکھتا تھا وہاں سے ایسی جگہ آنا جو اس سے دور ہے اور نحاسؒ نے کہا کہ معانی اسکے

ہجرت کرنا واجب ہی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۔یہ صیغہ ماضی کا ہی تو تانیث بوجہ حقیقی نہونے کے توفتہم نہین فرمایا اور اگر مضارع ہی تو اصل مین تتوفاہم تھا۔ اور ملائکہ اگرچہ جمع ہی مگر مراد فقط ملک الموت علیہ السلام ہین جیسے قولہ اذ قالت الملائکۃ یا مریم مین فقط جبرئیل علیہ السلام مراد ہین۔ اور بعض نے کہا کہ ملک الموت مع اپنے مددگارون کے مراد ہین۔ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۔ در اصل ظالمین تھا نون بسبب اضافت کے ساقط ہوا۔ پھر ظالم ہونا انکا۔ بالمقام مع الکفار و ترک الہجرۃ۔ بوجہ کافرونکے ساتھ مقیم رہنے اور ہجرت نہ کرنے کے تھا باوجودیکہ ہجرت اسوقت فرض تھی (والمعنی) جن لوگون کو ملک الموت واسکے ساتھیون نے ایسی حالت مین قبض کیا ہو کہ یہ لوگ اپنی جانون پر ظالم تھے یعنے مشرک و کافر تھے۔ قَالُوْا ۔ لہم موبخین۔ تو کہا ملائکہ نے ان لوگون سے ملامت و جھڑکی دیتے ہوئے۔ فِيْمَ كُنْتُمْ تم کس امر مین تھے۔ ای فی ای شی کنتم فی امر دینکم۔ یعنے دین کے بارہ مین تم کس حال مین تھے۔ اور ابو حیان نے کہا کہ معنے یہ کہ تم کس حال مین تھے ضعیف تھے یا قوی تھے۔ قَالُوْا ۔ لہم معتذرین۔ بولے یہ لوگ عذر کرتے ہوئے فرشتون سے کہ۔ كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ عاجزین عن اقامۃ الدین۔ ہم عاجز تھے دین کو ٹھیک طور سے قائم کرنے سے۔ فِي الْاَرْضِ ۔ زمین مین اور مراد تمام زمین نہین بلکہ زمین مکہ مین جہان مشرکون کا غلبہ تھا۔ قَالُوْٓا ۔ لہم توبیخا۔ تو فرشتون نے ان لوگون سے ملامت کے طور پر کہا۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۔ کہ کیا زمین اللہ تعالیٰ کی وسیع نہ تھی کہ تم مہاجرت کرتے یعنے ایک جگہ چھوڑکر دوسری جگہ چلے جاتے یعنے من ارض الکفر الی بلد آخر کما فعل غیرکم۔ زمین کفر سے کسی دوسرے شہر مین جہان اسلام کو اچھی طرح کھلے خزانے ادا کرسکتے جیسے تمہارے سوا دوسرون نے کیا کہ مکہ چھوڑکر مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے چلے آئے قال تعالیٰ۔ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان ظالمون کے لیے حکم دیا کہ ان مذکورہ بالا لوگون کا ٹھکانا جہنم ہی اور بری جگہ ہی از راہ بازگشت کے یہ یعنے جہنم بر ٹھکانا ہی پس ساءت کا مخصوص بالذم لفظا ہی جو مفسرؒ نے مقدر کردیا۔ پس یہ عذاب ان لوگون کو جنھون نے باوجود استطاعت کے ہجرت نہین کی۔ اور جنکو استطاعت نہین وہ معذور فرمائے چنانچہ باستثناء منقطع فرمایا۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ ۔ الذین۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً ۔ سوائے ان لوگون کے جو مستضعفین ہین مردون و عورتون و ولدان مین سے وہ لوگ کہ نہین استطاعت رکھتے ہین کسی حیلہ کی۔ ای لا قوۃ لہم علی الہجرۃ ولا نفقۃ۔ یعنے نہ تو انکو ہجرت کرنے کی قوت اور نہ انکے پاس راہ کا خرچہ کچھ نہین ہی۔ اور اولیٰ یہ ہی کہ کہا جاوے کہ نہ تو انکو کافرون کے پنجہ سے بچکر نکلجانیکا کوئی حیلہ ملتا ہی وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۔ طریقا الی ارض الہجرۃ۔ اور نہ پاتے ہین کوئی سبیل یعنی راہ طرف زمین ہجرت کے۔ یعنی اور نہ انکو اس ملک کی راہ ملتی ہی جہان ہجرت کرجاوین اسلیے کہ مکہ سے مدینہ تک راہ نہایت دشوار گذار ہی جو لوگ ہمیشہ آتے جاتے ہین وہ چوک جاتے ہین اور نیز راہ مین کوئی امن نہین بسبب انکے عورت ہونے یا ضعیف ہونے کے۔ اسیواسطے حق عز وجل نے انکو معذور فرمایا فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۔ ایسے لوگ تو امید ہی کہ اللہ تعالیٰ انسے درگذر فرمادے۔ اور چونکہ عسیٰ یعنے امید دلانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی تو وہ قطعی ہی کیونکہ اس کے پورے ہونے سے کوئی مانع نہین لیکن بندون کو امید مین رکھا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۔ یعنے اللہ تعالیٰ بہت عفو کرنے والا بخشنے والا ہی پس اللہ عز وجل نے بے حیلہ لوگون کو عفو فرمایا خواہ مرد ہون یا عورتین یا ولدان۔ بعض نے کہا یعنے غلام جیسے ولید کی اور بعض نے کہا یعنے لڑکے پس وارد ہوگا کہ لڑکون کا ایمان بھی مقبول ہی بر وجہ تکلیف اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو معذورون مین شمار کیا اور عنقریب تفسیر قولہ مالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ الآیہ۔ مین گذر چکا ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قول ابن عباسؓ کہ مین اور میری ماں ان لوگون مین سے تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے

امام پر واجب ہی کہ کوئی سال خالی نہ چھوڑے بلکہ خود یا اپنے نائب کے ذریعہ سے اسپر جہاد کرے تاکہ جہاد کرنا معطل نہو جاوے اور جو شخص کہ جہاد کی استطاعت رکھتا ہی اسکے واسطے مختار یہ ہی کہ با وجود اسکے کہ فرض کفایہ ادا ہو گیا ہو یعنے بعض دوسرون نے جہاد کر لیا ہو تاہم جہاد سے باز نہ رہے اگرچہ اسپر واجب نہین ہی ف۲ عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما۔ مجاہدین وہ لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ مین مراقبہ کے ساتھ اپنی جانین قربان کر دین اور قاعدین وہ ہین جو درمیان طلب مین درنگی و سستی کر گئے اور طالب جمال بنکر کوشش مین قصور کر گئے اسوجہ سے کہ بعض حظوظ بشریت مین توجہ کر گئے ۔ پس اجر عظیم یہی مشاہدۂ الٰہی و اسکا قرب ہی اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر لوگون کو کرتے ہین یعنے نیک کام کی ہدایت اور بدکام سے منع کر کے جہاد کرتے ہین انکو ایسے لوگون پر جو اس سے بیٹھ رہے ہین اجر عظیم ہی مترجم کہتا ہے کہ کلمۂ حق کہنا سلطان جور کنندہ کے پاس افضل جہاد ہے اور اسکے فضائل بہت مذکور ہین فتدبر۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ

جن لوگون کی جان کھینچتے ہین فرشتے اُس حال مین کہ وہ برا کر رہے ہین اپنا کہتے ہین تم کس بات مین تھے وہ کہتے ہین ہم تھے مغلوب

فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ

اس ملک مین کہتے ہین کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہان سو ایسون کا ٹھکانا ہے دوزخ

وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

اور بہت بری جگہ پہونچے مگر جو ہین بے بس مرد اور عورتین اور لڑکے نہ کر سکتے ہین تلاش

حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

اور نہ جانتے ہین راہ سو ایسون کو امید ہی کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے

عَفُوًّا غَفُورًا ۝

معاف کرنے والا بخشتا

ونزل فی جماعۃ اسلموا ولم یہاجروا فقتلوا یوم بدر مع الکفار ۔ اور نازل ہوا یہ کلام ایسی جماعت کے حق مین جنھون نے اسلام لاکر ہجرت نہ کی پھر بدر کی لڑائی مین کافرون کے ساتھ مارے گئے رواہ البخاری عن ابن عباس اور ضحاک نے بھی اسی کے مانند تفسیر کی مگر ان لوگون کو منافق کہا اور سمرہ بن جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ جو شخص کسی مشرک کے ساتھ مجتمع ہوا اور رہا وہ بھی اسی کے مثل ہی رواہ ابو داؤد اور سدی رح نے عباس بن عبد المطلب و عقیل و نوفل کے قید ہونے کے قصہ مین ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم نے عباس کو فرمایا کہ تم اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دو تو عباس نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہمنے آپ کے قبلہ کی طرف نماز نہین پڑھی اور جیسے تم شہادت دیتے ہو وہ شہادت نہین دی تو آپ نے فرمایا کہ اے عباس تمنے جھگڑا کیا تو جھگڑے مین پکڑے گئے پھر آپ نے یہی آیت قولہ الم تکن ارض اللہ واسعۃ الآیہ ۔ ان کو پڑھ سنائی رواہ ابن ابی حاتم حاصل آنکہ چند اہل مکہ مسلمان ہوے تھے مگر انھون نے ہجرت نہ کی حالانکہ ہجرت اسوقت فرض تھی پھر بدر کے روز کافرون کے ساتھ نکلے اور بعض انمین سے مارے گئے اور بعضے گرفتار ہوے اور مومنین کو مقتول ہو جانے والون پر ملال ہوا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ واضح رہے کہ نزول اگرچہ خاص ہے مگر حکم عام ہے پھر بعد فتح مکہ کے ہجرت کا حکم تو نہین رہا مگر یہ باقی ہی کہ مشرکون مین جہان اپنے دین کے اعمال بخوبی ادا نہ کر سکین وہان سے بشرط استطاعت دار الاسلام مین

واعلی ہی اور اس سے اوپر عرش الرحمٰن ہی اس سے جنت کی نہرین جاری ہین۔ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا۔ لاولیائہ رَّحِیۡمًا۔ باہل طاعتہ مغفرت فرمانے والا اپنے اولیا کے واسطے۔ رحمت فرمانے والا اپنی بندگی کرنیوالونپر ہی ف یہ آیت کریمہ ایسی ہی کہ نازل ہونیکے بعد اسکا حکم شائع ہونے سے پہلے ہے اسمین تغیر ہوا چنانچہ براء بن عازبؓ سے روایت ہی کہ جب نازل ہوا قولہ لایستوی القاعدون الخ تو رسول اللہ صلعم نے زید بن ثابت کو بلایا انھون نے لکھا پھر ابن ام مکتوم نے آکر اپنے نابینا ہونیکی شکایت کی پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ غیر اولی الضرر مترجم کہتا ہے کہ معنے یہ ہین کہ پہلے تو آیہ کریمہ یون نازل ہوئی۔ لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ۔ پھر اسمین یون تغیر ہوا۔ لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر الخ۔ اور زید بن ثابت سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے املا فرمایا۔ لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ۔ پھر ابن ام مکتوم آیا اور آنحضرت صلعم مجھے املا فرماتے تھے پس ابن مکتوم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہون کہ اگر مجھے جہاد کے واسطے استطاعت ہوتی تو مین جہاد کرتا اور ابن ام مکتوم اندھے آدمی تھے پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول پر وحی فرمائی اور حضرت صلعم کی ران میری ران پر تھی پس مجھپر نہایت بھاری ہوگئی یہانتک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران پچی ہو کر پھٹ جاوے پھر آنحضرت صلعم سے نزول وحی کی حالت جب روان ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا۔ غیر اولی الضرر۔ اس حدیث کو بھی بخاری رح نے روایت کیا ہی۔ وقد روی عنہ بنحوہ ومعناہ الامام احمد وابو داؤد وعبد الرزاق وابن ابی حاتم وابن جریر وغیرہم اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ آیت مین قاعدون سے وہ لوگ مراد ہین جو بدر کی لڑائی سے پچھڑ گئے اور مجاہدون سے وہ جو بدر مین گئے تھے اور کہا کہ جب غزوۂ بدر آیا تو عبد اللہ بن جحش و ابن ام مکتوم نے کہا کہ ہم دونون اندھے ہین پس آیا ہمکو اجازت ہی تب نازل ہوا قولہ لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر۔ اور قولہ تعالیٰ فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین درجۃ۔ مین قاعدین سے وہ لوگ مراد ہین جو اہل ضرر ہین اور قولہ فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ۔ مین قاعدین سے وہ مراد ہین جو بدون عذر کے پچھڑ رہے۔ رواہ الترمذی وقال حسن غریب شیخ ابن کثیر رح نے بھی اسی تفسیر کو پسند کیا اور ذکر کیا کہ حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مدینہ مین اقوام یعنے چند قوم ہین کہ نہین چلتے تم کوئی راہ اور نہین طے کرتے کوئی بیابان مگر یہ اقوام اسمین تمھارے ساتھ ہوتے ہین تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ ساتھ ہوتے ہین حالانکہ وہ مدینہ مین سے نکلے نہین۔ آپ نے فرمایا کہ ہان انکو تو عذر نے روک لیا ہی۔ رواہ البخاری واحمد وابو داؤد وغیرہم معلقا جزما ومسندا۔ پھر ابن کثیر رح نے قولہ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ۔ سے استدلال کیا کہ جہاد فرض عین نہین ہی بلکہ فرض کفایہ ہی مترجم کہتا ہی کہ فرض عین کے یہ معنے کہ ہر ہر متنفس پر اسکا بجالانا واجب ہی جیسے نماز۔ اور فرض کفایہ یون کہ یہ فعل ادا ہو جانا چاہیے ضرور خواہ ہر ہر ادا کرے یا بعض لوگ ادا کر دین اسیواسطے اگر سب نہ ادا کرین یعنے کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہونگے۔ اور معالم مین لکھا کہ جاننا چاہیے کہ جہاد فی الجملہ فرض ہی مگر اتنی بات ہی کہ اسکی دو قسمین ہو جاتی ہین ایک فرض عین اور دوم فرض کفایہ یعنے بعض وقت تو فرض عین ہو جاتا ہی اور بعض وقت فرض کفایہ ہوتا ہی پس فرض عین اسوقت ہوتا ہی کہ کافر لوگ کسی ایسے ملک پر حملہ آور ہوں جو مسلمانون کا ہی تو ایسی صورت مین اس ملک کے ہر مرد پر جو مکلف یعنے عاقل بالغ ہی خواہ آزاد ہو یا غلام ہو یہ واجب ہو جاتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ کو نکلے خواہ فقیر ہو یا تونگر ہو پس نیر تو ہر ایک مکلف مرد پر فرض عین ہی اور اسی صورت مین اس ملک کے پڑوس جو ملک ان سے دور ہی وہان والون پر فرض کفایہ ہی پس جن لوگون پر صدمہ نازل ہوا اگر انسے کفایت کار نہو جائے تو دور والے مسلمانون پر واجب ہوگا اور جو کافی ہوگئے تو دور والون پر کچھ ادا فرض نہوئی الا بطریق اختیار۔ اور واضح رہے کہ اس قسم مین محتاج لوگ اور غلام داخل نہین ہوتے ہین جیسے قسم اول مین داخل ہین۔ پھر اسی دوسری قسم کے قبیل سے ہی کہ جب کافر لوگ اپنے ملکون مین چین کرتے ہون تو مسلمانون کے

غیر بالرفع پس صفت ہی قاعدون کی اور چونکہ قاعدون غیر معین ہین بلکہ مراد اس سے جنس ہی لہذا غیر اولی الضرر سے اسکا وصف کرنا جائز ہی یا کہا جاوے کہ غیر نے یہان تعریف مضاف الیہ سے حاصل کی کیونکہ غیر اولی الضرر ۔ وہ جسکو کچھ ضرر نہو ۔ اور یہ اکثر کی قراءت ہی ۔ اور دوسری قراءۃ بنصب تو اس صورت مین قاعدون سے استثنا ہی یا کہا جاوے کہ حال ہی اور ضرر سے مراد لنجا ہونا یا اندھا ہونا یا مانند اسکے جو ایسا عذر ہو کہ اس سے جہاد کی استطاعت نرہے ۔ **وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ** ۔ اور وہ لوگ جو جہاد کرتے ہین اللہ تعالیٰ کی راہ مین اپنے مالون و جانون سے ۔ حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے مومنون مین تین قسمین کر دین ایک وہ مومنین جنکو جہاد کی استطاعت نہین بسبب لنجے یا اندھے وغیرہ عذر سے معذور ہونے کے ۔ اور دوم جنکو عذر نہین اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے ۔ سوم وہ جنھون نے اپنی جان و مال سے جہاد کیا پس غیر معذورون کو نکالکر باقی دونون قسمونکو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دونون ثواب و مرتبہ مین برابر نہین ہین **فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ** لضرر ۔ **دَرَجَةً** ۔ فضیلۃ یعنے اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکو جو جان و مال سے جہاد کرتے ہین ان لوگون پر جو ضرر کی وجہ سے بیٹھ رہے ہین فضیلت دی ایک درجہ کی فضیلت ۔ لاستوائہما فی النیۃ و زیادۃ المجاہد بالمباشرۃ ۔ کیونکہ نیت مین تو دونون برابر ہین مگر جہاد کرنے والے چونکہ جہاد کا فعل اپنی جان و مال سے بجا لاتے ہین اسمین انکو فضیلت ہی ۔ پس مفسرؒ نے اختیار کیا کہ قاعدین سے یہان بوجہ عذر و ضرر کے بیٹھ رہنے والے مراد ہین اور ایسا ہی زجاج نے کہا ہی ۔ **وَكُلًّا** من الفریقین ۔ **وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى** ۔ الجنۃ ۔ اور ہر ایک کو دونون فریق یعنے مجاہد و معذور کو وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے نکوئی کا یعنے جنت کا ۔ مقاتلؒ نے کہا کہ ہر دو فریق سے مراد مجاہد و قاعد معذور ہی ذکرہ فی المعالم ۔ اور بعض نے کہا کہ معذور لوگون سے نسبت کا یہان بیان نہین بلکہ بلا عذر بیٹھ رہنے والون اور جہاد کرنیوالون مین برابر نہونا پہلے مجمل فرمایا پھر اسکی تفصیل کی کہ فضل اللہ المجاہدین علے القاعدین درجۃ ۔ اور یہ امر اگرچہ ظاہر ہی مگر ترغیب و تہییج ہی ۔ اور مراد درجہ سے وحدت نہین اور پھر فرمایا کہ وکلا وعد اللہ الحسنی ۔ یعنے بے عذر بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنیوالے ہر فریق کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دیا ولیکن مرتبون مین فرق ہوگا پھر جو آیندہ فضیلت مین درجات فرمایا یہ تاکید اول ہی اور اسی سے ظاہر ہی کہ درجہ اور درجات ایک ہی ہی اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی کہ جسقدر چاہے فضیلت عطا فرماوے اور کمالین مین کہا کہ یہ اکثر مفسرین کا قول ہی اور مفسرؒ نے جو اختیار کیا یہی ابن جریج و سدی وغیرہما سے مروی اور اولی ہی اور حاصل یہ کہ دونون صورتین قاعدین سے وہ لوگ مراد ہین جنکو عذر سے استطاعت نہین اور آگے کے کلام مین درجات کے لحاظ سے قاعدین بلا عذر مراد ہین چنانچہ فرمایا ۔ **وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ** اور فضیلت دیدی اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر ف یعنے بغیر عذر بیٹھ رہنے والون پر ۔ **اَجْرًا عَظِيْمًا** ۔ باجر عظیم ف حاصل آنکہ جو لوگ بلا عذر کے جہاد سے بیٹھ رہے انپر تو مجاہدین کو فضیلت باجر عظیم ہی پھر اجر عظیم کو بیان کیا ۔ **دَرَجٰتٍ مِّنْهُ** منازل بعضہا فوق بعض من الکرامۃ ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت منزلتین کہ کرامت مین بعض سے بعض اونچی ہی ۔ **وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً** اور مغفرت و رحمت یعنے غفر اللہ لہم مغفرۃ ورحمہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے انکی کامل مغفرت کی اور پوری رحمت فرمائی پس انکو نصب اسوجہ سے نہین کہ درجات پر عطف ہین جیسا کہ دیگر مفسرینؒ نے کہا بلکہ اسوجہ سے کہ یہ دونون مفعول مطلق ہین اپنے افعال مقدرہ سے لیکہ اگر عطف ہون تو اجر عظیم سے بدل ہونگے مگر معنے مین تعسف ظاہر ہوگا پھر ابن زیدؒ نے فرمایا کہ درجات کی تعداد سات ہین جو اللہ تعالیٰ نے سورۂ براۃ مین بقولہ ذلک بانہم لا یصیبہم ظماء ولا نصب ولا مخمصۃ الآیۃ سے ذکر فرمائے ہین اور ابن جریج سے مروی ہی کہ سلف مین لوگ کہتے کہ اسلام ایک درجہ ہے اور اسلام کا ہجرت کرنا ۔ اور ایک درجہ ہی اور ہجرت مین جہاد کرنا ۔ اور ایک درجہ ہی اور جہاد مین قتل ہونا ۔ اور ایک درجہ ہی اور بعض نے ستر درجہ بیان کیے اور صحیح بخاری مین ابوہریرہؓ سے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین سو درجے ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے واسطے مہیا کیا ہے ہر دو درجون کے بیچ مین اسقدر فرق ہی جتنا آسمان و زمین کے بیچ مین ہی سو جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اس سے فردوس مانگو کیونکہ یہ اوسط جنت

تم چھپاتے تھے اپنے ایمان کو جیسے اس جرواہے نے اپنا ایمان اپنی قوم سے چھپایا۔ اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے بطریق سالم از سعیدؒ روایت کی کہ معنے یہ ہیں کہ تم مومنین تھے اور قولہ فمن اللہ علیکم ای تم پر توبہ قبول کی مترجم کہتا ہے کہ اختیار ابن جریر موافق تفسیر سعید بن جبیر بروایت حبیبؒ بلحاظ معنے کے موافق بشان نزول و بہت چسپان ہے اور جو ابن ابی حاتم نے روایت کی اسکی اسناد بمنزلہ اول نہیں ہے لیکن مفسر جلالؒ نے تفسیر کی وہ بدین معنے ہے کہ تفسیر کلام میں حاجت بجانب مجرد واحد نہیں بلکہ نفس آیۃ متواترہ سے معنے ظاہر ہیں فلیتامل۔ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ بالاشتہار بالایمان والاستقامۃ۔ یعنی منت رکھنا اللہ تعالیٰ کا ان لوگون پر بایں طور کہ ایمان پر ٹھیک قائم رہنے مین مشتہر کردیا۔ فَتَبَيَّنُوٓا ان تقتلوا مومنا وافعلوا بالداخل فی الاسلام کما فعل بکم۔ یعنے تبین کرو تاکہ ایسا نہو کہ تم کسی مومن کو قتل کر ڈالو اور جو اسلام مین داخل ہو اسکے ساتھ ویسا ہی کرو جیساکہ تمھارے ساتھ ابتدائے حالت مین کیا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ فیجازیکم بہ۔ یعنے انکے فعل پر اللہ تعالیٰ کے خبردار ہونے سے غرض یہ تہدید ہے کہ تمکو اسکے موافق بدلا دیگا۔ جیساکہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ یہ تہدید و وعید ہے اور واضح ہو کہ فتبینوا جو یہان مکرر فرمایا بغرض تاکید ما تقدم ہے کما ذکرہ ابن کثیر۔ ف عرائس البیان میں ہے کہ قولہ یایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا۔ یعنے جب تم حضرت حق عزوجل کی حضور مین مقامات کو طے کرو اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور اسکی انوار ذات و اسرار صفات مین سیر کرو۔ تو تمکو چاہیے کہ ہر مقام کے حقائق کو عرفان و برہان و ذوق و ایقان سے کھول لو اور اللہ تعالیٰ کے جلال ظاہر ہونے کے وقت ثابت قدم و مستقیم رہو تاکہ تلوین کے تفرقہ مین اور مکر التباسی سے تشبیہ مین نہ پڑجاؤ اسواسطے کہ وہان ذات کا ظہور صفات کے لباس مین اور صفات کا ظہور افعال کے لباس مین واقع ہوتا ہے پس اس التباس مین جو ثابت قدم نہیں اور اسکو کامل یقین و اعتقاد کے موافق جا رہنا نصیب نہیں ہوا وہ تشبیہ مین پڑجاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اسمین اشارہ ہے کہ جب تم سفر کرو تو تبین کرو یعنے اولیاء اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈھو اور ثابت قدم رہو کہ تمکو انکا مشاہدہ ملے ایسا نہو کہ ہاتھ سے نکل جاوے کیونکہ موافق قولہ تعالیٰ قل سیروا فی الارض الآیۃ۔ یعنے تم زمین مین سیر کرو اس حکم کے موافق سفر مین فائدہ یہی ہے اور ثابت قدم و مستقیم رہنے کا یہی موقع ہے واللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہے کہ فوائد سفر کو بتفصیل بعض اکابر نے ذکر کیا اور خلاصہ یہ کہ تو طن دنیا سے دل ہٹ جاوے اور آخرت ہی منزل نظر آوے

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جنکو بدن کا نقصان نہیں اور لڑنے والے اللہ کی راہ مین اپنے مال سے

وَاَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا

اور جان سے اللہ نے بڑائی دی لڑنیوالون کو اپنے مال اور جان سے اُنپر جو بیٹھے ہیں درجہ مین اور سب کو

وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ

وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والون کو بیٹھنے والون سے بڑے ثواب مین بہت درجون مین اپنے ہان کے

وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ

اور بخشش مین اور مہربانی مین اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

لَا يَسْتَوِي۔ نہیں برابر ہوتے۔ الْقٰعِدُوْنَ۔ عن الجہاد۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ بیٹھ رہنے والے جہاد سے مومنون مین سے غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ۔ بالرفع صفۃ والنصب استثناء من زمانۃ او عمی او نحوہ۔ غیر صاحبان ضرر۔ اور اسمین دو قراءۃ ہین ایک تو

اکرمین چھپاتا تھا۔ کذا ذکرہ البخاری تعلیقا مختصراً وقد روی مطولا موصولاً فیما رواہ ابو بکر البزار فی مسندہ عن ابن عباس رضؓ کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ایک سریہ بھیجا جسمین مقداد بن الاسود بھی تھے پھر جب یہ لوگ اس قوم پر پہونچے جہان بھیجے گئے تھے تو دیکھا کہ قوم والے سب بھاگ گئے ہین سوائے ایک شخص کے جسکے پاس مال کثیر تھا وہ نہین بھاگا تھا اسنے کہا کہ اشہدان لا الٰہ الا اللہ۔ مگر مقدادؓ نے اسکی طرف جھک کر اسکو قتل کر ڈالا تو ساتھیون مین سے ایک شخص نے مقداد سے کہا کہ تو نے ایسے شخص کو قتل کر ڈالا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا۔ واللہ مین اس قصہ کو رسول اللہ صلعم سے ذکر کرونگا پھر جب یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے پاس آئے تو انھون نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص نے لا الٰہ الا اللہ سے گواہی دی اسکو مقداد نے قتل کر ڈالا تو فرمایا کہ بلاؤ مقداد کو اور فرمایا کہ او مقداد کیا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا تھا اب تو کل یعنے قیامت کے روز لا الٰہ الا اللہ کا کیا جواب دیگا پس یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا تا آخر آیت پس حضرت صلعم نے مقداد رضہ کو فرمایا کہ ایک مرد مومن اپنا ایمان اپنی قوم کافر کے ساتھ چھپاتا تھا سنے تمہارے سامنے اپنا ایمان ظاہر کر دیا اسکو تو نے قتل کر ڈالا حالانکہ تو بھی اس سے پہلے مکہ مین یون ہی اپنا ایمان چھپاتا تھا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ ۔ سافرتم ۔ اے ایمان والو جب تم سفر کرو ۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔ للجہاد ۔ اللہ تعالےٰ کی راہ مین جہاد کے واسطے فَتَبَیَّنُوْا ۔ تو خوب کھول کر دریافت کر لو مشتق از تبین یعنے خوب چھان پھٹک کر ظاہر کر لینا ۔ وفی قراءۃ بالمثلثۃ فی الموضعین اور حمزہ ؒ کی قراءۃ مین فتثبتوا مشتق از تثبت ہے بثار مثلثہ دونون جگہ یعنے یہان اور آگے ۔ اور بعض نے کہا کہ جمہور کی قراءۃ اولیٰ ہے اسواسطے کہ تبین مین تو تثبت بھی آگیا ہے بنکس کے ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ ۔ بالف ودونہا ای التحیۃ او الانقیاد بقول کلمۃ الشہادۃ التی ہی امارۃ علی الاسلام ۔ یعنے سلم بالف بھی پڑھا گیا اور ایسے ہی ابن عباس کی قراءۃ تھی اور یہی اکثر قرار کی قراءۃ ہے اے سلام اور نافع و ابن عامر و حمزہ کی قراءۃ مین بدون الف کے سلم ہے پس اول تقدیر پر سلام بمعنے تحیہ یعنے معنے معروف مین اور دوسری تقدیر پر یا دونون تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ معنے سلام یا سلم کے انقیاد ہون یعنے اطاعت کے لیے گردن جھکانا اسطرح کہ کلمہ توحید و شہادت زبان سے نکالنا جو کہ دین اسلام کے اعتقاد کا نشان ہے مراد حاصل آنکہ مت کہو اسکو جسنے تمہاری طرف القا سلم کیا یعنے تمکو سلام کیا یا تمپر کلمہ شہادت ظاہر کیا جو اسلام لانے کی نشانی ہے ۔ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۔ تو مومن نہین ہے یعنے مت گمان کرو کہ وہ مومن نہین اور مت برتاؤ کرو اسکے ساتھ ایسا برتاؤ جو کافرون سے کرتے ہو کہ اسکو قتل کر کے اسکا مال لے لو اور سبب نزول کے اعتبار سے مفسر نے کہا ۔ وانما قلت ہذا تقیۃ لنفسک ومالک فتقتلوہ یعنی مت کہو کہ تو مومن نہین اور تو نے جو سلام یا کلمہ شہادت کہا وہ فقط تقیہ کے لیے کہا تا کہ اپنا جان و مال بچا وے پس تم اس سے ایسا کہکر اسکو قتل کرو ۔ تَبْتَغُوْنَ ۔ تطلبون بذلک ۔ تم چاہتے ہو ایسا فعل کرنے سے ۔ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۔ متاعہا من الغنیمۃ ۔ متاع زندگانی دنیا جو غنیمت ہے ۔ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ ۔ اللہ تعالیٰ کے یہان ہین مغانم کثیرہ ۔ تمکو بے پروا کرینگے اس سے کہ تم ایسے شخص کو اسکے مال کے لیے قتل کرو اسمین اشارہ ہے دنیا سے اعراض کرنے اور آخرت کی طرف رجوع کرنیکا اور جملہ تبتغون حال از قولہ لا تقولوا ہے ۔ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ ۔ تعصم دمائکم واموالکم بمجرد قولکم الشہادۃ ۔ ایسے ہی تم تھے پہلے یعنے فقط تمہارے کلمہ شہادت کہنے سے تمہارے خون و مال محفوظ رکھے جاتے تھے ۔ وقال ابن کثیر ۔ قولہ کذلک کنتم من قبل ۔ ای اس حالت سے پہلے تم بھی اسی شخص کے مانند تھے جو اپنی قوم سے اپنا ایمان چھپاتا و خفیہ رکھتا تھا جیسا کہ حدیث مرفوع مین ابھی بیان ہو چکا اور جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض الآیۃ[۱] ۔ اور یہ مذہب سعید بن جبیرؒ کا ہے چنانچہ ثوری رحؒ نے عن حبیب بن ابی عمرہ عن سعید بن جبیرؒ روایت کی کہ قولہ کذلک کنتم من قبل یعنے تم اپنے ایمان کو مشرکون مین چھپاتے تھے ۔ اور عبد الرزاق نے سعید بن جبیر سے اس کلام کی تفسیر مین روایت کی یعنے

[۱] اور یاد کرو جب تم تھے تھوڑے کمزور دبے ہوئے ملک مین ۔ الخ

ستو نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا- اور تین برس ادا کی مدت ہونے اور عاقلہ پر ڈالے جانے مین ویسی ہی ہی جیسے خطاء محض مین بیان ہوئی اور امام مالک
واحمد وابوحنیفہ رح کے نزدیک جہان دیت مغلظہ لازم آتی ہی وہان اسطرح کہ پچیس بنت مخاض اور پچیس بنت لبون وپچیس حقہ وپچیس جذعہ ہی جیساکہ قتل
عمد مین قصاص معاف ہونیکی صورت مین دیت مغلظہ فی الحال قاتل کے مال سے قاتل پر دینی واجب ہوتی ہی پھر مفسر رح نے کہاکہ ہو والعمد آہ یعنے یہ قتل
شبہ العمد اور قتل عمد دونون مین بدرجہ اولی کفارہ واجب ہوگا جبکہ قتل خطا مین واجب ہوتا ہی یعنے بردہ آزاد کرنا اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ دیگر ائمہ
علما کے نزدیک نہین واجب ہی کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قتل عمد اس سے بڑھکر ہی کہ تحریر رقبہ سے اسکا کفارہ ہوسکے مترجم کہتا ہی کہ امام ابوحنیفہ بھی انھین
علما مین سے ہین جیساکہ اوپر مذکور ہوا ہی اور تمام کلام فقہ مین لایق ہی- پھر واضح ہو کہ مفسر رحمہ اللہ نے قولہ تعالی الا خطاء کی تفسیر مین خطا کو اسطرح
تفسیر کیا کہ وہ قتل خطا وقتل شبہ العمد دونون کو شامل ہی پھر جو یہان لکھا کہ وبینت السنۃ ان بین الخطاء والعمد قتلا یسمی شبہ العمد آہ- تو ظاہر یہ بطریق تنزل ہی
کہ فرض کیا جاوے کہ قتل شبہ العمد قرآن سے نہین ثابت ہی تو سنت سے ضرور ثابت ہی یا یہ مراد ہو کہ قرآن سے مجمل ہی اور سنت مین اسکا بیان مفصل ہے- اور
علی ہذا جو لوگ شبہ العمد سے انکار کرتے ہین انکے نزدیک شبہ العمد کوئی قسم ثالث نہین بلکہ داخل خطا ہی غایت آنکہ فی الجملہ حکم مین فرق ہی جو مفسر رح نے
بیان کیا وہ انکے نزدیک نہین بلکہ مانند قتل خطا ہی فافہم- پھر اللہ عزوجل نے قتل مین باوجود فرضیت جہاد کے احتیاط کا حکم فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ
اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ مین تو تحقیق کرو اور مت کہو جو شخص تمھاری طرف سلام علیک کرے
لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ
کہ تو مسلمان نہین چاہتے ہو مال دنیا کی زندگی کا تو اللہ کے ہان بہت غنیمتین ہین تم ایسے ہی تھے
قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا
پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کرو اللہ تمھارے کام سے واقف ہے

ونزل لما مر نفر من الصحابہ برجل من بنی سلیم وھو یسوق غنما فسلم علیہم فقالوا ما سلم علینا الا تقیۃ فقتلوہ واستاقوا غنمہ- نزول اس کلام کا اسوقت ہوا کہ
جب چند نفر صحابہ مین سے گذرے قبیلۂ بنی سلیم مین سے ایک شخص کی طرف جو اپنی بکریان ہانکے لیے جاتا تھا انکو سلام کیا تو بولے کہ اسنے ہمکو سلام نہین
کیا مگر تقیہ سے یعنے اپنے بچاو کے واسطے سلام سے اسلام ظاہر کیا پس اسکو انھون نے قتل کر ڈالا اور اسکی بکریان لوٹ لین **مترجم** کہتا ہی کہ یہ سبب
نزول بخاری وترمذی واحمد وحاکم وسعید بن منصور وابن جریر وابن ابی حاتم وغیرہم نے روایت کیا- اور کہا گیا کہ اس سریہ پر ابوقتادہ رض سردار تھے وامام
احمد کی طویل روایت دیگر مین مذکور ہی کہ قتل کرنے والے کا نام محلم بن جثامہ اور مقتول کا نام عامر بن الاضبط الاشجعی تھا اور ابن جریر کی روایت مین
ابن عمر رض سے اس قصہ مین ہی کہ محلم بن جثامہ نے اسکو بوجہ عداوت جاہلیت کے مار ڈالا تھا اور اسمین مذکور ہو کہ پھر محلم بن جثامہ آکر حضرت صلعم کے
سامنے بیٹھا تاکہ اسکے واسطے آپ استغفار کرین پس آپ نے بددعا دی کہ لا غفر اللہ لک- اللہ تجھے نہ بخشے پھر وہ روتا ہوا اٹھ گیا اور سات دن نہ گذرے
کہ مر گیا پھر اسکے لوگون نے اسکو دفن کیا تو زمین نے نکال پھینکا پس اسکے لوگون نے آکر حضرت صلعم سے عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ زمین تو تمھارے
ساتھی سے بدتر کو قبول کرتی ہی ولیکن اللہ تعالی کو تمہین نصیحت دینا منظور رہی پھر ان لوگون نے اسکو پہاڑ مین پتھرون کے نیچے داب دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی
یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی الارض الآیۃ- اور بخاری رح نے کہا کہ قال حبیب بن ابی عمرۃ عن سعید عن ابن عباس کہا رسول اللہ صلعم نے مقداد کو کہ
اگر ایک مرد مومن اپنا ایمان اپنی قوم کافر سے چھپاتا تھا پھر اسنے ظاہر کیا پس تونے اسکو قتل کر ڈالا حالانکہ تو بھی یون ہی اپنا ایمان اس سے پہلے

اسمین سے نہ نکلے غایت یہ کہ دیگر کبیرہ والون سے دیر مین نکلے اور یہان کوئی ایسی دلیل قائم نہین کہ ہمیشہ دوزخ مین رہیگا جیسے کافرون کے ساتھ خلود بمعنے ہمیشگی بدلیل دیگر آیات واحادیث ہی فافہم پھر مترجم کہتا ہی کہ ابوہریرہؓ سے مانند قول ابن عباسؓ کے روایت کیا گیا اور یہ بھی روایت کیا گیا کہ جو وعید یہان مذکور ہی یہ اُس قتل کی جزا ہی سو اسکو جب پہونچیگی کہ اسکو یہ جزا دیجاوے اور اس صورت مین قول حضرت ابوہریرہ موافق جمہور ہی لیکن ابن عباسؓ کا ظاہر مذہب یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکی توبہ نہین بلکہ ضرور دوزخ مین ڈالا جائیگا اور شاید کہ انکی مراد بھی یہی ہو کہ توبہ نہین مگر مشیت آلہی کے تحت مین داخل ہی او تعالی چاہے اسکو یہ جزا نہ دیوے مگر وہ توبہ سے ظاہر مین ایسا استحقاق نہین پیدا کر سکتا ہی۔ پھر واضح ہو کہ بر تقدیر قول حضرت ابن عباسؓ و انکی موافقت کرنیوالے چند لوگونکے اگر قاتل مذکور دوزخ مین ڈالا بھی گیا یا موافق قول جمہور کے وہ اپنے گناہ کے عوض دوزخ مین ڈالا گیا تو یہ مراد نہین ہی کہ وہ ہمیشہ دوزخ ہی مین رہیگا کیونکہ احادیث متواتر سے ثابت ہو گیا ہی کہ ادنی مقدار چیونٹی برابر بھی ایمان ہوگا وہ بھی دوزخ سے نکالا جائیگا اور سلف مین سے کوئی اسکا قائل نہین ہوا کہ عمداً قتل کرنیوالا کافر ہی اور ابن مردویہ کی روایت ابن عمر مرفوعاً جسمین قاتل عمد کا کافر ہونا مذکور ہی وہ باتفاق محدثین روایت موضوع منکر ہی اور جن احادیث مین مقتول کا قاتل سے اللہ عزوجل کی حضور مین خون کا مطالبہ مذکور ہی تو اُنسے کوئی اعتراض لازم نہین آتا اسواسطے کہ وہ حقوق العباد کے مانند قیامت مین مطالبہ ہونگے اور ظاہر آنکہ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کا مطلب عدم توبہ سے یہ ہی کہ قتل عمداً ایسا کبیرہ ہی کہ اسکے بعد توبہ کی توفیق کمتر حاصل ہوتی ہی گویا حاصل نہین ہوتی بالجملہ جمہور سلف و خلف کا قول قوی بلکہ صحیح ہی کہ مومن کو عمداً قتل کرنیوالا بدون حق شرعی دنادیل کے ایک بڑے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا پھر اگر اُسنے توبہ کی اور ندامت مین ڈوب گیا اور نیک کام کیے تو امید ہی کہ اللہ عزوجل قیامت مین اپنے الطاف وفضل سے اُسکے مقتول کو درجات و کرامات عطا فرما کر راضی کردے اور اس قاتل کو بھی بخشدے اور اگر بدون توبہ مر گیا تو اللہ تعالی کی مشیت پر ہی چاہے بخشدے لیکن ظاہر حالت یہی ہی کہ عذاب پاوے پھر اگر دوزخ مین پڑا تو بالاجماع وہ کسی وقت مین زمانہ دراز کے بعد دوزخ سے نکالا جائیگا بخلاف کافرون کے کہ وہ بدلیل آیات واحادیث کبھی دوزخ سے نہ چھوٹینگے پھر جاننا چاہیے کہ قتل عمد کیواسطے دنیاوی احکام ہین چنانچہ مفسر رح نے لکھا کہ۔ وبینت آیۃ البقرۃ ان قاتل العمد یقتل بہ وان علیہ الدیۃ ان عفی عنہ وسبق قدرہا۔ یعنے سورۂ بقرہ کی آیت نے بیان کردیا کہ عمداً قتل کرنیوالے پر قصاص ہی کہ مقتول کے عوض قتل کیا جائیگا چنانچہ فرمایا ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا الآیہ۔ اور فرمایا۔ کتب علیکم القصاص فی القتلی الآیہ اور آیۃ بقرہ نے یہ بھی ظاہر کردیا کہ اگر قاتل کو قصاص سے عفو کیا جاوے تو اسپر مقتول کی دیت واجب ہی اور مقدار دیت کی اوپر گذری پھر جاننا چاہیے کہ بعض علما نے کہا کہ قتل کی فقط دو قسمین ہین ایک قتل خطا اور ایک قتل عمد اور تیسری کوئی قسم نہین اسواسطے کہ قرآن مجید مین یہی دونون مذکور ہین اور اکثر علما نے کہا کہ تین قسمین ہین ایک خطاء محض دوم خطاء شبہ عمد سوم قتل عمد۔ اور قرآن مجید مین دو قسم کے مذکور ہونیسے یہ لازم نہین آتا کہ اسکا ثبوت شرع مین نہو کیونکہ حدیث سے ثابت ہی چنانچہ مفسر رح نے کہا دبینت السنۃ ان بین العمد والخطاء قتلاً یسمی شبہ العمد وہو ان یقتلہ بما لا یقتل غالبا فلا قصاص فیہ بل دیۃ کالعمد فی الصفۃ والخطاء فی التاجیل والحمل وہو والعمد اولی بالکفارۃ من الخطاء۔ کہ سنت پاک نے بیان کردیا کہ عمد و خطا کے درمیان ایک قسم کا قتل ہی جسکو شبہ عمد کہتے ہین اور وہ اسطرح ہی کہ ایسی چیز سے قتل کرے جس سے غالباً قتل نہین کیا جاتا اور یہی امام شافعیؒ و امام ابویوسف و امام محمد کا قول ہی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ایسی چیز سے مارے جو ہتھیار یا اسکے حکم مین نہین ہی اور شاید یہ بنا بر اینکہ قتل عمد وہ قتل ایسی چیز سے جو دھاردار مانند تلوار و خنجر و نیزے کی انی و چھُرا و مانند اسکے جیسے بڑے بھاری پتھر کے ہی جیسا کہ عطاء و نخعی وغیرہ سے منقول ہی بالجملہ اس شبہ عمد کا حکم یہ ہی کہ اسمین قصاص نہین بلکہ دیت لازم آتی ہی اور اسمین اتفاق ہی غیر ازینکہ امام مالک رح شبہ عمد کے قائل ہی نہین ہین پھر امام شافعی رح کے نزدیک یہ دیت اپنی صفت مین تو مانند قتل عمد کی دیت کے ہی یعنے دیت مغلظہ مین تہائی یعنے تین دھائی حقہ اور اسیقدر جذعہ اور چالیس خلفہ ہی اور پانچ قسم کے

مع اللہ الٰہا آخر الآیۃ - گو ابن عباس نے کہا کہ یہ اہل شرک کے حق میں ہے مترجم کہتا ہے معنے یہ کہ وہاں آیت میں جو قتل نفس سے توبہ مذکور ہے تو یہ اس شخص کے
حق میں جسنے حالت شرک میں کسی نفس کو قتل کیا تھا تو اسکی توبہ قبول ہے اور یہاں جو ہمیشہ کا عذاب مذکور ہے اور توبہ نہیں ہے تو یہ اس شخص کے حق میں جو مومن ہو
پھر اُسنے دوسرے کو مومن جانکر قتل کیا - پھر مانند قول ابن عباسؓ کے نسائی نے زید بن ثابت سے بھی روایت کیا اور ایسا ہی سلف میں سے حضرت ابو ہریرہؓ
و عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور ابو سلمہ و عبید بن عمیر و حسن و قتادہ و ضحاک سے منقول ہے کما ذکرہ ابن ابی حاتم مترجم کہتا ہے کہ ابو ہریرہؓ سے اسکے ثبوت میں
کلام ہے جیسا کہ اسکے اشارہ سے معلوم ہوگا - بالجملہ ان اقوال سے اتنا تو ضرور ثابت ہے کہ یہ فعل بڑا سخت گناہ ہے پھر جمہور سلف و خلف و ائمہ علماء مجتہدین کے
نزدیک یہ قتل اگرچہ بڑا کبیرہ گناہ ہے لیکن قاتل کی مغفرت ہو سکتی ہے بدلیل قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء الآیۃ اور امام
ابو حنیفہؒ و انکے اصحاب و امام شافعی و جماعت علماء کے نزدیک جو شخص کہ عمداً قاتل ہے وہ بھی لمن یشاء کی تحت میں داخل ہے خواہ توبہ کرکے مرا ہو یا بلا توبہ
مرا ہو - اور پھر آیۃ الفرقان میں فرمایا والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر الا من تاب الآیۃ پس وہاں قتل نفس پر توبہ مقبول ہے اور یہ جو ابن عباسؓ سے
یہاں کی آیت کا ناسخ ہونا مذکور ہے تو یہ ٹھیک نہیں اسواسطے کہ نسخ تو امر و نہی اور جو انکے معنے میں ہو اسپر طاری ہوتا ہے اور محل وعد و وعید پر جیسے
یہاں ہے اسپر نسخ طاری نہیں ہوتا کما صرح بہ المفسر فی الاتقان - اور نیز احادیث صحیحہ میں قتل نفس پر عفو مذکور ہے چنانچہ حدیث عبادہ بن الصامت
میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہمسے عہد لیا کہ تم لوگ بیعت دو کہ نہ شرک کرو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور نہ زنا کرو اور نہ قتل کرو نفس کو جسکو حرام کر دیا
اللہ تعالیٰ نے الا بالحق الحدیث اور اسمیں ہے کہ پھر جسنے اسمیں سے کوئی بات کی اور اللہ تعالیٰ نے اسکا پردہ چھپا دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے
چاہے اُسکو عفو کرے اور چاہے عذاب کرے کما رواہ البخاری و مسلم اور ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ایک قصہ مذکور ہے کہ اگلی امتوں میں سے کسی میں سے ایک نے
بہت قتل کیے اور پھر نادم ہو کر اپنے دین کے عالم تلاش کرتا تھا کہ میرے لیے بھی توبہ ہے یا نہیں آخر اُسنے سو پورے کیے اور پھر اسکی توبہ قبول ہوئی
اور نیز ایک کا قصہ دو گانوں کے درمیان میں مرنیکا جو توبہ کیواسطے جس گانوں میں عالم پاس جاتا تھا اس سے ایک بالشت قریب تھا اسکی توبہ قبول
ہوئی یہ صحیح مسلم وغیرہ کی احادیث میں مذکور ہیں پس یہ احادیث صحیحہ و آیات کریمہ مع عموم توبہ حجت صحیح ہیں کہ قاتل عمد بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں داخل ہے
اگرچہ بلا توبہ مرجاوے اور اگر توبہ کرے تو اسکی توبہ مقبول ہے کیا نہیں دیکھتے کہ شرک و کفر و مرتدی کی توبہ قبول ہے تو قتل عمد ہر حال اس سے کم ہے - اب رہا یہ
کہ بدلیل قولہ تعالیٰ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء یہ ثابت ہوا کہ سوائے شرک کے سب مغفور ہو سکتا ہے لیکن اس آیت کریمہ میں تو جہنم میں خلود اور غضب
الٰہی اور لعنت و عذاب عظیم مذکور ہے اور یہ تمام وعید ہے تو اسکا جواب وہ ہے جو مفسرؒ نے دیا کہ ہذا ماؤل بمن استحلہ - یعنے آیت کی تاویل یہ ہے کہ یہ ایسے قاتل کے
حق میں ہے جسنے مومن کو عمداً ناحق قتل کرنا حلال جانا اور قتل کیا پس وہ اسطرح حلال جانکر قتل کرنے سے کافر اور مستحق خلود ہوا - اور اسمیں شک نہیں
کہ اگر کسی نے دوسرے مومن کو قصاص میں عمداً قتل کیا تو وہ بالکل اس وعید کا مستحق نہیں ہے اور دوسرا جواب یہ کہ - ہذا جزاءہ ان جوزی ولا بدع
فی خلف الوعید - یعنے یا یہ جواب ہے کہ آیت میں یہ معنے ہیں کہ یہ وعید عذاب جو مذکور ہوئے ایسے قاتل کی سزا ہے بشرطیکہ سزا دیا جاوے اور اسمیں کچھ عجب
نہیں کہ وعید میں برخلاف واقع ہو - یعنے یہ کوئی عجیب انوکھی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو عذاب دینے کی وعید فرمائی ہے اسکو اپنے کرم سے معاف
کرکے برخلاف اسکے استحقاق عذاب کے اسکو معاف کردے اور ابو مجلزؒ سے روایت ہے کہ فرمایا یہ جو آیت میں مذکور ہے ایسے قاتل کی جزا ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ
چاہے کہ اس جزا سے درگذر فرماوے تو وہ قادر ہے ایسا کرے رواہ ابو داؤد وغیرہ وقد رواہ الطبرانی عن ابی ہریرۃ مرفوعاً ولم یصح - و لیکن ابو ہریرہ اور ایک جماعت سلف سے مانند
قول ابو مجلزؒ کے صحیح ہوا کما ذکرہ ابن کثیر اور **بیضاوی** نے تیسرا جواب دیا کہ کبیرہ گناہ ہونے سے مستحق جہنم ہوا جیسے اور کبائر کا حال ہے مع مزید
عذاب عظیم - ہاں حرف لفظ خلود میں تامل ہے تو خلود بمعنے مکث طویل ہے یعنے بہت مدت تک دوزخ میں پڑا رہنا - مگر اس سے یہ لازم نہیں کہ کبھی

## عَذَابًا عَظِيمًا ٥

بڑا عذاب

مترجم کہتا ہی کہ معالم التنزیل مین محی السنہ نے ذکر کیا کہ نزول اس آیت کا مقیس بن ضبابۃ الکندی کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ وہ اور اسکا بھائی ہشام دونون مسلمان ہوے تھے پھر اسنے اپنے بھائی ہشام کو بنو النجار کے محلہ مین مقتول پایا اور رسول اللہ صلعم سے آکر ذکر کیا پس آپ نے بنی فہر مین سے ایک دو کو اسکے ساتھ بنو النجار کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ رسول اللہ صلعم تمکو حکم دیتے ہین کہ اگر تم ہشام بن ضبابہ کے قاتل کو جانتے ہو تو اسکو مقیس کو دیدو تاکہ وہ اس سے قصاص لیوے اور اگر تم نہ جانتے ہو تو مقیس کو مقتول کی دیت دیدو پس فہری نے انکو پیغام پہونچایا تو انھون نے کہا کہ اللہ و رسول کی فرمانبرداری بسر وچشم اور ہمکو اسکا قاتل نہین معلوم لیکن ہم اسکی دیت دیتے ہین پس اسکو سنو اونٹ دیے پھر دونون اونٹ لیے ہوے مدینہ کو لوٹے پھر شیطان نے مقیس کے دل مین وسوسہ ڈالا کہ تو اپنے بھائی کی دیت قبول کرتا ہی یہ ہمیشہ کو تیرے نام پر داغ رہیگا تو اپنے ساتھی کو قتل کر دے کہ ایک جان کے بجاے ایک جان ہو جاوے اور دیت بڑھتی رہے پس فہری کو غافل کر کے اسکے سر پر بڑا پتھر زور سے مارا کہ سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا اور خود ایک اونٹ پر سوار ہو کر باقی اونٹ ہانک کر کافر ہو کر مکہ کو روانہ ہوا پس اسکے حق مین نازل ہوا قولہ **وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا**۔ اور جو کوئی قتل کرے کسی مومن کو متعمداً مفسر جلال رح نے کہا۔ بان یقصد قتلہ بما یقتل بہ غالباً عالماً بایمانہ یعنے قتل متعمد کے یہ معنے کہ بانیطور قتل کرے کہ قصد کرے اسکے قتل کا ایسی چیز کے ساتھ جس سے غالباً قتل ہو جاتا ہی درحالیکہ اسکے ایماندار ہونے کو جانتا ہو۔ **فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا**۔ پس جزا اُسکی جہنم ہی درحالیکہ اسمین خلود سے رہیگا۔ معالم مین کہا یہ حکم بسبب مقیس مذکور کے کافر و مرتد ہو جانے کے ہے اور یہ وہی مقیس بن ضبابہ ہی کہ فتح مکہ کے روز تمام سب جنکو نبی صلعم نے امن دیدی تھی انہین سے استثنا مین اس مردود کو بھی مستثنیٰ کیا تھا پس یہ مردود کعبہ کے پردون سے لٹکا اور وہین قتل کیا گیا مترجم کہتا ہی کہ علی ہذا یہ حکم مخصوص ایسے قاتل کے ساتھ ہوگا جسنے قتل عمد کے ساتھ کفر و ارتداد اختیار کیا ہو جیسے مقیس بن ضبابہ مذکور بعد قتل کے مرتد ہو گیا تھا کما قال محی السنہ پھر فرمایا۔ **وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ**۔ اور غضب کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے قاتل پر۔ **وَلَعَنَهُ**۔ ابعدہ من رحمتہ۔ اور دور کر دیا اللہ تعالیٰ نے ایسے قاتل کو اپنی رحمت سے۔ **وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا**۔ فی النار۔ مہیا کیا اسکے لیے اللہ تعالیٰ نے عذاب عظیم۔ یعنے دوزخ کے اندر پھر جس عذاب کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فرمایا تو نعوذ باللہ تعالےٰ اسکی مقدار بندے کے خیال مین نہین آسکتی ہے۔ اور حق عز و جل نے اس کبیرہ گناہ کو آیات مین شرک سے ملا کر بیان فرمایا ہی کما سبق و یاتی انشاء اللہ تعالے اور صحیح احادیث مین اسکی مذمت مذکور ہے چنانچہ ایک حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے کے نزدیک دنیا کا زوال ایک مسلمان کے قتل سے خفیف ہی۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ اگر آسمان والے اور زمین والے لوگ ایک مسلمان کے قتل پر مجتمع ہون تو اللہ تعالے ان سب کو اوندھے منھ آگ مین ڈالیگا اور دوسری حدیث مین ہے کہ جسنے اعانت کی ایک مسلمان کے قتل پر اگرچہ ایک فقرہ بات "سے" ہو تو آویگا قیامت کے دن درحالیکہ اسکی دونون آنکھون کے بیچ مین لکھا ہوگا کہ یہ نا امید ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور مفسر جلال نے لکھا و عن ابن عباس رض انہا علی ظاہرہا و انہا ناسخۃ لغیرہا من آیات المغفرۃ۔ اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اس آیت مین کچھ تاویل نہین اور یہ اپنے ظاہر معنون پر ہی اور یہ آیت تو اور آیات مغفرت کی منسوخ کرنے والی ہے چنانچہ سعید بن جبیر نے کہا کہ اہل کوفہ نے اس آیت مین اختلاف کیا تو مین سفر کر کے ابن عباس رض کے پاس گیا۔ اور اسکو دریافت کیا تو انھون نے کہا کہ قولہ ومن یقتل مومنا متعمدا الآیہ تو آخر مین نازل ہوئی ہی اور اسکو کسی آیت نے منسوخ نہین کیا رواہ البخاری و مسلم و ابو داود و غیرہم — اور قولہ تعالےٰ والذین لا یدعون

وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ۔ اور آزاد کرنا رقبہ مومنہ کا۔ علی قاتلہ واجب ہی اسکے قاتل پر۔ مترجم کہتا ہی کہ مومن مقتول ہین اول تحریر رقبہ
پھر دیت فرمائی اسواسطے کہ اسکی دیت ہونہین بسبب مدعیون کی قوت کے گمان نہین اور مقتول ذمی ہین پہلے دیت دینے کو فرمایا بغرض
اہتمام کے واسکے وجوہ اور بھی ہین فافہم۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ۔ الرقبۃ بان فقدہا اوما یحصلہا بہ۔ پھر جسنے نہ پایا یعنے رقبہ مومنہ کو نہ پایا خواہ
اس وجہ سے کہ رقبہ مومنہ ملتا ہی نہین یعنے مومن باندی یا غلام کا وجود ہی نہین یا اسطرح کہ جس چیز کے عوض اسکو حاصل کرسکتا ہی وہ اسکے
پاس نہین یعنے معاوضہ نہین ہی کہ دیکر رقبہ مومنہ حاصل کرے۔ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ۔ تو دو مہینے کے روزے پے درپے علیہ کفارۃ۔
واجب ہین اسپر بطور کفارہ کے پس دونون مہینہ کے روزے پے درپے بدون درمیان مین افطار کرنیکے ادا کرے اور اگر بدون عذر مرض یا حیض
یا نفاس کے افطار کیا تو ازسرنو پھر شروع کرے اور سفر مین اختلاف ہی ایک قول یہ کہ ازسرنو شروع کرے اور دوم یہ کہ وہ بھی افطار مین عذر ہی
پھر اگر وہ شخص روزے رکھنے کی بھی استطاعت نہین رکھتا تو آیا روزے سے منتقل ہوکر ساٹھ مسکینونکو کھانا دیدے جیسے کفارہ ظہار مین ہی یا نہین
تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ نہین۔ چنانچہ مفسر رح نے کہا ولم یذکر اللہ تعالیٰ الانتقال الی الطعام کالظہار وبہ اخذ الشافعی فی اصح قولیہ کہ یہان اللہ تعالیٰ
نے روزے سے کھانا دینے کی طرف منتقل ہونا ذکر نہین فرمایا جیسے کفارہ ظہار مین ذکر فرمایا ہی پس طعام کی طرف منتقل نہوگا اور امام شافعی کے ایہین
دونون قول ہین لیکن اصح قول یہی ہی اور امام ابو حنیفہ کا یہی قول ہی اور یہ جو مفسر رح نے کہا کہ یہان اللہ تعالیٰ نے طعام کی طرف منتقل ہونا ذکر
نہین فرمایا اسکے معنے یہ ہین کہ اگر عدول الی الطعام اس کفارہ مین ہوتا تو یہ بھی منجملہ واجبات کے ہوتا اور واجب کے ذکر و بیان مین ضرورت کے
وقت سے تاخیر کردینا بالاتفاق نہین روا ہی پس معلوم ہوا کہ طعام کے طرف انتقال یہان نہین ہی اور بعض علمانے کہا کہ اگر روزے نہ رکھ سکے
تو ساٹھ مسکینونکو مانند کفارہ ظہار کے کھانا دیوے اور یہان اسکا ذکر اسلیے نہین کہ مقام تہدید و تخویف ہی پس اطعام جسمین تسہیل و ترخیص ہی
یہان مذکور ہونا مناسب نہین ہی ولا یخفی مافیہ من الضعف۔ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ۔ مصدر منصوب بفعلہ المقدر۔ یعنے نصب اسکو بنا برآنکہ مفعول
مطلق واقع ہی فعل محذوف کا ای تاب توبۃ من اللہ بمعنے تاب اللہ علیہ توبۃ۔ قبول کی اللہ تعالیٰ نے توبہ اس قاتل خطا کار کی۔ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلِيمًا۔ بخلقہ۔ دانا ہی اپنے مخلوق کا۔ حَكِيمًا۔ فیما دبرہ لہم۔ یعنے جو اپنے مخلوق کے لیے انتظام و تدبیر مقرر کردی اسمین حکمت والا ہی
واضح ہو کہ کفارہ یعنے بردہ آزاد کرنا سب صور تونمین قاتل کے مال سے واجب ہی لیکن امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قتل عمد مین جسکا بیان آگے
آتا ہی کفارہ نہین ہی کیونکہ وہ محض کبیرہ گناہ ہی اور کفارہ مین ایک معنے عبادت کے ہین پس دوسری قسم کے قتل پر اسکا قیاس نہین ہوسکتا پھر
عاقلہ پر نہین ہی ۱۲
واضح ہو کہ جو دیت کامل مذکور ہوئی یعنے سو اونٹ تو یہ مرد آزاد مسلمان کی ہی اور اگر مملوک ہو تو منجملہ اسکے احکام کے یہ ہی کہ خطا مین اسکے جو کچھ قیمت
ہو وہ واجب ہوتی ہی۔ پھر اگر اونٹ نہ ملین تو درم یا دینار سے واجب ہی اور ایک قوم نے کہا کہ دیت مین واجب سو اونٹ ہین یا ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار
درم یہ قول عروہ بن الزبیر و حسن بصری کا و مذہب امام مالک کا ہی اور ایک قوم نے کہا کہ وہ سو اونٹ یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درم ہین۔ یہی قول سفیان
الثوری و ابو حنیفہ وغیرہم کا ہی قال فی المعالم اور عورت کی دیت مرد سے آدھی ہی اور مجوسی کی دیت پانچوان حصہ ہی۔ پھر کہا کہ عمر رض سے روایت ہی کہ
مجوسی کی دیت آٹھ سو درم ہین اور یہی قول سعید بن المسیب و حسن بصری کا اور مذہب شافعی کا ہی قال المترجم اور یہی مفسر جلال رح نے
تفسیر مین ذکر کیا ہی۔ اور اختلاف مین نے اوپر ذکر کردیا ہی فافہم۔ اب آگے بڑا کبیرہ قتل عمد فرمایا

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ

اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کرکر تو اسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہے اسمین اور اللہ اسپر غضب ہوا اور اسکو لعنت کی اور اسکے واسطے طیار کیا

تین برس مین ادا کرین اور پھیلاوٹ اسطرح کہ جو مالدار تونگر ہو وہ آدھا دینار اور جو اوسط درجہ کا ہو وہ چوتھائی دینار ہر سال مین ادا کرے اور مجموعہ اسکا تعداد دیت کو پورا کرنے والا ہونا چاہیے پھر اگر عاقلہ اسکو ادا نکرین مثلاً تھوڑے لوگ ہین کہ اس مقدار سالانہ سے پوری دیت نہین ہو سکتی ہو تو مقدار بڑھائی نجائیگی مثلاً یہ نہوگا کہ ہر شخص پانچ پانچ دینار یا کم و بیش سالانہ دیوے بلکہ باقی کو بیت المال سے دیا جاویگا اور اگر بیت المال سے ادا کرنا بھی کسی عذر شرعی سے متعذر ہو تو پھر خود قاتل کے مال سے ادا کیجائیگی اور مترجم کہتا ہے کہ اسکی تفصیل فتاوی عالمگیریہ وغیرہ مین مفصل معلوم کرنی چاہیے ہان یہ رہا کہ کس وقت سے تین برس مین ادا کرین تو امام مالک و شافعی و احمد رحمہم اللہ کے نزدیک تو شروع اسکا قتل کیوقت سے ہوگا اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک شروع اسکا اسوقت سے ہوگا جسوقت کہ مقدمہ مین حاکم نے دیت مذکورہ کا عاقلہ پر حکم دیا ہو پس اس تاریخ سے تین برس مین ادا کرین۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے حدیث صحیح بخاری کو نقل کیا کہ آنحضرت صلعم نے خالد بن الولید کو بنو جذیمہ کے اوپر روانہ کیا اور خالد نے انکو اسلام کی طرف بلایا وہ گھبراہٹ مین اسلمنا تو نہین کہتے جو خوب تھا بلکہ صبانا صبانا کہنے لگے پس خالد نے انکو قتل کرنا شروع کیا پھر یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی آپ نے اپنے دونون ہاتھ اُٹھائے اور دعا مانگی کہ۔ اللھم انی ابرا الیک مما صنع خالد۔ یعنے ای میرے پروردگار مین تیری جناب مین اس فعل سے جو خالد نے کیا ہی برأت و بیزاری کرتا ہون۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا کہ انکے مقتولونکی دیت اور انکے اموال تلف ہونیکا تاوان دیا الی آخر الحدیث پھر شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اس حدیث سے یہ حکم لیا جائیگا کہ اگر امام کے نائب سے یا امام سے قتل خطا واقع ہو تو مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کیجائے قال المترجم و فیہ نظر والکلام فیہ الیق بالفقہ۔ یہ بیان تو ایسے مومن کی خطا سے مقتول ہونیکا تھا جو دارالاسلام مین چوکنے سے مقتول ہوا فَاِنۡ كَانَ۔ المقتول۔ پھر اگر ہو وہ شخص جو خطا سے مقتول ہوا۔ مِنۡ قَوۡمٍ عَدُوٍّ۔ حرب۔ لَّكُمۡ۔ ایسی قوم سے جو تمھارے عدو ہین یعنے ایسے کافرون مشرکون سے جنسے تمسے حرب و لڑائی ہی کوئی صلح و ذمہ نہین ہی۔ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ۔ اور حال یہ کہ یہ شخص مقتول ان دشمنون مین سے خود مسلمان تھا کیونکہ اگر کافر ہو در حالیکہ وہ قوم حربی ہی تو اسکا خون باطل و ہدر ہی حاصل آنکہ اگر خطا سے جو قتل ہوا وہ قوم حربی مین سے ہو گر یہ مقتول ایماندار تھا تو۔ فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ۔ علی قاتلہ کفارۃ ولا دیۃ تسلم الی اھلہ لحربہم۔ آزاد کرنا رقبہ مومنہ کا واجب ہی اسکے قاتل پر بطور کفارہ کے اور اس صورت مین کچھ دیت نہین کہ اسکے وارثون کے سپرد ہو اسلیے کہ اسکے وارث لوگ تو حربی کافر ہین وَاِنۡ كَانَ۔ المقتول۔ اور اگر ہو وہ شخص جو قتل ہوا۔ مِنۡ قَوۡمٍ۔ ایسی قوم مین سے کہ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيثَاقٌ۔ جنکے اور تمھارے درمیان مین میثاق ہی۔ عہد کاہل الذمۃ۔ یعنے عہد ہی جیسے ذمی لوگ۔ یعنے وہ لوگ جو جزیہ قبول کرکے مسلمانون کے عہد و ذمہ مین داخل ہو کر مطیع ہوئے ہین اگرچہ وہ اپنے دین پر ہین فَدِيَةٌ لہ۔ تو دیت ہوگی مقتول کے لیے جو۔ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ۔ سپرد ہوگی اس مقتول کے لوگون کو۔ وہی ثلث دیۃ المؤمن ان کان یہودیا او نصرانیا۔ و ثلثا عشرہا ان کان مجوسیا۔ اور مقدار اس دیت کی مومن کی دیت کی تہائی ہوگی بشرطیکہ یہ ذمی مقتول کوئی یہودی یا نصرانی ہو۔ اور دسوین حصہ کی دو تہائی ہوگی اگر یہ مقتول مجوسی ہو تفسیر ابن کثیر مین ہی کہ اگر ذمیون مین سے یہ مقتول مسلمان ہو تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر کافر ذمی ہو تو اختلاف ہی ایک گروہ علما کے نزدیک کافر ہونیکی صورت مین بھی پوری دیت ہوگی قال فی المعالم یہی قول ابن مسعودؓ سے مروی اور مذہب امام ابو حنیفہ و ثوری کا ہی درمثال، کافرون کے ملک مین انمین سے ایک شخص مومن مسلمان ہوگیا جسکو کافرون نے ایذا دینی شروع کی اور مارتے تھے کہ اتنے مین مسلمانونکے لشکر نے اس ملک پر چڑھائی کی اور لڑائی ہونے کے بعد بزور شمشیر اسکو فتح کیا اور کسی غازی نے اس مومن کو جو کافرونمین سے مسلمان ہوگیا بدون جانے ہوئے یہ سمجھکر کہ کافرون مین سے ہی قتل کر ڈالا تو یہ حکم ہی کہ فقط بردہ آزاد کرے فلیتامل اور ایک گروہ نے کہا کہ مومن کی دیت کا آدھا واجب ہوگا و فی المعالم یہی قول عمر بن عبدالعزیز و مذہب امام مالک و احمد ہی اور تیسرا قول وہ ہی جو مفسر جلال رح نے ذکر کیا اور یہی قول حسن و سعید بن المسیب اور مذہب امام شافعی رح کا ہی

ہو یا بلغ نہو - اور یہی جمہور کا قول ہی کما قال ابن کثیر لیکن تردد یہ ہی کہ مومن ہونیکا اعتبار صغیر مین ہو گا یا نہین تو جمہور نے عقل کا اعتبار کیا اور
ابن جریر نے یہ اختیار کیا کہ اگر اسکی مان و باپ دونون مسلمان موجود ہون تو کافی ہی ورنہ نہین - اور ابن عباس رض شعبی و نخعی و حسن بصری کے نزدیک صغیر
نہین کافی ہی اور قتادہ سے مروی ہی کہ مصحف ابی بن کعب مین رقبۃ مومنۃ کے ساتھ لایجزی فیہا صبی کی تفسیر بھی لکھی ہوئی تھی - اور امام احمد نے
باسناد صحیح روایت کی کہ انصار مین سے ایک شخص ایک حبشی باندی لایا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مجھپر ایک مومنہ بردہ آزاد کرنا واجب ہی پس اگر آپ کے
علم مین یہ مومنہ ہو تو اسکو مین آزاد کر دون آنحضرت صلعم نے باندی کو فرمایا کہ تو گواہی دیتی ہی کہ لا الٰہ الا اللہ کوئی معبود نہین جسکی عبادت راست ہو سوائے
اللہ تعالیٰ کے - تو باندی نے کہا کہ ہان پھر آپنے فرمایا کہ تو گواہی دیتی ہی کہ مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون اسنے کہا کہ ہان - پھر آپنے فرمایا کہ تو ایمان لاتی ہی کہ موت کے بعد
قیامت پر مردے اُٹھائے جاوینگے اُسنے کہا کہ ہان - تو آنحضرت صلعم نے انصاری کو فرمایا کہ اسکو آزاد کر دے وقد روینا ہذہ القصۃ فی الموطا و مسند الشافعی و احمد و صحیح مسلم و
سنن ابی داؤد و النسائی نحوما ذکر - امر دوم جو واجب ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ خطا سے قتل کرنیوالا مقتول کے اہل کو یعنے لوگونکو جو اسکے وارث ہین مقتول کی دیت دیوے
بشرطیکہ وہ لوگ معاف نہ کرین اور اگر معاف کرین تو معاف ہو جائیگا اور قولہ الا ان یصدقوا - مگر آنکہ وہ لوگ تصدق کر دین اسمین اشارہ ہی کہ خطا کی صورتون مین بھی
درگذر کرنا اولیٰ ہی اور صدقہ کا ثواب حاصل ہو گا اور چاہین تو دیت لے لین اگر صدقہ کی لیاقت نہ ہو قال المفسر رح و بینت السنۃ انہا مأۃ من الابل عشرون بنت مخاض وکذا
بنات لبون و بنو لبون و حقاق و جذاع و انہا علی عاقلۃ القاتل - وہم عصبتہ الا الاصل و الفرع موزعۃ علیہم علی ثلث سنین علی الغنی منہم نصف دینار و المتوسط
ربع کل سنۃ فان لم یفوا فمن بیت المال فان تعذر فعلی الجانی - مفسر رح نے اجتہاد امام شافعی رح کے موافق دیت کی تفصیل کی اور مترجم اسمین اختلاف
ائمہ خصوصاً مذہب امام ابو حنیفہ رح بھی بیان کرتا جائیگا - پس سنت نے اس دیت کو جو آیت مین مجمل مذکور ہی یون بیان فرمادیا کہ دیت سو
اونٹ ہین یعنے اونٹ جو ایک جنس جانور کی ہی یہ سو عدد ہین مع نر و مادہ اور اسمین کچھ خلاف نہین پھر ان سو عدد کی تفصیل یہ ہی کہ بیس یعنی دو دہائی
تو بنت مخاض اور اسیقدر بنت لبون اور اسیقدر ابن لبون اور اسیقدر حقہ اور اسیقدر جذعہ جملہ بڑے چھوٹے سو ہوئے یہی امام مالک کا قول ہی اور قول امام
ابو حنیفہ و امام احمد کا بھی یہی ہی صرف اتنا فرق ہی کہ بیس ابن لبون کے بدلے بیس ابن مخاض ہوے چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلعم نے دیت خطا مین حکم دیا کہ بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض نر اور بیس بنت لبون اور بیس جذعہ اور بیس حقہ دیوے رواہ النسائی
و احمد و الترمذی و غیرہم من اہل السنن و قد روی عن عبد اللہ موقوفا کما روی عن علی و طائفۃ - اور نیز سنت پاک نے بیان فرمایا کہ دیت ادا کرنا اس
قاتل کے عاقلہ پر واجب ہوتی ہی خود قاتل کے مال پر نہین ہوتی ہی اور امام شافعی رح نے فرمایا کہ مین تو اس بات مین کوئی مخالف نہین جانتا کہ رسول اللہ صلعم
نے دیت ادا کرنیکا حکم عاقلہ پر دیا ہی اور یہ جو امام شافعی رح نے فرمایا یہی اصح ہی پھر مفسر رح نے عاقلہ کو بیان کیا کہ عاقلہ وہ لوگ ہین جو عصبہ ہون مگر سوائے
اصل و فرع کے یعنے سوائے باپ اور سگے دادا و پردادا کے جہانتک اوپر ہون اور سوائے بیٹے و سگے پوتے و پرپوتے وغیرہ کے جہانتک نیچے ہون - پس
اصل و فرع کے سوائے بھائی و چچا و اُنکی اولاد وغیرہ جو عصبات رہے وہ عاقلہ ہین اور یہی امام مالک و امام احمد کا قول ہی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک
عاقلہ وہ لوگ ہین جنکے نامون کے ساتھ دیوان مین اسکا نام درج ہی اور یہ مفصل ترجمہ عالمگیری سے معلوم ہو سکتا ہی اور مترجم نے بلفظ مددگار
برادری اسکا ترجمہ اختیار کیا ہی اور احادیث مین اسقدر مذکور ہی کہ آنحضرت صلعم نے عاقلہ پر دیت کا حکم دیا چنانچہ ہذیل کی دو عورتونکی لڑائی جنمین
ایک حاملہ تھی اور حاملہ کو دوسری کا پتھر مارنا جس سے وہ مر گئی اس مقدمہ مین جو شبہ العمد یعنے خطا مشابہ عمد ہی حضرت صلعم نے قاتلہ عورت کے
عاقلہ پر مقتول کی دیت دینے کا حکم دیا - کما رواہ البخاری و مسلم - بہر حال عاقلہ کوئی ہون لیکن اس دیت کے ادا کرنے و برتنے ڈالنے کی کیفیت اسطرح ہی
جیسے مفسر رح نے لکھا کہ - موزعۃ علیہم الخ ای تجب موزعۃ الخ یعنے عاقلہ پر یہ دیت مذکورہ ادا کرنی اس حال سے واجب ہوتی ہی کہ انپر پھیلا دیجاتی ہی کہ

ڈالا اور قسم کھائی کہ نہ کھولوں جبتک کفر نہ کرے۔ عیاش پڑے رہے جبتک پڑے رہے آخران لوگوں کی مراد کے موافق کہدیا اور کھلے۔ پھر حرث بن یزید بن ابی نیسہ نے آکر کہا کہ اگر تو راہ پر تھا تو اب تو نے ہدایت چھوڑی اور اگر گمراہی پر تھا تو گمراہ تھا اس بات سے عیاش کو غصہ آیا اور کہا کہ واللہ اگر تنہا پاؤنگا تو تجھے ٹکڑے کر دونگا پھر اسکے بعد عیاش مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کر گئے پھر اسکے بعد حرث بن زید بھی مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کر گئے ولیکن عیاش کو معلوم نہوا۔ اتفاق سے عیاش نے حرث کو حرہ میں دیکھکر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا یہ سمجھکر کہ وہ کافر ہے پھر لوگوں نے کہا کہ تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کیا کہ مسلمان کو قتل کر ڈالا وہ پریشان ہوکر حضرت صلعم کے پاس مقام آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میرا اور حرث کا قصہ وماجرا آپ کو معلوم ہے اور مجھے اسکے اسلام کا حال معلوم نہوا جتنے میں اسکو قتل کیا تب یہ آیت نازل ہوئی قال المترجم رواہ ابن جریر وابن المنذر عن السدی وقد رواہ ابن جریر عن عکرمہ اور شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ مجاہد اور بہتوں نے کہا کہ نزول اسکا عیاش بن ابی ربیعہ کے حق میں ہوا پھر مختصر روایت مذکورۂ بالا کو ذکر کیا اور اسمیں حرث بن یزید الغامدی مقتول کا نام اور بروز فتح مکہ قتل کرنا مذکور ہے اور روایت عکرمہ میں حرث بن یزید از بنی عامر بن لوئی مذکور ہے واللہ اعلم پھر ابن کثیر نے ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن بن زید اسلم نے کہا کہ یہ ابوالدرداءؓ کے حق میں نازل ہوا کہ انہوں نے لڑائی میں ایسے شخص کو قتل کیا جسنے کلمۂ ایمان زبان سے کہا تھا پھر نبی صلعم سے کہا کہ اس نے بچاؤ کیواسطے کہدیا تو آپ نے انکار کیا اور کہا کہ تو نے اسکا دل کیوں نہیں چیر کر دیکھ لیا مترجم کہتا ہے کہ صحیحین میں ایسا قصہ تو اسامہ بن زید کے حق میں مروی ہے واللہ اعلم شاید دو قصہ واقع ہوے ہوں بالجملہ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ کسی مومن کو روا نہیں کہ اپنے مومن بھائی کو کسی وجہ سے قتل کرے اور صحیحین میں ابن مسعودؓ سے جو ثابت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو آدمی مسلمان گواہی دیتا ہو کہ لا الٰہ الا اللہ اور گواہی دیتا ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اسکا خون حلال نہیں مگر تین باتوں میں سے ایک بات پائی جانے سے ایک تو جان کے بدلے جان اور دوم ثیب زنا کرے سوم جو دین چھوڑے جماعت سے جدا ہو پس ایسی صورت میں قتل کرنا تو رعیت والوں میں سے کسیکے اختیار میں نہیں بلکہ یہ سلطان کے یا اسکی طرف سے جو نائب ہو اسکے حوالہ ہے پھر مؤمن کا لفظ مرد و عورت دونوں کو باعتبار صفت یا حکم کے یا بطور تغلیب کے شامل ہے پھر جبکہ چوک میں قتل مومن کسی سے صادر ہو جاوے تو اسکا حکم فرمایا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً۔ بان قصد رمی غیرہ کصید وشجرۃ فاصابہ۔ او ضربہ بما لا یقتل غالبًا۔ مفسرؒ نے خطا سے قتل کرنے کی دو مثالیں دو وجہ سے بیان کیں ایک یہ کہ مثلاً کسی شکار کے جانور کو تیر مارنے کا یا درخت کو نشانہ لگانیکا قصد کیا پھر چوک کر تیر یا پتھر کسی مومن کے لگ گیا تو یہ محض خطا اور چوک ہے اور دوم یہ کہ مومن کو ایسی چیز سے مارا کہ غالبًا وہ اس سے مرا نہیں کرتا ہے مثلاً پتلی قمچی سے مارا اور پھر وہ اتفاق سے اس سے مر گیا تو یہ بھی خطا ہے مگر نام اسکا شبہ العمد یعنے قتل عمد کے مشابہ رکھا گیا ہے اور مفسرؒ کی مراد یہ ہے کہ مومن کو دونوں طور کی خطا سے کسی طور سے قتل کیا ہو حکم یہ ہے جو فرمایا۔ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ای فعتق نسمۃ یعنے تحریر بمعنے آزاد کرنا اور رقبہ جو بمعنے گردن ہے اس سے تمام جسم سے تعبیر مقصود ہے یعنے نسمہ اور وہ آدمی آزاد کو کہتے ہیں مُؤْمِنَةٍ۔ علیہ یس مومنۃ تو صفت ہے رقبہ کی اور علیہ متعلق بواجب ہے۔ ای فتحریر رقبۃ مومنۃ واجب علیہ یعنے قاتل خطا پر مسلمان آدمی آزاد کرنا واجب ہے وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ۔ مؤداۃ۔ اور دیت سپرد کی ہوئی یعنے ادا کی ہوئی۔ إِلَىٰ أَهْلِهِ۔ اسکے اہل کو۔ ای الی ورثۃ المقتول۔ یعنے مقتول کے وارثوں کو۔ یعنے اور یہ واجب ہے کہ دیت ادا کرے مقتول کے وارثوں کو۔ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا۔ یتصدقوا علیہ بان یعفوا عنہا۔ یعنے تاء کو صاد میں ادغام کر دیا ہے کہ یصدقوا ہو گیا۔ دراصل یوں ہے کہ الا ان یتصدقوا۔ یعنی الا یہ کہ صدقہ کر دیں وارث مقتول کے اس قاتل پر یہ دیت اور اسکی صورت یہ کہ باین طور کہ وارث لوگ اس قاتل کو دیت سے عفو کر دیں۔ اور حاصل کلام یہ کہ خطا سے قتل کرنیوالے پر دو باتیں واجب ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کے گناہ کا کفارہ باین طور کہ اسپر واجب ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اور بردہ میں ضرور ہے کہ مومن ہو پس کافر بردہ روا نہیں ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ چاہے غلام ہو یا باندی ہو کیونکہ آیت میں رقبۃ مومنۃ ہے وہ دونوں کو شامل ہے اور ایسی ہی آیت میں یہ عموم بھی ہے کہ چاہے رقبہ مذکور بالغ

دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ
خون بہا پہونچانی اُسکے گھروالون کو مگر کہ وہ خیرات کرین پھر اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تمھارے دشمن ہین اور آپ مسلمان ہے تھا تو آزاد کرنی

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖ
گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تم مین اور اُن مین عہد ہے تو خون بہا پہونچانی اُسکے گھروالون کو

وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ
اور آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ دو مہینے لگتے بخشوانے کو اللہ سے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِــيْمًا ۝
اور اللہ جانتا سمجھتا ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا۔ ای ماینبغی لہ ان یصدر منہ قتل لہ۔ یعنے نہین سزاوار ہی مومن دیندار کو یہ کہ صادر ہو اس سے قتل اپنے کسی دیندار بھائی مومن کا۔ معالم وغیرہ مین کہا کہ یہ نفی بمعنے نہی ہی جو مقتضی تحریم ہی کیونکہ خبر ہونے کی صورت مین اسکا صدق ضروری ہی پس کوئی مومن نہ پایا جائیگا جس نے دوسرے مومن کو قتل کیا ہو قال المترجم یہ استدلال فاسد ہی اور ملازمت ممنوع ہی ہان یہ لازم آتا ہی کہ شرعی سزاواری کے ساتھ کوئی مومن ایسا نہ پایا جائیگا جس نے دوسرے مومن کو قتل کیا ہو پس اگر کوئی مومن پایا گیا جسنے دوسرے مومن کو قتل کیا ہی تو شرعی سزاواری کے ساتھ پایا گیا بلکہ ناسزا حرکت کے ساتھ پایا گیا پس نہی اسکو لازم ہی فافہم۔ اِلَّا خَطَــــًٔا مخطا فی قتلہ من غیر قصد۔ یعنے قاتل نہوگا مگر باین طور کہ بدون قصد کے اس سے قتل کرنا صادر ہو گیا مفسر نے خطا کی تفسیر بدون قصد ہونے سے بہت اچھی بیان کی جسمین خطا و چوک کی سب صورتین و وجہین آگئین۔ اور مخطا گے سے تفسیر کر کے یہ اشارہ کیا کہ نصب اسکو بنا بر حال واقع ہونیکے ہی آی لیس لہ قتلہ فی حال من الاحوال الا حال الخطاء یعنے الا در حالیکہ وہ خطا کرنیوالا ہو بھائی مومن کے قتل مین۔ اور بعض نے کہا کہ مفعول لہ ہی یعنے نہین قتل کریگا اسکو کسی علت سے سوے علت خطا کے۔ اور کہا گیا کہ صفت مصدر محذوف ہی اے ما کان لہ ان یقتلہ قتلا الا قتلا خطاء۔ اور ظاہرا یہ توجیہ سلیس ہی۔ اور کہا گیا ہی کہ استثنا منقطع ہی پس قولہ الا خطاء ای لکن ان قتلہ خطاء فجزاءہ ما یذکر یعنے لیکن اگر اسکو چوک کر قتل کیا تو جزا اسکی وہ ہی جو آیندہ مذکور ہی۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ استثنا منقطع ہونا یہان اجود بلکہ صواب ہی اسواسطے کہ ما کان کے ساتھ استثنا متصل کے یہ معنے ہو جاوینگے کہ الا خطا سے سزاوار ہی حالانکہ یہ مراد نہین ہی وما قیل ان ما کان بمعنے النہی فالمعنے لا یقتلہ الا خطاء فلا یجدی اذ لا یندفع بہ ما قلنا فلیتامل۔ پھر واضح ہو کہ آیت کے سبب نزول مین اختلاف ہی معالم مین کہا کہ نزول اسکا عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے حق مین ہوا اور بات یہ ہوئی کہ آنحضرت صلعم کی ہجرت کرنے سے پہلے مکہ ہی مین عیاش آپ کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہوا پھر اس خوف سے کہ اسکا اسلام اسکی قوم والون کو ظاہر ہو گا بھاگ کر مدینہ مین آیا اور یہان متحصن ہو بیٹھا اور اسکی مان اسکے لیے کمال پریشان ہوئی نام اسکا اسمار بنت مخرمہ تھا اور یہی ابوجہل کی مان اور حرث بن زید کی بھی مان تھی قال فی المعالم اور اسنے اپنے بیٹے حرث بن زید اور ابوجہل بن ہشام سے جو عیاش کی مان کی طرف سے بھائی تھے کہا کہ واللہ مین نہ کھاؤنگی نہ پیونگی نہ سایہ مین بیٹھونگی جب تک تم اسکو میرے پاس نہ لاؤگے یہ دونون نکلکر مدینہ آئے اور عیاش سے مان کا حال کہا اور اللہ تعالیٰ کو درمیان دیا کہ ہم دین کے بارہ مین تجھے نہ ستاوینگے اور نہ روکینگے تب عیاش نکلکر انکے ساتھ ہوا راہ مین انھون نے اسکو باندھکر سو کوڑے مارے جب مکہ لائے تو اسکی مان نے بندھا ہوا دھوپ مین

اذا رجعوا الیہم - اس امر پر دلالت کرتا ہی کہ یہان حاضر ہونے والون کا بیان ہی اور ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے حکایت کیا کہ یہ آیت اہل مکہ مین سے ایک قوم کے حق مین ہی جو نبی صلعم کے پاس آکر دکھلانے کو کلمہ اسلام بولتے پھر قریش کی طرف لوٹ جاتے اور وہان بتون پر ریا اوندھاتے اس سے مراد انکی یہ تھی کہ یہان اور وہان دونون جگہ مامون ہون مترجم کہتا ہی کہ ظاہر آیت کریمہ عام شامل ہی چنانچہ شیخ ابن کثیرؒ نے خود اختیار کیا کہ یہ لوگ اہل نفاق تھے جو آنحضرت صلعم اور آپکے اصحاب سے اپنا اسلام ظاہر کرتے تاکہ اپنی اولاد وجان و مال پر بے کھٹک ہو جاوین اور درپردہ کافرون سے انکے پاس بت پرستی کرتے اور انکی طرح شرک کرتے تاکہ انسے بے خوف ہین منافقین۔ کُلَّمَا رُدُّوٓا اِلَی الْفِتْنَةِ دعوا الی الشرک ہر بار جبکہ رد کیے جاتے ہین فتنہ کی طرف یعنے بلائے جاتے ہین شرک کی طرف قال السدیؒ فتنہ یہان بمعنی شرک ہی در بعض کہا یعنے جب انکی قوم والے انکو بلاتے ہین فتنہ برپا کرتے یعنے مسلمانون سے لڑنیکو۔ اُرْكِسُوْا فِيْهَا۔ وقعوا اشد وقوع۔ تو گر پڑتے ہین فتنہ مین سخت گرنا یعنے فتنہ مین منہمک ہو جاتے ہین اور اصل مین رکس بمعنے اوندھا رکرنا کسی چیز کا حاصل آنکہ جب اپنی قوم شرک پاس جاتے ہین تو شرک مین اوندھے گر پڑتے ہین۔ پھر ایسے لوگونکی نسبت حکم دیا۔ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ نزک قتالکم پس اگر تمسے اعتزال یعنے ایک طرف ہو جانا نہ اختیار کرین بایںطور کہ تمسے لڑنا چھوڑ دین۔ وَ۔ عطف ہی یعتزلو پر ای ولم۔ يُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ۔ اور نہ القا کرین تمہاری طرف صلح یعنے تمہارے مطیع منقاد ہون۔ وَ۔ لم۔ يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ عنکم۔ اور نہ روکین اپنے ہاتھونکو تمسے۔ یعنے تمسے لڑنا نچھوڑین اپنی قوم کے ساتھ ہوکر۔ فَخُذُوْهُمْ۔ بالاسر۔ تو پکڑلو انکو یعنے گرفتار کرلو۔ لڑائی مین اگر مقتول نہون اور انسے لڑنے مین کچھ مضائقہ نہین۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ اور مار ڈالو انکو جہان انکو پاؤ خواہ ایسی جگہ پاؤ جو حل کہلاتی ہی کہ وہان قتال کرنا حلال ہی اور خواہ حرم مین پاؤ جہان بدون حکم شرع کے قتال وغیرہ حلال نہین ہے حاصل آنکہ ایسونکا قتل کرنا حرم مین بھی روا ہی چنانچہ فرمایا۔ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ اور یہ لوگ جنکا حال مذکور ہوا ایسے ہین کہ انپر ہمنے تمکو سلطان مبین دیدی۔ ای برہانا مبینا ظاہرا علی قتلہم وسبیہم لغدرہم۔ یعنے دلیل روشن کھلی ہوئی ظاہر دیدی انکے قتل کرنے اور گرفتار کرنے پر بسبب انکے غدر کرنے کے پھر معلوم ہوا کہ نسخ ہوکر اب تو بدون شرط کے انکا قتال جائز ہی ف عرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ودوا لو تکفرون کما کفروا فیکونون سواء فلا تتخذوا منہم اولیاء۔ شیخ نے اسمین سے اشارہ بطور فائدہ یون بیان کیا کہ ربوبیت سے جب کسی عارف کو باطل توڑنے کی شان حاصل ہوتی ہی اور غیب سے اسکا ظہور ہوتا ہی اور عالم مین اسکا غلبہ و سلطنت ظاہر ہوتی ہی تو حاسدون کی حسد اسپر جوش کھاتی ہی اور انکو خوف پیدا ہوتا ہی کہ اب ہماری مکاری و سالوسی برباد ہوئی اور ہم خلق مین فضیحت ہونگے تو اسکے ساتھ حیلہ انگیز یان کرتے ہین جیسے فرعون کے حسد سے موسیٰ علیہ السلام کے ساحرون نے موسیٰؑ کے ساتھ کیا تھا تاکہ بعضے خیالات شیطانی و مکر نفسانی مین ڈالین چنانچہ ریاست دنیا و مرتبہ و منزلت دنیا حضرت موسیٰؑ کے سامنے مزین و آراستہ کی تاکہ وہ انکے زعم باطل کے موافق فضیحت ہون اور یہ نجانا کہ اللہ عزوجل اپنے مقبول و نیک بندونکا حافظ و ناصر ہی انکو اپنی نگاہداشت ازلی و ابدی سے محفوظ رکھتا ہی بعض مشائخ نے اس سے یہ اشارہ نکالا کہ جھوٹے مدعی یہ چاہا کرتے ہین کہ جو لوگ سچے احوال والے اولیاء اللہ ہین وہ بھی انکے مانند دنیا کے فریب مین پڑ جاوین تاکہ مدعی اپنے دعوے مین فضیحت نہون پس اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک یعنے قولہ فلا تتخذوا منہم اولیاء سے نیک بندونکو تہدید کردی کہ انکے ساتھ میل جول نرکھین تاکہ انکی بدبختی سے محفوظ رہین قال المترجم پھر جب غدارون کے قتل و قید پر برہان ظاہر و باہر سے اجازت دی تو مومن کے قتل سے منع اور چوکنے کے احکام فرمائے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ

اور مسلمان کا کام نہین کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر اور جس نے مارا مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور

مین انکا سینہ بھچا ہوا ہو حاصل یہ کہ آئے تمہارے پاس درحالیکہ رُکنے والے ہین تمسے لڑنے اور اپنی قوم سے لڑنے سے پس تم ایسونکے ساتھ گرفتار کرنے
اور قتل کرنیکا تعرض مت کرو اور شیخ ابن کثیرؒ نے تفسیر مین کہا کہ یہ ایک اور قوم مستثنیٰ ہو اور معنی یہ کہ سوائے ان لوگونکے جو آئے تمہارے پاس
یعنے تمھاری لڑائی مین مصاف مین آئے درحالیکہ انکے دل تنگ ہوئے تھے اس سے کہ تمسے قتال کرین اور یہ بھی انپر آسان نہین ہوتا تھا کہ تمہارے
ساتھ ہوکر اپنی قوم سے لڑین پس وہ نہ تمھارے نفع کے ہین اور نہ تمھارے ضرر پر ہین۔ پھر لکھا کہ یہ لوگ مانند جماعت بنی ہاشم کے ہین جو مشرکون
کے ساتھ نکلکر جنگ بدر مین حاضر ہوئے تھے مثل حضرت عباس بن عبدالمطلب وغیرہ کے اور اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز عباسؓ کے
قتل سے منع کیا اور قید کرلینے کا حکم فرمایا تھا مترجم کہتا ہو کہ ایک اور قوم بھی آگے مذکور ہو کہ اسکو بھی ایک شرط سے چھوڑ دینے کا حکم فرمایا ہو جیسے
ان مذکورین کی نسبت ترک قتل کا حکم دیا۔ اگر کہا جاوے کہ مشرکین عرب سے سوائے اسلام کے مقبول نہونا تو مذہب ہو اور سوائے مشرکین عرب کے
دوسرون سے اسلام یا جزیہ ہو تو جواب یہ کہ یہ حکم پہلے تھا چنانچہ مفسر جلالؒ نے مانند اورون کے کہا کہ ہذا و ما بعدہ منسوخ بآیۃ السیف یعنے یہ اور
اسکے مابعد جو حکم مذکور ہو آیۃ السیف کے حکم سے منسوخ ہو یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اقتلوا المشرکین کافۃ الآیۃ جسکا حاصل یہ کہ مشرکین مین سے
کسی کی خصوصیت و استثنا نہین ہو سب سے لڑو یہانتک کہ اسلام لاوین یا جزیہ دین قال ابن کثیر اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ قولہ تعالیٰ
فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم الآیۃ سے یہ حکم جو یہان مذکور ہوا منسوخ ہو اور احادیث صحیحہ بھی اسکے نسخ پر دال ہین
اگر احادیث آحاد سے نسخ تجویز کیا جاوے اگرچہ یہ فی المعنے مشہور سے کم نہین ہین فافہم۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ تسلیطهم علیکم۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ
انکو مسلط کرنا تمپر لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ۔ بان یقوی قلوبهم توالبتہ مسلط کر دیتا انکو تمپر بایں طور کہ انکے دلون کو قوی کر دیتا فَلَقٰتَلُوْكُمْ
پس وہ لوگ تمسے لڑائی کرتے۔ ولکنہ لم یشاء فالقی فی قلوبهم الرعب۔ ولیکن اسکا فضل ہو تمپر کہ یہ نہین چاہا پس انکے دلونمین رعب ڈال دیا
فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ۔ سو اگر یہ لوگ تم سے یکسوئی اختیار کرین کہ تمسے قتال نکرین۔ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ
اور ڈالین تمھاری طرف سلامتی کو۔ ای الصلح ای انقادوا۔ یعنے صلح کو کہ تمسے صلح کی درخواست کرین بدون جزیہ قبول کرنیکے اور حاصل
یہ کہ تمھاری انقیاد اور اطاعت کرین معاملۂ دنیا مین۔ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا۔ طریقًا بالاخذ والقتل تو نہین
کردی اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے انپر کوئی سبیل یعنے راہ گرفتار کرنے یا قتل کرنیکی یعنے ابھی تمپر یہ حکم ہو کہ انکو قید و قتل مت کرو
اسکی کوئی راہ نہین جب تک وقت نہ آوے اور دوسرا حکم نازل نہو۔ جو علم الٰہی مین اپنے وقت پر نازل ہونیوالا ہو پھر اللہ تعالیٰ نے قسم سوم
کو بیان فرمایا۔ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ۔ تم ایک دوسری قوم پاؤگے۔ اور یہ لوگ ظاہر ہین تو پہلون کے مانند ہین ولیکن انکی نیت مین
فرق تھا چنانچہ فرمایا۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ۔ باظہار الایمان عندکم۔ یعنے یہ نیت رکھتے ہین کہ تمسے امن کرلین بایں طور کہ تمھارے
پاس ایمان ظاہر کرین۔ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ۔ بالکفر اذا رجعوا الیہم وہم اسد وغطفان۔ اور امن کرلین اپنی قوم سے بایں طور
کہ کفر کرتے ہین جب قوم والون پاس لوٹ جاتے ہین اور یہ لوگ قبیلۂ اسد و قبیلۂ غطفان تھے۔ جیسا کہ کلبی نے ابی صالح کیواسطہ سے
ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ یہ اسد و غطفان کے لوگ تھے جو حاضرین مدینہ سے تھے اور منافقانہ دکھلانے کو کلمۂ اسلام زبان سے کہہ لیتے
حالانکہ مسلمان نہ تھے اور انمین سے بعض سے اسکی قوم والے پوچھتے کہ تو کس چیز پر ایمان لایا تو کہتا تھا کہ اس بچھو پر اس گوہ پر اور جب اصحاب
رسول اللہ صلعم سے ملتے تو کہتے کہ ہم تو تمھارے دین پر ہین اور مراد انکی یہ تھی کہ دونون فریق سے امن مین ہین اور ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت
کی کہ یہ بنو عبدالدار تھے جو اسی صفت پر تھے کذا فی المعالم مترجم کہتا ہو کہ بنو عبدالدار شاید مکہ سے مدینہ مین آتے ہونگے کیونکہ قولہ

ایمان کا کلمہ ظاہر کرین۔ یعنے ایمان ظاہر کرنے پر انسے اکتفا کر کے موالات نکرو کیونکہ وہ منافق ہین۔ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ ہجرۃ صحیحۃ تحقق ایمانہم۔ جبتک کہ راہ الٰہی مین جہاد نکرین فاسی صحیح ہجرت کہ انکے ایمان کو تحقیق ثابت کرے بیضاوی
نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ سے وہ راہ الٰہی مراد ہی جسپر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہی حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ کی راہ پر خالص اللہ و رسول کیواسطے چلین
کسی ورغرض سے نہ چلین۔ اور معالم مین ہی کہ عکرمہؒ نے فرمایا کہ یہ دوسری ہجرت ہی اور ہجرت تین طرح پر ہی اول ہجرت مومنون کی ابتدا
اسلام مین جو مراد ہی قولہ تعالیٰ للفقراء المهاجرین۔ اور قولہ ومن یخرج من بیتہ مهاجرا الی اللہ ورسولہ اور مانند اسکے دیگر آیات سے۔ دوم
ہجرت منافقین اور وہ اسطرح کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ صبر و امید ثواب کے ساتھ راہ خدا مین نکلین جیسے یہان قولہ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ
مین ذکر فرمایا اور سوم ہجرت عام جو نبی صلعم نے فرمایا کہ المهاجر من ہجر مانہی اللہ عنہ۔ یعنے ہجرت کرنیوالا وہ ہی جسنے وہ باتین چھوڑین جنسے اللہ تعالیٰ
نے منع فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر عبد اللہ بن ابی منافق وغیرہ مراد ہین تو راہ خدا مین جہاد بہ نیت خالص بصبر و ثواب مراد ہونا اوفق ہی
اور اگر اہل مکہ بنا بر روایت ابن عباس و مجاہد وغیرہ مراد ہون تو ہجرت بمعنی معروف ظاہر ہی واللہ اعلم۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا۔ پھر اگر انھون نے منہ موڑا
ف اور ہجرت مذکور سے باز رہے اور جس حال پر ہین اسی پر رہے۔ فَخُذُوْهُمْ۔ بالاسر۔ تو پکڑ لو انکو قید کر لینے کے ساتھ ف یعنے
جب تم کو انپر قدرت حاصل ہو چنانچہ فرمایا۔ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ۔ اور قتل کرو انکو جہان کہین پاؤ۔ یعنے
چاہے حل مین ملین یا حرم مین ہاتھ آوین کیونکہ انکا حکم مانند مشرکون کے ہی وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِیًّا۔ اور مت بنا ئیو ان مین سے
ولی ف کوئی ایسا ولی مت بنا ئیو کہ جس سے تم دلی دوستی کرو۔ وَّلَا نَصِیْرًا۔ اور نہ ایسا مددگار کہ اس سے اپنے دشمن پر مددگاری
چاہو ف پھر اللہ تعالیٰ نے انہین سے بعض کو اس حکم سے مستثنیٰ کیا بقولہ اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ۔ یلجئون۔ سوائے ان لوگون کے
جو پہونچتے ہین ای پناہ لینے والے ہوتے ہین۔ اور جگہ پکڑتے ہین۔ اِلٰی قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ۔ ایسی قوم
کی طرف کہ تمھارے اور اس قوم کے درمیان مین میثاق ہی یعنے عہد ہی تمھاری طرف سے امان کا انکے لیے اور جو انسے جا ملے اسکے لیے
جیسے آنحضرت صلعم نے ہلال بن عویمر الاسلمی سے معاہدہ کیا تھا۔ معالم مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے خروج مکہ کے وقت اس سے معاہدہ کیا کہ نہ اسکی
اعانت اور نہ اسپر کسی کی اعانت ہوگی اور ہلال کی قوم یا غیر مین سے جو اسکے پاس پناہ گیر ہوا تو اسکے لیے بھی ویسے ہی امان ہوگی جیسے ہلال
کے لیے ہی اور استثناء مذکور فقط گرفتار و قتل کرنے سے ہی موالات سے نہین کیونکہ کافرون سے موالات کرنا تو کسی حال مین روا نہین ہے
اور حاصل کلام یہ کہ اعراض کرنیوالون کو گرفتار و قتل کرو سوائے انہین سے اُن لوگون کے جو ایسی قوم سے واصل ہون یعنے پناہ پکڑین
جنکو تم سے عہد و ذمہ ہی۔ تو ان پناہ پکڑنیوالونکا بھی وہی حکم قرار دو جو اس قوم کے واسطے تمنے مقرر کیا ہی ایسا ہی سدیؒ ابن زید و ابن جریر
نے تفسیر کیا۔ اَوْ۔ الذین۔ جَآءُوْكُمْ۔ یا وہ لوگ کہ آئے تمھارے پاس۔ یہ عطف ہی۔ الذین یصلون پر اور بعض نے کہا کہ صلہ پر اور
بیضاوی نے کہا کہ اول اظہر ہی اور بعض نے کہا کہ جاؤ مین آنے سے اتصال و ترک معاندہ و مقاتلہ مراد ہی درحقیقت آنا مراد نہین ہی پس
مابعد اسکا بیان ہی یعنے قولہ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ۔ اور بیضاوی وغیرہ کے مانند مفسر جلالؒ نے اسکو
جملہ حالیہ قرار دیا بتقدیر حرف قد۔ چنانچہ کہا۔ قد حصرت ای ضاقت صدورہم عن ان یقاتلوکم مع قومہم یعنے سوائے ان لوگون کے جو
آئے تمھارے پاس درحالیکہ تنگ ہوئے سینے انکے اس بات سے کہ لڑین تمسے اپنی قوم کے ساتھ ہوکر۔ اَوْ یُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ۔ معکم
ای ممسکین عن قتالکم وقتالہم فلا تعرضوا الیہم یا خذ و لا قتل۔ یا یہ کہ لڑین اپنی قوم سے تمھارے ساتھ ہوکر۔ ان دونون باتونکی کشمکش

خاموش تھے دونون مین سے کسی فریق کو منع نہین فرماتے تھے یہانتک کہ یہ آیت اُتری - فمالکم فی المنافقین فئتین (رواہ ابن ابی حاتم) اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن و عکرمہ و مجاہد و ضحاک وغیرہم سے بھی اسکے قریب مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ قولہ حتی یہاجروا فی سبیل اللہ جو آیت مین ہی اخیر سبب نزول سے اوفق ہی - اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ مجاہدؒ نے فرمایا کہ ایسی قوم کے حق مین ہی جو مدینہ مین آکر مسلمان ہوے پھر دل سے مرتد ہوگئے اور حضرت صلعم سے مکہ جانے کی اجازت مانگی تاکہ وہانسے مال لاوین جس سے تجارت کیا کرین پھر مکہ مین جاکر وہین ٹھہر رہے اور بعض نے فرمایا کہ چند قریش کے حق مین ہی جو مدینہ آکر مسلمان ہوے پھر نادم ہوکر مدینہ سے نکلکر دور پہونچکر وہانسے رسول اللہ صلعم کو لکھ بھیجا کہ ہم اسی عقیدہ ایمان پر ہین جسپر آپ سے جدا ہوے ولیکن ہمکو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہوئی اور اپنے وطن کا اشتیاق بڑھا ہی پھر یہ لوگ مکہ سے بغرض تجارت ملک شام کی طرف گئے اور مسلمانونکو یہ خبر پہونچی تو مومنین مین انکے بارہ مین ویسا ہی اختلاف پڑا جیسا کہ عوفی کی روایت ابن عباس مین آخر تک مذکور ہی مترجم کہتا ہی کہ روایت زید بن ثابت جو امام احمد و بخاری و مسلم نے اخراج کی ہی براہ اسناد اجود و اصح ہی و سبب نزول دوم بحسب معنے آیت اوفق ہی اور شاید کہ مطلقاً منافقین کے حق مین ہو پس غزوۂ احد سے ساتھ چھوڑنے والونکے حق مین اور مکہ کے اندر دار الحرب مین بدون ہجرت اور وقت پر مشرکون کی مدد کرنے والون کے حق مین اور مدینے سے بھاگ جانے والے لوگونکے حق مین بھی ہو بمعنے آنکہ سب کو شامل ہی - فَمَا لَكُمْ - ای ماشانکم صرتم - فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ - فرقتین - یعنے تمھارا کیا حال ہے کہ تم ہو گئے ہو دربارۂ منافقون کے دو فرقہ ف جاننا چاہیے کہ مدارک و بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ فئتین حال ہی اور عامل اسکا لکم یا مالکم ہی ای تم کیا کرتے ہو بمانند آنکہ مالک قائما - سیبویہؒ نے کہا کہ جب تو کہے کہ مالک قائما - تو اسکے معنے یہ ہین کہ تو کیون کھڑا ہوا - اور فی المنافقین حال ہی فئتین سے ای متفرقین فیہم - یا ضمیر سے حال ہی ای فمالکم تفترقون فیہم - اور افتراق کے معنے لفظ فئتین یعنے فرقتین سے مستفاد ہین لیکن علامہ تفتازانیؒ نے تصریح کی کہ فی المنافقین متعلق تفرق و اختلاف ہی جو فرقتین سے مستفاد ہی اور شاید مراد یہ ہو کہ تعلق بطریق حالیت ہی الحاصل مسلمانون کا اضطراب رفع کردیا کہ منافقون کے بارہ مین تمھارا پریشان خاطر ہونا کیون ہی تم جان لو کہ - وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ - ردہم - اللہ تعالیٰ نے انکو مردود کیا - بِمَا كَسَبُوْا - من الکفر والمعاصی بسبب اس چیز کے جو کمائی انھون نے یعنے کفر و گناہ کثیر بلا توبہ - اور بعض نے کہا کہ ما مصدریہ ہی ای بکسبہم یعنے بسبب انکی کمائی کے پس یہ لوگ اسی پھٹکار پر مرینگے - اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ - کیا تم چاہتے ہو کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسکو راہ پر لے آو ف اگر کہا جاوے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ تو نہین چاہتے تھے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسکو ہدایت پر لاوین تو جواب یہ کہ شان نزول مین بیان ہوا کہ صحابہ رضؓ مین سے ایک فرقہ کہتا تھا کہ وہ اسلام لائے اور مسلمان ہین پس انکو ہدایت پائے ہوؤن مین شامل کرتے تھے اسپر اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا اور معنی آنکہ - اتریدون ان تعدوہم من جملۃ المھتدین - یعنے کیا تم چاہتے ہو کہ انکو بھی ہدایت یافتہ بندونمین شمار کر لو - فمالکم کا استفہام اور اتریدون کا استفہام دونون انکاری ہین یعنے اختلاف مت کرو بلکہ انکو منافق مردود جانو اور انکو اہل ہدایت مین مت شمار کرو - وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا - اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی مین چھوڑے تو اسکے لیے تو کوئی راہ نہ پاویگا ف یعنے وہ گمراہی سے خلاص نہین ہو سکتا - وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا - تمنا کرتے ہین کہ تم بھی گمراہ ہوجاتے جیسے خود ہوے ہین - فَتَكُوْنُوْنَ - انتم وہم - سَوَآءً - پس ہوجاتے وے اور تم مساوی کفر مین - اور لو تکفرون مین لو مصدریہ ہی ای لوان تکفروا - اور یہ ودوا کا مفعول واقع ہی - حاصل آنکہ یہ لوگ تمنا کرتے ہین تمھارے کفر کی تاکہ تم اور وہ دونون آپسمین یکسان ہوجاؤ اور منشاء اس تمنا کا یا تو انکے دل کی سیاہی اور حتمی گمراہی ہی یا مومنون کی عداوت و انسے بغض و حسد ہی اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا - فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ - پس تم مت بناؤ انمین سے اپنے اولیا - یعنے دوست کہ ان سے موالات رکھو اگرچہ وہ

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ
اور مارو جہان پاؤ اور نہ ٹھہراؤ کسیکو رفیق اور نہ مددگار مگر وہ جو

يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ
مل رہے ہین ایک قوم سے جن مین اور تم مین عہد ہی یا آئے ہین تمھارے پاس خفا ہوگئے ہین دل انکے تمھارے لڑنے سے

أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ
اور اپنی قوم کے لڑنے سے بہی اور اگر اللہ چاہتا تو انکو تمپر زور دیتا پھر تم سے لڑتے تو اگر تم سے کنارہ پکڑین

فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ
پھر نہ لڑین اور تمھاری طرف صلح لاوین تو اللہ نے نہین دی تمکو اُن پر راہ اب تم دیکھوگے

آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا
ایک اور لوگ چاہتے ہین کہ امن مین رہین تم سے بہی اور اپنی قوم سے بہی جس بار لائے جاتے ہین فساد کرنے کو اُلٹ جاتے ہین

فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ
اُس ہنگامہ مین پھر اگر تمسے کنارہ نہ پکڑین اور صلح نہ لاوین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو اُنکو پکڑو اور

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝ ع ۱۲
مارو جہان پاؤ اور ان پر ہمنے دی تمکو سند صریح

جاننا چاہیے کہ سبب نزول آیات مین روایتین مختلف ہین اور توفیق ان روایات مین ادنی تامل سے ہوسکتی ہی اگرچہ معنی آیات ربانی کے کچھ شان نزول پر موقوف نہین وہ خود ظاہر ہین مگر آنکہ شان نزول سے معنی مین وضاحت ہوجاتی ہی پس مفسر نے شان نزول یہ بیان کیا جب رسول اللہ صلعم جنگ اُحد کیواسطے مدینہ سے نکلے تو احد تک پہونچنے سے پہلے راہ مین سے کچھ لوگ جو آپکے ساتھ نکلے تھے واپس آئے اور ساتھ نہ دیا پھر اصحاب رسول اللہ صلعم ان لوگون کے حق مین دو فریق ہوگئے ایک فریق نے کہا کہ ہم ان لوگون کو قتل کرینگے اور ایک فریق نے کہا کہ نہین یہ لوگ مسلمان ہین پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا فما لکم فی المنافقین فئتین۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مدینہ شہر طیبہ ہی اور یہ خبث کو یعنی نجس کو دور کرتا ہی جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہی۔ رواہ احمد عن زید بن ثابت وقد رواہ البخاری ومسلم۔ اور واضح ہو کہ ساتھ چھوڑکر لوٹنے والے وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق و اسکے ساتھی تھے وہ تین سو آدمیون کو لیکر راہ مین سے لوٹ آیا اور آنحضرت صلعم فقط سات سو آدمیون کے ساتھ رہگئے تھے کما رواہ محمد بن اسحاق فی غزوۃ احد۔ اور عوفی نے ابن عباس رضی سے روایت کی کہ ایک قوم کے حق مین یہ کلام نازل ہوا جو مکہ مین تھے اور زبان سے انھون نے اسلام کا اقرار کیا تھا اور مشرکون کو مدد دیتے تھے پھر وہ اپنی کسی ضرورت سے مکہ سے باہر نکلے اور سفر کیا اور کہنے لگے کہ اگر ہم سے محمد صلعم کے ساتھیون سے سامنا ہوگیا تو ہم کو انسے کوئی خوف نہین ہی۔ پھر مومنین کو جب یہ خبر پہونچی کہ وہ لوگ مکہ سے باہر نکلے ہین تو مومنون مین سے ایک گروہ نے کہا کہ چلو ان نامردون کو قتل کردین کہ وہ ہمارے دشمن کو ہمپر مدد دیتے ہین اور دوسرے فریق نے کہا کہ سبحان اللہ تم ایسے لوگونکو قتل کروگے جنھون نے تمھارے مانند اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہی تو فقط اتنی بات پر کہ انھون نے ہجرت نہین کی اور اپنا دیس نہین چھوڑا ہی ہم انکے خون ومال حلال کرلین پس اسیطرح دو فریق رہے اور رسول اللہ صلعم ان دونون کے پاس

برکاته کے ہیں یعنے دو دس پائی اور فقط السلام علیک کی دس نیکیان مذکور ہین فاحفظه - قوله تعالیٰ - اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مبتدا و
خبر ہی اور یہ اخبار بتوحید الٰہی و تفرد بالٰہیت تمام مخلوقات کے لیے ہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الوہیت والا نہین ہو - لَيَجْمَعَنَّكُمْ قسم ہی واللہ
وہ تمکو جمع فرماویگا تمہاری قبرون میں سے) یعنے جہان کہین خاک پریشان موجود ہو خواہ قبر مین یا کہین ہو - اِلٰى - فی - يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - روز
قیامت مین یعنے یہ جمع کرنا بروز قیامت ہوگا - حرف الی بمعنے فی - ہی یہی کشاف و بیضاوی مین مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ آلی حساب یوم القیمة
مترجم کے نزدیک یہ تقدیر مہمل ہی ہان اگر کہا جاوے کہ - آلی میقات یوم القیامة - مانند قوله الی میقات یوم معلوم تو البتہ وجہ رکھتا ہی اور بعض
کہا کہ زائدہ ہی - اور بیضاوی نے اختیار کیا کہ لیجمعنکم مین جمع ایسی مراد ہی جو متضمن معنے سوق و اضطرار ہی خواہ مخواہ کھینچ لاویگا بجانب قیامت
اسلیے کہ ظاہر ہی کہ محشور ہوکر جمع ہونگے پس معنے آنکہ لیحشرنکم الی یوم القیامة اور بعض محشیان بیضاوی نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ قیامت کے وقت
آنے تک تمکو اللہ تعالیٰ دنیا مین ایک مین ملا ہوا بلا تمیز مومن و منافق کے رکھیگا اقول یہ مہمل تفسیر بالرائے مع جہالت ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ منافق
اکثر متمیز ہوے پھر قسم کے معنے کیا ہین اور اسکا کوئی منکر بھی نہین تھا بلکہ منافق تو غیر متمیز ہونے پر مطمئن تھے پھر قسم اور لام و نون تاکید وغیرہ
کیون آتا بلکہ معنے وہی ہین جو سب مفسرین نے بیان کیے کہ یہ اثبات حشر و بعث قیامت ہی وقد قال تعالیٰ - لَا رَيْبَ فِيْهِ - جسمین کچھ شک
نہین پس اگر یوم سے متعلق ہو تو حال ہی یعنے روز قیامت مین شک نہین کہ ضرور آویگا اور ہوسکتا ہی کہ جمع کی صفت ہو ای لیجمعنکم جمعا لا ریب فیه
یعنے تم کو ضرور جمع فرماویگا اسمین کچھ شک نہین ہی - وَمَنْ اَصْدَقُ - اور کوئی نہین اصدق ہی - مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا - اللہ تعالیٰ سے
بات مین ف یعنے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہی بہت صحیح ہی اس سے بڑھکر کسیکا کلام سچا نہین ہوسکتا اسلیے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی خبر مین احتمال
کذب نہین کیونکہ وہ سب جانتا ہی اور سب پر قوی غالب ہی اور اسلیے کہ کذب تو نقص ہی جو اللہ تعالیٰ کی جناب مین محال ہی پھر اصدق صفت
قائل ہی نہ صفت حدیث تو یہ وہم نہو کہ صدق مین مانند علم کے تفاوت نہین ہوتا جو سچ بات ہو وہ یکسان ہو اسمین اصدق کیا ہوگا بلکہ
معنے یہ کہ کہنے والا اصدق ہی - اگر کہا جاوے کہ کذب تو خبر رسول اللہ صلعم و دیگر انبیا علیہم السلام مین بھی نہین جبکہ یہ ثابت ہوا کہ رسول نے
ایسا فرمایا - تو جواب یہ کہ رسول تو اللہ تعالیٰ سے خبر دیتے ہین وہ محض ایلچی ہین پس بات درحقیقت اللہ تعالیٰ سے ہی فافہم قال بعض
الناس حمزہ و کسائی نے اصدق کو ازدق بزاء معجمہ پڑھا - اور یہ عجیب نقل ہی صحیح بات یہ ہی کہ صاد و زاء مین قرب مخرج ہی پس حمزہ و کسائی
نے صاد کو اشمام کیا یعنے صاد و زاء معجمہ کے بیچ بیچ مین ایک حرف کی آواز پیدا ہوئی نہ صاف صاد کی اور نہ صاف زاء معجمہ کی بلکہ صاد کی
آواز اسطرح کہ اسمین سے زاء معجمہ کی خوشبو پائی جاتی ہی یہی معنی سراج و بیضاوی وغیرہ مین مذکور ہین فتدبر - آیت کریمہ مین فقہ یہ کہ
قیامت قطعی ہی اور فائدہ یہ کہ جسکو قیامت پر سچا یقین ہوا اسکو نفاق سے پرہیز ہوگا -

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ
پھر تمکو کیا ہوا ہی منافقون کے واسطے دو جانب ہو رہے ہو اور اللہ نے انکو الٹ دیا انکے کاموں پر کیا تم چاہتے ہو کہ راہ پر لاؤ جسکو
اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ
بچلایا اللہ نے اور جسکو اللہ راہ نہ دے پھر تو نہ پاوے اسکے واسطے کہین راہ - چاہتے ہین کہ تم بھی کافر ہو جیسے وہ ہوئے پھر سب
سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ
برابر ہو جاؤ سو تم انمین کسی کو مت پکڑو رفیق جبتک وطن چھوڑ آوین اللہ کی راہ مین پھر اگر قبول نہ رکھین تو انکو پکڑو

وہ جب ایسے مسلمان کی طرف گذرے جو بیٹھا ہی تو جانے والا اُسکو سلام کرنے مین پہل کرے اور جو سوار ہی وہ پانؤن پیدل والے پر سلام کرے اور
مدارک مین ہی کہ گھوڑے کا سوار سلام کرے خچر وغیرہ کے سوار پر۔ اور مسنون ہی کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور کم تعداد کی جماعت بڑی تعداد
کی جماعت پر سلام کرین اور مدارک مین ہی کہ جو سلام کا جواب نہین دیتا اسکی روح بسبب گناہ کے خبیث ہو جاتی ہی اور سلام والے کو تو ملائکہ جواب
دیدیتے ہین اور اگر کسی نے دوسرے کا سلام تجکو پہونچایا تو اسکو جواب مین یون کہے کہ وعلیک وعلیہ السلام تجپر و اسپر سلامتی ہو۔ اور مدارک وغیرہ مین
لکھا کہ امام ابو یوسف سے روایت ہی کہ جو شخص شطرنج کھیلتا ہو یا نرد و چوسر وغیرہ کھیلتا ہو اور جو گاتا ہو یا گواتا ہو یا جو کبوتر اڑاتا ہو یا جو بلا عذر
ننگا حمام وغیرہ مین نہاتا ہو انکو سلام نہ کرے۔ اور سراج مین ہی کہ سلام مین پہل کرنا اگر اکیلا ہو تو اسپر سنت عین ہی اور اگر جماعت ہو تو سنت کفایہ ہی
یعنے اگر جماعت مین سے ایک نے سلام کر دیا تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو گیا لیکن ثواب اسکو جسنے سلام کیا اور اگر سب سلام کرین تو سب کو
ثواب ہی اور جسکو سبھون نے سلام کیا اسکو ایک جواب سب کو دیدینا کافی ہی اور جواب دینا فرض عین ہی اگر تنہا ہو اور اگر ایک جماعت ہو تو
سبکا جواب دینا افضل ہی تاکہ سب کو ثواب ملے لیکن اگر ایک نے جواب دیا تو سب سے ساقط ہو گیا پس جماعت کی طرف سے جواب دینا فرض کفایہ ہی
پھر جواب دینا فی الفور واجب ہی اور یہ فحیوا کی فا سے مستفاد ہی اور جواب کا واجب ہونا بدلیل صیغۂ امر کے ہی اور اگر تمیز دار سمجھدار لڑکے نے جواب
دیدیا تو کافی نہین اسواسطے کہ سلام تو امان ہی جسکی لیاقت طفل کو نہین کیونکہ امان دینے والا بالغ ہوتا ہی بخلاف نفل نماز تراویح کے کہ بعض
متاخرین مشایخ نے طفل کی امامت جائز ہونیکا فتویٰ دیا جبکہ حافظ ہی تو سوائے فرض عشا و وتر کے نوافل تراویح مین روا ہی اور اس زمانہ مین بھی
فتویٰ دیا جاوے اور یہی شافعیہ کے نزدیک ہی حتی کہ نماز جنازہ اسکی امامت سے ادا ہونا جائز کہتے ہین۔ کما ذکرہ فی السراج۔ پھر واضح ہو کہ ظاہر
آیت دلالت کرتی ہی کہ جواب سلام بڑھا کر دے تو افضل ہی ورنہ اسیقدر جواب دے جسقدر سلام کرنیوالے نے کہا پس اگر اس سے کم جواب دیا
تو ظاہر یہ کہ جائز نہووے مگر سراج مین لکھا کہ فقہا نے آیت کو اکمل پر محمول کیا یعنے سلام کرنیوالے کی مثل جواب دینا اکمل ہی اور اکثر فقہا کا
ظاہر کلام یہ کہ اگر اس سے کم جواب دیا تو بھی روا ہی لیکن شیخ ابن کثیر نے قولہ تعالیٰ فحیوا باحسن منہا او ردوہا کی تفسیر مین کہا یعنے جب تمپر کوئی مسلمان
سلام کرے تو اسکے جواب مین اسکے سلام سے افضل جواب دو یا اسکے مثل جواب دو پس زیادہ کرنا تو مستحب ہی اور اسکی مثل جواب دینا
فرض ہی اور سلمان فارسی رضؓ سے روایت ہی کہ ایک شخص آیا نبی صلعم کے پاس اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ پس فرمایا وعلیک السلام و رحمۃ اللہ
پھر دوسرا آیا اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ پس فرمایا وعلیک السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پھر تیسرا آیا اور کہا السلام علیک و رحمۃ اللہ
و برکاتہ پس فرمایا وعلیک۔ تو اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ابھی فلان و فلان دو شخص آئے اُنکے سلام کے جواب مین
آپنے اس سے زیادہ فرمایا جو مجھے جواب دیا تو آپنے فرمایا کہ تو نے ہمارے واسطے کچھ باقی نہین چھوڑا اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا پس ہمنے
تجکو وہی جواب دیدیا (رواہ ابن جریر وغیرہم) اور معنے یہ ہین کہ تو نے احسن تحیہ پوری پوری تو ہمپر سلام مین کہدی اس سے احسن نہین جو ہم زیادہ کرین لہذا ہمنے
اسکو واپس جواب مین کہا اس سے معلوم ہوا کہ ابتدا مین اسطرح پورا سلام دینا بھی احسن ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ احسن التحیۃ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ سے
زیادہ نہین ہی ورنہ آنحضرت صلعم زیادہ فرماتے خصوص جبکہ فرما دیا کہ تو نے کچھ باقی نہین چھوڑا اور حضرت ابن عباسؓ سے نصاً یہ مروی ہی کہ تحیہ کی انتہا برکاتہ تک ہی
اور اسی حدیث کے موافق ایک جماعت علما کا قول ہی کہ انتہا تحیہ برکاتہ تک ہی اس سے زیادہ نہین اور اسی بنا پر آیت کریمہ کے یہ معنے بیان کیے کہ قولہ فحیوا باحسن
منہا یعنے جبکہ سلام کرنیوالا پوری تحیت سے نہ کہے تو تم پوری تحیۃ تک اس سے احسن جواب دو قولہ او ردوہا۔ یعنے جبکہ سلام کرنیوالا پوری تحیت کہے تو اسکو
واپس دو اسواسطے کہ اس سے احسن نہین ہی اور واضح ہو کہ حدیث عمران بن حصین مین پوری تحیت مذکور کی تیس نیکیان مین پائی اور بدون

تجھے ایسا تحیہ دیتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے مقرر نہین کیا ہی- اور مفسر رحمہ نے سلامٌ بتنوین اختیار کیا بطریق شافعیہ اور السلام علیکم کو علمائے حنفیہ نے اختیار کیا بوجوہ مرجحہ ازانجملہ یہ کہ السلام اسماء الٰہی مین سے ہی اور اسی سے تحیہ مین کہا جاتا ہی کہ حیاک اللہ،، پس السلام مرجح ہی الغرض حکم دیا کہ جب تمکو کوئی تحیہ دے **فَحَيُّوا**- المجیب- پس تحیہ دو یعنے اسکو جسنے تمکو تحیہ دیا ہی مثلاً کسی نے سلام کیا تو تم بھی اُسکو سلام دو **بِأَحْسَنَ مِنْهَا**- بہتر اسکی تحیہ سے **ف** باین طور کہ کہو اس سے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تجپر سلام اور اللہ کی رحمت اُسکی برکت ہو- **أَوْ رُدُّوهَا** یا رد کرو تحیہ کو **ف** باین طور کہ جیسا اسنے کہا ویسا ہی جواب کہدو- پس حاصل یہ کہ واجب دونون مین سے ایک بات ہی خواہ اُس سے بہتر کو یا اُسی قدر کہو لیکن اول مین فضیلت ہی- **إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا**- اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حسیب ہی **ف** یعنے محاسب ہی اور مراد آنکہ تمکو ہر چیز پر اسکا بدلا دیگا اور ازانجملہ جواب سلام بھی ہی کہ تمکو اسپر ثواب ہی اگر کہا جاوے کہ سلام مین ابتدا کرنا افضل ہی اسکو مفسر نے نہین بیان کیا تو جواب یہ ہی کہ ابتداے سلام تو واجب نہین بلکہ مستحب ہی اور اسپر محض ثواب جمیل ہی اور کوئی وعید اسپر نہین اور آیت مین حسیب کا لفظ متضمن وعید ہی اسلیے کہ اگر جواب سلام بجا لایا تو حسیبہ حق عزوجل کی طرف سے نیک حساب و نیک جزا ہی ورنہ شرشمار ہوگا اور بدجزا پاویگا اور وہ عذاب ہی پس یہ دونون باتین جواب سلام سے متعلق ہین اسیواسطے فقہا نے کہا کہ ایک سنت افضل از واجب ہی یعنے ابتداے سلام افضل سنت ہی اور جواب دینا واجب ہی فافہم- پھر چونکہ آیت کریمہ مین عموم تھا کہ ہر ایک پر جواب سلام واجب ہی حالانکہ بعض پر واجب نہین تو مفسر نے بیان کر دیا بقولہ خصت السنۃ الکافر والمبتدع والفاسق والمسلم علی قاضی الحاجۃ ومن فی الحمام والآکل فلا یجب الرد علیہم بل یکرہ فی غیر الاخیر ویقال للکافر وعلیک یعنے سنت قویمہ نے خاص کر دیا کہ کافر اگر سلام کرے تو اسکو جواب دینا واجب نہین اور یہی حال اُس شخص کا ہی جو مبتدع ہو یعنے دین اسلام کے عقیدون مین اسنے برخلاف سنت رسول اللہ وصحابہ رضی اللہ عنہم کے اعتقاد نکالا ہو جیسے خوارج وروافض وغیرہ اور نیز جسنے خلاف سنت کے عمل کرنا شروع کیا ہو جیسے تعزیہ رکھنا وغیرہ جسکو ثواب سمجھتا ہی- اور یہی حال فاسق کا ہی کہ جو باتین دین مین حرام ہین اُنکو کرتا ہو جیسے رشوت لینا اور گانا سننا و زنا کاری وغیرہ اور ایسے ہی سلام کرنیوالا ایسے شخص پر جو اپنی قضاے حاجت کرتا ہی یعنے پیخانہ پھرتا یا پیشاب کرتا ہی تو سلام کرنیوالے کا جواب اسپر واجب نہین اسیطرح جو حمام مین نہاتا ہی یا جو کھانا کھاتا ہی اسکو کوئی سلام کرے تو اسپر جواب دینا واجب نہین ہی بلکہ سواے اخیر کے باقیونکو جواب دینا مکروہ ہی ہان اخیر والے کو روا ہی کہ چاہے جواب دیدے اور کافر کے جواب مین اگرچہ واجب نہین ہے اگر اُسکو جواب دے تو یون کہے وعلیک- اور سراج مین لکھا کہ ان لوگون پر سلام کی پہل کرنا بھی سنت نہین ہی اور کافر پر سلام مین پہل کرنا حرام ہی اور مترجم کہتا ہے کہ ہمارے مشائخ مین سے بعض سے نقل کیا جاتا ہی کہ اس زمانہ مین بضرورت روا ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ ہاتھ سے اشارہ کرے بدون نیت دلی کے اور سلام اگر زبان سے کہے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندون مانند ملائکہ وغیرہ کی نیت کرے جو کافرون کے ساتھ بھی ہوتے ہین اور ظاہر مین کافر کو ہوگا- اور سراج مین چند اور بھی زیادہ کیے یعنے جو نماز پڑھتا ہی یا اذان کہہ رہا ہی یا خطبہ پڑھتا ہی یا حج کا تلبیہ کہتا ہی یا دعا مین اسکا دل ڈوبا ہوا ہی انسے بھی سلام مین پہل کرنا سنت نہین اور انپر جواب دینا بھی واجب نہین اور مدارک مین ہی کہ آواز سے قرآن پڑھنے کی حالت مین اور حدیث شریف روایت کرنے مین اور علم کا مذاکرہ کرنے مین جواب نہ دے مشائخ حنفیہ نے کہا کہ ملاقات کیواسطے یہ سنت خاص ہی لہذا شاگرد اگر سبق کے لیے آوے تو اُسکے سلام کا جواب دینا شیخ پر واجب نہین ہی پھر واضح ہو کہ سلام ایک سنت موکدہ ہی یعنے پہل کرے اور جواب دینا واجب ہی جسطرح مذکور ہوا اور مسنون ہی کہ مرد جب اپنے گھر مین جاوے تو جورو کو سلام کرے اور اسپر جواب دینا واجب ہی اور ایسے ہی جورو اگر مرد کے سامنے آوے تو اسکو سلام کرے اور ایسے ہی ہر ایسی عورت کو جو ذی رحم محرم ہی مثل مان و نانی و ساس و دادی و بہن و پھوپھی و خالہ و بہو و بیٹی وغیرہا کے انکو سلام کرے پھر حکم مسنون ہی کہ جو پاؤن پاؤن جارہا ہی

حسنہ وسیئہ کی باین طور کہ جو موافق شرع ہو وہ اچھی اور جو مخالف شرع ہو وہ بری ہی، بہت خوب تفسیر ہی تو نہین دیکھتا کہ بنی مخزوم مین سے ایک عورت نے چوری کی اور قریش کو بہت تردد وغم ہوا آخر کار اسامہ بن زید نے سفارش کی تو آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھکر اس سے ممانعت فرمائی اور حدود آلٰہی مین سفارش نسنی کیونکہ خلاف شرع ہی حالانکہ حضرت ابو موسیٰ رض سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلعم کے پاس کوئی سائل وحاجتمند کسی بات کا آتا تو آپ ہم لوگونکی طرف متوجہ ہوکر فرماتے کہ تم سفارش کرو ثواب لو اور اللہ تعالیٰ جاری کریگا اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے رواہ البخاری ومسلم۔ اور اسمین دلالت ہی کہ نیک سفارش ہی سے ثواب ملجاتا ہی پھر قضاء آلٰہی موافق تقدیر کے چاہے جو کچھ ہو۔ اور مجاہد رح نے کہا نزول آیت کا لوگون ایک دوسرے کے حق مین سفارش کرنے کے بارہ مین ہی حسن بصری رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے من یشفع فرمایا ہی یعنے جو سفارش کرے وہ ثواب پاویگا اور یہ نہین کہ ثواب اسوقت ملیگا جب اسکی سفارش قبول کیجاے وحاصل یہ کہ محض سفارش خیر پر ثواب کا وعدہ ہی چاہے سفارش قبول ہو یا نہو۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے معنے آیت مین لکھا کہ یعنے جو شخص کسی ایسے کام مین سعی کرے جسپر بھلائی مترتب ہوتی ہی تو اسکو اس سے ایک نصیب ملیگا جو ایسے کام مین سعی کرے جسپر برائی مترتب ہوتی ہی تو اسکو اپنی سعی ونیت پر اسکا عذاب ملیگا حدیث مین پیٹھ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے حق مین دعا کرنا اور اسکا مقبول ہونا مروی ہی اسمین یہ بھی آیا ہی کہ فرشتہ اسکی دعا پر کہتا ہی آمین اور تیرے لیے اسکے مثل اللہ تعالیٰ دیوے، اس سے معلوم ہوتا ہی کہ نصیب سے یہ مقدار مراد ہے واللہ اعلم۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا مقتدرا فیجازی کل احد بما عمل۔ اور اللہ تعالیٰ ہر بات پر اقتدار رکھنے والا ہی ف پس ہر ایک کو اسکے عمل کے موافق جزا دیتا ہی۔ اور معالم مین ابن عباس سے نقل کیا کہ مقیت یعنے قدرت سے ثواب وبدلا دینے والا اور مفسر جلال رح نے اسی کے معنے ذکر کیے ہین اور شیخ ابن کثیر رح نے ابن عباس وعطاء وعطیہ عوفی وقتادہ ومطر الوراق سے نقل کیا کہ مقیت بمعنے حفیظ یعنے نگہبان اور مجاہد نے کہا بمعنے شہید یعنے حاضر وناظر۔ اور ایک روایت مین کہا کہ بمعنے حسیب ہی اور ابن جبیر وسدی وابن زید نے کہا کہ بمعنے قدیر ہی اور ضحاک رح نے کہا بمعنے رزاق یعنے رزق دینے والا۔ عبداللہ بن رواحہ رض سے کسی نے اسکے معنے پوچھے تو کہا کہ ہر انسان کے واسطے بقدر اسکے عمل کے مقیت ہے رواہ ابن ابی حاتم۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی کہو اُلٹکر اللہ ہے ہر چیز کا

حَسِيْبًا ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ

حساب کرنیوالا اللہ کے سواے کسیکی بندگی نہین تمکو جمع کریگا قیامت کے دن اسمین شک نہین اور

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝

اللہ سے سچی کس کی بات ہے

نصف
ع ١١
١٨

شفاعت حسنہ کے بارہ مین پہلے تو مطلقًا ترغیب دی پھر اسمین سے ایک فرد شائع یعنے سلام کو ذکر فرمایا اور اشارہ ہی کہ جسکے پاس شفاعت لائی جاوے اسکو احسن جواب دینا چاہیے قال تعالیٰ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ۔ جب تحیت دیجاوے تمکو کسی تحیت سے مثلًا تم سے کہا جاوے سلامٌ علیکم۔ سلامتی ہو تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ پس در اصل تحیّۃ بر وزن تفعلۃ مصدر از باب تفعیل بمعنے زندگانی کی دعا کرنا۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب مین سفارش نیک ہی پھر تحیۃ کی تنکیر دلالت کرتی ہی کہ کوئی تحیۃ ہو کچھ خصوصیت سلام کی نہین ولیکن ایک جماعت مفسرین نے یہان سلام مراد لیا مثل قولہ تعالیٰ واذا جاؤک حیوک بما لم یحیک بہ اللہ اور جب تیرے پاس آتے ہین تو

ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہی کہ میں ضرور لڑنے جاؤنگا اگرچہ تنہا ہوں پھر خالص کامل مومنین ساتھ ہوے حتی کہ آپ فقط ستر سواروں سے بدرصغری کو وعدہ گاہ پر پہونچ گئے پھر اللہ تعالی نے باس کفار کو روک دیا کہ کافروں کے دلوں میں رعب چھا گیا اور ابو سفیان کو نکلنے سے ممنوع کردیا جیسا کہ آل عمران میں گذر چکا ہی کہ کامل مومنوں نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہکر ارادہ کیا اور حضرت صلعم کے ساتھ گئے اور آٹھ روز تک انتظار میں رہے اور وہاں کے موسمی بازار سے بہت کچھ نفع اٹھایا اور صحیح سالم واپس آئے کما قال تعالی فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء الآیہ پس اللہ تعالی نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھلادیا اور مومنوں کو مال کثیر نفع ولا کر منافقوں کو جنکی نظر فقط دنیا پر رہتی تھی آتش حسرت میں جلادیا پھر واضح ہو کہ اس قصہ بدرصغری میں ایک بڑے طور پر اہل ایمان کو مشرکوں سے ڈرایا تھا تاکہ مومنین مجاہدین اور ایکے اہل حق کی طرف سے اپنی نیک نیتی پر کافروں کو جاکر دھمکایا تھا پس نیکی کا بدلا نیک نیت کیواسطے نیک ہی

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ

جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں اُسکو بھی ملے اُسمیں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات میں اُسپر

لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

بھی ہی ایک بوجھ اُسمیں سے اور اللہ ہی ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا

وَمَنْ يَّشْفَعْ ۔ بالناس ۔ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا (جو کوئی لوگوں کے لیے) نیک سفارش (شرع کے موافق) کرے اسکے لیے اس سے حصہ ہوگا ف در اصل شفاعت از شفع بمعنے جفت ہی پس شفاعت یہ کہ دوسرے کو اپنی منزلت و مرتبہ و وجاہت میں ملالیا اور اپنے سے ملاکر کسی کے پاس اسکی سفارش کی پس شفاعت درحقیقت یہ کہ جسکے پاس شفاعت کی ہے اسکے نزدیک شفاعت کرنے والے نے اپنا تقرب ملادیا اور آگاہ ہو کہ اللہ عزوجل کے نزدیک اعلی شفاعت کبری حضرت محمد مصطفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہی قولہ شفاعۃ حسنۃ شفاعت حسنہ وہ ہی جو موافق شرع کے ہو قولہ یکن لہ نصیب ہوگا اسکے واسطے یعنے شفیع کے واسطے بھی ایک حصہ ۔ یعنے ثواب میں سے ۔ منہا ۔ بسبب اس سفارش کرنے کے ۔ پس من تعلیلیہ ہی ۔ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً ۔ اور جسنے سفارش کی بدسفارش یعنے جو مخالف شرع ہو ۔ يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ ۔ تو ہوگا ایسے سفارشی کے لیے بھی ایک کفل ۔ یعنے گناہ میں سے ایک حصہ ۔ مِّنْهَا ۔ بسبب اس بدسفارش کے مترجم کہتا ہی کہ مفسر نے آیت میں سفارش نیک و سفارش بد کی علت بھی اپنی تفسیر سے ظاہر کردی باینطور کہ منہا میں من تعلیلیہ قرار دیا ولیکن نصیب و کفل کی تمیز محذوف ہوگی یعنے نصیب از ثواب اور کفل از عذاب ۔ حالانکہ یہ نہیں ہی کہ ان دونوں الفاظ کا استعمال انھیں معنے کے ساتھ خاص ہوا سواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا یؤتکم کفلین من رحمتہ پس کفل کا استعمال ثواب و بھلائی میں ہوا ۔ اور ظاہر آنکہ منہا کی ضمیر اول میں شفاعت حسنہ کی طرف ہی جو مورث حسنہ یعنے ثواب ہی پس سفارش حسنہ میں سے حصہ ہونا یہ کہ ثواب ملے پھر معالم میں کہا کہ شفاعت حسنہ یہ کہ لوگوں کے درمیان اصلاح کرے اور شفاعت سیئہ یہ کہ لوگوں کے درمیان چغلی ولگائی بجھائی سے فساد پھیلاوے کذا قال ابن عباس رض اور بعض نے کہا کہ حسنہ یہ کہ لوگوں میں اچھی باتیں کہے جس سے ثواب و بھلائی ملے اور سیئہ یہ کہ غیبت و بدگوئی سے عذاب سمیٹے مترجم کہتا ہی کہ مآل اسکا بھی یہی ہی کہ شرع کے موافق ہو جیسا کہ مفسر جلال رح نے کہا اسواسطے کہ اصلاح و بھلائی کا معلوم ہونا شرع پر ہی ۔ یہ نہیں دیکھتے کہ منافق کمبخت اپنے آپ کو بھی سمجھا کرتے کہ انما نحن مصلحون ۔ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں حالانکہ اللہ تعالی نے رد کیا کہ الا انہم ہم المفسدون ۔ یہی فساد ڈالنے والے ہیں پس مفسر کی تفسیر

اسلیے کہ فعل مین انسان فقط اپنے نفس پر قادر ہے اور مفسر جلال رح نے اسکی تاویل مین کہا۔ فلا تہتم بتخلفہم عنک۔ یعنے منافقون یا ضعیفون کے
ساتھ سے پیچھے رہنے پر تو اپنے کو غمگین مت کر حاصل یہ ہے کہ تو قتال کر اگرچہ تنہا ہو کیونکہ تجکو آخر کار فتح و فیروزی کا وعدہ یقینی دیا گیا ہے آیت مین
دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت دلاور و انبر (?) شجاع تھے اور تمام لوگون سے نہایت شجاع تھے اور فتح اللہ کی طرف سے ہے اگرچہ ایک طرف
تنہا ایک شخص ہو اور اسکے مقابل بہت ہون یا انکو زیادہ ہون۔ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ۔ ای حثہم علی القتال و رغبہم فیہ۔ اور آمادہ کر
اچھی نصیحت سے مومنون کو لڑائی پر اور جہاد مین انکو رغبت دلا۔ حضرت صلعم مومنون کو رغبت دلاتے تھے چنانچہ بدر مین جب صفین برابر
کرتے تو فرماتے تھے۔ قوموا الی جنة عرضها السموات والارض۔ ترجمہ اٹھو کھڑے ہو ایسی جنت کی طرف جسکی چوڑائی سب آسمان
و زمین ہے اور ابو ہریرہ رض کی روایت مسند بخاری مین ہے کہ جنت مین سو درجے ہین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ مین جہاد کرنے والونکے لیے رکھے
ہین ہر دو درجہ کے بیچ مین اتنا فاصلہ ہے جیسے آسمان و زمین کے بیچ مین ہے۔ اور ابو سعید خدری رض سے ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ای ابو سعید جو شخص
کہ اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد کو رسول ماننے پر راضی ہوا اسکے واسطے جنت تو واجب ہوگئی ابو سعید رض کو یہ بات نہایت ہی بھلی
معلوم ہوئی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو پھر فرما دیجئے پس آنحضرت صلعم نے ایسا ہی کہا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ دوسری بات ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ
اسکی بدولت بندے کے جنت مین سو درجے بلند فرما دیتا ہے ہر درجہ کے بیچ مین ایسا ہے جیسے آسمان و زمین کے بیچ مین ہے۔ ابو سعید رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون بات ہے
آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنا رواہ مسلم اور احادیث شریف اس باب مین بہت ہین اور معنے اس کے انگیختہ کرنے اور رغبت دلانیکے یہ ہین کہ جہاد مین جو فضائل ہین و جناب
پروردگار عز و جل و ثواب جزیل و عطا جمیل آنحضرت صلعم کو بالہام الٰہی معلوم ہین انکو تمام بندون سے بیان و ظاہر کرین۔ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ ای حرب
الَّذِينَ كَفَرُوا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافرون کی لڑائی روک دے ف انکو مسلمان کر کے تمہارے قوت بازو کر دے شیخ ابن کثیر رح نے
اس کلام کی تفسیر مین کہا کہ مومنون کو قتال پر تیرے برانگیختہ کرنے سے یہ ہوگا کہ دشمنون سے بھڑنے پر انکی ہمتین بڑھ جاوینگی اور مشرکون کو اسلام پر لانے
اور انکا شر و فساد دور کرنے اور انکو دفع کرنے اور انکے مقابلے مین صبر و مضبوطی کرنے پر آمادہ ہو جاوینگے پھر امید دلانے مین وہم تھا کہ شاید
ایسا نہو تو دفع فرمایا بقولہ۔ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا منہم۔ یعنے بأس الٰہی انسے اشد ہے۔ اور مراد اس سے یہ نہین ہے کہ اشد ہونا
اضافی ہے یعنے انہین لوگون سے اشد البأس ہے اگرچہ اورون سے نہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و تثبیت و صفات سے جو اسم تفضیل کے صیغے
متعلق ہوتے ہین انسے مراد کمال ہے جس سے فوقیت ممکن نہین او جو چاہو اون کہو کہ بے انتہا کے معنے مین ہوتے ہین۔ پھر بعض مفسرین نے
اشد بأسا بمعنے اشد سلطانا کہا اور حاصل آنکہ غلبہ و قدرت و قوت الٰہی بہ نہایت اشد ہے جسکے مقابلہ مین کافرون کی کچھ ہستی نہین
لیکن مومنون کے لیے ثواب و صبر و شہادت و کوشش و نیات خیر و طاعات کے ثواب دینے کو یہ طریقہ مقرر فرمایا ہے ورنہ کسی کافر
کا کچھ مجال نہوتی۔ وقد قال تعالیٰ۔ وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا۔ تعذیبا منہم۔ اور اللہ تعالیٰ انسے اشد ہے عذاب دینے مین ف اللہ تعالیٰ
قادر مطلق ہے اگر چاہتا تو تمام کو عذاب کرتا اور کوئی مانع نہین ہو سکتا اور اگر چاہتا تو سب کو ہدایت فرماتا لیکن کمال حکمت پر اس کی
مشیت ہے جسکو بندہ ناچیز مخلوق کی مجال نہین کہ اپنے علم مین لاوے یہان تو برتن کو کمہار کی حکمت و نہایت نہین معلوم ہو سکتی پھر بندہ کو اللہ عز و جل
کی جناب مین نسبت بھی صحیح نہین اسواسطے کامل سمجھ والے تقدیر الٰہی پر کامل ایمان رکھتے ہین اور پاگل لوگ مجنونانہ بک بکتے ہین اس آیت مین اللہ تعالیٰ
نے آنحضرت صلعم کو تنہا لڑائی کا حکم دیا فقال صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لاخرجن ولو وحدی فخرج بسبعین راکبا الی بدر الصغری فکف اللہ
بأس الکفار بالقاء الرعب فی قلوبہم ومنع ابا سفیان عن الخروج کما تقدم فی آل عمران یعنے جب یہ حکم آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس

انتقال کے علوم کی زیادت ہونے سے انکار کیا اور شیخ ابن العربیؒ نے اسکو نکالا بدلیل قولہ تعالیٰ وبدا لہم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون۔ یعنی ظاہر ہوا انکو اللہ کی طرف سے وہ امر کہ جسکا وہ خیال نہ رکھتے تھے۔ پس علم جدید حاصل ہوا۔ اس سے ثابت کیا کہ زیادت علم ممکن بلکہ واقع ہوگا فافہم واللہ اعلم۔ قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیکم الآیۃ فضل آلٰہی تو اسکی معرفت ہی اور رحمت آلٰہی یہ کہ بندہ کو شیطان کی پیروی سے اپنی حفاظت مین لیوے اور خود اسکے لیے نعم الوکیل ہوجاوے۔ اور یہ حکم مریدون کے لیے عام ہی اور عارفون کے لیے خاص ہی۔ عام کیواسطے تو اسکا فضل و رحمت ہے اور خاص کیواسطے جنکو قولہ الا قلیلا سے مستثنیٰ فرمایا ہی اسکی محبت مخصوص ہی شیخ ابن عطارحؒ نے فرمایا کہ اگر تمپر اسکا فضل اسطرح نہوتا کہ تمھاری طاعات و بندگیان قبول فرمائین تو تم آخرت مین اپنے اعمال پر کف افسوس ملتے رہجاتے لیکن اسکی رحمت ہی کہ تمکو تمھاری حسرت سے نکالا و نجات دی

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ أَنْ

سو تو لڑ اللہ کی راہ مین تجھپر ذمہ نہین مگر اپنی جان سے اور تاکید کر مسلمانون کو قریب ہے کہ اللہ

يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا

بند کرے لڑائی کافرون کی اور اللہ سخت ہی لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ یا محمد سو قتال کر یعنی جہاد کر ای محمد۔ یہ خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخصوص ہی پس یہ جو بعض نے کہا کہ خطاب آنحضرت صلعم کو مع امت ہی بدلیل حدیث براء بن عازبؓ کہ جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے قتال کا حکم دیا پس تم لوگ لڑو۔ رواہ ابن مردویہ باسناد غریب تو اسکے یہ معنے نہین کہ خطاب مین شمول ہی بلکہ آنحضرت صلعم نے مومنون کو تحریض کی جیسا کہ آیت مین آپ کو حکم ہی اور خطاب فقط آپ ہی کو ہی بدلیل دیگر روایات چنانچہ خود براء بن عازبؓ سے ابو اسحاق سبیعیؒ نے روایت کی کہ مین نے براءؓ سے کہا کہ مرد مسلمان مشرکون کے لشکر پر حملہ کرتا ہی کیا وہ ان لوگون مین ہوجاتا ہی جو اپنے آپکو ہلاکت مین ڈالتے ہین تو فرمایا کہ نہین خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کو بھیجا اور حکم فرمایا۔ فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک۔ اور تہلکہ مین ڈالنے سے ممانعت کی آیت یعنے قولہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ تو یہ نفقہ جہاد و خرچ کے بارہ مین ہی۔ رواہ ابن مردویہ وابن ابی حاتم بنحوہ یعنے جہاد کا سامان نہ کرنا اور زراعت و تجارت مین مشغول ہونا ہلاکت ہی کہ دشمن غالب ہوجائیگا۔ اور معالم مین ہی کہ حضرت صلعم نے ابوسفیان سے جنگ احد واقع ہونے کے بعد ذی قعدہ مین موسم بدر صغریٰ مین جنگ کا وعدہ فرمایا تھا پھر میعاد آئی تو آپ نے لوگون کو بلایا کہ چلو پس بعض نے کراہت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک۔ یعنے دشمنونپر جہاد کرنے اور مدد لینے کے لیے ضعیف مسلمانون سے مت کہہ اگرچہ تو تنہا ہو وسیأتی تفصیلہ پھر اسمین کلام ہی کہ قولہ فقاتل کی فا کیسی ہی۔ بعض نے کہا کہ تعلق اسکا بقولہ ومن یقاتل فی سبیل اللہ الخ سے ہی ای من اجل ہذا فقاتل اور بعض نے کہا کہ متعلق بقولہ وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ ای فقاتل فی سبیل اللہ۔ اور بعض نے کہا کہ کلام مین تقدیر اسطرح ہی کہ اذا کان الامر ما ذکر من عدم طاعۃ المنافقین فقاتل فی سبیل اللہ یعنے ولو وحدک۔ اور زجاج رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم پر جہاد فرض کیا کہ قتال کرین اگرچہ تنہا لڑین کیونکہ آپ کے واسطے نصرت موعود فرمائی اور ابن عطیہ نے کہا کہ یہ ظاہر لفظ ہی ولیکن کسی خبر مین یہ مروی نہین کہ فرضیت جہاد کی فقط آپ پر تھی امت پر نہ تھی پس معنی قولہ۔ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ۔ یعنے مکلف نہ کر تو سوائے اپنی جان کے اور غیر پر ملزم نہو مترجم کہتا ہی کہ حاصل آنکہ یہ جملہ مستانفہ اپنے ماقبل کا مقرر ہی اور مراد یہ کہ جہاد جو واجب ہی اسکے ادا کرنے مین آنحضرت صلعم کو قطعی مطیع قرار دیکر حکم دیا کہ تو لڑ اور غیرون پر الزام فعل چونکہ غیر اختیاری تھا لہذا فقط اپنے نفس کو مکلف کرنا فرمایا

کل ہین چنانچہ عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہؒ سے روایت کی کہ کہا یعنے سب کے سب گمراہ ہوتے اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ الا قلیلا لم یتبعوا
بل آمنوا بالعقل یعنے قلیل ایسے ہوتے کہ شیطان کی پیروی نہ کرتے بلکہ عقل سے ایمان لاتے جیسے زید بن عمرو بن فضیل اور قیس بن ساعدہ وغیرہ کا
قصہ مشہور ہی **ف** عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول الآیہ۔ آیت کریمہ مین اشارہ ہی کہ جو لوگ رسم علم سے اپنے آپ کو بتکلف
آراستہ کیے ہوے ہین وہ اپنے نفس کو ظاہری لباس سے پیراستہ کرتے ہین اور ظاہری باتین بناتے ہین پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہم بھی علماے ربانی کے
مقام کو پہونچ گئے اور ہم بھی انھین کے مانند اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب و اسرار قرآن سے مخاطب ہین حالانکہ علماے ربانی کو قرآن کے انوار
وحقائق کا علم کشف سے حاصل ہی جس سے یہ لوگ محض بے بہرہ ہین اور انکے اسی سمجھ کا نتیجہ ہی کہ علماے ربانی کی ارواح قدسیہ جو قرآن سے
جواہر اسرار کو استنباط کرتے ہین تو یہ بھی اپنی ناکارہ سمجھ سے بدعت نکالکر انکے ساتھ اپنے استنباط سے معارضہ کرتے ہین پس آیت کریمہ مین ان لوگون کو
ممانعت ہی حاصل آنکہ اگر یہ لوگ اس تکلف کو چھوڑتے جو خواہ مخواہ عالم ربانی بنے جاتے ہین اور بالکل اپنے اختیار نفسانی کو اولوا الامر کے حوالہ کرتے
جنکو ملک وملکوت کا عرفان حاصل ہی تو اُنسے البتہ حقائق مفہوم خطاب کو سنتے اور اپنی باطل راے کی وجہ سے خطرگاہ ہلاکت سے نجات پاکر فیض علوم
ربانی پاتے شیخ ابن عطارحؒ نے فرمایا کہ اگر طریقۂ سنت وسلف صالحین کو ارادت کے ساتھ اختیار کرتے تو یہ لوگ مقام ومنزلت استنباط کو
جو مقامات ایمان ومنزلت علوم مین سے اچھا درجہ ہی پہونچ جاتے شیخ حسینؒ نے فرمایا کہ قرآن سے استنباط کرنا بندے کو اسکے ظاہری
وباطنی تقوی کی مقدار اور معرفت کی مقدار پر حاصل ہوتا ہی اور یہ مرتبہ مقامات ایمان سے بڑا مرتبہ ہی شیخ ابوسعید خرازؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے
بندے ایسے بھی ہوتے ہین جنکے سامنے خلل پیش کیا جاتا ہی پھر اگر ایسا نہو تو لوگ خراب وبیکار ہوجاوین اور بات یہ ہوتی ہی کہ یہ خاص بندے
علم الٰہی سے اس مرتبہ کو پہونچ جاتے ہین کہ انکو مجہول کا علم کھلتا ہی جسکے بارہ مین کتاب اللہ تعالیٰ یعنے قرآن مین اور سنت الرسول صلعم یعنے
حدیث مین کوئی نص نہین ہوتی ہی یعنے اجماع امت بھی نہین پایا جاتا ہی پس یہ لوگ عارفین اپنی معرفت وعلم سے اسکے واسطے کتاب وسنت
مین سے حکم کو جو پردہ مین چھپا تھا استنباط کرلیتے ہین چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم مترجم کہتا ہی کہ شیخؒ نے یہان استنباط
علوم عارفانہ مین ایسے حسن اسلوب سے بیان کیا کہ استنباط مسائل شرعی کو بھی شامل ہی اور جماعت کثیر بلکہ جمہور علما ومجتہدین نے اس آیت سے
نکالا ہی کہ قیاس کرنا دلیل شرعی اور جائز ہی اور ظاہر یہ لوگون نے جو قیاس سے انکار کیا تو انھون نے اسرار شریعت سے محرومی حاصل کی اور
وسوسۂ شیطان مین گرفتار ہو کہ یون کہنے لگے کہ پہلا قیاس کرنیوالا شیطان تھا لہذا قیاس کو دخل نہین ہی اور یہ خبط ہی۔ اہل حق کے نزدیک
قیاس درصورتیکہ کتاب وسنت واجماع موجود نہو اس معنے کر ہوتا ہی کہ شرائط مذکورہ باب قیاس کے ساتھ اس سے منصوص کتاب سنت واجماع مین
جو حکم مخفی ہی بطور کشف اسرار کے ظاہر کرلین پس قیاس انکے نزدیک فقط حکم خفی کا اظہار کرنیوالا ہی اور یہ نہین کہ وہ کسی حکم کا مثبت ہی اور نص کے
مقابلہ مین جائز نہین ہی پھر وہ قیاس جو ابلیس نے بدون استثناء شرع نکالا اور اسنے مثبت قرار دیا اسکو اس سے کیا نسبت ہے ان دونون مین
تو تباین ہی۔ اور رہا قول علی کرم اللہ وجہہ کہ اگر امر دین قیاسی ہوتا تو موزہ پر مسح کرنا زیر قدم ہوتا نہ پشت قدم پر کمارواہ اہل السنن عنہ تو یہ
وہی مثبت کے معنے مین ہی اور پشت قدم پر مسح منصوص ہی اس سے اُلٹا استدلال عجیب ہی اسپر وہی قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا صادق
آتا ہی کہ جب خارجیون نے قولہ تعالیٰ ان الحکم الا للہ یعنے نہین ہے حکم مگر فقط اللہ عزوجل کا۔ اس سے طاعت وحکم امام وحاکم سے انکار کرکے
خروج کیا تھا تو حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کلمۂ حق سے باطل مراد لیتے ہین پس یہ سچی بات ہی کہ قیاس مجتہد وہی ہے جو مظہر ہی
نہ مثبت پس جب قیاس پر دلائل قائم ہین تو انکار خبط ہی پھر یہ قیاس علوم حقائق مین بھی جاری ہی چنانچہ شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ نے بعد

نہوتی اور یہ لوگ یون سمجھتے کہ ایسا کرنے مین اپر کوئی گناہ نہین اور نہ اسمین کچھ مضائقہ ہی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اول تو یہ جھوٹ ہی
دوم اذیت و تکلیف و مفسدہ پردازی ہی وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم (کافی ہی آدمی کے لیے جھوٹ یہی کہ جو سنے اسکو بیان کرنے لگے) رواہ مسلم و
ابوداؤد اور معنے یہ کہ اگر کسی نے کوئی بات سنی اور بدون اسکی تصدیق و فکر کے اسکو کہنا شروع کیا کہ یہ بات یون ہی تو وہ بھی جھوٹا ہوگا اگر
واقع مین وہ بات یون نہوئی قال ابن کثیرؒ ہم کو یہان حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ذکر کرنا چاہیے کہ جب انکو یہ خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلعم
نے اپنی بیبیون کو طلاق دی ہی تو وہ اپنے گھر سے آئے یہانتک کہ مسجد مین داخل ہوئے اور لوگون کو دیکھا کہ وہ بھی باتین کر رہے ہین پھر درنگ
نہ کیا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر آپ کے پاس حاضر ہوے پھر دریافت کیا کہ آپ نے اپنی بیبیونکو طلاق دی ہی آپنے فرمایا کہ نہین
تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ اکبر اور تمام حدیث طویل آخر تک ذکر کی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی اور صحیح مسلم کی دوسری روایت مین ہے
کہ پھر مین نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے بیبیون کو طلاق دیدی۔ آپنے فرمایا کہ نہین پس مین مسجد کے دروازے پر آکر کھڑا ہوا اور
مین نے بلند آواز سے پکار دیا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیبیون کو طلاق نہین دی ہی اور یہ آیت اُتری واذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو
ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم الآیہ۔ پس مین ہی وہ شخص تھا جسنے اس امر کو استنباط کیا الیٰ آخر الحدیث مترجم
کہتا ہی کہ اس حدیث سے اگر سبب نزول یہ قصہ لیا جاوے تو توجیہ یہ ہوگی کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی بیبیون سے ایلاء کیا تھا اور درحقیقت وہ ایلاء
نہ تھا بلکہ فقط ایک مہینہ تک کی قسم کھائی تھی تو لوگون نے یہ خبر سنکر تمام مین یکبارگی شروع کر دی کہ حضرت صلعم نے اپنی بیبیون کو طلاق دیدی
حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کے ایک پڑوسی نے حضرت عمرؓ کو وحشت ناک طور پر عوالی مدینہ مین جہان رہتے تھے یہ خبر پہونچائی اور تمام قصہ جو صحیحین
مین مذکور ہی یہانتک کہ حضرت عمرؓ نے استنباط کیا کہ یہ بات قرین قیاس نہین کہ آپ تمام بیبیونکو طلاق دیدین اسکو چلکر حسن ادب سے دریافت کرنا
چاہیے چنانچہ وہی استنباط ٹھیک نکلا اور اللہ عزوجل نے مسلمانونکو ادب سکھلایا کہ اسطرح ہر بات کی شہرت نہ دیا کرین اور یہ حکم عام ہی اور نیز
مسلمانونہیہ مقصور نہین بلکہ منافقونکو بھی ممانعت ہی بوجہ اسکے کہ اولاً ایسے امور مین خوض کرنے والے اور اذاعت کو دل سے چاہنے والے
وہ منافق ہی ہین اگرچہ ضعیف مسلمان بسبب کم علمی کے بدون نیت نفاق کے انکی باتون مین شامل ہوجاوین واللہ اعلم۔ پھر اولی الامر سے اہل علم
و سمجھ دار مراد ہین یا وہ لوگ جنکو ولایت و سرداری حاصل ہی اور ظاہر آنکہ انہین سے اہل حکومت و ولایت وہی اہل فقہ و علم بھی تھے واللہ اعلم و قد ذکرنا
فی تفسیر قولہ واولی الامر منکم الآیۃ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّيۡطٰنَ ۔ اور اگر تمپر اللہ تعالیٰ کی
فضل و رحمت نہوتی تو ضرور تم پیروی کر لیتے شیطان کی ف ان باتون مین جنکا تمکو حکم کرتا یعنے فحش باتونمین یہان کلام مفسر مشعر ہی کہ
مراد آیت مین ضعیف مسلمان ہین نہ منافق فقط پھر استثنا فرمایا بقولہ اِلَّا قَلِيۡلًا ۔ مگر تھوڑے یعنے سب کے سب تو شیطان کے پیرو ہوجاتے
مگر تھوڑے نہوتے پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مراد ان قلیل سے مومنین ہین مترجم کہتا ہی کہ اکثر مفسرین نے اس سے سمجھا کہ
اوپر منافقین مراد ہین اور انسے مومنین کا استثنا ہی اور بعض نے کہا کہ قول ابن عباسؓ کے معنے یہ ہین کہ مومنین کاملین متبع نہوتے اور مترجم کہتا ہی
کہ حق یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اگر قرآن و رسول سے فضل الٰہی و رحمت تمپر نہوتی تو تم سب ادب و قواعد سے خارج ہوجاتے سواے مومنین
کے کہ وہ جیسے اسوقت اللہ تعالیٰ کے اوپر مضبوط ایمان رکھتے ہین ویسے ہی رہتے اسواسطے کہ اُن سے اذاعت نہین صادر ہوئی بلکہ ضعیف
مسلمانون سے صادر ہوئی تھی جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے تنبیہ کر کے آگاہ کیا کہ وہ باز رہے۔ اور نظر بظاہر آیت یہ وارد ہوتا ہی
کہ اگر فضل و رحمت نہوتی تو سب ہی کو گمراہ ہونا چاہیے اس سے استثنا قلیل بھی کیونکر ہوسکتا ہی اور جواب اسکا بعض نے یہ دیا کہ مراد اس سے

قرآن سمجھا اور غور سے اسکے اسرار کو پایا اور سہل نے فرمایا کہ قرآن مین غور کرنا یہی ہو کہ اسکے معنے سمجھ جاوے اور اسمین غور کرنا اسی کا کام ہی جو اسکے مقاصد کو سمجھا اور اسنے حق عزوجل کی مراد کے موافق اسمین کلام کیا۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى
اور جب انکے پاس پہونچتی ہو کوئی خبر امن کی یا ڈر کی اُسکو مشہور کرتے ہین اور اگر اُسکو پہونچاتے رسول تک اور اپنے

اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اختیار والون تک تو تحقیق کرتے اُسکو جو ان مین تحقیق کرنے والے ہین اُسکے اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر

وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا
اور اسکی مہر تو تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تھوڑے

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ جب ان لوگونکے پاس کوئی امر آیا یعنی کوئی خبر نبی صلعم کے لشکرون سے انکو حاصل ہوئی خواہ فتح ہو یا خوف ہو تو اسکو تمام مین مشتہر کردیتے ہین ف بات یہ تھی کہ نبی صلعم جب سریہ بھیجتے اور وہان انکو فتح یا شکست کچھ پہونچتی تو جب ہی منافقونکو یہان معلوم ہوتا اسکو فاش کردیتے۔ حالانکہ اسطرح فاش کرنے مین خرابی پیدا ہوتی مثلاً مسلمانون کی عام دل شکنی یا دشمن کا پیدا ہوجانا مفسر نے کہا نزل فی جماعۃ المنافقین او ضعفاء المومنین کانوا یفعلون ذلک فیضعف قلوب المومنین ویتاذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم- یعنے نزول اس کلام کا جماعت منافقونکے حق مین یا ضعیف مومنون کے حق مین ہوا جو ایسا کیا کرتے تھے کہ اس سے مومنون کی دل شکنی ہوتی اور نبی صلعم اس سے اذیت اُٹھاتے تھے۔ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ۔ اور اگر اس خبر کو رسول یا اپنون مین سے صاحبانِ امر کی جانب پھیرتے تو جو لوگ انہین سے استنباط کرتے ہین وہ اسکو اولوالامر سے جانتے ف یعنے پہلے حضرت صلعم کو پہونچاتے تاکہ آنحضرت صلعم ہی چاہتے تو بیان کرتے یا اپنے لوگون مین سے اولوالامر کیطرف پہونچاتے مانند ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہ رضی اللہ عنہم بزرگ صحابہ کو پہونچاتے حاصل آنکہ اگر یہ لوگ خود سکوت کرتے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم یا اکابر صحابہ اسکی خبر دیتے تو ٹھیک تھا۔ پھر اگر آیت منافقون کے بارہ مین ہی تو منہم باعتبار ظاہر کے ہو اور اگر ضعیف مسلمانون کے حق مین ہی تو منہم درحقیقت ہو قولہ لعلمہ البتہ جانتے اِس خبر کو کہ آیا یہ ایسی خبر ہے کہ فاش کی جاوے یا نہین قولہ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ۔ یتبعونہ ویطلبون علمہ وہم المذیعون۔ سو وہ لوگ جو اسکو استنباط کرتے ہین یعنے اسکا تتبع کرتے اور اسکا علم چاہتے ہین اور وہ اذاعت کرنے والے ہین تو اس خبر کو رسول اللہ صلعم و اولی الامر کے بیان سے جان لیتے۔ حاصل آنکہ اگر یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلعم کی طرف پھیرتے یا اولی الامر کی طرف پھیرتے اور انھین کے سپرد کردیتے اور خود ایسے ہوجاتے کہ گویا کچھ نہین سنا تو البتہ جان لیتے یہ لوگ اس خبر کو انھین اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یا یہ مراد ہی پہلے اہل استنباط و رائے ہکی تدبیر کار کو جان لیتے۔ استنباط از نبط ہو اور نبط اِس پانی کو کہتے ہین جو کنوان کھودنے مین پہلے پہل برآمد ہو اور استنباط بمعنے یہ پانی نکالنا پھر استعارہ کرکے اس تدبیر نکالنے کو کہنے لگے جو آدمی اپنی عقل و دانش کے زیادتی سے نکالتا ہی۔ اور کلام شیخ ابن کثیر دلالت کرتا ہو کہ مراد یہ ہو کہ یہ لوگ جو بات سنتے تھے بدون اسکی تحقیق و تنقیح کے اسکو بیان کرنا اور بکنا شروع کردیتے جس سے مفسدہ برپا ہوتا تھا یا مسلمانون و حضرت صلعم کو اذیت پہونچتی تھی حالانکہ اس بات کی کچھ اصلیت

ان منافقون کے واسطے جیسے کھلی حجت تھی ویسے ہی علی العموم ہر سمجھدار کے لیے کافی ہو حضرت صلعم محض امی تھے یعنے آنکہ کسی سے پڑھنا نہ تھا اسکو
حق عزوجل نے تعلیم فرمایا پھر یہ عالی مضامین اور یہ جامع کلام اور یہ نظم بلیغ جسنے اپنا مقابل لانے سے عاجز کر دیا حالانکہ نجم نجم تھوڑا تھوڑا کرکے
بحسب واقعہ نازل ہوا اور اسقدر دراز کتاب پھر سوائے کافر کے کون خیال کرسکتا ہو کہ کلام الٰہی نہیں ہو اور بڑے بڑے فصحاء عرب اسوقت کے
اور پچھلے سبھون نے اتفاق کیا کہ نظم معجز اسکے مثل بندہ سے ناممکن ہو۔ امام شافعی رح نے اسی سے استدلال کیا کہ بشر کی بنائی ہوئی کتاب مین ممکن
نہین کہ اختلاف نہو۔ اور واضح رہے کہ تعداد آیات و ترتیب سورتون وغیرہ مین جو اختلاف ہو وہ لوگون کے شمار وغیرہ مین ہو خود کلام مجید مین کچھ اختلاف
نہین اور وصل و وقف و جائز و مطلق مین بھی یہی بات ہو کہ اسکا تعلق قرارت سے ہو فافہم ف عرائس مین ہو کہ قولہ تعالیٰ افلا یتدبرون القرآن
جاننا چاہیے کہ قرآن صفات قدم سے ہو اور او تعالیٰ شانہ اس سے موصوف ہو کیونکہ کلام اسکا ازلی ہو اور قرآن صفت خاصہ ذاتیہ از جملہ صفات ہو
اور وہ واحد از جمیع جہات ہو لیکن او تعالیٰ مجمع صفات ہو جسمین اسمار و نعوت و صفات و اعلام ذات ہین اور قرآن مجید قائم بذات پاک بدون
علت آواز و حرکات و حروف کے ہو قال المترجم ولا خلاف بین اہل الحق فی ان القرآن یعنے الکلام النفسی قدیم واحد من جمیع الجہات وہو امر
و نہی و اخبار واما الحروف والاصوات فالجمہور علی حدوثہا وقد شذ من الحنابلۃ القوم لقدمہا ایضا وقد استشکل صاحب المواقف علی قول الجمہور
بما یصعب حلہ من انہ لیس للاحد ان ینکر قدم ما بین دفتی المصاحف والکلام فی ذلک طویل لا یسعہ المقام - قال الشیخ اور اگر مخلوق اسمین کشف و مشاہدہ
کے ساتھ تفکر و تدبر و غور کرے تو جان لیوے کہ وہ صفات حوادث سے خارج ہو اور انکو اسکا صفت ازلی ہونا کھل جاوے اور وہ اس کے
دریاے اسرار مین غوطہ کھاوین اور انوار مین فنا ہو جاوین اور اس سے حکمت قدیمہ و رموز سرمدیہ و حقائق ابدیہ کے جواہر جو جلال ذات و کمال صفات
و حسن افعال سے خبر دیتے ہین نکال لاوین قال المترجم اور بعض اکابر نے مصرح کہا کہ ظاہر قرآن تو اپنے نور سے طپش دل کیواسطے اہل محبت سے
معلوم کرو اگر باطن قرآن ظاہر ہو اور یہ ستر ہزار حجاب برطرف ہون تو خاک کردے اور مانند کوہ طور کے اسکے نور سے انسان و حیوان جلکر خاک ہو جاوین
قال الشیخ اسکی صفت نے حروف وحدانیت مین تجلی فرمائی اور حروف وحدانیت نے حروف قرآن مین تجلی کی ہر حرف اسکا انکے ہائے الٰہیہ کے
سمندرون سے بھرا ہوا ہو جو شخص اسکے اسرار سے واقف ہوا وہ اسکی تجلیات مین مدہوش ہوتا ہو اور بالمشاہدہ جان لیتا ہو کہ وہ قدم سے ہو
اور وہ اہل عدم کی شان نہین ہو کیونکہ وصف الٰہی خلل و تناقض و خلاف سے پاک منزہ ہو اور مخلوق کے اوصاف باہم متناقض و متباین و متضاد
و متغیر ہوتے ہین اور یہی معنے اللہ عزوجل نے باقی آیت مین بیان فرمائے ہین بقولہ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا - اہل دنیا سب
یہان مریض ہین انکو شفاء قرآن کی حاجت ہو اگر وہ لوگ اسمین غور و فکر کرتے تو اسکے ہر حرف مین ایک بیماری کی دوا بلکہ شفا پاتے پس جب مرض کو
دوا پہونچتی تو اندھا پن جاتا رہتا اور شفاء قرآن اسکی جگہ باقی رہتا اور مریض مذکور اسکے جمال سے تندرست بدون بیماری کے منور ہو جاتا حضرت
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمؤمنین - پھر استفہام مین بندون کی شکایت ہو اور یہ اشارہ کہ اے طالبان
جمال ازل تم قرآن مجید کی طرف کیون نہین آتے تا کہ ہر حرف کے نیچے سے نور بہار اور جمال ازلی کو مشاہدہ کرو اسمین ان اسرار سے خطاب
حق کے حقائق سنو - اور بعض نے کہا کہ قولہ افلا یتدبرون القرآن یعنی قرآن کی بزرگ نصیحتون اور عمدہ احکام کی پیروی کیون نہین کرتے
شیخ ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ خلق مین تیرا غور کرنا نظر عبرت ہو اور خود اپنے نفس مین غور کرنا نصیحت ہو اور قرآن مین تیرا غور کرنا نظر
حقیقت و مکاشفہ ہو اللہ عزوجل نے فرمایا افلا یتدبرون القرآن - اپنے خطاب پاک کو تیری زبان پر جاری فرمایا اور اگر ایسا نہوتا تو
اسکے خطاب کی تلاوت سے زبانین عاجز و گونگی ہوتین سری سقطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگون مین سب سے زیادہ سمجھدار وہی ہے جس نے

قدم کے تحت مین مندرج ہین اور آپ کی خلقت بھی خلقت ازل کی تحت مین فنا ہی اور اس فنا کے تحت مین بصفت بقاء آنحضرت صلعم کے وجود کا ظہور ہوا ہی اور آپ حضرت حق عزوجل کی تجلی کے واسطے آئینہ ہو گئے ہین پس جب ایسا اتصاف بصفات حق و ایسا اتحاد ہوا تو آپکا حکم اور آپ کی طاعت وہی عین حکم حق وطاعت ذوالجلال ہی شیخ جعفر بن محمد رح نے فرمایا کہ اشارہ یہ کہ جسنے حضرت صلعم کو رسالت و نبوت کے ساتھ پہچانا اسنے حق تعالیٰ کو ربوبیت والوہیت سے پہچانا شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ جسنے نبی صلعم کی پیروی بخوبی و درستی کی اور آپکی فرمانبرداری مین اپنی جان کو لازم کر دیا تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو انبیا و صدیقین و شہدا کے مقامات پر پہونچا دیتا ہی مترجم کہتا ہی کہ اوپر تحقیق بیان ہو گئی کہ انبیا کے مقام پر پہونچنا یہ ہی کہ جنت مین انکے درجہ کے قریب ہوا اور یہ معنے نہین کہ صفت نبوت اسکو ملجاتی ہی کیونکہ یہ ممکن نہین ہی چنانچہ خود شیخ رح نے دلیل بیان کی اسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الآیہ۔ اور بعض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم کی طاعت مین جو بدرجۂ تحقیق اعلیٰ فائز ہوے وہ تو انبیا کے ساتھ ہین یعنے صدیقین ہین اور جو بدرجۂ اقتصاد فائز ہوے یعنے بدرجۂ اوسط فائز ہوے وہ صدیقین کے ساتھ ہین یعنے شہید ہین اور جو ادنیٰ رہے حالانکہ کمتر انمین کوئی نہین ہی وہ شہدا کے ساتھ ہین یعنے صالحین اولیاء اللہ ہین مترجم کہتا ہی کہ ظالم سے یہان مراد مشرک یا کافر نہین بلکہ ظلم کے مراتب ہین پس تحقیقی ظلم تو وہ شرک یا کفر ہی اور یہان ظلم سے مراد یہ کہ نفس کو فنائے کامل نہین حاصل ہوئی پس نفس کے حصہ کمال مین نقصان رہا اور یہ اصطلاح صوفیہ نہین تاکہ منکر کو مجال طعن ہو بلکہ قد قال تعالیٰ ومنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ۔ اور حدیث مسلم مین ظالم و مقتصد و سابق سب کے حق مین فرمایا کہ ہر ایک انمین سے بھلائی پر ہی اور یہی برادران یوسف علیہم السلام کے حق مین مروی ہی فافہم اور بعض نے فرمایا کہ رسول صلعم کی فرمانبرداری وہی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی کیونکہ آنحضرت صلعم اپنے اوصاف سے فانی اور باوصاف حق جل جلالہ باقی تھے اور ظاہر و باطن مین حضرت صلعم کا اپنے رسوم سے فنا ہونا اور حق عزوجل سے باقی ہونا یہی تھا کہ آنحضرت صلعم کی فرمانبرداری عین طاعت حق تھی اور آپکا ذکر وہی ذکر حق تھا اور آپ ہی کے ساتھ بندہ واصل بحق ہو سکتا ہی اور آپکی مخالفت سے کبھی واصل بحق نہو گا مترجم کہتا ہی کہ احادیث شریف کی قدر و منزلت سمجھدار کو اس درجہ ظاہر ہوتی ہی کہ بیان اسکا ممکن نہین اور بہت لوگون نے جو احادیث احکام جوارح پر اکتفا کیا اور بعض نے اس سے بھی کم فقط فقہ پر اکتفا کیا اور احادیث متعلقہ قلب و تہذیب روح و نفس و اسرار سے غفلت اختیار کی وہ کمالات سے محروم رہے

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۝

کیون نہین غور کرتے ہین قرآن مین اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرے کے پاس سے ہوتا تو ضرور اسمین بہت سا اختلاف پاتے

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ - یتاملون - پھر کیا یہ لوگ تامل و غور نہین کرتے - الْقُرْاٰنَ - وما فیہ من المعانی البدیعۃ - قرآن مین ف جو نادر معانی قرآن مین ودیعت رکھے ہین - وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا - تناقضا فی معانیہ وتباینا فی نظمہ اور اگر وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے کی طرف سے ہوتا تو اسمین بہت اختلاف پاتے ف یعنے اسکے معانی مین باہم تناقض اور اسکے انتظام کلام مین تباین پاتے - چنانچہ جو غیب کی خبرین ہین بسا اوقات انمین خلاف واقع ہوتا اور بعض بات بعض دیگر سے متعارض ہو جاتی لیکن چونکہ حق عزوجل کی طرف سے حق و صحیح ہی اسمین کوئی اختلاف نہین اور بعضے ملحدون نے جو ایسی آیتین نکالی ہین کہ انکو اختلاف سمجھے تو یہ انکی جہالت ہی اہل حق نے صاف صاف ٹھیک معانی انکے بتلا دیے اور ان خبیثون کا منھ بند کر دیا - پھر نظم مین تباین یہ کہ بعض فصیح ہوتا اور بعض کلام رکیک ہوتا حالانکہ تمام کلام مجید اعلیٰ درجہ فصاحت پر ہی ف مترجم کہتا ہی کہ یہ آیت کریمہ

له اسی آیت کی تفسیر میں [illegible] ۱۲

کافرون و منافقون پر جہاد و سختی کرے۔ اور تحقیق وہ ہی جو مفسر رحمہ نے مقدمہ وغیرہ مین کہا ہی کہ یہ نسخ نہین ہی بلکہ حسن خلق بمقتضائے وقت ہی
اور یہان بھی کلام مفسر اسکو محتمل ہی کیونکہ نسخ کیواسطے صریح نہین ہی۔ اور حق یہ ہی کہ آنحضرت صلعم کو کسی وقت یہ تکلیف نہین دی گئی کہ وہ
بندون کے اعمال کے نگہبان ہون فافہم۔ وَيَقُولُونَ - اي يقول المنافقون اذا جاؤك - یعنے جب منافق تیرے پاس آتے ہین تو
کہتے ہین - امرنا - طَاعَةٌ لک - ہمارا کام تو یہی ہی کہ ہم آپ کی طاعت کرتے ہین ف پس اصل اسکی طاعۃً بنصب ہی جیسا کہ بیضاوی
نے کہا ولیکن بقصد استمرار و دوام کے مبالغہ کرکے اسکو خبر مبتدا محذوف قرار دیا تاکہ جملہ اسمیہ دوامی ہو حاصل آنکہ منافق جب حضور مین حاضر
ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم آپ کے ہمیشہ تابعدار ہین - فَإِذَا بَرَزُوا - خرجوا - پھر جب نکلے مِنْ عِنْدِكَ - تیرے پاس سے
بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ - سوارات کو تیرے فرمان کے خلاف انمین سے ایک گروہ باتین بناتا ہی ف
ابو عمرو اور حمزہ نے بیت طائفہ - مین تا کو طا مین بسبب قرب مخرج کے ادغام کرکے پڑھا اور باقیون نے ادغام نہین کیا اور معنے یہ کہ دلمین
چھپاتا ہی ایک گروہ انمین سے سوائے اسکے جو کہا تھا اس گروہ نے تیرے واسطے تیرے حضور مین تیری فرمانبرداری سے یعنے چھپاتا ہے
دل مین ایک گروہ تیری نافرمانی کو - اور بیضاوی مین ہی کہ قولہ بیت طائفۃ منہم غیر الذی تقول - ای زورت خلاف ما قلت لہا یعنے
ایک گروہ اپنے جی سے تیرے برخلاف بات گڑھتا ہی اور یہ اس تقدیر پر کہ ضمیر تقول کا مرجع آنحضرت صلعم کی طرف ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ
ضمیر راجع بجانب طائفہ ہو یعنے جو کہا تھا اس گروہ نے تجھسے یہ کہ جو آپ فرماوین ہم کو قبول ہی اور آپ کے فرمان بجالانے کے ہم ضامن ہین
وَاللَّهُ يَكْتُبُ - یامر بکتب - مَا يُبَيِّتُونَ - في صحائفهم - اور اللہ لکھتا ہی یعنے حکم دیتا ہے اس چیز کو لکھنے کا جو راتمین گڑھتے
ہین ف انکے نامۂ اعمال مین تاکہ اسپر انکو سزا دیجاوے بیضاوی مین ہی کہ تبییت بیتوتت سے ہی یعنے رات مین باتین گڑھتا ہے اس لیے
کہ رات مین دستور ہی کہ لوگ باتین سوچتے ہین یا یہ لفظ بیت سے ہی خواہ شعر کا بیت یا گھر کا بیت کیونکہ دونون بیت کو آراستہ و پیراستہ تراش
خراش کیا جاتا ہی اور حاصل اسکا یہ کہ یہ لوگ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کی ہوئی طاعت کے برخلاف نافرمانی کی بات کو رات مین
گڑھ رکھتے ہین اسکو اللہ تعالی انکے نامۂ اعمال مین لکھنے کا ان فرشتون کو جو بندون کیواسطے کاتبین رقیب مقرر ہین حکم فرماتا ہی تاکہ
یہ منافق اپنے اس کردار بد پر سزا پاوین اور یہ آیت معجزہ ہی - اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے خوب فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہی کہ منافقونکو تہدید کردی
اور خبر دیدی کہ اللہ تعالی ان سب باتون سے آگاہ ہی جنکو وہ اپنے دلونمین پوشیدہ کرتے اور رات مین بناتے اور آپسمین پوشیدہ رکھتے ہین اور
آنحضرت صلعم کی نافرمانی و مخالفت کو گڑھتے ہین اگرچہ ظاہر مین انھون نے طاعت و موافقت کا اظہار کیا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو حکم دیا کہ - فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ - پس تو بے پروائی سے منھ موڑلے ف اور معالم مین لکھا کہ بعض نے فرمایا یعنے انکے نامونکو
ظاہر مت کر - وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ - ثق بہ فانہ کافیک - اور وثوق و اعتماد کر اللہ تعالی کے ساتھ کیونکہ وہ تیرے حق مین کافی ہی
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا - اور اللہ تعالی کافی وکیل ہی ف وکیل وہ ہی جسکے سپرد اپنا کام کردیا جاوے اور تفویض سپرد کردینا
پس مفوض الیہ وہ جسکے سپرد کیا گیا پس اللہ تعالی مفوض الیہ کافی ہی اور بعض نے جو اسکو حکم جہاد سے منسوخ کہا تو اسمین تحقیق وہی ہی جو اوپر
بیان ہوئی ف عرائس مین ہی کہ قولہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - ظاہر آیت مین وسیلہ پر دلالت ہی اور اللہ تعالی کی جانب سے
وسیلہ رسول صلعم ہین اور معنے یہ کہ جسنے اطاعت کی رسول کی اسنے اللہ تعالی کی اطاعت کی بوسیلۂ رسول صلعم کے اور یہ مقام امر و
عبودیت کا نبی صلعم کی شان مین ہی - اور باطن آیت مین اشارہ ہی مقام عین الجمع کی طرف کیونکہ رسول صلعم کی صفات سب صفات

تو دُکھ دیتی ہی کافرون منافقون کو اور اگر پہونچی تمکو بُرائی تو خوش ہوجاتے ہین اس سے پس سیئات تو اسباب ہین اور اپنے فعل سے نہین ہے بلکہ بدکرداری کی کمائی ہو۔ حضرت استاد نے فرمایا کہ قولہ ما اصابک من حسنة فمن الله۔ یعنے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور قولہ وما اصابک من سیئة فمن نفسک۔ یعنے تیرے نفس کی کمائی ہو حالانکہ ان دونون چیزونکا پیدا کرنا اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝

جن نے حکم مانا رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا اور جو اُلٹا پھرا تو ہم نے تجکو نہین بھیجا اُنپر نگہبان

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ

اور کہتے ہین کہ قبول پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے مشورت کرتے ہین بعضے بعضے انمین رات کو سوائے تیری بات کے

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور اللہ لکھتا ہو جو ٹھہراتے ہین سو تو تغافل کر اُن سے اور بھروسا کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ۔ جسنے فرمانبرداری کی رسول کی ف یعنے محمد صلعم کی تمام ان امور مین جنکے کرنے یا نہ کرنیکا وہ شرعًا حکم دیتے ہین فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ اسنے ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ف یہ حکم عام ہوا ور آنحضرت صلعم کی فضیلت اسمین نہایت بڑی شان کے ساتھ ہو کہ اپنی طاعت قرار دی جسنے رسول کی طاعت کی اسواسطے کہ رسول صلعم نہین حکم دیتے تھے مگر وحی سے خواہ وحی جلی ہو یا وحی خفی جو کہ احادیث شریف ہین۔ معالم مین ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جسنے میری اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جسنے مجسے محبت کی اُسنے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو بعضے منافقون نے کہا کہ یہ شخص چاہتا ہو کہ ہم اسکو پروردگار بنالین جیسے نصاریٰ نے عیسٰیؑ کو بنایا تھا پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور بیضاوی مین ہو کہ منافقین کہتے کہ یہ شخص شرک مین پھنسا تا ہو حالانکہ شرک سے منع کرتا ہو پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم درحقیقت پاک رسول ہین حکم پہونچانے والے اور اس حکم کو فرمانے والا در واقع وہی پاک عزوجل وحدہ لاشریک ہو۔ اسیواسطے فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلّٰى اعرض عن طاعتہ فلا یہمنک۔ اور جسنے مُنہ موڑا ف رسول پاک کی طاعت سے تو ای رسول پاک تجکو یہ بات فکر مین نہ ڈالے اور غمگین نہ کرے۔ فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ حافظًا لاعمالہم بل نذیرا والینا امرہم فنجازیہم۔ پس ہمنے تجکو نہین بھیجا انپر حفیظ ف یعنے انکے اعمال کا نگہبان نہین کیا بلکہ تجکو ڈرسنانے والا و حکم پہونچانیوالا بھیجا ہو اور انکا معاملہ تو ہماری طرف راجع ہو سو ہم انکو جزا و سزا دینگے پس قولہ من تولی۔ شرط ہو جسکی جزا محذوف ہو اور قولہ فما ارسلناک پر فاء تعلیل ہو جزاء محذوف کی اور وہ مانند فلا یہمنک ہو یعنے تجکو اعراض انکا غمگین نہ کرے کیونکہ ہم نے تجکو انکا نگہبان نہین کیا ہو اور ابن کثیر وغیرہ نے فلا یضرک۔ تیرا کچھ بگاڑ نہین ہو، مقدر فرمایا اور یہ اولی ہو اور حدیث مین ہو من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعص اللہ ورسولہ فانہ لا یضر الا نفسہ۔ جسنے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی فرمانبرداری کی تو راہ پائی اور جسنے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی نافرمانی کی تو اپنا ہی ضرر کیا۔ ھ پھر مفسرؒ نے کہا۔ وہذا قبل الامر بالقتال۔ یعنے یہ حکم پہلے تھا جبتک کہ جہاد کا حکم نہین دیا گیا۔ اور توجیہ اسکی یہ ہو کہ کلام یہان بصیغۂ عموم ہے جو منافقون و مشرکون سب کو شامل ہو پھر جہاد اگرچہ منافقون پر تلوار سے نہ تھا مگر مشرکون سے جہاد کا حکم تھا سیا مراد مفسرؒ کی یہ ہو کہ جہاد کا حکم ہونے سے پہلے تو اسطرح اعراض کا حکم تھا اور بعد حکم جہاد کے انپر سختی کرنے کا حکم ہوگیا چنانچہ فرمایا۔ جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم الآیة۔ یعنے

مفلسون کو توبیخ فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت وحفظ سے گر گئے حتی کہ جب انکو راحت پہونچتی ہی تو اپنے نفس کی خوشی و شہوات کی لذت سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین متوجہ ہوتے ہین کچھ اسوجہ سے نہین کہ انکو معرفت و محبت ہی پھر جب انکو محنت پہونچی تو غیر کی طرف منسوب کر دیتے ہین اور اسباب کی طرف رجوع کرتے ہین اور تقدیر سے جھگڑتے ہین اور انسے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف انکی توجہ از راہ نفس ہی کچھ حقیقت ایمان سے نہین ہی پس حق عزوجل نے اپنے پاک رسول صلعم کو حکم دیا کہ اُنسے کہدے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک جو اسباب و مسبب تمکو ملتے ہین انکا وجود اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی وہی اسباب و مُسبّبات سبکا پیدا کرنیوالا ہی اور اگر تم تحقیق کی آنکھ سے دیکھتے تو تمام مخلوق کو اللہ عزوجل سے قائم پاتے۔ پھر ان ناداؤن کو اور زیادہ توبیخ فرمائی بقولہ فما لهؤلاء القوم لايكادون يفقهون حديثا۔ یعنے میرے اخبار و آیات مین انکو ادراک نہین ہی اور میری وحدانیت کی معرفت نہین ہی جبھی وہ کفر کی نظر رکھتے ہین اور میرے عذاب خواری مین گرفتار ہین شیخ نصر آبادی نے فرمایا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی اور اسی کے خلق کرنے سے ہی ولیکن اسکی رضامندی سے جو خلاف ہی وہ حلال نہین ہی قولہ تعالیٰ ما اصابك من حسنة فمن الله الآیۃ حسنۃ طاعت ہی اور حسنہ محبت ہی اور حسنہ معرفت ہی پس اشارہ فرمایا کہ یہ حسنات سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہین اور اسمین بندہ کو کچھ دخل نہین ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان مراتب کو بدون کسی سبب و استحقاق و سفارش کے جس بندے کو چاہا عطا فرمایا ہے ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء پھر سیئۃ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی اور یہ نفس امارہ کی صفت ہی پس اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کو منزہ بیان فرمایا تمام ان باتون سے جو قبیح ہین اور حق ہی کہ اللہ عزوجل ہر ایسے امور سے پاک و منزہ ہی جنمین کسیطرح کا قبح ہی پس حاصل یہ کہ ہر نیکی کا مرجع تیرا مشاہدہ ہی اور ہر گناہ و معصیت کا صدور نفس امارہ سے ہی جسکو حق عزوجل نے مع اسکی جبلت وغیرہ کے جو اسمین ہی پیدا کیا ہی اور وہی نفس امارہ ان افعال کی مباشر ہی محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ سب سے بڑھکر حسنات مین سے تجبر یہ ہی کہ تجکو اپنی ذات پاک کا عارف بنایا اور اپنے شکر نعمت کی توفیق دی اور ذکر جمیل پاک کا الہام فرمایا۔ اور بعض نے قولہ وما اصابك من سيئة فمن نفسك مین کہا کہ مراد یہ ہی کہ وہ تیرے نفس کی طرف سے اسطرح ہی کہ تو نے اپنے نفس کی پیروی کی اور رضاے حق عزوجل کو چھوڑا پس یہ نافرمانی اس نفس امارہ کی طرف سے ہی۔ فرقہ قدریہ نے اس آیت سے استدلال کیا مترجم کہتا ہی کہ قدریہ معتزلہ وغیرہ مین سے وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال خیر و شر کو خود پیدا کرتا ہی پس کہتے ہین کہ اضافت برائی کی نفس کی طرف ہی پس معلوم ہوا کہ نفس اُسکا خالق ہی مترجم کہتا ہی کہ بھلائی کا بھی انکے نزدیک وہی خالق ہی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اسکی اضافت فرمائی پھر اگر بھلائی نہین پیدا کر سکتا تو برائی بھی نہین پیدا کر سکتا ہی اور مترجم اوپر اسکا مفصل بیان کر چکا ہی شیخ رحؒ نے کہا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قدریہ اس امت کے مجوسی ہین مترجم کہتا ہی کہ اس روایت کے حدیث ہونیمین محدثین کو کلام ہی واللہ اعلم بہرحال اسکے معنے صحیح ہین اور شیخ نے لکھا کہ مجوسی انکو اسواسطے کہا کہ اہل حق و علماء سنت تو ایک ہی خالق قادر ذوالجلال والاکرام اللہ جل جلالہ کے قائل ہین۔ اور یہ قدریہ لوگ اپنے آپکو بھی شر و برائی کا خالق سمجھتے ہین تو دو خالق کے قائل ہوے لعنۃ اللہ علیہم پس ان کو مجوس کہا کہ مجوس خبیث بھی دو خالق کے قائل ہین چنانچہ بھلائی کے خالق کو یزدان اور برائی کے خالق کو اہرمن کہتے ہین۔ پھر ان کافرون اور گمراہ فرقون نے یہ نہین سمجھا کہ جو شخص کہ ذات کے پیدا کرنے مین قادر نہین وہ کیونکر صفات کو پیدا کر سکتا ہی اور یہ گمراہ فرقہ قرآن مجید کے بھید اور خطاب الٰہی کے راز کو کچھ بھی نہ سمجھے کیونکہ حق عزوجل نے اتیان سیئۃ کو غیر کی طرف منسوب کیا ہی کچھ نفس کی طرف منسوب نہین فرمایا چنانچہ فرمایا وما اصابك۔ اور اصابت فعل غیر ہی یعنے پہونچانا دوسرے کا فعل ہی خود نفس کا فعل نہین ہی اور فحوائے خطاب سے ظاہر ہوا کہ سیئۃ سے مراد بلاء ہی جو نفس کی بدکرداری کی سزا ہی اور اس بلا کا پہونچانا حضرت حق عزوجل کی طرف سے ہی جو اسکی معصیت کی سزا مین اسکو پہونچائی جیسے نیکی کی نسبت فرمایا۔ وان تمسسكم حسنة تسؤهم وان تصبكم سيئة يفرحوا بها۔ یعنے اگر چھو گئی تمکو بھلائی

اسی واسطے ابن الانباری رح نے فرمایا کہ فاعل دونون جگہ ضمیر راجع بجانب اللہ تعالیٰ ہو اور اوپر ہی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ کل من عند اللہ ہر ایک کا خالق وہی پاک پروردگار ہی یہان تو بیان اسکا ہو کہ یہ بھلائی و بُرائی جو اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی چیزین مخلوق فرمائی ہین یہ انسان کو کیونکر پہونچتی ہین پس اس سے یہ سمجھنا کہ بُرائی جن چیزون کا نام رکھا گیا ہو انکو آدمی پیدا کرلیتا ہو محض جہالت ہو۔ پھر اللہ عزوجل نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی بیان فرمائی جس سے منافقون و مشرکون کے مُنھ مین خاک ذلت و خواری بھر گئی چنانچہ فرمایا۔ وَاَرْسَلْنٰكَ۔ یا محمد اور بھیجا ہمنے تجکو اے محمد رسول بناکر۔ لِلنَّاسِ۔ تمام سب آدمیونکے واسطے ف کوئی خصوصیت کسی قوم کی نہین ہو۔ رَسُوْلًا۔ یہ حال مؤکدہ ہے اور درحالیکہ تو مرسل ہو اور چونکہ ارسلناک۔ سے خود ہی سمجھا گیا تھا لہٰذا اسکو حال مؤکدہ قرار دیا۔ پھر اس سے زیادہ تشریف کے لیے فرمایا وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ علی رسالتک۔ اور کافی ہو اللہ عزوجل گواہ ہونے کو تیری رسالت پر صلی اللہ علیہ وسلم ف عرائس البیان مین ہو کہ قولہ قل متاع الدنیا قلیل۔ جیسے آیت مین دنیا چاہنے والے کو خوف دلایا ویسے ہی جو تقویٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو کر عقبیٰ چاہتا ہو اسکو ترغیب ہے اور نیز اسمین اشارہ ہو کہ اگر عارف نے محبت کے ساتھ مجاہدہ و ریاضت مین فنا ہو کر کسیقدر توسع و رخص کی پیروی کی تو جو شخص اس مرتبہ پر نہین پہونچا اسکو عارف پر انکار نہین کرنا چاہیے کیونکہ اگر فرض کیا جاوے کہ تمام دنیا سونا و جواہر و مشک وعنبر و گل و ریحان و زنان خوبصورت وعمدہ سواریان و بیش قیمت کپڑے اور عالیشان مکانات ہو جاوے تو عارف کو جسکی احتیاج ہو اسکے مقابلہ مین یہ بہت قلیل ہو اسلیے کہ اسکی مراد تو یہ ہو کہ اپنی حالت فراق مین کسی چیز سے اپنے دل کو تسلی دیوے حالانکہ عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی عمدہ چیز ایسی نہین ہو جو اسکی سوزش سے دل کو تسکین دے سکے پھر دنیاے قلیل از قلیل اسکو کیا کافی ہوسکتی ہو اللہ تعالیٰ عزوجل خود ہی اسکی تسلی فرماتا ہو والآخرۃ خیر لمن اتقی۔ یعنے جو شخص کہ مجاہدہ و شوق مین صبر کرے اور ان خوبصورت چیزون سے تسلی لینے سے بچا رہے تو اسکے حق مین بہت بہتر ہو اسلیے کہ آخرت مین اسکے لیے کشف جمال ہو جس سے بڑھکر کوئی نعمت نہین اور اس سے بہتر کوئی راحت نہین۔ اور روایت ہو کہ کوئی راحت مومن کیواسطے دیدار الٰہی سے بڑھکر نہین ہو مترجم کہتا ہے کہ حدیث صحیح مین ہو کہ اللھم لاعیش الا عیش الآخرۃ + فاغفر للانصار والمهاجرۃ + یعنے عیش نہین مگر وہی جو آخرت مین ہو اے پروردگار میرے انصار و مہاجرین کو بخشدے واسطی رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو انکی نظر مین خوار کردیا تاکہ اسکا چھوڑنا انپر گران نہ گذرے قولہ تعالیٰ اینما تکونوا یدرککم الموت الآیۃ۔ ظاہر مین تو اس سے بر خلاف کرنیوالونکو خوف دلایا اور باطن مین یہ آیت امیدواری ہو مشتاقونکو یعنی اے بندگان مشتاق تم مت ڈرو کہ مین تمکو اس سے بہتر دونگا جو تم میری طرف گمان رکھتے ہو پس تمکو قیدخانۂ دنیا سے راحت دونگا اور اپنی مجلس دیدار مین جگہ دونگا۔ جہان تم ہو مین تمھارے ساتھ ہون پھر جب وہ وقت آویگا کہ قرب پاؤ تو وہی موت ہو اور تمھاری موت یہ کہ تمھاری روحین میرے مشاہدہ ظاہر ہونے پر تمھارے بدن سے نکل جاوین جیسے مقناطیس پتھر کہ لوہے کو اپنی طرف جذب کرتا ہو۔ اسمین اشارہ ہو کہ اگر تم بازوے روحانیت سے ملکوت سے بھی بلند پرواز ہو تا کہ تمھارے اجسام تمھاری ارواح ہون تو تمکو میرے سطوات عظمت ادراک کرینگے بلکہ تمھارے ارواح جو بمنزلۂ اجسام ہون اس سے مشرف ہونگے کیونکہ مٹی کے اجسام میری عظمت ظاہر ہونے کے وقت نہین قائم رہ سکتے ہین مگر اسوقت کہ میری تربیت سے انمین صلاحیت پیدا ہو اور وہ اس مجاہدہ پر ہوگی جسکا وقت عرصۂ محشر مین ہوگا۔ ایسی موت تو مومن عارف کے لیے بڑی خوشی ہو اور یہ حبیب کی طرف سے حبیب کو وصل و قرب کی خوشخبری ہو اور حدیث صحیح مین ثابت ہو کہ۔ من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ۔ جو محبوب رکھتا ہو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو اللہ تعالیٰ اسکی لقاء کو دوست رکھتا ہے مترجم کہتا ہو کہ حدیث مین اسکی تفسیر جو مذکور ہو حاصل اسکا یہ کہ وقت موت کے مومن کو بشارت پہونچتی ہو تو اسکو لقاء الٰہی کی خوشی ہوتی ہو ف موت سب عاشقونکی راحت ہو + موت ہی وصل اور قربت ہو + قولہ تعالیٰ قل کل من عند اللہ۔ حق عزوجل نے ان

ان لوگون پر رد فرمایا اور حکم دیا کہ- قُلْ- لھم- کہدے ان لوگون سے- كُلٌّ- من الحسنۃ والسیئۃ ہر ایک ف بھلائی و برائی مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ- من قبلہ- اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ف یعنے اسکی مشیت و تقدیر سے اور اسی کے پیدا کرنے سے ہوتی ہی کوئی دوسرا خالق نہین اور کوئی مؤثر نہین بلکہ آدمی تو کمائی کرنے والا ہی- فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ- لے لایقاربون ان یفھموا ایجرس قوم احمق کا کیا حال ہی کہ قریب نہین کہ سمجھین حَدِيْثًا- بات کو ف جو انکو سمجھائی جاوے- کلمۂ ما استفہامیہ سے لوگونکو تعجب دلانا مقصود ہی کہ کسقدر بڑھکر یہ لوگ جاہل ہین- اور مقاربت فعل کی نفی خود فعل کی نفی سے زیادہ شدید ہی یعنی یہ جو فرمایا کہ لایکادون یفقھون حدیثا بات کے سمجھنے سے قریب نہین ہوتے تو یہ انکی ناسمجھی کا انتہا، مرتبہ ہی کہ سمجھنا تو درکنار یہ لوگ تو سمجھنے کے پاس بھی نہین پہونچتے پس لا یفقھون نفرمایا یعنے نہین سمجھتے ہین،، کیونکہ اسکی بہ نسبت لایکادون یفقھون سمجھنے کے پاس بھی نہین پہونچتے ہین،، زیادہ شدید ہی- پھر قولہ من عند اللہ کے یہ معنے کہ فاعل اسکا اللہ تعالیٰ ہی بخلاف قولہ ہذہ من عندک- کہ اسمین وہ لوگ یہ نہین سمجھتے تھے کہ تو اسکا فاعل ہی بلکہ یہ سمجھتے کہ تیری شومی و نحوست کے سبب سے ہی لہذا مفسرؒ نے کہا ای بشومک- یعنے بسبب شومک- اسیوجہ سے کہا گیا کہ قولہ کل من عند اللہ- سے انکار دکیونکر ہوا کیونکہ وہ لوگ اسکے منکر نہ تھے کہ فاعل سب کا اللہ تعالیٰ ہی بلکہ نبی صلعم کو ان برائیون کیواسطے سبب قرار دیتے تھے نہ فاعل اور محقق تفتازانیؒ نے جواب دیا کہ فقط قولہ کل من عند اللہ انکار د نہین ہی بلکہ مع قولہ ما اصابک من سیئۃ الخ- سے رد ہی پھر کہا گیا کہ قولہ کل من عند اللہ کا فائدہ یہ ہی کہ انھون نے ہذہ من عندک کو بطور فاعلیت کے ظاہر کیا تھا اسکو دور کر دیا- اور بیضاویؒ نے حدیثا کی تفسیر قرآن سے کی یعنے اگر قرآن مین غور و فکر کرتے تو جان لیتے کہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی- اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عمار ثنا سھل بن بکار ثنا الاسود بن شیبان ثنی عقبۃ بن واصل ابن اخی مطرف عن مطرف بن عبد اللہ- فرمایا کہ تم تقدیر مین کیا بحث کرتے ہو- کیا تمکو وہ آیت کافی نہین جو سورۂ نساء مین ہی وان تصبھم حسنۃ یقولوا الخ- واللہ ان لوگون نے قدر پر اعتماد نہین کیا حالانکہ اسیکا حکم ہی اور اسیطرف خواہ مخواہ جاتے ہین شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ جبریہ و قدریہ فرقون کے واسطے یہ کلام بہت متین و قوی ہی-

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ

جو تجکو بھلائی پہونچی سو اللہ کی طرف سے اور جو تجکو برائی پہونچی سو تیرے نفس کی طرف سے اور ہمنے تجکو بھیجا پیغام

لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

پہونچانے والا لوگون پر اور اللہ بس ہی سامنے دیکھتا-

مَآ اَصَابَكَ- ایھا الانسان- یہ خطاب ہر لائق خطاب کو ہی یعنے جو تجھے پہونچا اے آدمی- اور ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ خطاب رسول اللہ صلعم کو اور مراد اس سے جنس انسان ہی- گویا آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے سمجھدار لوگونکو سمجھایا کہ جو کچھ تجھے پہونچا مِنْ حَسَنَةٍ- خیر بھلائی کی قسم سے- فَمِنَ اللّٰهِ- اتتک فضلاً منہ- اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی کہ تیرے پاس اسکے فضل سے پہونچا- وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ- بلیۃ- جو بلا و برائی تجھے پہونچی فَمِنْ نَّفْسِكَ- اتتک حیث ما استوجبہا من الذنوب- وہ تیرے نفس سے ہے ف کہ تجھے اسوجہ سے پہونچی کہ تونے ایسے گناہون کا ارتکاب کیا جو اسکے مستوجب ہین- اور حسن بصریؒ و ابن جریجؒ و ابن زیدؒ نے قولہ من نفسک کی تفسیر مین کہا ای بذنبک بسبب تیرے گناہ کے اگر کہا جاوے کہ کیا برائی انسان کے کرنے سے ہوتی ہی تو جواب یہ ہی کہ ہرگز نہین یہ کیونکر سمجھا گیا- اگر یون ہوتا کہ وما اصبت من سیئۃ- جو برائی تو لاوے- حالانکہ یون نہین فرمایا بلکہ فرمایا کہ ما اصابک- یعنے جو تجھے اللہ تعالیٰ کیطرف سے پہونچ جاوے

جیسے قولہ تعالیٰ وقصر مشید- ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ بعض نے کہا- یہ دونوں بمعنے واحد ہیں اور بعض نے کہا کہ تشدید کے ساتھ مطولہ یعنی دراز کو کہتے ہیں اور تخفیف سے بمعنی زینت دیا گیا اور مشید یعنے گچ کیا ہوا- پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہاں ابن جریر وابن ابی حاتم نے حضرت مجاہدؒ سے ایک قصہ روایت کیا کہ مجاہد نے فرمایا کہ ہم سے پہلے امتوں میں سے ایک عورت تھی اسکو جب وضع حمل کا وقت شروع ہوا تو اُسنے بعد بچہ پیدا ہونے کے اپنے نوکر کو بھیجا کہ آگ لاوے جب وہ نکلا تو ناگاہ اسکو دروازے پر ایک شخص کھڑا ہوا نظر آیا اُسنے پوچھا کہ یہ عورت کیا جنی تو نوکر نے کہا کہ لڑکی ہوئی اُسنے کہا کہ تو خبردار رہ کہ یہ لڑکی سئو مرد سے زنا کریگی اور ایک مکڑی سے مریگی پس وہ نوکر لوٹ پڑا اور اُسنے چھُری سے اس لڑکی کا پیٹ چاک کردیا اور یہ گمان کرکے کہ مرگئی ہے خوفناک ہوکر بھاگ گیا مگر اسکی ماں نے اسکے ٹانکے دیے آخر وہ اچھی ہوگئی اور بڑھکر جوان ہوئی اور ایسی خوبصورت تھی کہ اس شہر میں اسکے مقابل کوئی عورت نہ تھی- اور وہ نوکر جو یہاں سے بھاگا تو اُسنے سمندر کی راہ لی اور آخر وہاں بیخوف ہوکر بہت کچھ مال کمایا پھر مدت کے بعد اپنے شہر کو بڑے ساز وسامان سے واپس آیا- اور یہاں ایک بڑھیا سے کہا کہ میں ایسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جو اس شہر میں بہت خوبصورت ہو اُسنے کہا کہ اِس شہر میں فلاں عورت سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے آخر بعد رضامندی کے نکاح ہوا جب اسکو دیکھا تو اسکو بہت پسند آئی پھر اس عورت نے اس مرد سے دریافت کرنا شروع کیا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آنا ہوا آخر اسنے سب قصہ بیان کیا کہ میں اسی شہر کا باشندہ ہوں ولیکن حال یہ گذرا اور میں نے ایک لڑکی کو اس طرح مارڈالا تھا- اُس عورت نے سُنکر کہا کہ میں وہی لڑکی ہوں اور پیٹ پر چھُری کا نشان دکھلایا اور مرد کے نزدیک ثابت ہوا تو اسنے کہا کہ جب تو وہی ہے تو ضرور تو نے سئو مرد سے زنا کیا- اُسنے کہا کہ یہ بھید تجکو کیونکر معلوم ہوا لیکن ہاں ایسا کچھ تو ہوا مگر مجھے تعداد نہیں یاد ہے اسنے کہا کہ ٹھیک تعداد اسکی سو ہے اور دوسری بات یہ کہ تو مکڑی سے مریگی پھر اس عورت کے واسطے نہایت پاکیزہ مضبوط بلند محل تیار کرایا جسمیں جالے کا نام نہ تھا تاکہ اسکو محفوظ رکھے پھر ایک روز دونوں لیٹے تھے کہ چھت میں ایک مکڑی نظر آئی اور مرد نے اسکو دکھلائی تو وہ بولی کہ اسی سے تو مجھے ڈراتا ہے واللہ میں اسکو ابھی قتل کیے ڈالتی ہوں پس اسکو چھت سے نیچے گرایا اور لپک کر اسنے پانوں کے انگوٹھے سے اُسکو مل دیا اور وہ مکڑی مرگئی لیکن اسکے زہر کی چھینٹ اُڑکر اسکے ناخن پانوں پر پڑی جس سے ناخن وگوشت سیاہ پڑگیا اور سڑکر آخرکار مرگئی- وَاِنْ تُصِبْهُمْ- ای الیہود یعنے یہ ضمیر راجع بجانب یہود ہے- اور ظاہر آنکہ منافقوں کی طرف راجع ہے جو اوپر مذکور ہوے کما صرح بہ- ابن کثیرؒ معنے یہ کہ اور اگر پہونچتی ہے ان منافقوں کو- حَسَنَةٌ- بھلائی ف بقول ابن عباس وابوالعالیہ وسدیؒ مراد یہ کہ قحط کے برخلاف خوب پیداوار ہوتی ہے اور پھل وکھیتی واولاد وغیرہ سے کشایش حاصل ہوتی ہے- يَقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ- تو کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے- وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ- جدب وبلاء کما حصل لہم عند قدوم النبی صلعم المدینۃ- اور اگر پہونچتی ہے اُن کو بُرائی ف یعنے قحط وتنگی وبلاء جیسے کہ نبی صلعم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے وقت انکو پہونچی تھی- يَقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ- یا محمد ای بشومک- تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے ف ای محمد یعنے تیری شومی کی وجہ سے ہے- اور جنہوں نے منافقوں سے تفسیر کی انھوں نے کہا یعنے یہ تیری پیروی کرنے اور اپنا دین چھوڑنے کی شومی سے ہے- پھر حسنہ وسیّئہ کی تفسیر جو مذکور ہوئی یہی سلف سے مروی ہے اور ہوسکتا ہے کہ حسنہ نیک کام جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کشایش رزق وغیرہ کا واسطہ ہوتا ہے اور احادیث میں یہ مضمون ثابت ہوا کہ نیکوکاری واسطہ برکت اور بدکاری واسطہ بے برکتی ہوتی ہے جسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہو- اور یہ ان لوگوں کا قول حضرت نبی صلعم کے واسطے ایسا ہی تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت مذکور ہے کہ- فاذا جاءتہم الحسنۃ قالوا لنا ہذہ وان تصبہم سیئۃ یطیروا بموسیٰ ومن معہ یعنے جب فرعونیوں کو بھلائی پہونچتی تو کہتے کہ ہم اسی کے مستحق ہیں اور اگر انکو برائی پہونچتی تو موسیٰؑ اسکے ساتھیوں کی شومی بیان کرتے- ھ پھر اللہ تعالیٰ نے

یعنے لوگون سے ایسا ڈرنے لگے جیسے عذاب الٰہی سے ڈر ہوتا ہی۔ قولہ او اشد خشیۃ من خشیتہم لہ۔ یا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی بڑھکر ڈرتے ہین یعنے انکے ڈرنے کو چاہو یون تشبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے مانند لوگونسے ڈرتے ہین یا یون تشبیہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے سے بھی بڑھکر ڈرتے ہین اشد کو نصب بنا بر حال ہونے کے ہی۔ اور جواب لما پر اذا و مابعد اسکا دلالت کرتا ہی کیونکہ اذا مفاجات کا ہی جسمین علامہ زمخشری کے نزدیک خاصۃ معنے مفاجات ہی عامل ہین اور تقدیر آنکہ۔ فلما کتب علیہم القتال فاجأتہم الخشیۃ۔ یعنے پھر جبکہ فرض کیا گیا انپر جہاد تو ناگاہ پکڑ لیا انکو خوف نے وقالوا۔ جزعا من الموت۔ یعنے موت سے گھبراکر کہنے لگے قولہ لولا کیون نہین۔ اہی مقولہ سے اور مقولہ ما بعد سے کہا گیا کہ نزول آیت کا منافقون کے حق مین ہی۔ قُلْ۔ لہم۔ ان لوگون سے کہدے کہ۔ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ دنیاوی متاع تھوڑی ہی ف متاع یا تو نام ان چیزونکا ہی جنسے دنیا مین نفع لیا جاوے یا بمعنی مصدری یعنی نفع لینا قلیل ہی یعنی انجام کار انکا فنا ہی وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَىٰ۔ اور آخرت ایسے شخص کے لیے بہتر ہی جسنے تقوی کیا ف آخرت سے مراد جنت ہی کیونکہ آخرت مین بعد دنیا کے ملیگی یعنے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا اسکی نافرمانی چھوڑکر۔ وَلَا تُظْلَمُونَ۔ اکثرونکی قراءۃ بتاء فوقیہ ہی اور ابن کثیر و حمزہ و کسائی کے نزدیک بیاء تحتیہ ہی اور معنے یہ کہ نہین کم کیے جاؤگے اپنے اعمال مین سے۔ فَتِيلًا۔ قدر قشرۃ النواۃ فجاہدوا۔ بقدر جھلی چھوارے کی گٹھلی کے ف یعنے ذرہ برابر بھی کمی نہوگی پس چاہیے کہ جہاد کرو ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ قولہ قل متاع الدنیا قلیل الخ۔ اسمین انکو دنیا سے تسلی دی اور آخرت کی طرف رغبت دلائی اور جہاد پر آمادہ کیا کہ آخرت مین تمھارے ثواب بھرپور نہایت وافر دیے جاوینگے اور دنیا مین کیا مشغول ہوکے ملے یا نہ ملے جو کچھ مقدر ہو پھر ملی بھی تو وہ کچھ چیز نہین کہ متاع قلیل ہی اور ابن ابی حاتمؒ نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ انھون نے قولہ قل متاع الدنیا قلیل۔ پڑھکر کہا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اس بندے پر جو دنیا مین اسکے موافق دنیا کے ساتھ رہا اور دنیا سب اول سے آخر تک ایسی ہے جیسے کوئی آدمی سو گیا اور خواب مین اسنے کچھ ایسی بات دیکھی جسکو پسند کرتا ہی پھر چونک اٹھا تو کچھ نہ تھا شیخ ابن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو مسہر رحمہ اللہ یون پڑھا کرتے تھے ؎ ولا خیر فی الدنیا لمن لم یکن لہ + من اللہ فی دار المقام نصیب + اس ناپایدار دنیا مین ایسے شخص کے لیے کچھ بھی بھلائی نہین جسکے لیے اللہ تعالیٰ کیطرف سے دار پایدار آخرت مین کوئی حصہ نہو ؎ فان تعجب الدنیا رجالا فانہا + متاع قلیل الزوال قریب + پھر اگر دنیا کچھ لوگون کو فریفتہ کرے تو آگاہ رہین کہ یہ دنیا تو متاع قلیل ہی اور اسکا زوال و ناپید ہونا بہت قریب ہی یعنے ادھر آنکھ بند ہوئی اور ادھر دنیا ندارد اور آخرت کا سامنا درپیش ہی اور حدیث مین ہی کہ نہین دنیا بمقابلہ آخرت کے مگر اسقدر کہ جیسے کوئی سمندر مین اپنی انگلی ڈبوئے تو اسکو نظر کرنا چاہیے کہ اسکی انگلی کسقدر لاتی ہی۔ آیت کریمہ مین نصیحت بمبالغہ ہی یعنے انتہا درجہ کی نصیحت ہی اور مزید بیان یہ ہی کہ اس حقیر ناچیز پر بھی غرہ کیونکر ہوسکتا ہی جبکہ موت یقینی ہی چنانچہ فرمایا۔ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ۔ یعنی جہان کہین تم ہو تمکو موت گرفت کر لیگی۔ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ۔ اگرچہ تم ہو مضبوط ممنوع اونچے قلعون مین۔ فلا تخشوا القتال خوف الموت۔ پس تم موت کے خوف سے لڑائی سے مت ڈرو۔ حاصل آنکہ ہر شخص لامحالہ موت سے مرنے والا ہی اس سے کوئی چیز نجات نہین دے سکتی خواہ وہ جہاد کرے یا نہ کرے اور وقت اسکا مقرر و مقدر ہی نہ اس سے پہلے آوے نہ ایک ساعت ٹل جاوے اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جب بستر پر اپنی موت سے مرنے لگے تو شہادت سے محروم رہنے کے افسوس مین بیان کیا کہ مین ایسے اور ایسے معرکہ مین حاضر ہوا اور ہر عضو میرا مجروح ہی مگر اب وہ وقت ہی کہ بستر پر مرتا ہون سو اللہ تعالیٰ نامردون کی آنکھین ٹھنڈی نہ کرے اور بروج دراصل جمع برج کی بمعنی کوٹھری نما جو قصر کے کونون پر بنے ہوتے ہین ذکرہ البیضاوی اور ایک قراءۃ مین مشید بروزن امیر بھی آیا ہے

تھا اعتقادی نہین تھا یعنے انسان کی طبیعت ایسی پیدا ہوئی ہو اور یہ نہ تھا کہ اعتقاد سے حکم الٰہی کو مکروہ رکھتے ہون اور جس بات سے انسان کو موت کا خوف غالب ہوتا ہو تو جبلت سے اسکو مکروہ رکھتا ہو اس بات مین وہ مجبور ہو۔ اور یہ ایسا ہو کہ جیسے موت ہر انسان کے واسطے مقدر بتقدیر الٰہی ہے حالانکہ آدمی اسکو مکروہ رکھتا ہو اور مان باپ اولاد وغیرہ کی موت اسکو گران گزرتی ہو مترجم کہتا ہو کہ علی ہذا آیت مین قولہ الم تر الے الذین سے مسلمان مراد ہین اور روایت ابن عباسؓ سے یہ لازم نہین کہ خود حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی ان لوگون مین سے ہون اسواسطے کہ بعض نے ایسا کیا تھا جو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھون مسلمان ہوے تھے اور دلائل دیگر موجود ہین جنسے ظاہر ہو گیا کہ خود عبدالرحمٰنؓ انکے دلی خوف وغیرہ مین انکے ساتھ نہ تھے کیونکہ کوئی کسی کے دل کا ساتھی نہین ہو سکتا ہو۔ پھر ساتھی لوگ بھی سچے مسلمان تھے کیونکہ خوف و ناگواری انکو انسانی طبیعت پر تھی نہ اعتقادی لہذا یہ لازم نہین آتا کہ مسلمان ہو کر کیونکر حکم خدا کو مکروہ جانا حالانکہ اگر کوئی مثلاً کہے کہ اگر شراب حرام نہوتی تو اچھا تھا تو اسکے حق مین خوف کفر ہو پھر اس تفسیر سے نکلا کہ زکوٰۃ مکہ مین مفروض تھی حالانکہ مشہور یہ ہو کہ مدینہ مین بھی بعد فرض جہاد کے دوسرے سال مین مفروض ہوئی ہو اور جواب صحیح یہ کہ زکوٰۃ اول سے مکہ ہی مین فرض تھی لیکن مال نصاب اور قدر زکوٰۃ کی مقدار بیان نہ تھی۔ پھر یہ سب تفسیر بنابر روایت ابن عباسؓ ہو لیکن یہ روایت قطعی نہین ہو سکتی ہو اگر ثابت ہو تو بھی اس امر پر نص نہین ہو کہ نزول کا سبب یہ لوگ واقع ہوے ہین۔ نہایت یہ کہ ایک وجہ سے بعض یہ لوگ بھی اسکے حکم مین شامل ہون بوجہ اغوا کرنے و شبہہ ڈالنے بعض منافقین کے نہ بوجہ اعتقاد کے پس صحیح یہ کہ نزول آیت کا منافقون کے حق مین ہو۔ چنانچہ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ یہ آیت منافقون کے حق مین نازل ہوئی (کما رواہ ابن جریر) اور قطعی معلوم ہو کہ عبدالرحمٰن بن عوف منافق نہ تھے پس ثابت ہوا کہ اولاً و بالذات تو اسکا نزول منافقون کے حق مین ہو جو جبلت طبعی و اعتقاد دونون طرح اس حکم الٰہی سے اکراہ کرتے لیکن چونکہ فقط طبعی کراہت کی وجہ سے بعض اہل اسلام بھی شامل تھے لہذا تبعاً و ثانیاً وہ بھی سبب نزول ہوے اور انھین کے حال سے تعجب دلایا گیا جیسا کہ اسباطؒ کی روایت سدیؒ مین ہو کہ انپر فقط نماز و زکوٰۃ فرض تھی پھر انھون نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ انپر قتال فرض کیا جاوے پھر جب فرض ہوا تو ڈرنے لگے۔ اور معالم مین ذکر کیا کہ وہ مسلمانون کی ایک جماعت تھی جنکو علم مین رسوخ نہ تھا انھون نے اعتقاد سے نہین بلکہ بزدلی سے ایسا کہا تھا پھر اس سے توبہ کر لی اور قولہ تعالیٰ۔ واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ۔ اگر مکہ مین یہ حکم ہو بنا بر روایت ابن عباسؓ کے ہو تو زکوٰۃ سے مراد فقیرون سے مواسات ہوگی خواہ نصاب تونگری ہو یا نہو اور ابتدا مین یہی حکم تھا کہ ضرورت سے زائد سب صدقہ کر دو۔ اور اب جس معنے کر کے زکوٰۃ ہو وہ بالاتفاق مدینہ مین مفروض ہوئی۔ اور اگر منافقین کے حق مین بعد فرضیت زکوٰۃ کے ہو تو زکوٰۃ اپنے شرعی معنے پر ہو اور تعبید یہ ہو کہ مکہ مین کوئی بھی منافق نہ تھا بلکہ وہان تو جو کوئی ایمان لایا وہ اپنی جان پر کھیل کر ایمان لایا تھا کہ ہر چہار طرف کفار اسپر لعن طعن کرتے بلکہ خود اسکے عزیز اقارب اسکے دشمن ہو جاتے تھے اور کوئی بھی ایمان کے معنے نہ جانتا تھا اور سوائے بت پرستی و شرک و جہالت کے توحید کو کسی طرح نہین سمجھتے تھے اور تمام مکہ مین ہل چل تھی حتی کہ بیٹا مسلمان ہو گیا اور باپ نے اسکو زنجیرون مین باندھکر سخت ایذا دی جیسے ابوجندل کو اسکا باپ سہیل بن عمرو ایذا دیتا اور باپ مسلمان ہوا بیٹا کافر ہو غرضکہ وہان بتواتر نقلاً و عقلاً کسی طرح نفاق نہ تھا۔ پھر مدینہ مین جب اسلام کے انصار ہوے اور جماعت و قوت شروع ہوئی تب یہان والون مین نفاق شروع ہوا کیونکہ جو لوگ مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے وہ سب اسی صدق یقین پر جان مال کو قربان کر کے آئے تھے اور مدینہ مین بھی بعد جنگ بدر کے نفاق نکلا ہو تو ہو سکتا ہو کہ زکوٰۃ اول ہو یا زکوٰۃ مقداری ہو۔ قولہ فلما کتب۔ فرض۔ پھر جب لکھا گیا یعنے فرض کیا گیا۔ قولہ یخشون۔ یخافون الناس۔ یعنے ڈرتے ہین لوگون سے یعنے کافرون سے اور مراد یہ کہ کافرون کے عذاب سے ڈرتے ہین کہ قتل نہ کرین۔ قولہ کخشیۃ اللہ۔ اے کخشیتھم عذاب اللہ۔ مانند انکے ڈرنے کے عذاب الٰہی سے

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ

آخرت کا بہتر ہی پرہیزگار کو اور تمھارا حق نہ رہیگا ایک تاگا جہان تم ہوگے موت تمکو آ پکڑے گی

وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْھُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا ھٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین اور اگر پہونچے لوگون کو کچھ بھلائی کہین یہ اللہ کی طرف سے

وَاِنْ تُصِبْھُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا ھٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ ھٰٓؤُلَاۗءِ

اور اگر انکو پہونچے کچھ برائی کہین یہ تیری طرف سے تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہی سو کیا حال ہے ان

الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝

لوگون کا لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَھُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۔ تونے ایسے لوگ دیکھے جنکو کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رہو اور نماز ٹھیک رکھو اور زکوۃ دو ف تو اسوقت انکا جی یہی چاہتا تھا کہ نہین بلکہ ہمکو لڑنے کی اجازت دی جاوے فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْھُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۔ پھر جب ان لوگونپر جہاد فرض کیا گیا تو کہا کہ انہین سے ایک فرقہ ہی جو لوگون سے ایسا ڈرتا ہی جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے یا انتہائے خوف سے بھی بڑھکر اور یہ فرقہ کہنے لگا کہ الٰہی تونے کیون ہمپر جہاد فرض کر دیا کیون ہمکو اجل نزدیک تک چھوڑ نہ دیا ف کہ دنیاوی تمتع کے بعد آخر خود ہی جلد مرتے۔ گویا اب زندگی کے شائق ہوگئے اور دنیا کی طرف نگاہ اُٹھائی۔ وکیع رح سے روایت ہی کہ اہل الحق اہل السنۃ والجماعۃ ہر ایک حق بات کو روایت کرتے دلکھتے ہین اور بدعتی گمراہ لوگ تقیہ سے چھپاتے ہین (رواہ مسلم والدارقطنی وغیرہ) مفسر وغیرہ نے کہا کہ یہ شکایت ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے انکا نور بڑھا کر انسے یہ وسواس دور کر دیا۔ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ عبدالرحمٰن بن عوف وانکے چند ساتھی حضرت صلعم کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم لوگ مشرک ہونیکی حالتمین عزت مین تھے پھر جب ہم ایمان لائے تو ذلیل ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ مین ابھی عفو کا حکم دیا گیا ہون سو تم لوگ کافرون سے مت لڑو پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو یہان جہاد کا حکم دیا پس وہ لوگ متردد ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (رواہ النسائی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم وصححہ والبیہقی) اور اسی کے مانند قتادہ رح سے مروی ہی۔ اور ابن کثیر وغیرہ مین اسکی توجیہ یون مذکور ہی کہ مومنین جب ابتدائے اسلام مین مکہ مین تھے تو نماز وزکوۃ پر مامور تھے اور زکوۃ کی کوئی حد مقرر نہ تھی اور نہ مال کی حد مقرر کی جسپر زکوۃ ہو بلکہ فقیر مسلمانون سے مواسات کرنے پر مامور تھے یعنے جسکو محتاج بھائی سے سلوک کرنا ممکن ہو اُسپر سلوک واجب تھا۔ اور نیز یہ حکم تھا کہ مشرکون کی اذیت پر صبر کرین ایک وقت تک جو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور مسلمانون کا یہ حال تھا کہ انکی باتون سے کوفت اُٹھاتے اور تمنا کرتے تھے کہ قتال کا حکم دیدیا جاوے تا کہ کافرون سے لڑکر اپنی تشفی کرین لیکن اس حالت مین بہت سے اسباب تھے کہ جنسے قتال خلاف مصلحت تھا پھر جب مدینہ مین محفوظ ہوے اور انصار و مددگار پیدا ہوے تو جہاد کا حکم ہوا پھر بھی بعضے سخت خوفناک ہوے اور کہنے لگے کہ اسکی تاخیر کسی دوسری مدت تک کیون نہوئی کیونکہ ظاہر ہین اسمین خونریزی اور اولاد کا یتیم ہونا و عورتون کا بیوہ ہونا معلوم ہوتا ہی حالانکہ نظر ظاہر یہان سخت خطا کرتی ہی اور شیخ ابومنصور نے کہا کہ یہ خوف انکو طبعی خوف

حکم دیا گیا ہی حالانکہ ایمان اس سے مقدم ہے فافہم۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ

وہ جو ایمان والے ہین سو لڑتے ہین اللہ کی راہ مین اور وہ جو منکر ہین سو لڑتے ہین مفسدون کی راہ مین

فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝

سو لڑو تم شیطان کے حمایتیون سے بیشک فریب شیطان کا سست ہی

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ جو ایمان لائے ہین وہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرتے ہین ف یعنے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری و اسکا کلمہ بلند ہونے اور اسکی رضامندی کے لیے لڑتے ہین آور یہ مومنون کے لیے طرد و عکس دونون طرح ٹھیک ہی یعنے مومن راہ خدا ہی مین قتال کرتا ہی اور راہ خدا مین مومن ہی قتال کرتا ہی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ اور جو لوگ کافر ہین وہ طاغوت کی راہ مین لڑتے ہین ف یعنے شیطان کی راہ مین لڑتے ہین جس سے شیطان کی خوشی ہے۔ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ۔ اب تم اولیاء شیطان سے لڑو یعنے مددگاران شیطان سے جو کافر ہین لڑو۔ اور مراد یہ کہ کافرون سے لڑائی مین تم ہی ان پر غالب ہوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمکو قوت ہی۔ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ۔ البتہ مکر شیطان کا۔ مومنون کے ساتھ كَانَ ضَعِيْفًا ضعیف ہی یعنے محض سست بنیاد ہی کہ ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا اس کید کا جو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے ساتھ کیا مفسر رحمہ اللہ نے کید شیطان کے ضعف مین دو قیدین لگائین یعنے ایک تو ضعیف اسکا مومنون کے ساتھ ہی اور دوم ضعف بمقابلہ اس کید کے جو اللہ تعالیٰ نے کافرون کے حق مین مقدر فرمایا ہی۔ پس وارد نہین ہوتا کہ کافرون پر اسکا کید بہت قوی ہی بعض نے کہا کہ اسکی کچھ حاجت نہین بلکہ کید شیطان فی نفسہ ہیچ ہی لیکن کفار احمق اس ہیچ کو پکڑے ہین جیسے مکڑی کا جالا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اوہن البیوت لبیت العنکبوت۔ سب سے زیادہ سست مکڑی کا گھر ہوتا ہی۔ اور حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کافرونکو خوار کرنا چاہا اور مومنونکی تائید و نصرت چاہی ہی اسکے مقابلہ مین مکر شیطان ہیچ ہی۔ اور بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ بدر کے روز جب شیطان نے ملائکہ کو دیکھا تو بخوف اپنی گرفتاری کے اپنے یارون کفارون کو چھوڑ بھاگا اور انکو خوار کیا۔ ابن عباس رض سے ہی کہ جب تم شیطان کو دیکھو تو اس سے ہرگز مت ڈرو اُسپر حملہ کرو کیونکہ اسکا مکر ضعیف واہی ہی۔ مجاہد رح نے فرمایا کہ شیطان روبرو ہوتا مجھسے نماز مین پس مین ابن عباس رح کا قول یاد کرتا پس اُسپر حملہ کرتا تو وہ مجھسے بھاگ جاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ قول مجاہد رح بدون تاویل کے بطور کرامت ہی پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے بندونسے شکایت فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی محبت مین شیطان والون سے ڈرتے اور دنیا کے لیے انکی شرکت چاہتے ہین اور اس سے مقصود نزول رحمت ہی کہ یہ وسواس انسے جاتا رہی قال تعا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ بند رکھو اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر جب حکم ہوا اون پر

الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا

لڑائی کا اُسی وقت اُن مین ایک جماعت ڈرنے لگی لوگون سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اس سے زیادہ ڈر اور کہنے لگے اے رب ہمارے

لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ

کیون فرض کی ہمپر لڑائی کیون نہ جینے دیا ہمکو تھوڑی سی عمر تو کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہی اور

ع۶

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ - الذین حبسھم الکفار عن الھجرۃ وآذوھم - مردون وعورتون وبچون سے ف جنکو کافرون نے مدینہ منورہ کو حضرت صلعم کے پاس ہجرت کرکے آنے سے محبوس کر رکھا تھا اور انکو طرح طرح کی ایذائین دیتے تھے تاکہ دین اسلام سے پھر جاوین اور حاصل یہ کہ اے مومنو تمکو راہ الٰہی مین اور ان بیچارے ضعیفون کے چھوڑانے کے لیے قتال کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ہی - قال ابن عباس کنت انا وامی منھم حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مین اور میری مان بھی مستضعفین مین سے تھے اسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے - اور ایک روایت مین ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ مین اور میری مان یعنے ام الفضل بنت الحارث منجملہ ان لوگون کے تھے جنکو اللہ عزوجل نے معذور فرمایا - حاصل آنکہ اللہ عزوجل نے فتح مکہ سے پہلے اذیت کفار کے خوف سے ایمان نہ لانے وظاہر نہ کرنے اور مدینہ کی طرف ہجرت نہ کرنے پر کسی کو معذور نہین فرمایا چنانچہ آگے آیات مین آویگا سوائے مستضعفین کے جو کفار کی قید مین ہو کر ایذائین اُٹھاتے اور دعائین مانگتے تھے اور حدیث صحیح مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے دعا فرماتے کہ میرے پروردگار نجات دیدے ولید بن الولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو اور سب ان مومنون کو جو مستضعفین ہین - اور آیت کریمہ مین جہاد واجب ہونیکا حکم ہی پھر ان مستضعفین کی بذا مین ایمان پر مضبوطی ظاہر کرنے اور مومنون کو شفقت دلانے کو انکی دعا نقل فرمائی - الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ - وہ ایسے لاچار ہین کہ دعا کرتے ہوے یون کہتے ہین رَبَّنَا - اے پروردگار ہمارے - اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ - مکہ ہمکو نکال دے اس شہر سے یعنے مکہ سے - الظَّالِمِ اَهْلُهَا - بالکفر - جہان کے لوگ ظالم ہین ف یعنے بسبب کفر کرنے کے ظالم ہین وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا - اور ہمارے لیے اپنے یہان سے ولی دیدے ف جو ہمارے کام کا متولی ہو کہ کافرون پر جہاد کرکے ہمکو چھوڑاوے وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا - اور ہمارے لیے اپنے پاس سے نصیر دیدے ف جو ہمکو ان ظالمون سے بچاوے - اگر کہا جاوے کہ دعا مین دو باتین ہین ایک تو اس قریہ سے نکالا جانا اور دوم ولی وناصر ملنا پس اگر مجموع مراد ہی تو پایا نہین گیا اور اگر دونین کوئی ایک مراد ہی تو حرف آو چاہیے حالانکہ واو ہی پس مفسر رحہ نے اختیار کیا کہ مجموع مراد ہی اور دونون باتین پائی گئین چنانچہ لکھا - وقد استجاب اللہ تعالیٰ دعاؤھم فیسر لبعضھم الخروج وبقی بعضھم الی ان فتحت مکہ وولی صلی اللہ علیہ وسلم علیھم عتاب بن اسید فانصف مظلومھم من ظالمھم - اور البتہ قبول کرلی اللہ تعالیٰ نے دعا ان بیچارون کی پس بعضون کے حق مین تو نکل جانا میسر ہوا اور بعضے باقی رہے یہانتک کہ مکہ فتح ہوا اور حضرت صلعم نے انپر عتاب بن اسید بن ابی العیص کو متولی مقرر کیا پس عتاب نے انکے ظالم سے انکے مظلوم کا خوب انصاف لیا اور کمالین مین ہی کہ عتاب بروز فتح مکہ مسلمان ہوچکے تھے اور اسوقت انکی عمر اٹھارہ برس کی تھی مترجم کہتا ہی کہ بنا برین ولی بھی عتاب رضہ ہوے اور معالم مین اسکو مصرح فرمایا ہی اور بیضاوی مین لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے واسطے بہتر ولی وبہتر ناصر حضرت محمد صلعم کو کردیا کہ مکہ فتح کرکے انکی تولی ونصرت خوب فرمائی اور مدینہ منورہ لوٹتے وقت عتاب بن اسید کو سردار مقرر کیا جنھون نے خوب حمایت ونصرت کی مترجم کہتا ہی کہ یہ اولیٰ ہے و اللہ تعالیٰ اعلم پھر جاننا چاہیے کہ بعض نے آیت سے نکالا کہ طفل کا ایمان مقبول ہی کیونکہ اطفال مومن نہوتے تو ولدان کا خلاص کرنا واجب نہوتا - اور جواب دیا گیا کہ ولدان بمعنے غلام ہین اور نساء عورتون وباندیونکو شامل ہی اور یہ جواب کچھ نہین جیسا کہ بخاری کی حدیث ابن عباس رضہ اوپر گذری کہ مین بچے[۱۲] اور میری مان منجملہ معذورین کے تھے - اور بعض نے جواب دیا کہ آیت مین ایذاء مشرکین کا مبالغہ ہی کہ مردون وعورتونسے تجاوز کرکے بچون تک کو ایذا دیتے تھے - اور حق یہ ہی کہ طفل کا ایمان مقبول ہی جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایمان قبول تھا اور احکام بمنزلہ بالغین جاری نہونے سے انکے ایمان کی نفی نہین ہوسکتی دیکھو سات برس کے بچہ کو نماز پڑھانے اور دس برس پر مار کر نماز پڑھانے کا

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ ۔ پس شہید ۔ اور جو بندہ راہ الٰہی مین لڑا پس شہید ہوا ۔ اَوْ يَغْلِبْ ۔ یا ظفر پا وے یا فتح پائی اپنے دشمن کا فر پر ۔ کیونکہ انھین دونون حال سے خالی نہین یا شہید ہوگا یا فتح پاویگا اور اسمین قتل ہونے کو مقدم کرکے اشارہ کیا کہ وہ ہمین مراد ہونی چاہیے کیونکہ حدیث صحیح مین اسی کو افضل فرمایا ہے کہ مجاہد راہ خدا مین جان و مال سے شہید ہو ۔ اور نیز تقدیم شہادت مین شوق و تسکین ہے کہ یہ نہایت مرتبہ ہے باوجود آنکہ کوئی اپنے وقت مقدر سے پہلے نہین مرتا بالجملہ ان دونون باتون کے سواے تیسری کسی بات کی جہاد مین امید نہ تھی لہذا انھین دونون کو لایا کہ جہاد خدا مین لڑا پس شہید ہوا یا فتح دیا گیا جو تقدیر الٰہی مین مقدر ہوا ہے بہر حال ۔ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ تو اسکو جزیل ۔ ہم اسکو ثواب جزیل عطا کرینگے اور جس ثواب کو اللہ تعالیٰ عظیم فرما وے اسکی قدر کسی کے گمان مین بھی نہین آسکتی ہے ۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کفالت کرلی اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لیے جو اسکی راہ مین جہاد کرے درحالیکہ اسکو اسکے گھر سے کسی اور بات نے نہ نکالا ہو سواے اسکی راہ مین جہاد کرنے اور اسکے کلمہ کی تصدیق نے تو کفالت کرلی ۔ اس بات کی کہ اسکو جنت مین داخل کریگا یا اسکو اسکے گھر مین جہان سے نکلا تھا مع ثواب یا غنیمت کے واپس کریگا ۔ وقد روے مجموعًا فی الصحیحین اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ راہ خدا مین جہاد کو جانے والے کی مثال اس شخص کے مانند ہے جو ایسا نمازی اور روزہ دار ہو کہ جسکی رکعات نماز و روزہ مین کمی نہین پڑتا ہے یہانتک کہ مجاہد مذکور کو اللہ تعالیٰ اجر و غنیمت کے ساتھ اسکے گھر واپس فرما وے یا اسکو وفات دیکر جنت مین لیجاوے ۔ رواہ البغوی وہو فی الصحاح مترجم کہتا ہے کہ تمام احادیث مین دلیل ہے کہ جو سفر جہاد مین مرا اگرچہ شہید نہوا تو بھی جنتی اور برابر اسکو ثواب عطا ہوگا یہانتک کہ قیامت مین اٹھایا جاوے اور یہ امر بدلائل احادیث دیگر بھی ثابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم اگر کہا جاوے کہ شہید ہونے والے کو اور اجر و غنیمت کے ساتھ زندہ واپس ہونیوالے کو اجر عظیم مین مساوی فرمایا حالانکہ حدیث صحیح مین جان و مال سے شہید کو افضل فرمایا ہے تو جواب دیا گیا کہ اجر عظیم دونون کے واسطے ثابت ہے اگرچہ ایک کے واسطے اعظم ہو پس دونون کا ہر طرح مساوی ہونا لازم نہین آتا جیسے کہ بادشاہ دیہہ والے اور اکبر دیہہ والے دونون کو بڑا مالدار کہتے ہین اگرچہ دونون مین ایک دوسرے سے زیادہ ہے اور حاصل یہ کہ عظیم امر اضافی ہے کہ ولی کے ثواب سے عظیم اور صدیق و انبیا کے ثواب سے کم ہوگا اور ایسے ہی آپس مین شہیدون کے ثواب مین فرق ہے پھر اللہ تعالیٰ نے جوش کے ساتھ جہاد پر آمادہ کیا ۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ

اور تمکو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے انکے جو مغلوب ہین مرد اور عورتین اور لڑکے

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

جو کہتے ہین اے رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہین لوگ اسکے اور پیدا کر ہمارے واسطے

لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ؕ

اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ ۔ استفہام توبیخ ۔ ای اما نع لکم من القتال یہ استفہام بطور توبیخ و سرزنش کے ہے اور معنے یہ کہ قتال کفار سے تمکو کوئی چیز روکنے والی نہین ہے ۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ مین ۔ وَ ۔ فی تخلیص ۔ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ اور مستضعفین کے خلاص کرنے مین یعنے ایسے لوگون کی رہائی کرانے مین جنکو کافرون نے ضعیف و کمزور بنا کر قید رکھا ہے ۔ مِنَ

اور اپنے اوپر انعام قرار دیا۔ وَلَئِنْ۔ لام قسم۔ یعنے لام موطئہ آنکہ جزار شرط جواب قسم ہو۔ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ۔ کفتح وغنیمۃ اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہوتا۔ مانند فتح وغنیمت کے۔ لَيَقُوْلَنَّ۔ نادما۔ تو وہ ندامت سے کہتا ہو۔ اسکا مقولہ آگے ہے قولہ یالیتنی۔ اور بیچ میں جملہ معترضہ ہو۔ كَاَنْ۔ مخففۃ واسمہا محذوف اے کانہ۔ لَّمْ تَكُنْ۔ بالیار والتار۔ یعنے اکثر قرار کی قراءۃ بیار تحتانیہ ہو اور ابن کثیر وحفص عن عاصم کی قرارت میں بالتار الفوقیہ ہو کیونکہ المودۃ مؤنث ہو لیکن چونکہ درمیان میں قولہ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ۔ سے فصل آیا ہو لہذا بالیار بھی جائز ہو جیسے کہ اکثر کی قراءۃ ہو اور معنے یہ کہ گویا نہ تھی درمیان تمہارے اور درمیان اسکے مَوَدَّةٌ کچھ معرفت وصداقت یعنے جان پہچان اور دوستی۔ وہذا راجع الی قولہ قد انعم اللہ علی اعترض بہ بین القول ومقولہ۔ اور یہ کلام راجع ہو قولہ انعم اللہ علی۔ کی طرف اور یہ جملہ معترضہ درمیان قول ومقولہ کے ہو اور مقولہ یہ ہو۔ يَا۔ للتنبیہ۔ یعنے اس حرف ندا سے محض تنبیہ مراد ہو اور یہ مراد نہیں ہو کہ کوئی اسکی طرف توجہ کرے۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ اخذ حظا وافرا من الغنیمۃ۔

کاش میں انکے ساتھ ہوتا تو فوز عظیم پاتا یعنے لیتا میں غنیمت میں سے حصہ وافر یعنے بہت

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ

سو چاہیے لڑیں اللہ کی راہ میں جو لوگ بیچتے ہیں دنیا کی زندگی آخرت پر اور جو کوئی لڑے

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہووے ہم دینگے اُسکو بڑا ثواب

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ پھر چاہیے کہ لڑیں راہ خدا میں لاعلار دینہ۔ اللہ تعالیٰ کے دین بلند ہونے کے لیے اسواسطے کہ مجاہد وہی ہو جو فقط اسواسطے لڑا کہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلمہ بلند ہو۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں ثابت ہوا ہو پس اسیواسطے قتال کریں۔ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ۔ وہ لوگ جو فروخت کرتے ہیں زندگانی دنیا کو بعوض آخرت کے پس یشرون بمعنی یبیعون ہو جیسا کہ مفسرؒ نے ذکر کیا ہو اور شرار بمعنے خریدنا اکثر اور بمعنے فروخت کرنا کم مستعمل ہوتا ہو اور فی سبیل اللہ جو ظرف ہو اسکو فاعل سے مقدم کرنا بغرض اہتمام شان ہو یا یہ معنے ہیں کہ منافقین تو مال دنیا کی تمنا رکھتے ہیں اور حصہ غنیمت گم ہونے پر حسرت کھاتے ہیں پس انکا لڑنا دنیا کے لیے ہی پس خالص مومنوں کو حکم دیا کہ جو لوگ دنیا کو آخرت کے بدلے فروخت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں لڑیں۔ کہ ان ابطا وتاخر المنافقون عن القتال فلیقاتل الذین یبیعون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ فی سبیل اللہ اگر آخرت کو دنیا کی عوض بیچنے والوں نے جہاد سے قدم پیچھے ہٹایا تو جو لوگ دنیا کو آخرت کے لیے بیچتے ہیں انکو چاہیے کہ راہ الٰہی میں جہاد کریں۔ یا۔ یوں کہا جاوے کہ ان کان قتال المنافقین الذین یبیعون الآخرۃ بالدنیا لاجل الغنیمۃ فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین الخ یعنے اگر منافقین کا لڑنا دنیاوی غنیمت کے لیے تھا تو مخلصین کو چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کے واسطے لڑیں۔ پس اس تقدیر پر یہ آیت مومنین کیواسطے ہو اور معالم میں کہا کہ بعض کے نزدیک منافقوں کو نصیحت آمیز حکم ہو کہ جو امر انسے اوپر کی آیت میں حکایت فرمایا وہ بدتر ہو پس انکو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں۔ علیٰ ہذا معنے یہ کہ پس چاہیے کہ لڑیں راہ خدا میں وہ لوگ جو خریدتے ہیں دنیا کو بدلے آخرت کے اور حاصل اسکا یہ کہ یہ خرید چھوڑیں اور مومن خالص ہو کر راہ خدا میں لڑیں۔ اور اس تقدیر پر شرار بمعنے خرید ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے فلیقاتل کا فاعل مومن قرار دیا جو قولہ فانفروا ثبات۔ میں ضمنًا مذکور ہو اور معنے یہ کہ پس چاہیے کہ لڑے مومن خالص جو جہاد میں نکلا ہو ان لوگوں سے جو خریدتے ہیں زندگانی دنیا بعوض آخرت کے۔ اور اس تقدیر پر الذین یشرون۔ مفعول واقع ہو۔

دشمن سے اوس دشمن سے احتراز اختیار کرو اور بیدار و ہوشیار رہو **قال ابن کثیر** یہ لازم ہو کہ سامان تیار رکھین دشمن کے واسطے باین طور کہ ہتھیار و گھوڑے و سامان ضروری کو تیار رکھین **مترجم** کہتا ہو کہ معنے یہ کہ ایسا سامان کرنا بھی واجب ہو اور زمانہ کے مسلمانون نے خدا کی کر بیت المال خالی اور سامان سے ننگے بیٹھے ہو لئے اور ایسی صورت مین مدد الٰہی بھی اوٹھ جاتی ہو کیونکہ خلاف کیا اس حکم کا کہ حذر و سامان رکھو۔ **فَانْفِرُوْا** اے مؤمنو الٰہی تنادہ تعدہ کرکے چلو نکلو دشمن سے لڑنے کے واسطے اور یہی انفر فی سبیل اللہ ہو حاصل آنکہ سامان جمع کرکے چلو دشمن سے لڑائی کو۔ **ثُبَاتٍ** متفرق مین سریہ بعد اخری۔ خواہ متفرق ہوکر ایک سریہ بعد دوسرے کے۔ اور سریہ وہ جماعت اگر چار سو یا کم ہون اور بل لیسے کی غزوات مین وہ لشکر جسمین حضرت صلعم خود تشریف نہین لے گئے۔ اور ثبات جمع ثبۃ بمعنے جماعت ہو یعنی جماعات متفرقہ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ فانفروا ثبات ای عصبا اور مراد اس سے متفرق سرایا ہین۔ **اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعًا** مجتمعین یا تنہا ہر جماعت رو۔ یکبارگی سب بتمعین ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی مجاہد و عکرمہ و سدی و قتادہ و ضحاک و عطار خراسانی سے مروی ہو۔ حاصل آنکہ مومنون کو حکم دیا کہ فرقے کو جاوین تو دو حال مذکورہ سے ایک حال پر ہون تنہا تنہا نجاوین کہ ناگاہ انکو دشمن ایذا پہونچاوے اور جاننا چاہیے کہ مطلق سفر کرنا بھی تنہا منع ہو حتی کہ حدیث مین ایک مسافر کو اگرچہ سوار ہو شیطان فرمایا اور دو کو دو شیطان فرمایا اور تین ہون تو انکو مسافر قرار دیا اور باب جہاد مین لشکر کی مقدار دس یا زیادہ موافق حذر حاصل ہونیکے امام کی رائے پر ہے واللہ اعلم۔ **وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ** ۔ لیتاخرن عن القتال کعبد اللہ بن ابی المنافق واصحابہ وجملۃ منھم من حیث الظاہر واللام فی الفعل للقسم یعنے لیبطئن بامر دونون تاکید از جانب شئی بمعنے لیتاخرن از تاخر بمعنے پیچھے رہنا یعنی پیچھے رہتا ہو کافرون کی لڑائی سے جیسے عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق و اسکے ساتھی تھے اور یہ قصہ بیان منافقون کا ہو قال مجاہد وغیر واحد نزلت فی المنافقین اور یہ جو فرمایا کہ وان منکم۔ یعنے تم مین سے ہی تو اسکو انہین سے قرار دینا از راہ ظاہر ہو کیونکہ منافق تو اسلام ظاہر کرتا تھا اور اسلام کے ظاہر کرنے کی بھی دنیا مین یہ برکت رکھی گئی کہ دنیاوی عذاب دور کیا گیا اور ظاہر مین انکے ساتھ اسلام کے احکام برتے گئے اور یہ بڑی حکمت پر مبنی ہو پھر لمن مین لام ابتدا ہو جو اسم ان پر فصل خبر کے واسطے داخل ہوئی۔ اور من کی صلہ لیبطئن ہو اور لام اسپر قسم کا ہو یعنے قسم محذوف کا جواب ہو اور تقدیر یہ کہ وان منکم لمن اقسم باللہ لیبطئن تم مین سے وہ ہو کہ جسنے قسم کھائی اللہ کی البتہ پیچھے رہیگا پس قسم مع جواب کے من کا صلہ ہو اور جملہ عطف ہو قولہ خذوا حذرکم پر بطریق عطف قصہ یا معترضہ ہو۔ پھر غنیمت کے تعلیہ کو تاخر سے جو لازمی ہو تفسیر کی اور مقاتل بن حیان سے بھی مروی ہو کہ لیبطئن ای لیتخلفن عن الجہاد۔ اور معنے یہی ہین جو مفسرین نے ذکر کیے۔ **قال ابن کثیر** اور احتمال ہو کہ مراد یہ ہو کہ البتہ تم مین سے ایسا شخص ہو کہ بہلا رکھے اپنے نفس کو اور غیر کو جہاد سے چنانچہ عبد اللہ بن ابی منافق مذکور کا یہی حال تھا کہ خود بیٹھ رہتا اور مومنون کو بھی بہکاتا اور یہی قول ابن جریج و ابن جریر نے اختیار کیا ہو و لیکن اول اولی ہو بنظر آنکہ مابعد مین اسکا حال فرمایا۔ **فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ** ۔ کقتل و ہزیمۃ۔ پھر اگر تم کو مصیبت پہونچے مثلاً مسلمان ایماندار شہید ہوے یا شکست کھا گئے۔ **قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا** ۔ حاضرا فاصاب۔ تو یہ منافق کہتا ہے کہ مجھپر اللہ تعالیٰ نے بڑا انعام کیا جبکہ مین انکے ساتھ حاضر نہ تھا کہ مین بھی یہی مصیبت پہونچایا جاتا پس اپنے وہان حاضر نہونا اپنی بے ایمانی سے اپنے اوپر انعام شمار کیا اور آیت مین اشارہ کیا کہ اذ لم اکن معہم سے وہ اپنے فعل پر انعام سمجھتا ہو اور یہ جہالت پر جہالت ہو اور مفسر رح نے آگے کا قول یعنے کان لم تکن بینکم و بینہ مودۃ۔ اسی سے متعلق قرار دیا ہو حاصل آنکہ وہ کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میرا وہان حاضر نہونا مجھپر انعام کیا گویا کہ تمہارے اور اسکے درمیان کچھ مودت و دوستی ہی نہ تھی۔ یعنے تمہارے ساتھ ایسا ہوا تو اسکے کان پر جون بھی نہین رینگی

حاصل ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہوتی ہی - اور حاصل یہ کہ جو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اس درجہ کو پہونچا وہ اہل اللہ تعالیٰ میں سے ہوا
وہ اللہ تعالیٰ کے انبیا و شہدار و اولیا کے مشابہ ہی اور دنیا و آخرت میں انکا رفیق ہوگا اور یہی معنے ہیں قولہ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم الآیۃ
پس انبیا پر انعام یہ ہی کہ انکو اپنی ذات و صفات کے علوم عطا فرمائے اور درجہ قرب و مشاہدہ عطا کیا اور ملک و ملکوت کے خزائن غیب پر انکو مطلع کیا -
اور صدیقین پر یہ کرامت ہے کہ کرامات روشن دیدین اور انوار صفات سے انکی آنکھین منور کر کے کھولدین - اور شہدار پر اسکا انعام یہ ہی کہ انکے
خون بہا مین اپنے دیدار جمال سے مکرم کیا - اور صالحین پر یہ انعام ہی کہ لطائف نیکوکاری انکو ظاہر کردین تاکہ اس سے مالوف ہوکر اسکی خدمتگذاری
مین مضبوط و مستقیم رہے وقال تعالیٰ وحسن اولٰئک رفیقا - اسکے معنے یہ ہین کہ کیا خوب ہی انکی مرافقت اللہ تعالیٰ کے مطیع سے اور کیا اچھی ہی مرافقت
اللہ تعالیٰ کی ایسے بندون سے جو اللہ تعالیٰ کیواسطے انکے مطیع ہوے ہین یعنے اللہ تعالیٰ نے صریح توان نیک بندونکی مرافقت فرمائی اور ان کی
مرافقت بالطاف الٰہی بطور خاص ہی پس گویا یہ ارشاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی مرافقت ان مطیع لوگون کو حاصل ہوگی جیسے کہا جاوے کہ خدمتگذار کیواسطے
درگاہ بادشاہی کی سیر و بساط قرب کی فرحت کیا خوب ہی حالانکہ جو وہانتک پہونچا وہ بادشاہ کی زیارت سے ضرور مشرف ہوگا - ایسا ہی یہان ہی کیونکہ
ان بزرگونکی منزلت و درجات ایک دوسرے سے قریب ہین اسواسطے کہ مرافقت تو ہو نہین سکتی الا اسی طور سے کہ مقامات مین موافقت ہووے
پس انبیا علیہم السلام تو وہ بندے ہین جنھون نے سمع خاص سے اخبار الٰہی کو سنا ہی اور صدیقین وہ ہین جو رضا رخوب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت مین
رہے یعنے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر و رضا تھی اسپر موافقت سے قائم رہے اور نور بقا رکے مشاہدہ مین باقی رہے اور شہدار وہ ہین کہ سطوت عظمت
مین شدت محبت سے قتل ہوے اور صالحین وہ لوگ ہین کہ امتحان سے سلامت نکلے اور نعمت جنت و راحت کو پایا اور جلال جمال کو دیکھتے ہین اور
یہان مرسلین کو ذکر نہین فرمایا کیونکہ وہ غیب مین اور غیب الغیب مین غائب ہین انکو حق عزوجل نے پردۂ غیب مین جگہ دیدی ہی مخلوق مین سے
کوئی انکے حال پر مطلع نہین ہوتا مگر اسوقت کہ درگاہ عظمت سے ظاہر ہوتے ہین فارس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیا کے درجونکا جو ادنیٰ ہی وہ صدیقین کے
درجون کا اعلیٰ ہی اور جو صدیقین کا ادنیٰ درجہ ہی وہ شہدا کا اعلیٰ درجہ ہی اور جو شہدا کا ادنیٰ درجہ ہی وہ صالحین کا اعلیٰ درجہ ہی اور صالحین میدان
شہدار مین اور شہدار میدان صدیقین مین اور صدیقین میدان انبیا مین اور انبیا میدان مرسلین مین موجود ہوتے ہین قال المترجم معیت
وساتھ ہونے کے یہ معنے ہین اور اوپر اثر ربیع بن انس مذکور ہوا جو اسپر دلالت کرتا ہی فافہم -

**يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ**

اے ایمان والو کرلو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو جُدی فوج یا سب اکٹھے اور تم مین

**لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ**

کوئی ایسا ہے کہ البتہ دیر لگا دیگا اور پھر اگر تمکو مصیبت پہونچے کہے اللہ نے مجھپر فضل کیا کہ مین نہ ہوا انکے ساتھ

**شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ**

اور اگر تمکو پہونچا فضل اللہ کی طرف سے تو اسطرح کہنے لگے کہ گویا نہ تھی تم مین اور اسمین کچھ دوستی

**يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝**

اے کاشکے مین ہوتا انکے ساتھ تو بڑی مراد پاتا

**يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ** من عدوکم ای احترزوا منہم وتیقظوا لہ یعنے اے ایمان والو اپنا بچاؤ پکڑو اپنے

فضل کردیا ان مطیع بندون پر اور یہ نہین ہو کہ انھون نے اپنی طاعت کی وجہ سے اس کرامت کو پایا ہو۔ پس ذٰلک مبتدا اور الفضل خبر ہو یہ آیت کریمہ مع احادیث شریفہ کے کمال امید کا مقام ہو اور مترجم امید کی نگاہ سے تکتا ہو اپنے آپکو اس لائق بھی نہین دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک و اصحاب ابرار و اہل بیت اطہار و تابعین و ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کی محبت کا دعویٰ کرے لیکن یہ اعتقاد رکھتا و یقین کرتا اور کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پاک صلعم کی محبت مجھپر فرض ہو اللہ تعالیٰ مجھے اس نعمت سے سرفراز فرماوے لہذا برادران ایمانی سے دعا چاہتا ہو اور اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہو امید ہو کہ قبول فرماوے اور میرا اور تمام برادران ایمان از اہل اسلام کا خاتمہ اسی محبت پر بخیر کرے اللھم آمین یا حی یا قیوم انت ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین پھر فرمایا۔ وکفٰی باللّٰہ علیما۔ ثواب الآخرة فثقوا بما اخبرکم به ولا ینبئک مثل خبیر۔ اور کافی ہو اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا۔ یعنے عالم بثواب آخرت ہو پس بھروسا کرو اسی کے فرمانے پر جسکی تمکو خبردی اور موجود فرمایا ہو ولا ینبئک مثل خبیر۔ اور نہین آگاہ کریگا تجکو کوئی ویسا کہ جیسا کوئی خبیر آگاہ کرے جو کسی شی سے خوب خبردار ہو اور یہ معلوم کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہو پس جو اسنے خبردی سب پر ہمارا ایمان و یقین ہو والحمد للہ رب العالمین ف عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ ولو انا کتبنا علیھم ان اقتلوا الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ نے اسمین اپنے احبار سے شکایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی مین اپنے نفس کو قربان کرنے نہین قصد کرتے ہین اور اسمین اہل محبت کو آگاہ کیا کہ وہ اوتعالیٰ کی طرف پہونچ نہین سکتے مگر اسی طور سے کہ اپنی مراد چھوڑکر اوتعالیٰ کی مراد کو پسند کرین اور یہ شکایت کچھ انکے محل ایمان پر وارد نہین ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچائی و اخلاص و ایمان و یقین پر ہو کر اس سے واصل ہوئے ہین ولیکن یہ شکایت ہو کہ کوئی سختی وارد ہونے پر اپنے نفس سے پورا معارضہ نہین کرتے ہین بلکہ نفس اس لائق ہو کہ معارضہ کرتا ہو پس شکایت فرمائی کہ اکثرون کے نفوس معارضہ کرتے ہین سوائے انکے جو محبت مین قوی و مستقیم ہین اور ایسے قلیل ہین۔ پھر خبردی کہ قتل نفوس بریاضت و مجاہدات اور ہجرت کرنا خطاؤ گناہون سے اور بدباتو نکا چھوڑنا یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانیان ہین اور محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قتل کرو اپنے نفوس کو اس طرح کہ نفوس کی خواہشون سے خلاف کرو اور دیار سے اخراج کے یہ معنے دنیا کی محبت اپنے دلونسے نکالو۔ یعنے تم اس دنیا سے خارج ہو اسطرح کہ اس سے تعلق خاطر قطع کردو۔ پھر جو فرمایا کہ اسکو تھوڑے بندون نے کیا پس مراد یہ ہو کہ انکی تعداد کم ہو حالانکہ درحقیقت از راہ معنے کے یہ لوگ بہت ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنکو توفیق اور ولایت صادقہ حاصل ہوئی ہے۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ نے مقام مجاہدہ کو مقام مشاہدہ سے ملادیا۔ اور ظاہر فرمایا کہ جسنے واجب حقوق مین قصور کیا وہ بلند درجات کو نہین پہونچیگا اور یہی فرمایا بقولہ ولو انھم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم یعنے مشاہدۂ الٰہی مین انکا باقی ہونا انکے لیے اس سے بہتر ہو کہ دنیا مین اپنے نفوس کے ساتھ باقی رہین مگر وصول اس درجۂ عالی پر قتل نفوس کے ساتھ مرہون کیا چنانچہ فرمایا ولو انھم فعلوا۔ یعنے ایسا کرنا شرط ہو پھر دوسری آیت سے اور زیادہ واضح کردیا جو ہم نے لکھا ہو چنانچہ ارشاد فرمایا۔ واذا لآتینا ھم من لدنا اجرا عظیما۔ یہ اجر عظیم مشاہدۂ ازلی و ابدی ہو جو ان بندون کو نصیب ہوتا ہے جو اپنے نفوس کو قتل و فنا کرکے بقاء حق مین باقی ہوگئے ہین۔ وقولہ ولھدینا ھم صراطا مستقیما۔ یعنے ہم انکو راہ دیتے صفات کی معرفت و اسکے طریقونکی اور فنا ہو کر ذات تبارک و تعالیٰ کی بقا سے باقی ہونے کی پاک ہو وہ پروردگار جو ہر اشارہ و ایمان سے برتر ہو اور ہر وہم و گمان سے منزہ ہو۔ اور صراط مستقیم وہ نکرت کے بعد معرفت ہو اور ہر علت سے قدم مقدس کی پاکی بیان کرنا اور جاننا و یقین کرنا پھر قولہ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین الآیۃ اسمین خبردیدی کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت درحقیقت نہین حاصل ہوتی مگر بعد مشاہدہ حاصل ہونے کے۔ اسواسطے کہ حقیقت طاعت تو محبت ہی سے ہوتی ہو اور محبت جب ہی ہوتی ہو کہ دیدار و مشاہدہ حاصل ہوجاوے حاصل آنکہ جسنے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی اسکی محبت کے ساتھ اسکے مشاہدہ مین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو۔ تعبد اللہ کانک تراہ۔ یعنی مرتبۂ احسان یہ ہو کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اسطرح کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہو پھر اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجکو دیکھتا ہو اور بعضے اکابر نے تصریح کردی کہ یہ مرتبۂ اہل کمال ہو پھر جانو کہ رسول اللہ صلعم کی طاعت تو جب ہو کہ رسول صلعم کی معرفت

لہ اخرجہ ... حدیث شریف ہے المہاجر من ہجر السیئات یعنی ہجرت کرنے والا وہ افضل ہے جس نے گناہوں کو چھوڑ دیا ۱۲ م

ہوتا ہون اور آپ مجھے یاد آجاتے ہین تو مجھے صبر نہین آتا یہانتک کہ مین آکر آپ کو دیکھ لیتا ہون تب چین آتا ہی اور جب مین اپنی و آپکی موت کو
یاد کرتا ہون تو جانتا ہون کہ آپ تو جب جنت مین داخل ہونگے تو اونچے درجون پر جاوینگے اور انبیاء علیہم السلام آپکے ساتھ ہونگے۔ اور مین اگر
جنت مین داخل کیا گیا تو بھی مجھے خوف ہی کہ آپ کو نہ دیکھنے پاؤن۔ پس نبی صلعم نے کچھ جواب نہین دیا یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ رواہ ابن
مردویہ والطبرانی وقال الحافظ الضیاء المقدسی اسنادہ لاباس بہ۔ اور اسیکے مانند حضرت ابن عباس سے بھی ابن مردویہ نے روایت کیا اور نیز یہ اثر
مرسلاً سعید بن جبیر وشعبی ومسروق وعکرمہ وقتادہ سے ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہی اور ربیعہ بن کعب الاسلمی سے روایت ہی کہ مین رات کو نبی صلعم کے
وہان بسر کیا کرتا اور آپ کے وضو وحاجت کے واسطے پانی وغیرہ لایا کرتا ایکبار آپ نے فرمایا کہ کچھ مانگ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جنت مین
آپ کی رفاقت مانگتا ہون آپ نے فرمایا کہ یا اور اسکے سواے۔ تو مین نے عرض کیا کہ حضور مین تو یہی مانگتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو اس آرزو مین
مجھے اسطرح مدد دے کہ کثرت سے سجدے کیا کر۔ رواہ مسلم۔ عمرو بن مرہ جہنی سے روایت ہی کہ ایک مرد نے آکر نبی صلعم سے عرض کیا کہ مین نے صدق دل سے
گواہی دی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور پانچون وقت کی نماز پڑھی اور اپنے مال کی زکوۃ دی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے تو
آپ نے فرمایا کہ جو ایسے حال پر مرا وہ قیامت مین نبیون وصدیقون وشہداء کے ساتھ ہوگا اسطرح یعنے آپنے دو انگلیان اُٹھائین اور فرمایا بشرطیکہ
اُسنے والدین کی نافرمانی نہ کی ہو۔ رواہ احمد اور ایک حدیث مین یہ کرامت ملنے کے لیے فی سبیل اللہ یعنے جہاد مین ہزار آیات پڑھنا آیا ہی کما رواہ احمد
اور ابو سعید خدری رض سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء۔ یعنے تجارت کرنے والا اپنے معاملہ مین
سچا امانت دار قیامت مین انبیاء وصدیقون وشہداء کے ساتھ مین جگہ پاویگا۔ رواہ الترمذی وحسنہ۔ اور مراد یہ کہ شریعت پر قائم ہو اور تجارت
کے معاملہ مین ایسا ہو اور ابو سعید خدری رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت والے اہل غرفہ کو اوپر نظر اُٹھا کر باریک نظر سے باہم ایک
دوسرے کو دکھلاوینگے بسبب انکی بلندی درجہ کے جیسے تم یہان چمکتے دور کے تارے کو آپسمین دکھلاتے ہو صحابہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو
انبیاء علیہم السلام کے درجے ہونگے انکو کوئی اور نہین پاویگا آپ نے فرمایا کہ کیون نہین قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی
وہ مرد پاوینگے جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور رسولون کی تصدیق کی ہی۔ رواہ البخاری ومسلم۔ اور اہل تفسیر نے ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ حضرت
ثوبان رض کے حق مین جو رسول اللہ صلعم کے آزاد کیے ہوے تھے اور حضرت صلعم سے نہایت ہی محبت رکھتے اور بے آپ کے بہت کم صبر کر سکتے تھے
نازل ہوئی ہی۔ اور حضرت انس رض سے روایت ہی کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہی آپ نے فرمایا کہ تو نے
اسکا کیا سامان کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سامان میرے پاس تو کچھ نہین مگر یہی کہ مین اللہ تعالیٰ واسکے رسول کو بہت چاہتا ہون
آپنے فرمایا کہ تو اسیکے ساتھ ہوگا جسکو تو چاہتا ہی شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ ان سب سے بڑھکر وہ بشارت ہی کہ جو صحیح ومسانید وغیرہ مین متواتر
طریقہ سے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم سے سوال کیا گیا کہ ایک مرد ایسا ہی کہ ایک قوم سے محبت رکھتا ہے
اور اُنسے لاحق ہونا اسکو نصیب نہوا تو فرمایا۔ المرء مع من احب۔ آدمی اسکے ساتھ ہوگا جسکو محبوب رکھے حضرت انس رض نے کہا کہ مومنین کو ایسی
خوشی کبھی نہین ہوئی تھی جیسے اس حدیث سے کمال خوشی ہوئی۔ اور ایک روایت مین انس رض نے بعد اس حدیث کے روایت کرنے کے
کہا کہ مین تو ابوبکر وعمر کو محبوب رکھتا ہون اور امیدوار ہون کہ اللہ تعالیٰ مجھے انکے ساتھ اُٹھاوے اگرچہ مین نے انکے اعمال خیر کے سے
نیک کام نہین کیے ہین۔ ذٰلِكَ۔ اے کونہم مع من ذکر۔ یہ یعنے مطیع اللہ ورسول کا ان بزرگ بندون کے ساتھ مین ہونا کچھ اسکے
اعمال پر منوط نہین ہی بلکہ۔ اَلْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ فضل ہی اللہ کی طرف سے۔ تفضل بہ علیہم لا انہم نالوہ بطاعتہم۔ اپنا

پس خلافت نبوت کچھ دنیا والون کے غافل نظر کے موافق ریاست وسلطنت نہ تھی اسیواسطے حضرت عثمان رضؓ نے ترک خلافت سے انکار کیا اور حضرت صلعم نے بھی فرمایا تھا کہ تو اس خلعت کو جو اللہ تعالیٰ پہنا وے لوگون کے کہنے سے مت اُتارنا کما فی الحدیث مترجم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق وکرم سے اس مختصر تقریر مین جو مرد صالح کے لیے مفید و مزید ہی یہ اظہار کردیا کہ اعلیٰ صدیق ہر امت مین وہ تھا جو اپنے نبی علیہ السلام کے وقت مین اِس مرتبہ کو پہونچا اور وہ خلت خاص ہی اور حضرت صلعم نے خود ابو بکر صدیق کو فرمایا کہ۔ الا ان صاحبکم خلیل اللہ جیسا کہ صحیح کی روایت مین ہی اگرچہ بعض نے کہا کہ مراد بنفس نفیس ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر اسوقت کے بعد بھی مرتبہ صدیقیت حاصل ہوتا ہی مگر نہ اُس اونچے رتبہ کا واللہ تعالیٰ اعلم اور آیت کریمہ مین ترتیب ہر وجہ کمال ہی اول النبیین دوم والصدیقین سوم۔ **وَالشُّهَدَآءِ**۔ القتلی فی سبیل اللہ۔ یعنے جو راہ خدا مین قتل ہوے۔ اور بعض نے کہا کہ مخصوص عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہین اور اوپر معلوم ہوا کہ تخصیص ٹھیک نہین ہی۔ ہان ہمین یہ استیناس ہی کہ چارون مراتب کمال ہین۔ چونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ مرتبہ تھا وہ شہید نہوے اور باقی شہید ہوے ہین۔ وہ افضل ہین مرتبہ مابعد سے یعنے **وَالصّٰلِحِيْنَ**۔ غیر من ذکر یعنے جو مذکور ہوے انبیاء و صدیقان و شہیدان کے سوے جو لوگ مقبولان حق ہین وہ صالحین ہین۔ **وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا**۔ یعنے کیا اچھے ہین ایسے لوگ جو مذکور ہوے بلند مرتبہ بزرگ خلاق والے رفیق ہونگے۔ ای رفقاء فی الجنۃ بان یستمتع فیہا برؤیتہم وزیارتہم والحضور معہم وان کان مقرہم فی درجات عالیۃ بالنسبۃ الی غیرہم۔ یعنے لفظ رفیق مانند صدیق و خلیل کے واحد و جمع دونون کو کہا جاتا ہی اسیواسطے آیت مین بجمع نہین آیا اور مراد جمع ہی ای کیا اچھے ہین یہ لوگ رفقاء جنت مین باینطور کہ جنت مین انکے دیدار سے اور زیارت سے اور انکے ساتھ حاضر ہونے سے فیض اُٹھا وے اور جناب باریتعالیٰ کا دیدار پاوے اگرچہ یہ لوگ بہ نسبت اورون کے درجون مین اونچے ہونگے **بیضاوی** رحؒ نے لکھا کہ انکے چار اقسام باعتبار علم و عمل کے بیان فرمائے اور تمام لوگونکو برانگیختہ فرمایا کہ انسے پیچھے نہ رہین پس انبیاء تو کمال علمی و عملی سے تجاوز کرکے دوسرونکی تکمیل کے درجہ تک پہونچے۔ اور صدیقین نے درجہ اعلاء عرفان تک پہونچکر حقائق اشیا سے خبر دی۔ اور شہداء نے اظہار حق ونفی باطل مین اپنی جان دی۔ اور صالحین نے عمر عبادت مین و مال مرضیات مین صرف کرکے نیکنامی حاصل کی۔ ہذا حاصل کلامہ بالجملہ اس مین بشارت ہی کہ اہل ایمان کو ان بزرگونکی رفاقت نصیب ہوگی۔ اور **مفسر جلال** رحؒ نے اسکے سبب نزول مین لکھا۔ قال بعض الصحابۃ للنبی صلعم کیف نراک فی الجنۃ وانت فی الدرجات العلی ونحن اسفل منکم۔ یعنے بعضے صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ ہم آپ کو جنت مین کیونکر دیکھین گے آپ تو اعلیٰ درجات مین ہونگے اور ہم آپ سے نیچے ہونگے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اور کمالین مین جو لکھا کہ بعض سے مراد ثوبان رضی اللہ عنہ ہین تو مفسر رحؒ کے کلام پر منطبق نہین اسلیے کہ نحن کا اور نراک کا صیغہ جمع ہی اس سے ظاہر ہی کہ اکیلے ثوبان رضؓ نہین تھے اور ابن جریر نے بسند جید ربیع بن انس سے مرسلاً روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپس مین کہا کہ نبی صلعم کو فضیلت سے اونچے درجے ملین گے پھر آپ پر ایمان لانے والون کا کیا حال ہوگا جب جنت مین مجتمع ہوے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارہ مین یہ آیت نازل فرمائی پھر نبی صلعم نے فرمایا کہ اونچے درجہ والے اُتر کر باغ مین نیچے والونکے ساتھ جمع ہوکر انعام الٰہی کے بیان اور اللہ تعالیٰ پر ثنا کرینگے اور آیت کریمہ فہم فی روضۃ یحبرون سے شاہد سمجھا یا۔ وقد روی من وجہ آخر مرفوعا۔ سبحان اللہ یہی صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جنکی محبت کا یہ حال ہی کہ جنت اور اسکی تصور و نعمتون مین انکا دل اسی طرف لگا ہوا ہی کہ یہ سب سہی مگر آنحضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو چھوٹ جاوینگے آخر اضطراب ہوا کہ کہان آپ اونچے درجات مین اور کہان ہم نیچے درجات مین۔ جنت مین یہ غم کیسا۔ یہین خوب ہین کہ دیدار سے مشرف ہین ؎ بس وہی صحرا ہی باغ و بوستان۔ ہو جہان رونق فزا وہ نور جان +آور حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ ایک مرد آیا رسول اللہ صلعم کے پاس اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ مجکو میری جان سے اور میری آل سے و میری اولاد سے زیادہ محبوب ہین اور مین گھر مین

اللہ عزوجل نے اپنی ہدایت سے انکو یہ مرتبہ کرامت کیا اور یہ زبانی کلام کے مبالغہ سے نہین ہو سکتا اور بعض نے نبیین سے خاص محمد صلعم اور صدیقین سے خاص ابوبکر رضہ کو مراد لیا اور تحقیق یہ ہی کہ ہمیشہ ہر زمانہ مین جو پیغمبر ہوا اُسکی امت مین صدیقین ہوئے ہین اور جیسے انبیا علیہم السلام مین مراتب ہین اسیطرح صدیقین مین مراتب ہین اور سب سے افضل انبیا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین تو سب صدیقین سے افضل ابوبکر صدیق رضہ ہین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین ہر زمانہ مین صدیق ہونگے لیکن حضرت ابوبکر الصدیق سب سے افضل ہین پھر اگلون مین جو واقع ہو تھا وہ ہوچکا اور باقی یہ امت ہی تو نبی فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور صدیق اکبر حضرت ابوبکر عبد اللہ بن عثمان التیمی رضی اللہ عنہ متعین ہین اسیواسطے بعض نے تخصیص سے تفسیر کی اور حدیث مین حضرت عائشہ رضہ سے ثابت ہی کہ حضرت صلعم فرماتے کہ جو نبی مریض ہوا وہ دنیا و آخرت مین اختیار دیا جاتا ہی پھر جس مرض مین آپنے وفات فرمائی اُسمین آپکو کچھ شدیدہ طاری ہوا تو مین نے سنا کہ آپ فرماتے تھے مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین پس مین نے جان لیا کہ اسی کو آپنے اختیار فرمایا رواہ البخاری ومسلم۔ اور حدیث صحیح مین ہی کہ آدمی جھوٹ بولتا اور سکا قصد کرتا رہتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہی اور آدمی سچ بولتا اور برابر اسیکا قصد کرتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہی اور واضح ہو کہ بعض جھوٹ ایسا سخت ہوتا ہی کہ جیسے مسیلمہ یمامی نے نبوت کا دعویٰ کیا پس کذاب ہوا اور بعض صدق ایسا ہوتا ہی کہ جیسے حضرت ابوبکر رضہ نے آنحضرت صلعم کی نبوت و معراج کی تصدیق کی پس صدیق ہوے اور صحیح مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نے کسی پر اسلام نہین پیش کیا مگر آنکہ اسکو کچھ ذرا سا درنگ ضرور ہوا سوا ابوبکر رضہ کے کہ فوراً ایمان لائے ایک لطیفہ ہی کہ حضرت صلعم پر مسیلمہ کذاب پہلے اسلام لایا تھا پھر خود دعویٰ کرکے کذاب اکبر ہوا تو اسکو آپکے صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضہ نے قتل کیا پس کذاب اکبر کو صدیق اکبر نے قتل کیا والحمد للہ رب العالمین۔ پھر واضح ہو کہ مرتبہ نبوت و صدیقیت محض فضل اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے وہ کسی کو حاصل ہونا ممکن نہین مگر جسکو اللہ تعالیٰ نے ازل مین پسند کیا بعد آپ کے حضرت ابوبکر رضہ سوا نبوت کے آپکی جگہ قائم ہوے اور اکابر اہل معرفت متفق ہین کہ یہی مرتبہ قطب الاقطاب ہے یعنے جو ولی کہ آنحضرت صلعم کے قدم پر ہو وہ قطب الاقطاب ہی اور وہ ہر زمانہ مین فقط ایک ہی ہوتا ہی اور اسکے دو وزیر دائین و بائین ہوتے ہین پس آنحضرت صلعم کے وزیر ابوبکر و عمر تھے اور بہت سی حدیثون سے اس امر کا شناس ہوتا ہی چنانچہ صحیح کی حدیث مین گاے کے بولنے کا قصہ اور آپکا فرمانا مین ایمان لایا اور ابوبکر و عمر حالانکہ یہ دونون اسوقت موجود نہ تھے۔ اور دوسری حدیث کہ نماز کو تشریف لاتے اور صحابہ رضہ مین کوئی ہیبت سے نظر نہ اُٹھاتا سوا ابوبکر و عمر کے فقط یہی دونون ایسے تھے کہ آپ انکی طرف دیکھکر مسکراتے اور یہ بھی مسکراتے۔ اور وہ حدیث کہ آپ نے فرمایا کہ خلقت مین مین اور ابوبکر و عمر ایک ہی مٹی سے ہین اور تصدیق اسکی یہ موجود کہ ایک ہی جگہ مدفون ہین حالانکہ حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آدمی وہین مدفون ہوتا ہی جہان کی مٹی ہی مشترجم اگر وجوہ کو نقل کرتا جاوے توکلام دراز ہوجایگا اور اصل مطلب دور پڑ جایگا اسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے اور جہالت و رعونت نفس سے انکار نہ کرنا چاہیے حالانکہ اگر کچھ سمجھ کا نور ملا ہی تو اسیقدر بس ہی پھر سنو کہ حضرت صلعم کے یہ دونون وزیر تھے جیسا کہ حدیث ترمذی مین ہی کہ میرے دونون وزیر سماوی تو جبرئیل و میکائیل ہین اور دونون وزیر ارضی ابوبکر و عمر ہین الحدیث حسن و من تکلم فیہ اخطا۔ پھر بعد آپ کے حضرت ابوبکر کے دائین وزیر حضرت عمر رضہ اور بائین عثمان رضہ ہے پھر عثمان کے دائین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بائین حضرت حسن رضہ تھے اور یہان تقدیر حق عزوجل جاری تھی جو کچھ جاری تھی اور ہوا جو ہوا اور باعث فتنہ مروان بن الحکم تھا۔ اور یہ بھید ویسا ہی ہی جیسا حضرت ابوہریرہ رضہ نے فرمایا کہ اگر مین اسکو زبان سے نکالون تو تم میرا گلا کاٹ ڈالو۔ اور حضرت حذیفہ کی حدیث بخاری مین کہ پھر عمر نے کہا کہ بھلا وہ دروازہ جو درمیان مین آڑ ہی شکستہ ہوگا یا کھل جایگا الحدیث اسمین صریح ہی کہ عمر رضہ اس بھید کو خود جانتے تھے اور حذیفہ رضہ تو صاحب سر رسول اللہ صلعم معروف تھے۔ پھر اکابر اہل معرفت نے کہا ہی کہ جو بجاے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے ہوتا گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صدیق ہوتا گیا کہ اپنے وقت والون مین سب سے افضل و صدیق اکبر ہی

قلیل ہین سے ہوتا (رواہما ابن ابی حاتم)۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ من طاعۃ الرسول اور اگر یہ لوگ عمل ہین لاتے جو انکو نصیحت کی جاتی ہی **ف** کہ رسول اللہ صلعم کی فرمانبرداری کرین۔ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا۔ تحقیقا لایمانہم۔ تو انکے حق ہین بہت بہتر ہوتا اور بہت شدید و مضبوط ہوتا از راہ تحقیق کے انکے ایمان کے لیے یعنے انکے ایمان کے خوب محقق و ثابت ہونے کے لیے یہ امر اشد ہوتا۔ وَاِذًا۔ ای لو ثبتوا۔ اور اسوقت ہین **ف** یعنے جب تثبیت کرتے۔ گویا کہا گیا کہ فما ذا لہم اذا ثبتوا۔ انکے لیے کیا بزرگی حاصل ہوگی اگر تثبیت اختیار کرین تو فرمایا۔ لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ۔ ہم عطا فرماتے اپنے پاس سے یعنے محض فضل سے انکو۔ اَجْرًا عَظِيْمًا ہو الجنۃ۔ ثواب عظیم **ف** وہ جنت ہی یعنے ادنیٰ اسکا یہ ہی۔ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔ اور ہم انکو راہ مستقیم کی ہدایت دیتے **ف** یعنی راہ اسلام کی ہدایت دیتے۔ کذا فسرہ ابن عباس اور بعض نے کہا کہ صراط مستقیم یہان علوم معرفت و ادراک بعض غیب ہین بذریعۂ فضل الٰہی کے اور حدیث ہین ہی کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم (رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ) جسنے عمل کیا اسقدر علم پر جسکو جانتا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکی ارث ہین اسکو ایسی چیز کا علم دیتا ہی جو نہین جانتا تھا۔ (رواہ ابو نعیم)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول کی    تو ایسے لوگ ہونگے ساتھ ہین انکے جنپر انعام کیا ہی اللہ نے    نبیون

وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ

و صدیقون    اور شہیدون    اور پرہیزگارون کے اور اچھے ہین ایسے لوگ رفیق    یہ تو    فضل ہے

مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۧ

اللہ کی طرف سے    اور اللہ کافی ہے    جاننے والا

ع ۹ / ۱۱

جاننا چاہیے کہ اس آیت ہین اہل طاعت کا ثواب بیان فرمایا جیسے پہلی آیات ہین ان لوگونکے حق ہین وعید و مذمت ہوچکی جو نافرمان ہون خواہ اسطرح کہ دل سے منافق ہون یا اسطرح کہ لغزش رکھاتے ہون مگر در اصل منافقون کی مذمت مقصود ہی اور ضمناً ان لوگونکو بھی نصیحت کی گئی جنکے پانون پھسلین جیسے حدیث صحیح ہین جھوٹا وعدہ کرنا اور امانت ہین خیانت کرنا او خصومت ہین فجور کرنا اور جھوٹ بولنا ہر ایک کو خصلت نفاق فرمایا ہی حالانکہ باوجود ایمان کے ان افعال بد کا صادر ہونا ممکن ہی الغرض ان لوگونکے حق ہین وعید و نصیحت کے بعد اس آیت کریمہ ہین سچے مطیع فرمانبردارون کیواسطے اپنا انعام و فضل بیان فرمایا۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔ فیما امر بہ۔ اور جس بندہ کی یہ صفت ہو کہ اسنے اللہ تعالیٰ و رسول کی فرمانبرداری کی **ف** یعنے اللہ تعالیٰ نے بوحی جلی قرآن مجید ہین جو حکم دیا ہی یا بوحی خفی بزبان رسول اللہ صلعم حکم دیا ہی اسکی فرمانبرداری کی تو اسکا درجہ بلند ہی۔ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔ تو ایسے بندے ان بزرگ بندون کے ساتھ ہین ہین جنپر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا **ف** اور نماز ہین ہر وقت اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سے وہ اسی کی آرزو رکھتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کرکے انھین اہل انعام کی رفاقت نصیب فرمائی جنکا بیان یہ ہی مِنَ النَّبِيّٖنَ۔ یعنے اہل انعام اول انبیاء علیہم السلام ہین۔ وَالصِّدِّيْقِيْنَ۔ دوم صدیق ہین **ف** افاضل اصحاب الانبیاء لمبالغتہم فی الصدق والتصدیق۔ یعنے صدیقین جمع صدیق کی ہی بنا بر مبالغہ اور یہ صفت اُن لوگون کی ہی جو انبیاء علیہم السلام کے یارون ہین سب سے افضل ہوتے تھے اور یہ لقب اسوجہ سے کہ صدق ہین یعنے ظاہر و باطن سچے ہو نہین اور تصدیق یعنے احکام حق عز و جل و کلام نبوت کی تصدیق کرنے ہین بہت کامل درجہ پر تھے یعنے

فرمایا کہ اپنی جانون کو قتل کرو کہ یہی توبہ ہی ہم نے اسکو قبول کیا یہانتک کہ مقتولون کی تعداد ستر ہزار تک پہونچی مگر ہم اپنے پروردگار کی فرمانبرداری مین قائم تھے یہانتک کہ وہ ہم سے راضی ہوگیا اس یہودی کا یہ کلام سُنکر حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے کہا کہ تو آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی کہ مین سچ کہتا ہون کہ قسم ہی اللہ وحدہ لاشریک کی کہ اگر محمد صلعم مجھے حکم فرما دین کہ مین اپنی جان کو قتل کر ڈالون تو ضرور مین یہی کرون پس اللہ تعالیٰ نے ایسے مومنون کو مستثنیٰ فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ

اور اگر ہم انپر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو کوئی نہ کرتے

اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝

مگر تھوڑے انمین اور اگر یہی کرین جو انکو نصیحت ہوتی ہے تو انکے حق مین بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہون دین مین

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰھُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اور اسی مین ہم دین انکو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلاوین انکو سیدھی راہ

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ۔ بعض اہل تفسیر نے ضمیر مجرور کو موجودہ یہود یا منافقون کی طرف راجع کیا اور مترجم کے نزدیک صواب یہ ہی کہ فقط منافقان مذکور کی طرف راجع ہی اور یہ مؤید ہی کہ قصہ مسلسل مربوط ہی جیسا کہ شیخ ابن جریر نے کہا۔ اور کتبنا بمعنے فرضنا او جبنا ہی اَنِ اقْتُلُوْٓا مفسر نے کہا کہ اَن مفسرہ ہی ای کتبنا کی تفسیر ہی۔ یعنے مکتوب و مفروض یہ کہ اُقتلوا۔ اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ۔ کما کتبنا علی بنی اسرائیل یعنے اگر ہم ان لوگونپر یہ فرض کرتے کہ تم اپنی جانونکو قتل کرو یا اپنے گھرون سے خارج ہو جاؤ ف جیسے ہمنے بنی اسرائیل پر یہ حکم واجب کیا تھا یعنے جیسے بنی اسرائیل پر گناہ گوسالہ پرستی کی توبہ مین اپنی جانون کا قتل کرنا فرض کیا تھا۔ اور فرعون کے ملک سے راتون رات بھاگ جانیکو فرض کیا تھا تو بھلا انکا کیا حال ہوتا جبکہ خفیف معاملہ مین یہ حالت ہی چنانچہ فرمایا۔ مَّا فَعَلُوْهُ۔ تو نہ کرتے اسکو ف ای المکتوب علیہم۔ یعنے اس چیز کو نہ کرتے جو موافق مذکورہ بالا کے انپر فرض کی جاتی۔ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ۔ مگر تھوڑے انمین سے ف بالرفع علی البدل والنصب علی الاستثناء یعنے اکثر کی قراءت مین قلیلٌ بالرفع ہی بنابر آنکہ بدل ہی فعلوا کی واو مرفوع سے اور ابن عامر کی قراءۃ مین الا قلیلاً منصوب باستثناء ہی۔ حاصل معنے یہ کہ اگر بنی اسرائیل کی طرح ہم انپر بھی اپنا قتل کرنا یا وطنون سے نکلنا فرض کرتے تو اسکو بجا نہ لاتے مگر تھوڑے۔ اور یہ بنابر علم قدیم ازلی کے ہی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے علم مین جو ہوا اور جو ہوگا اور جو نہوگا سب معلوم ہی۔ پھر واضح ہو کہ استثنا کی صورت مین یہ تو قطعی ہی کہ قلیل مومنین ہین پس مستثنیٰ منہ اگر منافقین ہین جیسا کہ بیان ہوا تو استثنا متصل نہوگا اور اگر عام ہی یعنے ما فعل الناس الا قلیل۔ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر سے ظاہر ہی تو وجہ اتصال بھی ممکن ہی مگر تامل سے خالی نہین فافہم اور ابن جریر نے ابو اسحٰق سبیعی رح سے روایت کی کہ جب یہ آیت اُتری تو ایک مرد نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو ایسا حکم کرتا تو ہم بجا لاتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہی کہ اُسنے ہمکو عافیت دی پھر رسول اللہ صلعم کو یہ خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ میری امت مین ایسے لوگ ہین کہ مضبوط پہاڑون سے بھی زیادہ انکے دلون مین ایمان جما ہوا ہی وقد رواہ ابن ابی حاتم۔ اور سدی رح سے ہی کہ ثابت بن قیس بن شماس اور ایک یہودی کے باہم مفاخرت پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور عامر بن عبد اللہ بن الزبیر سے مرسلاً روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ حکم نازل ہوتا تو ابن ام عبد انھین قلیل مین سے ہوتا مترجم کہتا ہی کہ ابن ام عبد یعنے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور شریح بن عبید کی روایت مین ہی کہ الا قلیل پڑھتے مین حضرت صلعم نے عبد اللہ بن رواحہ کیطرف اشارہ کیا کہ یہ بھی ان

معنے مین تاویل ضروری سمجھی گئی تو اس آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت۔ یعنے پھر وہ لوگ اپنے دلو نمین کچھ ضیق نہ پاوین اس حکم سے جو تو نے فیصلہ مین دیا پس یہ بے اختیاری شان ہی کیونکہ لایجدوا ہی نہ۔ لایوجدوا۔ ہان ابتدائی استعداد انکے اختیاری تھی اور تبع کیفیت ہی پھر بیان فرمایا بقولہ۔ ویسلموا تسلیما پس یہ تو صریح ہی کہ وہ اپنے دل مین ضیق پاوین نہین خواہ حکم مذکور انکے نفع کا ہو یا ایسا ہو کہ اسمین انکو ضرر لاحق ہوتا ہو اور یہ اسی معنے محبت پر متحقق ہوتا ہی جو اہل تحقیق نے بیان کیے اور معنے تاویلی پر نہین بن سکتا سوائے اسکے کہ یہان بھی تاویل کرین کہ یہ معنے ہین کہ خواہ مخواہ مان لین حالانکہ ماہر بلاغت پر پوشیدہ نہین کہ یہ معنے خلاف بلاغت ہین حالانکہ بلاغت کلام مجید قطعی ہی اور ایسے ہی قولہ علیہ السلام۔ لایومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ۔ حدیث صحیح مین بھی اہل تحقیق کے بنا پر معنے ظاہر ہین کہ ہو جاوے اسکی خواہش نفسانی تابع اسکے جو مین لایا ہون۔ اور اہل تاویل کے قول پر حتی یکون۔ بمعنے حتی یجعل لینا پڑیگا یعنے وہ خواہ مخواہ تکلف سے بناوے پس مترجم کے نزدیک حق یہی ہی کہ تاویل بلاضرورت وجہل ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ بعضے بزرگون نے اس آیت مین فرمایا کہ حق عزوجل نے اپنے حبیب پر ربوبیت کے خلعتون مین سے ایک خلعت ظاہر فرمائی چنانچہ محبوب کے حکم پر راضی ہونا خواہ وہ خوشگوار ہو یا ناگوار ہو مومنون کے ایمان کا سبب کر دیا۔ جیسے اپنے تقدیری حکم قضا پر راضی ہونا کہ یقین والون کا یقین اسی پر ہی پس یہان یہ نفرمایا کہ میرے حکم پر جو میرے محبوب کی زبان سے ہو راضی ہون حالانکہ در واقع یہی ہی بلکہ مطلقاً بلا واسطہ فرمایا کہ محبوب کے حکم پر راضی ہون پس واسطہ کا لفظ ساقط کر دیا سو واسطے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ کے بندۂ محبوب و رسول مصطفیٰ سید الرسل والانبیا ہین صلوات اللہ علیہم اجمعین وہ حضرت خالق حق عزوجل کے اوصاف سے متصف اور اسکے اخلاق پاک منزہ سے آراستہ ہین۔ تو یہ نہین دیکھتا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیونکر آپ کی تعریف مین کہا ہی ؎ فذو العرش محمود وھذا محمد یعنے حضرت خالق عرش کا مالک خالق تو محمود ہی اسکا ایک پاک نام محمود ہی اور حقیقت مین وہ محمود ہی اور یہ اسکا خاص بندہ و رسول بنام محمد ہی۔ حاصل آنکہ جناب رسالت مآب صلعم مین ظہور تجلیات صفات حضرت رب العزت جل جلالہ اسکی قدیمی ازلی عطا سے موجود تھے پس محمد نام ہوا مترجم کہتا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ نام سے کیا دلیل ہو سکتی ہے جو چاہو رکھو تو جواب کہ الاسماء تنزل من السماء نام اترتے ہین آسمان سے یہ صحیح ہوا ہی خصوص جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ ما محمد الا رسول الآیہ۔ پھر شیخ نے ذکر کیا کہ حضرت استاد رحمہ نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اپنی طرف تمام مخلوق کی راہ بند کر دی اور حکم دیا کہ پہلے اسکے رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین تب حضرت پاک پروردگار تعالیٰ کی طرف راہ پاوین پس جو شخص کہ آنحضرت صلعم کے جھنڈے کے نیچے نہین چلا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی گنتی و شمار مین نہین ہی پھر اللہ تعالیٰ نے شرط ایمان یہ قرار دی کہ بالکل کسی طرح سے ظاہر و باطن مین آنحضرت صلعم کے حکم کا معارضہ نہو چنانچہ فرمایا ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت پس ضرور ہی کہ جن باتونکو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ اُنسے آدمی ہلاک ہو جاتا ہی انکو اگر حضرت صلعم حکم دین تو ایمان والا خوشی خوشی ہنستے ہوے اختیار کرے۔ مترجم کہتا ہی کہ آگے خود اسکا بیان آتا ہی اور محی السنہ نے معالم مین بعد قصۂ مخاصمت زبیر رض و انصاری کے لکھا کہ روایت کیا گیا ہی کہ جس انصاری نے زبیر کے ساتھ حضرت صلعم کے پاس مقدمہ خصومت پیش کیا تھا اسکا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا پھر جب زبیر اور وہ دونون جناب رسالت مآب صلعم کے پاس سے نکلے تو راہ مین مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کی طرف گذرے۔ مقداد رض نے پوچھا کہ حکم کس کے نام رہا تو انصاری نے کہا کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کے نام حکم دیدیا اور یہ بات اپنے لبونکی باچھین بدور کر کہی پس ایک یہودی جو مقداد رض کے ساتھ تھا اس حرکت سے سمجھ گیا اور اسنے کہا کہ واہ انکا یہ حال ہی کہ محمد کو رسول اللہ کہتے جاتے ہین پھر اپنے جھگڑے مین جب انھون نے حکم دیا انکو متہم کرتے ہین کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی کی رعایت کی حالانکہ خدا کی قسم ہمنے حضرت موسیٰ ع کی زندگی مین ایک بار گناہ کیا تھا تو موسیٰ ع نے ہمکو توبہ کرنے کو کہا اور

اور بیان آیت مین تصریح فرمائی کہ جو اسلام لایا اور اسنے حکم کو حضرت صلعم کے سپرد بھی کیا تب بھی وہ حقائق ایمان تک نہ پہونچیگا تاوقتیکہ اسکے سینہ مین سلامتی نہو اور حضرت صلعم کے حکم قبول کرنے کے وقت اسکو سکون نہو یعنے پوری تسکین وطمانیت سے قبول کرے اسواسطے کہ طمانیت ہی تو موضع یقین ہی اور ایمان کی حقیقت بھی یقین ہی اور یہی آگے فرمایا۔ ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ ابو حفص رح نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اپنے واسطے تو اپنے بندون سے ظاہری قول پر اکتفا فرمایا بطریق احسان کے چنانچہ جو شخص زبان سے اسلام کا اقرار کرے مسلمان ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کسی کے مومن ہونے پر رضامندی نہین فرمائی جبتک کہ اخلاص قلب سے اور نبی صلعم کے حکم پر خواہ خوشگوار ہو یا ناگوار ہو رضامندی سے مومن نہو۔ اور جو شخص کہ نبی صلعم کیواسطے مستقیم نہو ظاہر یا باطن یا خفیہ یا علانیہ یا حقیقۃً یا رسماً تو وہ حقیقت اسلام سے دور ہے اور مسلمانون کے مراتب سے خارج۔ شیخ عبد العزیز مکی رح نے فرمایا کہ یہان حق سبحانہ تعالیٰ نے قسم کھائی کہ کوئی ایماندار نہوگا یہانتک کہ تجہی سے حکم لے۔ اس شرافت وکرامت مین خلائق کے اوہام حیران ہین اپنی ذات پاک کو اپنے بندۂ حبیب کے واسطے کیا اور اسکے حکم پہ رضامندی کو مانند اپنے حکم پہ رضامندی کے قرار دیا اور خلق پر واجب کردیا کہ میرے نبی علیہ السلام کے حکم پر راضی ہوں اور تسلیم کرین جیسے مجھ عز و جل پر اپنے حکم کے ساتھ رضا وتسلیم رکھنا واجب کیا ہی قال المترجم محبت کے معنے مین ایک تفصیل تحت تفسیر قولہ والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ گذر چکی ہی اور بیان ہوا کہ محبت ایک معنے نورانی ہین جو یہان مراد ہین اور تعلق انکا روح سے ہی جسکی ماہیت کوئی نہین جانتا یا بقول محققین کے جنہین سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح بھی ہین اہل معرفت کامل جانتے ہین اور امام غزالی رح وغیرہ نے جو محبت بہیمی بدخصلت اور محبت روحانی خوش خصلت مین چند فرق پہچان کے لیے بیان کیے کہ محبت بہیمی مین خوبصورتی ظاہری اعضا کی طرف نظر ہوتی ہی اور روحانی مین آواز خوش وحرکات دلکش کی طرف نظر ہوتی ہی تو اس روح سے روح نفسانی مراد ہی جو مبدا حرکات ہی اور روح حقیقی بمعنے لطیفۂ آلہیہ مراد نہین ہی حالانکہ بہتیرے علما پر یہ امر مشتبہ ہوگیا جن مین سے محقق دوانی بھی ہین بالجملہ مترجم ضعیف کی مراد یہ ہی کہ اشد محبت شان اہل ایمان فرمائی گئی اس سے اکثر علما نے یہ معنے لیے کہ اوتعالیٰ کے احکام کی پیروی کرے اور یہی معنے اس حدیث متفق علیہ لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنے تم مین سے کوئی مومن نہوگا یہانتک کہ اسکی یہ حالت ہوجاوے کہ مین اسکو اسکے والدین واولاد وسب سے زیادہ محبوب ہوجاؤن اسی لیے رکہ مراد آپ کے احکام کی اتباع ہی یعنے آپکی اتباع مین کوئی معارض نہوسکے۔ اس دلیل سے کہ محبت کے چونکہ معنے اختیاری نہین ہین لہذا یہ تاویل بسوے معنی اختیاری ضرور ہی مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ عوام کے سمجھانے کے لیے کیا گیا ہی ورنہ خلاف تحقیق ہے حق یہی ہی کہ محبت برقیاس معنے لغوی وعرفی ہی لیکن ایسی نورانیت وکمال کے ساتھ جو لوگون کے ذہنون مین نہین آتی ہی اول تم یہ نہین دیکھتے کہ حضرت عمر رض نے کہا کہ یارسول اللہ آپ میرے نزدیک تمام جہان سے محبوب ہین سواے میری جان کے آنحضرت صلعم نے اسپر انکار فرماکر حضرت عمر رض کے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا پس عمر رض نے کہا کہ اب تو یارسول اللہ صلعم آپ مجھے اپنی جان سے بھی کہین زیادہ محبوب ہین تو فرمایا کہ الآن یا عمر یعنے اب ای عمر رض تو مومن کامل ہوگیا۔ اس حدیث سے صریح ظاہر ہی کہ محبت سے فقط اتباع مقصود نہین ہی اور تمام تحقیق مترجم نے شرح صحیح البخاری مین لکھی ہی صحیح یہ بات ہی کہ جسکو محبت بمعنے تحقیقی حاصل ہی تو اس محبت کو لازم ہی کہ وہ خود بخود آپکی اتباع کرے پس اگر متبع سنت نہو تو ہرگز اسکو محبت کامل نہین اور جسقدر خلاف سنت ہو اسیقدر اسکو آپسے محبت مین کمی ہی اور ادنیٰ درجہ اسکا یہ کہ خلاف شرع نہو کیا نہین دیکھتے کہ اعرابی نے عرض کیا تھا کہ قیامت کے لیے میرے پاس کچھ نماز وروزہ کا بہت سامان نہین لیکن مین اللہ تعالیٰ واسکے رسول کو محبوب رکھتا ہون فرمایا کہ تو جس سے محبت رکھتا ہی اسی کے ساتھ ہی۔ دوم یہ دیکھو کہ اگر بے اختیاری ہونے کی وجہ سے محبت کے

بھی علم ہو کہ یہ آیت اسی معاملہ مین نازل ہوئی۔ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک الآیۃ۔ کذا رواہ النسائی واحمد والجماعۃ واصحاب الاطراف والمسانید وقد رواہ البخاری عن عروۃ بن الزبیر عن الزبیر مع انہ لم یسمع عروۃ عن ابیہ فصورتہ الارسال وہو متصل فی المعنی فاحفظہ مترجم کہتا ہو کہ ظاہر مراد یہ ہے کہ یہ معاملہ بھی اس آیت کے حکم مین داخل ہو اور یہ نہین کہ یہی معاملہ خاصکر اسکا سبب نزول ہوا کیونکہ سیاق کلام دربارۂ منافقون وغیرہ کے ہو پس وہ خبر واحد سے ترک نہین کیا جا سکتا ہو کیونکہ اصل یہ ہو کہ مقتضاے کلام مین تغیر نہین کیا جائیگا الا بآیت دیگر یا بحدیث مشہور جو نص ہو واللہ اعلم۔ اور زہری رحہ نے سعید بن المسیب رحہ سے بھی روایت کی کہ زبیر بن العوام وحاطب بن ابی بلتعہ کے حق مین یہ آیت اُتری جبکہ نبی صلعم نے سینچنے کے پانی مین یہ حکم دیدیا تھا کہ اوپر والا سینچ لے پھر چھوڑ دے تا کہ نیچے والا سینچ لے ابن کثیر رحہ نے کہا کہ یہ مرسل جید ہو مگر اسمین یہ فائدہ ہو کہ انصاری کا نام مشہور ہے مترجم کہتا ہو کہ حاطب بن ابی بلتعہ صحابی مہاجر بدری ہین پھر کیونکر انصاری کہا گیا اور یہ اعتراض ظاہر ہو اور انصار مین سے کوئی اس نام سے معروف نہین مگر آنکہ اسی اثر سے نکالا جاوے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر کہا گیا کہ یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین تھا اب آپ کی وفات کے بعد عالم عارف بنحو وصرف وبلاغت وبیان واصول حدیث وفقہ وتفسیر وماہر احادیث وآیات متعلقۂ احکام وتمیز حدیث صحیح از ضعیف غیر متعصب پرہیزگار متقی صاحب خشوع وخضوع عادل غیر مائل بجور۔ جوان صفات سے آراستہ ہو وہ آنحضرت صلعم کی سنت کے موافق آپکی طرف سے مترجم ونائب ہو کر حکم دے سکتا ہو پس جب تیقن ہوا کہ حضرت صلعم کی حدیث وسنت شریف کے موافق یہ حکم ہو تو گویا خود حضرت صلعم نے حکم دیا واللہ الموفق پھر یہ حکم اس پانی مین ہو جو سیل وبھیا کا ہو اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ اوپر والے کو بند کر لینے کا اختیار ہو یہانتک کہ خوب بھر جاوے پھر نیچے کی طرف والے کے لیے چھوڑے پھر وہ اپنے سے نیچے والے کی طرف علیٰ ہذا القیاس **ف** عرائس مین ہو کہ قولہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الآیہ۔ اللہ عزوجل نے اسمین ایسے لوگون کی خبر دی جنھون نے دنیا سے اپنے نفس کے حصے لینے کے واسطے اسکا حصۂ آخرت اور حقیقی نصیبہ کم کر دیا اور کو کے ساتھ کلام فرمانے مین خبر دی کہ انکے دلو نمین تلخی دوری ہو اور اگر ایسا ہو تا کہ اس خرابی کی تاریکیون وحجاب سے نکلکر دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بارادت تامہ ورجوع لائقہ مشرف ہوتے تو چہرۂ پاک نبی صلعم پر حضرت عزوجل کے انوار جلال وجمال سے مالامال ہو جاتے جیسے نیکون نے پایا پس ظاہر ہوا کہ دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لوگ اپنی دنیاوی مشغولی سے خارج ہو جاتے ہین اور اپنے نفس کی طرف انکو رجوع میسر آتا ہو تو نہایت شرمندہ ہوتے اور درگاہ کرم کبریا مین حیا کے ساتھ پانی پانی ہوے جاتے ہین اور اسکی عظمت کے دروازہ پر بے بس کھڑے ہوتے ہین اس بات کے محتاج کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے مغفرت مانگ وے اسواسطے کہ شان نبوت کی پوری تعمیل واحترام نہونے سے اپر بقایا گناہ وہ ہین جو کسی طرح انسے دور نہین ہوتے سواے اسکے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے لیے سفارش فرماوین۔ پھر جب توفیق الٰہی سے یہ بات میسر آئی تو اللہ عزوجل کو اس طرح پاتے ہین کہ ان کی طرف رحمت سے رجوع فرمایا اور قبول کیا اور خود ہی اپنی طرف انکو راہ بتائی۔ اور شیخ ابن عطاء رحہ نے اس آیت مین کہا کہ اگر وہ لوگ تجکو میری طرف وسیلہ بناتے تو ضرور پہونچ جاتے قولہ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے واسطے سبب ایمان ہین اور آپسے ایمان رکھنا اللہ تعالیٰ سے ایمان ہو۔ اور اس آیت مین مقام عین الجمع کی طرف اشارہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسمین ظاہر فرمایا کہ حکم کے حقائق اور دین کے دقائق ظاہر نہین ہوتے مگر آنحضرت صلعم کو کیونکہ عالم مین حق عزوجل کے بیان کے واسطے نبی صلعم زبان ہین۔ اور سواے آپکے باقی مخلوق مین سے جبت وطاغوت سے حکم کی نفی کر دی اگرچہ انھون نے کتاب پڑھی تھی یعنے توریت وغیرہ مگر اسکے حقائق سے کچھ بھی نہ پایا **قال المترجم** اللہ فرماتا ہو۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا الآیہ۔ پس اگر کتاب الٰہی سے فیض یقین وعمل احکام نہوا ہو تو جیسے گدھا جو کتابین لادے ہو۔ اور یہ معنے ہر اہل کتاب کے حق مین معتبر ہین

لوٹ کر چلا گیا اور میری آنکھ جھپک گئی پس مین نے رسول اللہ صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ ای عتبی جاکر اس اعرابی سے مل اور اسکو خوشخبری سنادے کہ اللہ عزوجل نے اسکو بخش دیا مترجم کہتا ہی کہ یہ امر شریف ہی کہ اللہ عزوجل نے ان اعرابی مذکور کو اس کرامت سے مشرف کیا اور یہ امر قطعی لازمی نہین کہ ہر شخص ایسا کرے اور نہ آیت کریمہ مین حضرت صلعم کے پاس جانیکا بعد وفات کے حکم ہی کیونکہ مرقد مطہر کے پاس جانا ویسا نہین جو آیت مین مذکور ہی اور صارم سبکی مین ہی کہ سلف صالحین صحابہ و تابعین و من بعدہم مین سے کوئی اس جانب نہین گیا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے مرقد منور پر جانیکا حکم ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صارم مین قصۂ مذکور کی اسناد مین کلام کیا اور حق یہ ہی کہ وہ جسطرح ذکر کیا صالح ہی اور اسمین کلام کرنا افراط و تشدد خلاف اصول ہی کچھ مقبول نہین ہی لیکن مدارک وغیرہ مین جو اعرابی کا قبر شریف پر آکر سر پر خاک اڑانا اور لوٹ جانا اور قبر شریف سے مغفور ہونے کی آواز آنا مذکور ہی وہ ناقلین کا خلط و خبط ہی صحیح وہ ہی جو شیخ ابن کثیرؒ نے نقل کیا واللہ اعلم۔ پھر شیخ ابن جریرؒ نے مابعد کی آیت کو ماقبل سے مربوط کیا باین طور کہ کہا قولہ۔ فَلَا۔ یہ رد ہی اسکا جو پہلے مذکور ہوا یعنے بات یون نہین ہی جو انھون نے گمان کی کہ وے ایمان لائے ہین ما انزل الیک وما انزل من قبلک پر پھر از سر نو قسم کا استیناف فرمایا بقولہ۔ وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ اور قسم ہی تیرے رب کی کہ وہ مومن نہونگے ف جبتک ایسے ایسے نہو جاوین اور بعض نے کہا کہ لَا کو قسم پر بغرض تاکید معنے نفی کے مقدم کیا اور بعض نے کہا کہ لا موکد معنے نفی نہین کیونکہ اثبات مین بھی زائد آتا ہی جیسے قولہ لا اقسم بمواقع النجوم اور حاصل یہ کہ زائد در قسم بنحو واحد ہو پس لا یہان زائد بغرض تاکید قسم ہی نہ تاکید نفی اور یہی قول صاحب کشاف کا ہی اور مفسرؒ نے لا زائدہ کہا پس محتمل دونون وجہ کو ہی اور ظاہر آنکہ مراد زیادت تاکید قسم ہی اور معنے یہ کہ فوربک لا یومنون حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ۔ اختلط۔ بَيْنَهُمْ۔ پس موکد قسم ہی تیرے رب کی کہ یہ لوگ مومن نہو جاوینگے جبتک یہ نہ کرین کہ جو کچھ انمین جھگڑا و خلط واقع ہو ف تیری زندگی مین تیری حضور مین آکر اور بعد وفات کے تیری سنت شریعت پر مطیع ہوکر ثُمَّ لَا يَجِدُوا حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ۔ پھر ایسی یا آنی رضامندی سے قبول کرین کہ اپنے دلون مین کوئی حرج نہ پاوین یعنے کوئی ضیق و تنگی یا شک نہ پاوین اس حکم سے جو تونے دیا ہی۔ وَيُسَلِّمُوا۔ ینقادوا لحکمک۔ اور فرمانبردار ہو جاوین تیرے حکم کے۔ تَسْلِيمًا۔ من غیر معارضۃ ایسی فرمانبرداری کے ساتھ کہ بالکل معارضہ نہ کرین ف حاصل آنکہ اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ جبتک وہ اپنے درمیانی امور مین تیری ہی طرف محاکمہ نہ کرین اور پھر اسکو بخلاف اپنی خواہش نفس کے خوشی سے تسلیم نہ کرین تب تک مومن نہونگے اور حدیث صحیح مین حضرت ابن مسعودؓ سے ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی مومن نہوگا جبتک کہ اسکی خواہش نفسانی اس امر کی تابع نہو جاوے جسکو مین لایا ہون (الصحیح) اور ابن ابی حاتم من طریق عروۃ بن الزبیر عن اخیہ عبداللہ بن الزبیر عن الزبیر بن العوام تحدیثا روایت کی کہ زبیرؓ نے ایک انصاری سے جو بدر کی لڑائی مین حاضر ہوا تھا مخاصمہ کیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس دونون آئے اور یہ مقدمہ یون تھا کہ حرہ کی طرف سے پانی کی نالی آتی تھی اس سے دونون اپنا اپنا باغ خرما سینچتے تھے پس انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دو وہ روان رہے جو تمھاری طرف آوے تم اس سے سینچو اور میری طرف آوے تب مین بھی لیتا جاؤن مگر زبیرؓ نے اس سے انکار کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زبیر پانی سے سینچ لے پھر اپنے پڑوسی کی طرف بندان کھول دے کہ چلا جاوے پس انصاری غصہ ہوگیا اور کہا کہ یا رسول اللہ اسی سے کہ آپکی پھوپھی کا بیٹا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ اے زبیرؓ سینچ لے پھر پانی روک لے یہانتک کہ جدر تک چڑھے پس رسول اللہ صلعم نے زبیرؓ کے واسطے انکا حق پورا کردیا اور قبل اسکے رسول اللہ صلعم نے ایسی رائے کی طرف اشارہ کیا تھا جسمین آپ کی مراد یہ تھی کہ زبیرؓ و انصاری دونون کے حق مین وسعت تھی پھر جب انصاری نے رسول اللہ صلعم کو خشمناک کیا تو آپ نے صریح حکم مین زبیرؓ کا حق بھرپور دیدیا۔ زبیرؓ فرماتے تھے کہ مجھے

درسولہ لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا واطعنا الآیۃ۔ اور مجاہد رحمہ اللہ نے باذن اللہ کی تفسیر میں یہ معنے فرمائے کہ میرے رسول کی اطاعت وہی
کرسکتا ہے جسکو میں نے توفیق دی پس باذن اللہ بمعنے توفیق اللہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ارشاد کیا اور راہ بتائی کہ جب
اُنسے کوئی گناہ سرزد ہو تو چاہیے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس آویں اور اُنکے حضور میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور رسول اللہ صلعم سے درخواست
کریں کہ آپ اس گنہگار کے لیے استغفار فرما دیجیے پس جب ایسا کرینگے تو اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول کریگا چنانچہ فرمایا وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ
ظَّلَمُوٓا أَنفُسَهُمْ۔ اور اگر یہ کرتے کہ جب انھوں نے ظلم کیا تھا اپنے نفسوں پر یعنے گناہ کیا تھا۔ یتحاکمھم الی الطاغوت۔
مثلاً باین طور کہ طاغوت پاس جاکر اپنے معاملہ میں فیصلہ کرایا تھا۔ جَآءُوكَ۔ تائبین آتے تیرے پاس درحالیکہ توبہ کرنے والے ہوتے۔
کیونکہ توبہ کرکے پیسے پہلے اپنے گناہ کی بخشش مانگنا بیجا ہے پس پہلے توبہ کرتے۔ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ۔ پھر تیرے حضور میں
گناہ کی بخشش مانگتے اللہ تعالیٰ سے۔ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ۔ اور مغفرت مانگتا رسول بھی ان گنہگاروں کے
لیے ف یعنے اللہ کا رسول معظم بھی انکے لیے مغفرت مانگتا حاصل آنکہ اگر وہ گنہگار لوگ ایسا کرتے اور رسول پاک بھی انکے لیے استغفار
کرتے۔ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا۔ تو البتہ پاتے اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانیوالا ف اپنے اوپر جیسا کہ اسکی شان ہی بلکہ۔ رَّحِيمًا۔
بہم۔ اپنے اوپر بہت مہربان پاتے۔ ف اس آیت میں دلالت ہی کہ بندہ گنہگار اگر کسی بندہ صالح پرہیزگار سے دعا کراوے تو قابل
قبولیت ہوتی ہی۔ اور لوگ جو اس زمانہ میں پیروں کے مرید ہوتے ہیں وہ بھی یہی توبہ ہی اور انکی طرف سے بعد توبہ کے اس شخص کی لیاقت کے
موافق ارشاد و ہدایت کرے مثلاً قوی فارغ کو مجاہدہ و ریاضت قوی بتلاوے عالم ہو تو اسکو اسکے موافق اور عامی ہو تو اسکو اسکے لائق اور اسکے
نفس و قلب کی برداشت کے لائق عبادت و اذکار بتلاوے۔ پس آدمی سچی توبہ کرے اور فرائض و واجبات و سنتوں پر عمل کرے اور منہیات و حرام
و مکروہات سے بچے تو بیعت کا فائدہ پورا ہی ورنہ اگر توبہ کی سچی نیت نہیں یا پھر نیک کام کی پوری ہمت نہیں تو یہ جھوٹا ہی۔ اور پیر وہی ہے
جو ہر حال میں تابع سنت ہو۔ لہذا بزرگوں نے سخت تاکید کی ہی کہ پیر اگر تابع سنت نہیں تو بہت صورتوں میں مرید کے ایمان جانیکا خوف ہے
مولوی روم نے فرمایا ہے ع ای بسا ابلیس آدم روے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بہت ایسا ہی کہ ابلیس بصورت آدمی ہوتا ہے
پس واجب ہی کہ ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیوے۔ ورنہ اُسی ابلیس کے مانند خود ابلیس ہو جاویگا۔ اسی خوف سے شیخ محقق علامہ جلال
دوانی رح وغیرہ نے کہا ہی کہ اس زمانہ میں چونکہ مرد صالح کامل بمانند عنقا ہو گیا لہذا جب تک خوب یقین نہو اور برس دو برس تک دیکھ نہ لے
کہ عامل سنت اس درجہ ہی تب تک شریعت پر عمل کیے جاوے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی کرے اور شیخ عزیزان رحمہ اللہ وغیرہ نے تو فرمایا
ہی کہ جب اسکا یہ ارادہ صادق ہی تو اسوقت کے قطب سے اسکو برابر وہی فیض ہوگا جو پیر کامل عامل سنت صالح سے ہوتا۔ والسلام۔
شیخ حافظ الحدیث ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر میں لکھا کہ ایک جماعت نے جسمیں سے شیخ ابو منصور صباغ بھی ہیں اپنی کتاب
میں شیخ عتبی رح کی مشہور حکایت لکھی کہ عتبی فرماتے ہیں کہ میں حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا
اور اسنے قبر مبارک کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ السلام علیک یارسول اللہ میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک
فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اب میں حاضر ہوا ہوں اپنے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوا اور آپ سے شفاعت
چاہتا ہوا کہ میرے پروردگار سے میرے لیے بخشش مانگیے پھر یہ پڑھنا شروع کیا ع یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ + فطاب من
طیبہن القاع والاکم + نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ + فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم + پھر وہ اعرابی رحمۃ اللہ علیہ

پہونچنے سے محجوب و محروم کیے گئے اور سب سے بڑی مصیبت یہی ہی کہ اللہ عزوجل سے منقطع کردیا جاوے اور اسکی طرف راہ پانے سے حیران سرگردان کردیا جاوے مترجم کہتا ہی کہ شیخ رحمہ نے سچ کہا مگر یہ لوگ کمبخت تو راہ ہدایت کی حلاوت سے واقف ہی نہیں ہیں مثل مشہور ہی بندر کو ادرک کا مزہ کیا معلوم وہ تو اپنے کو راہ پر جانتے ہیں۔ کہنے والے نے خوب کہا ہے ۵ کرم سرگین بو بجنس ناخوش پسند + یان یہ خوش پاکیزہ سب حلوا و قند + شیخ نے فرمایا کہ بعض نے کہا سب سے بڑی مصیبت یہ کہ اللہ تعالیٰ سے مڑکر دوسرے کی طرف مشغول ہوا اور بڑی نعمت یہ کہ سب سے مڑکر اللہ تعالیٰ سے مشغول ہوا اور شیخ ابو الحسین وراق نے فرمایا کہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہی کہ تیرے دل سے حرمت ساقط ہوا اور تیرے چہرے سے حیا نکل جاوے اور سنتین تیرے اعضا پر ادا کرنا گران ہو جاوے۔ قولہ اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبہم۔ آنحضرت صلعم کے پاک دل کو اس کلام سے تسلی فرمائی یعنے تو غمناک مت ہو ہم انکو وہی بدلا دینگے جو انکے دلوں میں ہی پس دنیا و آخرت میں جو اصلی مراد ہونا چاہیے اس سے ان لوگو نکو محروم و محجوب کردیا۔ اور قولہ فاعرض عنہم ای انکی صحبت چھوڑ دے اور ہر جاہل غافل کی صحبت چھوڑ دے اور قولہ وعظہم یعنے انکی سمجھ کے لائق انکو نصیحت کردے اور یہ نصیحت درحقیقت انکے واسطے عذاب ہی کیونکہ انھون نے اسکو نہیں پہچانا اور جیسے پیروی چاہیے تھی اسکی پیروی نہ کی واسطی نے فرمایا کہ اشارہ آنکہ جاہلون سے اعراض کر اور منھ موڑ لے اور درمیانی درجہ والون کو نصیحت کر۔ اور اعلیٰ درجہ والون کو انکے عیوب نفس سے خبردار کردے اور ہر ایک سے بقدر اسکی طاقت کے کلام فرما۔ اور بعض نے فرمایا کہ اعراض تو قول سے اور نصیحت بفعل مقصود ہی یعنے قول سے اعراض کر اور فعل سے نصیحت فرما قولہ وقل لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔ ای میری عظمت و کبریائی کو بیان کر اور انکے کفر و ایمان سے میرا بے پروا ہونا ظاہر کر اور جب وہ لوگ دنیا کے پھندے مین خوش ہوے اور انبیاء و صدیقین سے انکار کیا تو ہمیشہ کے واسطے انکا مجھسے دور ہونا بیان کردے شیخ جنید رحمہ نے فرمایا کہ ان سے انکی عقلون کی مقدار انکی طاقت کے لائق کلام فرما مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ لوگون سے انکی عقلون کے انداز پر باتین کرو پس معلوم ہوا کہ یہ کمال نہیں ہی کہ عوام سے انکی سمجھ سے باہر بات کہو لہذا بلاغت کی تعریف یہ کہ بات کہی اور سمجھ مین آئی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسواسطے کہ اسکا حکم مانتے اللہ کے فرمان سے اور اگر ان لوگون نے جسوقت اپنا برا
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝
کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور رسول انکو بخشواتا تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
سو قسم ہی تیرے رب کی انکو ایمان نہوگا جب تک تجھی کو منصف جانین جو جھگڑا اٹھے آپس مین پھر نہ پاوین اپنے جی مین
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝
خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھین مان کر

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ۔ فیما یامر بہ ویحکم۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسیواسطے کہ اسکی تابعداری کیجاوے (ان سب باتون مین جو وہ حکم کرے اور فرمان جاری کرے) بارادہ الٰہی ف لا لیعصی ویخالف۔ اور اسواسطے ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا کہ اسکی نافرمانی و مخالفت کیجاوے۔ حاصل آنکہ محمد صلعم کو جو رسول برحق بھیجا ہی تو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہی کہ رسول برحق کے حکم کی فرمانبرداری کرین اور ہرگز نافرمانی و خلاف نہ کرین چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ

ف اور اس سے دوستی بھی نہ رکھین ۔ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۔ عن الحق ۔ اور شیطان
چاہتا ہی کہ انکو بھٹکاوے دور ف یعنے ایسی گمراہی جو حق سے بہت دور ہی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۔ فی
القرآن من الحکم ۔ اور جب ان گمراہون سے کہا جاوے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اُتارا ہی ادھر آؤ ف یعنے اِس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے
اُتارا ہی قرآن مین ۔ وَإِلَى الرَّسُولِ ۔ لیحکم بینہم ۔ اور رسول اللہ کی طرف آؤ ف تاکہ انکے درمیان حکم کردے ۔ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ
يَصُدُّونَ ۔ یعرضون ۔ تب تو ان منافقون کو دیکھے کہ منھ موڑتے ہین ۔ عَنكَ ۔ الی غیرک ۔ تجھسے دوسرے کی طرف یعنے اس حالت مین
منافقون کا حال تجھے اسطرح دکھلائی دے یعنے معلوم ہوجاوے پھر بھلا یہ لوگ کہان سے ایمان لائے بلکہ بعید گمراہ ہین ۔ فَكَيْفَ ۔ یصنعون ۔
پھر کیا کرینگے یہ منافق ۔ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ ۔ عقوبۃ ۔ جب انکو مصیبت یعنے عقوبت کی سزا پہونچی ۔ بِمَا قَدَّمَتْ
أَيْدِيهِمْ ۔ بوجہ اس چیز کے جو تقدیم کی انکے ہاتھون نے ۔ یعنے انکے ہاتھون کے کیے ہوے بداعمال سے جب انکو مصیبت عذاب پہونچی تو اسوقت
بھلا انکا کیا انجام ہوگا ۔ ایقدرون علی الاعراض والفرار منہا لا ۔ کیا اس عقوبت سے بچ سکین گے جیسے اب اعراض کرتے ہین ۔ ہرگز نہین ۔ ثُمَّ
جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۔ پھر بعد اسکے تیرے پاس آئے جھوٹی قسمین کھاتے ہوے کہ ہماری
مراد اس صدود سے اعراض نہ تھی بلکہ احسان و توفیق مراد تھی ف یعنے خوبی سے فریقین مین موافقت ہوجاوے یہی قول واحدیؒ نے اختیار
کیا ہی اور بنا برین قولہ فکیف اذا اصابتہم الخ جملۂ معترضہ ہی ۔ اور بعض نے کہا کہ اسکا عطف اصابتہم پر ہی اور معنے یہ ہین کہ سلامتی کے وقت رسول
کی حضور مین حاضر ہونے سے انکو اعراض و نفرت ہی تو جب خیانت کرینگے جسکے سبب انکو عذاب کا خوف ہو پھر زبردستی تیرے پاس لائے جاوین
تو جھوٹی قسمین کھاتے آوینگے کہ اس خیانت سے ہماری مراد سوائے خیر و مصلحت کے اور کچھ نہ تھی بعض نے کہا یعنے ہماری مراد کچھ نہ تھی سوائے
عدل و حق کے مثل قولہ تعالیٰ لیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ ۔ اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ منافقین کا یہ حال ہی کہ جب سچا حکم لینے کو وہ تیری
طرف بلائے جاتے ہین تو منھ موڑتے ہین اور دوسرون کی طرف جاتے ہین پھر کیا حال ہی کہ جب انکو مصیبت پہونچی بوجہ انکے ہاتھ کے کرے دھرے
گناہون کے کہ تجھسے اعراض کرکے عمرؓ کی طرف گئے اور قتل مین گرفتار ہوے تو اب اسکے وارث اسکے خون کا دعویٰ کرتے ہوے آتے ہین کہ
ہمارے عزیز مقتول نے تو عمرؓ کی طرف جانا نہین بھی چاہا تھا کہ احسان و توفیق ہو یعنے اسکے اور دوسرے خصم کے درمیان توفیق و صلح کرا دین
انھون نے قتل کیا ۔ چنانچہ فرمایا یحلفون الخ یعنے غیر سے محاکمہ مین ہماری غرض صرف صلح و توفیق تھی ۔ یعنے دونون جھگڑنے والون مین
اس تقریب سے حکم دے کہ دونون مین میل ہوجاوے اگرچہ حکم ناحق ہو اور انکو حق بات پر جو کڑوی معلوم ہوتی ہی آمادہ نہ کرے ۔ اللہ عزوجل نے
اس مصیبت کو جو انکو پہونچی انکے ہاتھونکی کمائی قرار دیا اور انکو اس عذر و دعویٰ مین جھٹلایا ۔ چنانچہ فرمایا ۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ
مَا فِي قُلُوبِهِمْ ۔ من النفاق وکذبہم فی عذرہم ۔ یہ ایسے لوگ ہین کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی جو انکے دلونمین ہی ف نفاق و جھوٹا عذر
فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ ۔ بالصفح ۔ پس تو انسے منھ موڑے ف بطور درگذر کرنے کے ۔ وَعِظْهُمْ ۔ خوفہم اللہ تعالیٰ ۔ اور ڈراوے انکو
اللہ تعالیٰ سے ۔ وَقُل لَّهُمْ فِي ۔ شان ۔ أَنفُسِهِمْ ۔ اور ان ناپاکون سے انکے نفس کے بارہ مین ۔ قَوْلًا بَلِيغًا ۔
موثرا فیہم ۔ ایسا قول بلیغ کہدے جو ان مین اثر کرنے والا ہو ۔ اور چونکہ تاثیر دینا فقط اللہ عزوجل کے اختیار مین ہی مفسرؒ نے کہا ۔ ای ازجرہم
لیرجعوا عن کفرہم ای انکو جھڑک کر اس عنوان سے تاکہ وہ اپنے کفر سے باز آوین ف عرائس مین ہی کہ قولہ فکیف اذا اصابتہم الخ ۔ جو مصیبت
انکو پہونچی وہ انکے انکار کی سزا تھی کہ نبی صلعم و آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منکر ہی پس اس مصیبت مین پڑے کہ مقام ولایت معرفت تک

المنافق واتیا عمرؓ فذکر له الیهودی ذلک فقال للمنافق اکذلک قال نعم فقتله۔ یعنے اس آیت کے نزول کے وقت قصہ یہ ہوا کہ ایک یہودی نے اور ایک ایسے شخص نے جو ظاہر مین اسلام کا اقرار کرتا اور باطن مین کفر پر تھا یعنے منافق نے آپس مین جھگڑا کیا پس منافق نے کہا کہ کعب بن الاشرف پاس چلو تاکہ وہ یہودی عالم ہم دونون مین فیصلہ کردے اور یہودی نے کہا کہ نہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس چلو آخر دونون حضرت صلعم کے پاس آئے پس آپ نے یہودی کے نام فیصلہ کیا مگر منافق اس فیصلہ پر راضی نہوا اور دونون آئے حضرت عمرؓ کے پاس پس یہودی نے حضرت عمرؓ سے حضرت صلعم کے فیصلہ کا حال بیان کیا پس عمرؓ نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہی بات ہوئی جو یہ یہودی کہتا ہی اسنے اقرار کیا کہ ہان پس عمرؓ نے منافق کو قتل کر ڈالا تب یہ آیت نازل ہوئی مترجم کہتا ہی کہ معالم مین دیگر اقوال کے ساتھ یہ قول سبب نزول بھی مذکور ہی اور مجھے اسناد کے ساتھ نہین ملا مگر آنکہ شیخ ابن کثیر نے ابن لہیعہ کی روایت سے ابوالاسود سے مرسلاً یہ قصہ ذکر کیا اور اسمین یہ ہی کہ پھر جب حضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے گمان نہ تھا کہ عمر ایک مسلمان کے قتل پر جرأت کریگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا فلا وربک لا یومنون الآیہ پس اس منافق کا خون ہدر کیا اور عمرؓ سے مواخذہ دور کیا اور معالم مین ہی کہ جبرئیلؑ نے آیت لاکر کہا کہ عمرؓ نے حق و باطل مین فرق کر دیا تب سے فاروق کے لقب سے مشہور ہوے۔ اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکی اسناد حسن ہی اگرچہ مرسل ہی پھر بروایت حافظ ابو اسحق صاحب تفسیر مسنداً ایسا ہی قصہ مذکور وارد کیا اور مفسر جلالؒ نے اپنی تفسیر در منثور مین ذکر کیا کہ طبرانی وغیرہ نے بسند صحیح حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ابو برزہ اسلمی پہلے کاہن تھا جو یہود کے جھگڑونمین فیصلہ کیا کرتا تھا پس مسلمانون کے چند آدمیون نے بھی اسکے پاس فیصلہ کو رجوع کیا تو آیت نازل ہوئی تا قوله احسانا و توفیقا۔ مترجم کہتا ہی کہ سیاق سے واضح ہی کہ یہ لوگ منافق تھے۔ اور نیز ابن عباس سے روایت ہی کہ جلاس بن صامت قبل توبہ کرنے کے اور معتب بن قشیر و رافع بن زید دعوی اسلام کرتے پس انکی قوم کے مسلمانون نے مقدمۂ خصومت مین انکو حضرت صلعم کی طرف خصومت کو بلایا مگر انھون نے انکو جاہلیت کے کاہنونکی طرف بلایا تب یہ آیت نازل ہوئی شیخ ابن کثیر نے کہا کہ بہرحال آیت عام ہی ہر ایسے شخص کی مذمت مین ہی جو کتاب و سنت سے عدول کرکے انکے ماسوائے کیطرف جاوے جو باطل ہو اور یہی طاغوت سے یہان مراد ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر کہا جاوے کہ ماسوائے کتاب و سنت کے اجماع امت و قیاس بھی ہی حالانکہ یہ دونون باطل نہین بلکہ اکثر امت خصوص اہل سنت نے انکی حجت ہونے پر اتفاق کیا ہی تو جواب یہ ہی کہ اجماع و قیاس بھی اسی آیت سے ثابت ہین چنانچہ امام رازی نے کبیر مین بہت دراز تقریر سے سبکا اثبات کیا اور یہ اصول فقہ مین بھی بدلائل مبرہن ہی یہان طول کلام بیکار ہی مگر آنکہ قیاس کا مرتبہ باقی اصول ثلثہ کے بعد ہی فافہم۔ اور اسی سے ظاہر ہوا کہ آیت کریمہ کو ماقبل سے مناسبت یہ کہ اول مین حکم باتباع کتاب و سنت و اجماع و قیاس شرع ہی اور اس آیت مین اس سے عدول کرنے والون کی مذمت ہی چنانچہ فرمایا۔ اَلَمْ تَرَ تعجب دلایا بطریق انکار۔ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ کیا تو نے نہ دیکھے ایسے لوگ جو منھ سے کہتے ہین کہ جو تیری جانب اُتارا گیا اسپر ایمان لائے اور جو تجھسے پہلے اتارا گیا تھا اسپر ایمان لائے ہین ف یعنے زعم انکا یہ کہ تیری شریعت و اگلی شریعت پر ایمان لائے یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ پر ہین جو انبیا علیہم السلام کے ذریعہ سے ملتی آئی ہی یا یہ کہ پورا ایمان لائے اسواسطے کہ ایمان مین تمام انبیاء سابقین و کتب سابقہ پر ایمان شرط ہی۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ۔ چاہتے ہین محاکمہ طاغوت سے ف کثیر الطغیان و ہو کعب بن الاشرف۔ یعنے طاغوت مین معنے مبالغہ ہین اور تا تانیث نہین یعنے نہایت حد سے بڑھ جانیوالا اور مفسرؒ نے کہا کہ مراد اس سے کعب بن الاشرف ہی جو یہودی عالم نہایت بے ایمان رشوت خورہ تھا۔ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ۔ و لا یوالوه۔ حالانکہ انکو حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت سے منکر ہون

اور جب تم لوگ ہمارا کوئی قول ایسا پاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب یا اسکے رسول پاک کی سنت سے موافق نہیں ہوتا ہے تو اسکو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ و اس کے رسول کی سنت پر عمل کرو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میرا وہی مذہب ہے اور ہوگا جو کہ حدیث و سنت سے ثابت ہو تا آنکہ مترجم کو بھی یاد پڑتا ہے کہ قرطبی رح نے کہا کہ امام شافعی رح کے نزدیک صلوٰۃ الوسطیٰ جسکی محافظت کا کلام مجید میں حکم ہے وہ نماز عصر ہے تو یہ اسی وجہ سے کہا کہ امام شافعی رح نے فرمایا جب حدیث صحت کو پہونچی وہی میرا مذہب ہے اور البتہ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے صحیح ہوا کہ وہ نماز عصر ہے پس لازم آیا کہ یہی امام شافعی رح کا مذہب ہے ورنہ امام شافعی رح نے صریح کہا تھا کہ وہ نماز فجر ہے اور مترجم کی یہ تقریر اسلیے کہ تمام اہل ایمان پر لازم ہے کہ علمائے مجتہدین صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی فقط اس نیت سے کریں کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب ہو جیسے آنحضرت صلعم کی پیروی اس نیت سے ہے کہ اللہ عزوجل کی فرمانبرداری حاصل ہو اور سب مجتہدین صالحین کی نسبت نیک گمان رکھیں اور ہرگز تعصب کو دخل نہ دیں اور انہی نظر حضرت باری تعالیٰ عزوجل کیطرف رکھیں اور یہاں جو مقلدی و غیر مقلدی کی گفتگو ہے میں اس فضول بحث کو لکھنا نہیں چاہتا ہوں اور اسیقدر کافی ہے انشاء اللہ تعالیٰ آگے شیخ رح نے فرمایا اور جب تمپر اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول صلعم کے خطاب سے علم اشارہ میں اشکال و اشتباہ پیش آوے یعنے صورتیں ہم شکل نظر آویں اور معلوم نہو کہ انمیں سے کون بات ہے تو تمکو چاہیے کہ اشارہ کو کتاب و سنت کے ظاہر پر قیاس کرو کیونکہ ظاہر میں باطن کا اعلام ہے بعض نے فرمایا کہ جب تمپر بزرگوں و پیشواؤں کے حال میں سے کوئی بات مشتبہ ہو اور تم اسمیں اختلاف کرو تو چاہیے کہ اسکو رسول اللہ صلعم کے حال پر پیش کرو اور اس طرف پھیرو پھر اگر تمپر نہ کھلے تو اس کتاب پاک کی طرف پھیرو جو حضرت رب العالمین سے نازل ہوئی ہے شیخ نصر آبادی رح نے فرمایا کہ یہ ہمارا علم تصوف کسی کے لائق نہیں مگر اسی کے لائق ہے جو کتاب و سنت کا علم رکھتا ہے اور اسپر معاملات وارد ہوتے ہیں اور باوجود اسکے وہ بڑے ظرف والا پاکیزہ ہے مترجم کہتا ہے کہ اسی طرح اکثر اکابر مشائخ نے علم کتاب و سنت شرط کہا ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ

تو نے نہ دیکھے وہ جو دعوی کرتے ہیں کہ یقین لائے ہیں جو اُترا تیری طرف اور جو اُترا تجھسے پہلے چاہتے ہیں

اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ

کہ قضیہ لیجاویں شیطان کی طرف اور حکم ہوچکا ہے انکو کہ اس سے منکر ہو جاویں اور چاہتا ہے شیطان کہ انکو بہکا کر

ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ

دوری ڈالے اور جو انکو کہیے آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اُس نے اُتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے منافقوں کو

يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۢبِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

بند ہو رہتے ہیں تیری طرف سے اٹک کر پھر وہ کیسا کہ جب انکو پہونچے مصیبت اپنے ہاتھوں کے

ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ

کیے سے پیچھے آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے اللہ کی کہ ہمکو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے

اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۝ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ۝

جو انکے دل میں ہے سو ان سے تغافل کر اور اُن کو نصیحت کر اور اُن سے کہہ اُنکے حق میں بات کام کی

قال المفسر و نزل لما اختصم یہودی و منافق فدعی المنافق الی کعب بن الاشرف لیحکم بینہما و دعی الیہودی الی النبی صلعم فاتیاہ فقضی للیہودی فلم یرض

دونون ایک ساعت پیدا ہوئی ہین اور جو شخص سایۂ الٰہی کے لباس سے آراستہ ہوا تو اسکا حکم وہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور یہان عین الجمع کا اشارہ ہے اور آیت مین
اشارہ ہے کہ جب تم فہم خطاب خاص کے مقام پر پہونچ گئے کہ علوم مشکلہ مجہولہ جاننے لگے تو بلا واسطہ اس راہ پر چلو جیسے خضر علیہ السلام علم لدنی کے تابع تھے جو امر ظاہر
سے خارج ہے جیسے انھون نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا اور کشتی کے تختے توڑ دیے اور یہ مخصوص انھین لوگون کے واسطے جنکو غیب سے کوئی حصہ ملا ہے۔
**قال المترجم** حضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس درجہ کو فائز ہوے تھے اور بہتیرے انمین سے انبیاء او لوالعزم کے مثال پر تھے جیسے آنحضرت
صلعم نے حضرت ابو بکر رضہ کو حضرت ابراہیمؑ و حضرت عمر رضہ کو حضرت نوحؑ سے مثال فرمایا اور فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتے اور ثابت ہوا کہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے واسطے بھی ایسا فرمایا اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم اس کرامت مین داخل فرمائے کہ اصحابی کالنجوم الحدیث میرے صحابہ ستارون کے
مانند ہین تم جسکی پیروی کرو راہ پاؤگے۔ وقد تکلم الائمۃ فی ہذا الحدیث والثابت انہ حدیث حسن واللہ اعلم۔ اور دنیا مین وجود مبارک حضرت صلعم کا یہانتک
کہ خانۂ کعبہ کی راہ فتح ہوگئی جو عین قبلہ و مراد ہے اور نازل ہوا قولہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الآیات۔ تو وفات شریف
کا اشارہ فرمایا علی ما فی صحیح البخاری آور حضرت کو بعد قولہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اُٹھا لیا اور راہ اسرار کھولدی در صحیح مین حضرت صلعم
نے اپنی وفات بھی ان لوگون کے حق مین بہتر فرمائی اور شاید یہی اشارہ ہے علی ما بینہ اہل الاسرار رحمہم اللہ واللہ اعلم بالصواب شیخ نے کہا اور جو شخص
مقام توحید و مرتبۂ استقامت کو پہونچ گیا وہ انبیا علیہم السلام کے مسلک پر چلتا ہے کہ توسع در خصت پر عمل کرتا ہے مانند سلیمان و داؤد و یوسف و محمد علیہم السلام
کے اور یہ منزل اقتدا ہے اور یہ ان لوگون کیواسطے لائق نہین جو خواہ مخواہ بتکلف اپنے آپکو ایسا ظاہر کرین اور جس شخص کے لیے علم حقائق بیان کرنے کا
دروازہ کھولدیا گیا وہ علماء الٰہی کے مانند گفتگو کرتا ہے پس انکی راہ مین چلنا اسی کو میسر ہے جو فہم غیب رکھتا ہے اور طاعت معروفہ و اسوۂ حقیقیہ اسکو
مل گیا ہے اور یہ سب جو مذکور ہوا وہ تفسیر قولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ہے۔ اور جعفر بن محمدؒ سے روایت ہے کہ فرمایا قولہ اطیعوا اللہ۔ باین طور کہ اسکے (طریقہ اقتدا ہے)
احکام پر راضی ہو۔ اور قولہ اطیعوا الرسول۔ باین طور کہ اسکے حکم پورے کرنے مین کوشش کرو اور دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھو اور ظاہر کو رسول اللہ
صلعم کے ساتھ رکھو۔ اور شیخ محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ اطاعت کر اللہ تعالیٰ کی سو اگر یہ بات تیرے لیے پوری ہو جاوے تو بہتر ورنہ طاعت رسول اللہ صلعم
سے اللہ تعالیٰ کی طاعت پر مدد و استعانت لے سو اگر تو اسکو پہونچ گیا تو خیر ورنہ عالمون و مشایخ کی طاعت سے رسول اللہ صلعم کی طاعت پر مدد لے
اور اس درجہ سے نیچے مت گر ورنہ ہلاک ہو جائیگا شیخ جنیدؒ نے اس آیت کے اشارات مین ذکر کیا کہ بندہ دو باتون مین مبتلا و امتحان کیا گیا ہے
ایک تو جو باتین کرنے کا حکم ہے وہ بجا لاوے اور دوسرے جن باتون سے ممانعت ہے انکو نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسرار بندے کے دل مین ہمیشہ
خطور کرتے ہین پس جب کوئی بھید دل مین خطور کرے تو اسکو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر پیش کرے پس یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے پھر اگر اس سے
شفا ہوگئی تو بہت بہتر ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پیش کرے اور یہ رسول اللہ صلعم کی فرمانبرداری ہے پھر اگر اس سے شفا ہوگئی
تو بہت بہتر ہے ورنہ سلف صالحین کے اسرار پر پیش کرے اور یہی اولو الامر کی طاعت ہے۔ شیخ ابو سعید خرازؒ نے فرمایا کہ عبودیت کی تین باتین ہین
ایک تو وفاء الٰہی بحقیقت اور دوم متابعت رسول اللہ صلعم بشریعت اور سوم خیر خواہی جمیع امت بنصیحت قولہ تعالیٰ فان تنازعتم فی شئ فردوہ
الی اللہ والرسول۔ اسمین اشارہ ہے کہ جب احکام غیب مین سے کوئی حکم تمہارے اسرار پر متشابہ ظاہر ہوا اور امتحان مین معارضہ پیش آیا تو
اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلعم کے خطاب کی طرف رجوع کرو کیونکہ انمین علوم حقائق کے دریا ہین پس جو خطرہ ایسا ہو کہ خطاب الٰہی و خطاب رسول
صلعم سے موافق نہو وہ مردود ہے اسکا کچھ اعتبار نہین ہے **قال المترجم** علم اسرار مین بھی وہی حکم ہے جو عارفان علم حقائق و علم شریعت کے جامع
علماء مجتہدین صالحین نے فرمایا چنانچہ امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد۔ ان سب ائمہ رحمہم اللہ سے یہ بات ثابت ہوئی

حسن تدبیر و انتظام صلح و جنگ سے متعلق ہی اور احتمال ہی کہ قول ابن عباسؓ و دیگر تابعین سے جو اہل فقہ و دین مراد ہوئیکا ہی یہ معنے ہوں کہ امرا و والی ایسے ہونا چاہیے کہ امارت کے ساتھ فقہ و دین کے جامع ہوں بنظر آنکہ عدل حاکمانہ و انتظام بر وفق شرع بدون اسکے ممکن نہیں ہی و نیز طریق سنت ہی دونوں جہونکا جامع ہی اور اسپر اتفاق ہی کہ امر معروف و نہی منکر درحقیقت امام المسلمین کا کام ہی اور بے شبہہ اسمین علم کی ضرورت ہی واللہ اعلم ولیکن مفسرینؒ ان دونوں اقوال مین توفیق نہیں دی بلکہ دو قول قرار دیے ظاہرا اسوجہ سے کہ جن امور مین امراء و ولاۃ کی اطاعت ہی اور جن امور مین علما و فقہا کی اطاعت ہی دونوں نوع تبائن ہین - بالجملہ شیخ ابن کثیرؒ نے یہ اختیار کیا کہ آیت کریمہ ان دونوں کو شامل ہی خواہ امیر ہو یا عالم ہو اسکی اطاعت کرنی چاہیے اور کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہی - لولا ینہاہم الربانیون عن قولہم الاثم واکلہم السحت یعنے کیوں نہیں منع کرتے ہین عالم لوگ انکو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے - اور فرمایا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون - پوچھو اہل علم سے اگر تم نہ جانتے ہو - اور حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جسنے میری نافرمانی کی اُسنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جسنے میرے امیر کی اطاعت کی اُسنے میری اطاعت کی اور جسنے میرے امیر کی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی صحیح متفق علیہ - اور قولہ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول یعنے الی کتاب اللہ وسنۃ الرسول ایسا ہی مجاہد وغیرہم علماء سلف سے تفسیر مروی ہی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین اللہ عزوجل کی طرف سے صریح حکم ہی کہ اصول ہین یا فروع دین ہین جس بات مین لوگ آپسمین اختلاف کرین تو اپنا جھگڑا کتاب اللہ و سنت رسول صلعم کے سامنے پیش کرین پس کتاب و سنت جسکے واسطے صحیح ہونے کا حکم کرین وہ راست ہی اور باقی غلط - اور نیز کہا کہ جو محل نزاع مین کتاب و سنت سے حکم نہ لے اور اس بارہ مین ان دونوں کی طرف رجوع نہ لاوے وہ اللہ تعالیٰ و روز آخرت پر ایمان رکھنے والا نہوگا لقولہ تعالیٰ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر - ذٰلِكَ - ای الرد الیہما - یہ کتاب و سنت کی طرف رجوع لانا - خَيْرٌ لکم من التنازع والقول بالرای - بہتر ہے یعنے تمہارے لیے بہتر ہی جھگڑنے سے اور اپنی راے سے باتین کرنے سے - وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا - مآلًا - اور بہتر ہی از راہ تاویل یعنے مآل و انجام کے - ف اسواسطے کہ تاویل بمعنے ما یؤول الیہ الامر یعنے مآل کار ہی - ف عرائس مین ہی کہ قولہ یایہا الذین آمنوا الی قولہ اولی الامر منکم - اللہ عزوجل نے اطاعت کے تین مرتبے مقرر فرمائے - حالانکہ در اصل وہ ایک ہی ہی کیونکہ وہی سبکا مرجع ہی اور مقامات ولایت مین سے ایک ایک مقام کے ساتھ یہ طاعت مخصوص ہین چنانچہ جو شخص ایسا ہی کہ بساط قرب کی صلاحیت رکھتا ہی اور بلا واسطہ فہم خطاب کے لائق ہی تو وہ بلا واسطہ مراد حق کا مطیع ہی - مترجم کہتا ہی یہ مرتبہ انبیا علیہم السلام کا ہی فافہم - اور اگر شخص اس درجہ کو نہین پہونچا کہ خطاب حق کو بلا واسطہ سمجھ لے تو وہ اسکے نبی علیہ السلام کے خطاب کی طرف رجوع کرے جسنے بلا واسطہ خطاب کو سمجھا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نے خطاب اللہ تعالیٰ کے غوامض بیان کر دیے اور باریکیاں کھول دین اور اسکے حکم کی فرمانبرداری کی ہی پس جب اسنے نبی علیہ السلام کے قول یا فعل کی طرف رجوع کرکے اطاعت کی تو یہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت بواسطہ اسکے نبی علیہ السلام کے ہوئی مترجم کہتا ہی پس اس امت مرحومہ پر واجب ہی کہ جو فہم خطاب نبی علیہ السلام کی صلاحیت رکھتا ہو وہ اپنے نبی مکرم سید الاولین والآخرین امام المرسلین خیر النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کی طرف رجوع کرے - اور جو شخص کہ اس درجہ کو بھی نہین پہونچا کہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھے اور اس سے استنباط کرے اور اشارہ کو جان لے تو وہ اکابر علما ات کی طرف رجوع کرے وہ اول تو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے پھر انکے بعد تابعین رحمہ اللہ پھر ائمہ اہل علم صالحین اولیاء و عارفین ہین کیونکہ ان بزرگون نے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کو جو جوامع الکلم ہی سمجھکر ظاہر کیا ہی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت بواسطہ اولو الامر کے بواسطہ نبی علیہ السلام کے ہے اور انبیاء و ملوک اللہ دنیا مین اللہ عزوجل کے سایہ پڑنے کی چیزین ہین اور جو شخص بہار الٰہی و آثار عظمت الٰہی دیکھنا چاہے اسکو چاہیے کہ ان لوگوں پر نگاہ کرے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلطان سایۂ الٰہی ہی زمین مین اور فرمایا - کہ بادشاہت و نبوت

ہونے تک سب بھاگ گئے سوا ے ایک مرد کے پس اسنے اپنے لوگون کو حکم کیا کہ بھاگے ہوون کے اسباب جلا دو پھر رات ہی مین چلکر خالد بن الولید
کے لشکر مین آیا اور عمار بن یاسر کو دریافت کرکے انسے ملا اور کہا کہ ای ابوالیقظان مین مسلمان ہوگیا اور گواہی دی کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اور میری قوم نے جب سُنا کہ تم لوگ لڑنے آتے ہو تو بھاگ گئے اور مین ٹھہر رہا پس میرا اسلام مجھے کل کے روز کچھ نفع دیگا تو خیر ورنہ
مین بھی بھاگ جاؤن تو عمار نے کہا کہ ہان وہ نفع دیگا تو ٹھہر رہ پھر صبح کو خالد نے قوم پر حملہ کیا تو وہان سوا مرد مذکور کے کوئی نہ پایا پس اسکو پکڑ لیا
اور اسکا مال لے لیا پھر عمارؓ کو خبر پہونچی انھون نے خالد کے پاس آکر کہا کہ اس مرد کو چھوڑ دو کہ وہ مسلمان ہوگیا ہی اور میری امان مین ہی تو خالد نے کہا کہ تو امان
دینے والا کون ہوتا ہی پس ان مین طول کلام ہوا اور آنحضرت صلعم کے پاس مرافعہ کیا گیا تو آنحضرت صلعم نے عمارؓ کے امان کی اجازت دیدی اور منع
کردیا کہ پھر کبھی کسی امیر کے مقابلہ مین امان ندینا اور دونون مین حضرت صلعم کے سامنے بھی سخت گفتگو ہوئی تو خالد نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اس
نکٹے غلام کو چھوڑتے ہین کہ مجھے گالی دیوے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای خالد تو عمار کی بدگوئی مت کر جسنے عمار کی بدگوئی کی اللہ تعالیٰ اسکی بدگوئی کرتا ہی
اور جو عمار سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہی اور جو عمار کو لعنت کرے اللہ تعالیٰ اُسپر لعنت کرتا ہی اور عمار غصہ ہوکر وہان سے اُٹھکر
چلدیے تھے پس خالد نے اُٹھکر عمار کا پیچھا کیا اور جاکر پیچھے سے انکا کپڑا پکڑا اور اُنسے عذر کرنا شروع کیا یہانتک کہ عمار رضامند ہوے پس اللہ
عزوجل نے نازل فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ وکذا رواہ ابن ابی حاتم عن السدی مرسلا وقد رواہ ابن مردویہ عن السدی عن ابی صالح
عن ابن عباس بنحوہ پس شاید کہ نزول آیت کا دونون وجہ مین ہوا اور ہوسکتا ہی کہ صورت واقعہ خالدؓ اسکا سبب نزول ہوا اور روایت بخاری و بقیہ جماعت
غیر ابن ماجہ مین عبداللہ بن حذافہ کے حق مین سبب نزول مصرح ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر بھیجا
اور اسپر ایک مرد انصاری کو سردار کیا پھر جب نکلکر دور گئے تو سردار مذکور انپر کسی بات مین غصہ ہوا اور کہا کہ کیا نہین تمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری
اطاعت کا حکم دیا ہی بولے کہ ہان۔ کہا کہ لکڑیان جمع کرو پھر لکڑیون مین آگ لگادی پھر کہا کہ مین تمکو قطعی حکم دیتا ہون کہ تم اسمین داخل ہو پس قوم مین سے ایک
جوان نے اُنسے کہا کہ تم آگ ہی سے بھاگے ہو اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے ہو تو جلدی مت کرو حضرت صلعم سے مل لو اگر آنحضرت حکم دین تو آگ مین
گھُس جانا اتنے مین سردار کا غصہ فرو ہوگیا تھا پھر جب حضرت صلعم کے پاس واپس آئے تو آپنے فرمایا کہ اگر تم آگ مین داخل ہوتے تو کبھی اس سے نہین نکلتے فرمانبرداری تو
فقط امر معروف مین ہی رواہ البخاری ومسلم اور حضرت انسؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سنو و اطاعت کرو اگرچہ سردار ہووے تمپر کوئی غلام حبشی گویا اُسکا سر زبیبہ ہی
رواہ البخاری اور ابوہریرہؓ سے ہی کہ حضرت صلعم نے مجھے وصیت فرمائی کہ سنون و اطاعت کرون اگرچہ غلام حبشی ہاتھ پانون کٹا ہوا ہو رواہ مسلم وعن ام الحصین انھون نے
خطبہ حجۃ الوداع مین حضرت صلعم سے کہ یون فرماتے تھے کہ اگر تمپر کوئی غلام سردار کیا جاوے جو تمکو کتاب اللہ کے موافق چلاوے تو تم اسکی بات سنو اور اطاعت کرو رواہ مسلم
مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر نے یہان دیگر احادیث نقل کین اور غرض یہ کہ احادیث اس باب مین بہت ہین اور مترجم کہتا ہی کہ یہ احادیث ظاہر در باب امارت ہین اور یہ واضح ہے
کہ آیہ سے مراد ایسے امیر ہین جو حق کے ساتھ ہون جیسے آنحضرت صلعم کے بعد آپکے خلفاے راشدین تھے اور جو انکی پیروی مین انکے موافق رہا اور جسکو شرعی ولایت
حاصل ہو پس انکی اطاعت واجب ہی اور وہ لوگ جو سرکش و باغی و کافر و مرتد و مشرک کہ خلاف شرع ولایت رکھتے ہون مراد نہین ہین پھر شیخ ابن کثیرؒ نے
ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ اولو الامر سے مراد اہل فقہ و دین ہین اور ایسا ہی مجاہد و عطا و حسن بصری و ابوالعالیہ نے فرمایا ہے اور
مترجم کہتا ہی کہ شیخ مفسر جلالؒ نے درمنثور مین کہا کہ ابن جریر و ابن المنذر و حاکم نے ابن عباس سے روایت کی کہ اولو الامر وہ اہل فقہ و دین اہل طاعۃ اللہ
مین جو لوگون کو انکے دین کے معانی سکھلاتے اور انکو معروف کا حکم کرتے اور منکر سے منع کرتے ہین۔ اور ابوالعالیہ سے روایت ہی کہ وہ اہل علم ہین کیا تو
نہین دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ الآیہ۔ مترجم کہتا ہی کہ استنباط ظاہر اس آیت مین

## خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا
خوب ہی اور بہتر تحقیق کرنا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ امام پر واجب ہی کہ حکم کرے موافق اسکے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور امانت ادا کرے پھر جب اسنے ایسا کیا تو رعیت پر واجب ہی کہ اسکے حکم کو سنین و فرمانبرداری کرین اور اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ ۔ ای ایمان والو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا یعنے صریح وحی سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمکو دیا ہی اور اطاعت اللہ تعالیٰ کی اگرچہ سب پر فرض ہی لیکن خصوصیت ایمان والونکی اسلیے کہ وہی اس سے نفع پاتے ہین اور فرمانبردار ہوتے ہین بخلاف کفار کے پس اپنی طاعت فرض کی اور فرمایا ۔ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۔ اور فرمانبرداری کرو رسول کی حالت زندگی مین اور بعد وفات کے پس یہ حکم مسلمانون کو ہی اور معنے اطاعت رسول کی یہ کہ اللہ عز وجل نے جو بواسطہ وحی خفی کے رسول اللہ صلعم کو القاء کیا اور آپنے حکم دیا اسکو مانو پس یہ لازم نہین آتا کہ حکم سوائے حق عز وجل کے کسی اور کا بھی حکم ہے تاکہ شرکت لازم آوے بلکہ سب حکم اللہ تعالیٰ کا ہی اول بوحی جلی ہی اور دوم بوحی خفی ہی ۔ اور فرمایا ۔ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ ای اصحاب الامر یعنے تم مین سے جو صاحب امر ہین انکا حکم مانو پس صاحبان امر کسی معنے کر کے ہون جیسا کہ آتا ہی انکا ذاتی حکم نہین بلکہ جو موافق حکم اللہ و رسول کے ہو اسکو مانو ۔ چنانچہ مفسر رحمہ نے کہا اذا امروکم بطاعۃ اللہ و رسولہ ۔ جبکہ اولی الامر تمکو حکم کرین اللہ و رسول کی فرمانبرداری کے ساتھ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مرد مسلم پر سننا و فرمانبرداری کرنا اس چیز مین کہ محبوب رکھے اور مکروہ رکھے واجب ہی تاوقتیکہ معصیت کا حکم ندیا جاوے پھر جب معصیت کا حکم دیا جاوے تو نہ سمع ہی اور نہ طاعت ۔ رواہ البخاری ۔ اور نیز صحیح مین ہی کہ خالق کی معصیت مین مخلوق کی طاعت نہین ہی ۔ بالجملہ سمع و طاعت اولوالامر کی موافق حکم خدا و رسول کے ہی اور اسی پر دلالت کرتا ہی قولہ ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ ۔ اختلفتم ۔ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ ۔ پھر اگر تنازع کرو تم یعنے تم اختلاف کرو باہم یعنے اولوالامر کے و تمھارے درمیان کسی امر مین اختلاف ہو تو پھیرو اسکو طرف اللہ کے ۔ ای کتابہ یعنے طرف اللہ تعالیٰ کی کتاب کے اور وہ قرآن ہی پھر اگر اسمین نہ ملے تو ۔ وَالرَّسُوْلِ ۔ طرف رسول کے ۔ مدۃ حیاتہ و بعدہ الی سنتہ ای اکشفوا علیہ منہا ۔ یعنے خود رسول کی طرف جب تک رسول صلعم زندہ موجود ہین اور بعد وفات کے انکی سنت پاک کی طرف پھیرو اور پھیرنے کے معنے یہ ہین کہ اس تنازع کو اللہ و رسول کے فرمان سے حل کرو ۔ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر ایمان لائے ہو ۔ ف ۔ یہ شرطیہ برانگیختہ کرنے کے لیے ہی اور حاصل یہ کہ مقتضائے ایمان بخدائے تعالیٰ و روز قیامت یہی ہی کہ اطاعت مذکور بجالاوین ۔ پھر جاننا چاہیے کہ اس مین اختلاف ہی کہ اولوالامر سے کون لوگ مراد ہین پس اسمین دو قول ہین اول آنکہ مراد ولاۃ یعنے مسلمانونکے امیر ہین مانند سلطان و حاکم و قاضی وغیرہ کے اور دوم آنکہ مراد اہل علم از فقہاء و علماء ہین پس مفسر جلال رح نے یہان تو فقط قول اول سے تفسیر کی اور اپنی تفسیر درمنثور مین دونون قول نقل کیے ہین چنانچہ کہا کہ قول اول یعنے اولوالامر سے مراد امراء المسلمین ہین اسکو ابن جریر نے بسند صحیح حضرت ابوہریرۃ رض سے روایت کیا اور اسی پر شاہد ہی قول ابن عباس رض کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے حق مین اتری جبکہ آنحضرت صلعم نے انکو ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجا تھا رواہ البخاری و رشافعی رح نے اسی کو ترجیح دی باین طور کہ قریش امارت کو نہین پہچانتے اور امیر کے فرمانبردار نہین ہوتے تھے پس انکو امیرون کی اطاعت کا حکم دیا گیا مترجم کہتا ہی کہ ابن جریر نے بسند جید سدی رحمہ اللہ سے اس آیت مین روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر روانہ کیا بسرداری خالد بن الولید اور اسمین عمار بن یاسر بھی تھے پس یہ لوگ جس قوم کا قصد رکھتے تھے اسکی طرف چلے پھر قریب پہونچے تو پچھلی رات مین اتر پڑے اور قوم کو جاسوس نے خبر دی پس وہ صبح

کہ ابو سعید خدری رضہ نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب تر نزدیک بیٹھنے والا حاکم عادل ہی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض اور سخت عذاب کیا گیا حاکم ظالم ہی۔ پھر عدل سے حکم کرنیکے یہ معنے ہین کہ جس واقعہ مین اللہ تعالیٰ کی کتاب مین یا سنت رسول اللہ صلعم مین کوئی حکم موجود ہو تو اسکے موافق حکم کرے ورنہ اپنی راے کو دخل دیتے ہین جبکہ شرائط علم و اجتہاد جمع رکھتا ہو کچھ مضائقہ نہین ہی ورنہ عالم مجتہد کے حکم پر جو کتب فقہ مین مدون ہین عمل کرے اور جو حاکم کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول و اجتہاد سے واقف نہین ہی تو وہ عدل کو جانتا ہی نہین بحکم حکم بھی نہین کر سکتا اگرچہ کیسا ہی خوش تدبیر و دنیاوی سمجھ رکھتا ہو اور واجب ہی کہ مدعی و مدعلیہ کے درمیان حاکم پانچ باتون مین مساوات رکھے اپنے پاس آنے مین اور سامنے بیٹھنے مین اور دونون پر توجہ کرنے مین اور دونون کی باتین سننے مین اور دونون پر نفع و ضرر کا حکم کرنے مین پس حکم سے غرض اسکی فقط یہ ہو کہ حق اپنے حقدار کو پہونچ جاوے کوئی اور لگاؤ نہو۔ اور ترجمہ عالمگیریہ کتاب القاضی مین تفصیل مذکور ہی وہان سے دریافت کرنا چاہیے۔ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ۔ تادیۃ الامانۃ والحکم بالعدل۔ اللہ تعالیٰ بہت اچھی چیز ہی جسکی تمکو نصیحت فرماتا ہی وہ امانت ادا کرنیکا اور عدل کے ساتھ حکم کرنیکا۔ اور نعما کو مفسر نے کہا کہ اسمین نعم کا میم لفظ ما مین جو نکرہ موصوفہ ہی ادغام ہوا ہی در اصل نعم ما تھا اور معنے نعم شیئا۔ ہی پس ما موصوفہ منصوب بنا بر آنکہ تمیز ہی ضمیر مستکن سے جو نعم مین ہی اور وہی اسکا فاعل ہی اور مخصوص بالمدح محذوف ہی جسکو مفسر نے قولہ تادیۃ الامانۃ الخ سے ظاہر کر دیا جاننا چاہیے کہ حکم بعدل انسان کو اپنی ذات مین اور اپنی آل و اولاد مین بھی لازم ہی اور امانت وہ نہین کریگا جو عدل کے ساتھ حکم کرنیکو عمل مین نہین لاتا ہی إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا۔ لما یقال۔ اللہ تعالیٰ سننے والا ہی جو کچھ کہا جاوے۔ بَصِيرًا۔ بما یفعل۔ دیکھتا ہے جو کیا جاوے اور حدیث ابو ہریرۃ مین ہی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہی رواہ ابن ابی حاتم ف عرائس مین ہی کہ قولہ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا۔ امانت اللہ تعالیٰ کا عہد ازلی ہی جو اہل قرب کی ارواح سے اپنے مشاہدۂ جمال کے بارہ مین لیا تھا جبکہ ارواح نے ربوبیت سے تمغۂ عبودیت قبول کیا اور مشاہدہ سے لطائف محبت کو لیا اور اسرار ملک و ملکوت کو پردہ جبروت کے قریب پایا پھر اسکو اغیار سے چھپایا پھر جب جبین متلبس باشباح ہوئین یعنے اجسام مین آئین تو قریب ہوا کہ ضعف کی وجہ سے ان اسرار کو فاش کر دین اور امانت کے ساتھ برداشت نہ کر سکین پس اللہ عز و جل نے انکو حکم دیا کہ خلق سے چھپائے رکھین یہانتک کہ انکو حق عز و جل کے سپرد کرین جبکہ آخرت مین اسکا کشف جمال ہو کیونکہ وہ تعالیٰ ہی اس امانت کا اہل ہی اور یہی ہی قولہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ الآیۃ۔ اور نیز اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ جو اسرار اہل قرب کو مکشوف ہون اسکو عارفون پر ظاہر کرین مگر جاہلون سے چھپاوین۔ اور جریریؒ نے فرمایا کہ امانات مین سے افضل امانت اسرار ہی پس اسکو سوا اسکے اہل کے دوسرے پر ظاہر نہ کرے اور اسکے اہل یعنے اسکی لیاقت رکھنے والے وہی امانت کبری کے اُٹھانے والے ہین بعض نے فرمایا کہ امانت تو اسرار الٰہی ہین اور اہل امانت وہ عارفین ہین اور جو لوگ اسرار الٰہی سے آگاہ ہین اور یہ لوگ وہ ہین کہ انوار غیب سے قلوب کی طرف نگاہ کرتے ہین پس اسپر موافق حکم الٰہی کے جو انپر جاری ہوا ہی حکم لگاتے ہین اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما الآیۃ۔ یعنے وہ قصہ جو حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہین تم مین پھر اگر جھگڑ پڑو

فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ

کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ

اور دوم میں حضرت صلعم کے بعد نکلنے کے پھر جبرئیلؑ کا آنا صریح مذکور ہی اور شاید پھر کا لفظ ذکر کی تاخیر کے لیے ہی اور ظاہر یہ کہ آیت کریمہ اندر کعبہ نازل
ہوئی جیساکہ اثر اول سے سمجھا جاتا ہی اور نیز عمر بن الخطابؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم یہ آیت اندر سے پڑھتے ہوے نکلے تھے میرے ماں باپ
آنحضرت پر فدا ہوں میں نے اس سے پہلے آپ کو پڑھتے نہیں سُنا تھا۔ رواہ ابن جریر پس یہ آیت قرآن میں وہ ہی کہ خانہ کعبہ کے اندر نازل ہوئی اور
اسمیں بھی خود اشارات ہیں۔ قال المفسر جلالؒ والآیۃ وان وردت علی سبب خاص فعمومہا معتبر بقرینۃ الجمع۔ یعنے یہ آیت اگرچہ سبب خاص یعنے معاملہ عثمان بن طلحہ
میں نازل ہوئی لیکن جمہور کے نزدیک اسکے عموم کا اعتبار ہی بقرینہ جمع کے۔ یعنے آیت کا حکم عام ہی۔ اور لفظ جمع کے ساتھ خطاب ہونا اسپر قرینہ ہی کیونکہ
فرمایا اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہی کہ امانات کو اسکے لوگونکو ادا کردو پس مخاطبین جمع وامانات بھی جمع ہی اور اوپر جو مفسر نے من الحقوق کا لفظ ذکر کیا یہ بمقابلہ
عین نہیں ہی بلکہ عین وحقوق جو کسی کے مستحق ہوں سب حقدار کو ادا کردے اور اسمیں حقوق ودیعت وامانت ومستعار سب داخل ہیں اور ایسے قرض
ودیگر حقوق شامل ہیں اور وہ چیزیں بھی داخل ہیں جو محض حقوق ہوں پس اگر کسیکا استحقاق ہو کہ فلاں کنویں سے پانی بھرا کرے تو اسکو بھرنے دے
اور روکے نہیں یہی اسکا ادا ہے حق ہی اور علی ہذا حضرت باری تعالیٰ عزوجل کے حقوق وحقوق رسول اللہ واسکے مانند حقوق کو شامل ہے اور اللہ تعالیٰ
نے قولہ انا عرضنا الامانۃ الآیہ۔ میں جملہ شریعت واحکام ظاہری وباطنی مراد لیے ہیں پس آیت کریمہ گویا امور شریعت میں سے کسیکو نہیں
چھوڑتی سب کو شامل ہی اور امانات ادا کرکے درگاہ باری تعالیٰ میں مرتبہ قبولیت پاتا ہی فافہم۔ اور مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ حضرت علیؓ و
زید بن اسلم وشہر بن حوشبؒ سے روایت ہی کہ یہ حکم حاکموں کو ہی تو مترجم کے نزدیک انھوں نے آگے کے حکم کی نسبت فرمایا ہی کما سیاتی اور مراد یہ کہ
حکام تو بدرجہ اولیٰ اسمیں داخل ہیں اور باقیوں کو بھی شامل ہی جیساکہ براء بن عازب وابن مسعود وابن عباس وابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے مروی ہی
اور اسکو ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور اسپر تو اجماع ہی کہ جو جسکی امانت ہی اسکو واپس دینا واجب ہی خواہ وہ نیکوکار ہو یا فاجر ہو اور شیخ ابن کثیرؒ نے تصریح کردی
کہ آیت میں اللہ عزوجل نے امانات کے حقداروں کو اُنکے حقوق ادا کرنیکا حکم دیا اور حدیث الحسن عن سمرۃ رضی اللہ عنہ میں ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ادا کردے
امانت اسکی جسکی تیرے پاس ہو اور جسنے تیری خیانت کی ہو تو اسکی خیانت مت کر رواہ احمد واہل السنن۔ اور یہ عام ہی جمیع امانات کو جو آدمی پر
واجب ہوتی ہیں خواہ حقوق الٰہی ہوں جو بندوں پر واجب ہیں جیسے نماز روزہ زکوٰۃ کفارہ نذریں وغیرہ جنپر وہی امین ہی خواہ بندوں کے
حقوق ہوں جیسے ودیعتیں وغیرہ خواہ حقدار کے پاس گواہ ہوں یا نہوں پس اگر یہاں نہ ادا کریگا تو قیامت میں اس سے لیا جائیگا اگرچہ اسکی
نیکیوں سے ہو اور صحیح میں ثابت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ البتہ تم حقوق ادا کروگے یہانتک کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی کو مارنے کا
قصاص لیا جائیگا۔ ابن عباس سے ہی کہ یہ آیت مبہم ہی نیکوکار وبدکار دونوکو مترجم کہتا ہی یعنے عام ہی کما مر سابقاً اور محمد بن الحنفیہؒ نے فرمایا
کہ یہ نیکوکار وبدکار دونوں کو عام ہی اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضؓ سے یہانتک روایت کیا کہ اسمیں یہ بھی داخل ہی کہ عید کے روز سلطان وقت
عورتوں کو وعظ ونصیحت کردے قال تعالیٰ **وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ**۔ یامرکم **اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ**۔ اے وان تحکموا
بالعدل اذا حکمتم بین الناس۔ بنابر آنکہ ان تحکموا معطوف ہی۔ ان تؤدوا پر۔ اور معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمکو حکم کرتا ہے کہ تم حکم کرو
عدل کے ساتھ جبکہ حکم کرنے لگو لوگوں کے درمیان قال ابن کثیرؒ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہی کہ لوگوں کے درمیان عدل سے حکم دو
اسیواسطے محمد بن کعب اور زید بن اسلم وشہر بن حوشبؒ نے کہا کہ یہ آیت کریمہ ان لوگونکے حق میں نازل ہوئی جو لوگونمیں حاکم ہیں مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا
آیت سے مراد یہی کلام یعنے قولہ واذا حکمتم الخ ہی۔ فافہم۔ اور حدیث میں ہی کہ اللہ تعالیٰ حاکم کے ساتھ ہی جبتک وہ جور نہ کرے پھر جب اُسنے جور کیا
تو اسکو اُسکے نفس کے حوالہ کردیتا ہی۔ اور اثر میں ہی کہ ایک روز کا عدل چالیس برس کی عبادت کے برابر ہی اور معالم میں اپنی اسناد سے روایت کی

فعجب من ذلک فقرالہ علی ہذہ الآیہ فاسلم واعطاہ عند موتہ لاخیہ شیبۃ فبقی فی ولدہ۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسر جلال رحمہ نے اس مقام پر معالم کی اتباع
مین شان نزول بدون اسناد کے بنا بر مشہور خلط و خبط کے یون ذکر کردیا کہ نازل ہوئی یہ آیت جبکہ علی رضہ نے زبردستی ہاتھ مروڑ کر خانہ کعبہ کی کنجی عثمان
بن طلحہ حجبی سے جو خانہ کعبہ کا دربان تھا لے لی اسوقت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال وہان گئے تھے اور عثمان نے کنجی دینے سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ
اگر مین جانتا کہ وہ اللہ تعالی کے رسول ہین تو نہین روکتا پھر جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلعم نے حکم دیا کہ عثمان کو یہ کنجی واپس کردے اور فرمایا کہ لے اسکو
ہمیشہ کیواسطے پس جب حضرت علی رضہ نے اسطرح دیدی تو عثمان بن طلحہ نے اس سے تعجب کیا پس علی رضہ نے یہ آیت پڑھدی کہ اللہ تعالی نے حکم دیا ہی یہ سُنکر وہ
مسلمان ہوگیا اور کنجی اسکے پاس رہی پھر اپنی موت کے وقت اپنے بھائی شیبہ رح کو دیدی اور اسکی اولاد مین برابر باقی رہی مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت بلا اسناد
ظاہر اسیر و روایات سے جمع کرکے خلط کی گئی جسمین کئی وجہ سے خطا واقع ہوئی اور ابن مردویہ وغیرہ مفسرین نے حضرت ابن عباس رضہ سے یہ مختصر روایت کیا کہ یہ
آیت عثمان بن طلحہ کے حق مین اُتری کہ جب نبی صلعم نے فتح مکہ کے روز اس سے کنجی لے لی اور حضرت جبرئیل نے یہ کلام نازل کیا کہ کنجی اسکو واپس
کردیجائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بلاکر کنجی اسکو دیدی اور یہ آیت پڑھی اور ایک روایت ابن جریج مین خالدہ تالدہ ہی اور معنے خالدہ کے
ہمیشہ کیواسطے اور تالدہ اسکے توابع مین سے بولا جاتا ہی اور صواب یہ ہی کہ یہ عثمان مسلمان تھے جیسا کہ جامع الاصول وکتب اسماء الرجال مین مبین ہی
اور قصہ اسلام وغیرہ خطا ہی قال ابن کثیر بہت مفسرین نے ذکر کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے حق مین اور ابو طلحہ کا نام عبد اللہ
بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن کلاب القرشی ہی اور وہ عبدری کی نسبت یعنے بنو عبد الدار کی نسبت سے بولا جاتا تھا اور خانہ کعبہ کی کنجی بھی
رکھتے اور نشان فوج الحجبین کے ہاتھ مین ہوتا اور یہ عثمان بن طلحہ چچازاد بھائی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کا تھا جو آخر مین حاجب ہوا کہ آج تک حاجب
ہونا اسی کی نسل مین چلا آیا ہی حاصل آنکہ ابو طلحہ کے دو بیٹے ایک طلحہ اور دوم عثمان پھر طلحہ کے بیٹے کا نام بھی عثمان تھا جو اسکے چچا کا نام تھا پس عثمان
بن طلحہ جسکی شان مین آیت کا نزول ہی وہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان جو مدت صلح کی تھی اسمین یہ عثمان بن طلحہ اور خالد بن الولید و عمرو بن العاص مسلمان ہو چکے
تھے اور رہا اسکا چچا جسکا نام عثمان بن ابی طلحہ تھا وہ احد کے روز مشرکون کا نشان بردار تھا اور اسی روز کافر قتل کیا گیا تھا قال ابن کثیر اور بہت سے مفسرون کو
اشتباہ ہوگیا کہ انھون نے ایک دوسرے کو خلط کردیا۔ پھر محمد بن اسحاق کی روایت طویل مین حضرت صلعم کا کنجی لیکر اندر داخل ہونا اور وقائع ذکر کئے یہانتک کہ
محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹھے پس حضرت علی ابن ابی طالب نے درحالیکہ کنجی حضرت علی رضہ کے ہاتھ مین تھی عرض کیا کہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیک آپ ہمارے واسطے پانی پلانیکے ساتھ مین خانہ کعبہ کا حاجب ہونا بھی جمع کردیجیے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ عثمان بن طلحہ کہان ہی
پس وہ بلائے گئے پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ ای عثمان لے یہ اپنی کنجی آج کا روز تو وفا اور نیکی کرنیکا ہی۔ اور ابن عباس رضہ کی روایت مین ہی کہ فتح مکہ کے روز حضرت صلعم نے
عثمان بن طلحہ کو بلوایا اور فرمایا کہ کنجی مجھے دے پس عثمان کنجی لایا پھر جب آپنے لینے کو ہاتھ بڑھایا تو عباس بن عبد المطلب رضہ کھڑے ہوئے کہ میرے ماں باپ آپ پر
فدا ہون ہم لوگون کے واسطے پانی پلانیکے ساتھ خانہ کعبہ کا دربان بننے کی خدمت بھی جمع کردیجیے پس عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پھر رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ لے عثمان مجھے کنجی دے پس عثمان نے دینے کو ہاتھ بڑھایا پس عباس رضہ نے پھر وہی کلمہ کہا جو پہلے کہا تھا پھر عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پس
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ای عثمان اگر تو اللہ تعالی و روز قیامت پر ایمان رکھتا ہی تو لا مجھے دیدے پس عثمان نے کہا کہ یہ لیجیے امانت اللہ تعالی
کے ساتھ پھر حضرت صلعم کے اندر جانے اور حضرت ابراہیم وغیرہ کی تصویرین ازلام لیے ہوئے وغیرہ کے قصص و مقام ابراہیم کو دیوار سے ملانے وغیرہ کا
حال ذکر کرنے کے بعد جب آپ نکل آئے اور طواف کیا تب حضرت جبرئیل یہ آیت لائے پس آپنے عثمان بن طلحہ کو کنجی دیدی۔ اثر اول مین حضرت
علی رضہ نے کہا اور اسمین عباس رضہ کا کہنا مذکور ہی مگر وقت مختلف ہی لہذا توفیق ممکن اور اختلاف نہین۔ اور اول کی روایت بھی دوم سے اقوی ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اور جو لوگ یقین لائے اور کین نیکیان اُنکو ہم داخل کرینگے باغون مین جنکے نیچے بہتی ہین نہرین رہ پڑے وہان

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

ہمیشہ اُنکو وہان عورتین ہین ستھری اور اُنکو ہم داخل کرینگے گھن کی چھاؤن مین

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ - اور جو لوگ ایمان لائے (ہماری آیات پر) اور نیک کام کیے عنقریب ہم انکو ایسے باغون مین داخل کرینگے جنکے نیچے نہرین جاری ہین درحالیکہ انمین ہمیشہ رہینگے - انکے لیے ان جنات مین ازواج مطہرہ ہین ف من الحیض وکل قذر یعنے پاکیزہ ہین حیض وہر پلیدی سے مانند پیشاب وپیخانہ ورینٹ وتھوک وغیرہ کے اور ایسا ہی ابن عباسؓ وجماعت تابعین سے مروی ہی اور حاکم کی حدیث مین مرفوعًا حضرت صلعم سے یہی تفسیر آئی ہی اور شیخ ابن کثیرؒ نے تفسیر مین اگرچہ اِس حدیث حاکم کو ضعیف کہا لیکن تاریخ مین ذکر کیا ہی کہ یہ حدیث حسن ہی - وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا - اور ہم ان بندون کو سایۂ دائمی مین داخل کرینگے ف یعنے ظل سے اشتقاق کرکے اسکی صفت ظلیل جو مبالغہ کے لیے ہے مراد اس سے یہ کہ سایۂ دائمی مین داخل کرینگے ایسا سایۂ دائمی کہ کوئی آفتاب نہین جو اسکو منسوخ کرے اور میٹ دے اور یہ سایہ جنت ہی اور ربیع بن انس نے فرمایا کہ وہ سایۂ عرش ہی اور معالم مین فرمایا کہ ظل کہ نہ کوئی آفتاب اسکو میٹ سکے اور نہ اسمین گرمی ہی نہ جاڑہ ہی - اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت مین ایک درخت ہی کہ سوار اگر اُسکے سایہ مین سو برس جاوے تو طے نہین کرسکتا وہ شجرۃ الخلد ہی - اور عرائس البیان مین ظل ظلیل کے اشارہ مین کہا کہ وہ مشاہدہ صفات ازلیت ودیدار جلال ذات ہی اور نیز ظل ظلیل اُسکی ازلی عنایت ہی کہ پھر کبھی ناخوش نہوگا - اور کفایت ابدی ورعایت سرمدی ہی اور بعض نے کہا کہ وہ تفویض ہی یعنے اپنے تئین مولی کو سپرد کردینا جو دونون جہان مین محل راحت ہی قال المترجم بار ہا تنبیہ کی گئی کہ عرائس مین جو اشارات مذکور ہین وہ تفسیر سے منافی نہین ہین بلکہ تفسیر اصل وہی ہی جو دیگر تفاسیر سے مذکور ہوئی اور عرائس مین جو مذکور ہی وہ اشارات زائد ہین پس کوئی ملحد اس سے یہ استدلال نہین کرسکتا ہی جنت وسایہ کچھ نہین یہ صرف لذت معنی فلسفی ہی پھر جاننا چاہیے کہ اہل کفر ویہود دنیا مین بے امانت بے انصاف رہے اور اہل ایمان خوش خلق اور باایمان ہے اور اللہ عزوجل نے انکو تعلیم فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا

اللہ تمکو فرماتا ہے کہ پہونچاؤ امانتین امانت والونکو اور جب چکوتی کرنے لگو لوگون مین تو چکوتی کرو

بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تمکو اللہ ہے سنتا دیکھتا

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ - اللہ تعالی تمکو حکم فرماتا ہی یہ کہ امانتین دیدو ف ما اوتمن علیہ من الحقوق یعنے امانات جمع امانت کی مصدر ہی اور مراد اس سے وہ حقوق ہین جنپر امین کیا گیا ہو پس حکم ہی کہ تم سب ان چیزونکو جنپر امین کیے گئے ہو ادا کرو - اِلٰٓى اَهْلِهَا - ان امانتونکے حقدار ونکو - نزلت لما اخذ علی رض مفتاح الکعبۃ من عثمان بن طلحۃ الحجبی سادنہا قہرا لما قدم النبی صلے اللہ علیہ وسلم مکۃ عام الفتح ومنعہ وقال لو علمت انہ رسول اللہ لم امنعہ فامرہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بردہ الیہ وقال ہاک خالدۃ تالدۃ

دوام عذاب سے خبردی۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ۔ احترقت ہرگاہ جل جاوینگے۔ جُلُوْدُهُمْ۔ اُنکے چمڑے۔ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا۔ تو بدل دینگے ہم سوائے ان چمڑونکے دوسرے چمڑے ف بان تعاد الی حالہا الاول غیر محترقۃ۔ باین طور کہ عود کیے جاوینگے اپنے پہلے حال پر جبکہ جلے ہوے نہ تھے۔ اور حسن بصری رح سے روایت ہی کہ ہر بار جبکہ انکی کھالین جل جاوینگی تو اُنسے کہا جائیگا کہ جیسے تھین ویسے ہی ہوجاؤ پس ویسے ہی ہوجائینگی۔ رواہ ابن ابی حاتم اور نیز حسن رح سے روایت کی کہ ہر روز ستر ہزار بار جل جاوینگے۔ اور یہ اشکال کیا گیا کہ اعادہ تو عین اول ہوتا ہی اور آیت کریمہ مین تبدیل مذکور ہی اور جواب دیا گیا کہ اپنی ذات مین یہ کھال وہی ہوگی جو پہلے تھی لیکن چونکہ محترقہ ہوکر پھر غیر محترقہ عود کریگی لہذا باعتبار اس صفت کے تبدیل کا اطلاق کیا گیا۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ کافر کے اوپر سو کھالین کردیجاوینگی ہر دو کھال کے درمیان ایک رنگ کا عذاب ہوگا۔ رواہ ابن ابی حاتم عن یحیی بن یزید الحضرمی مرسلا اور شاید کہ آیت کریمہ مین یہ بیان عذاب ہی اگرچہ تبدیل جلود سے کم تعلق ہی کیونکہ ابد الآباد تک یہی سو کھالین شاید کافی ہون ہان یہی سو کھالین ہر گونہ عذاب جدید سے تبدیل ہون تو اقرب ہی واللہ اعلم۔ اور بعض مفسرین سے تبدیل جلد جدید کی عبارات مروی ہین چنانچہ ابن عمر رض سے ہی کہ دوسری کھالین سپید مانند کاغذ کے بدلی جاوینگی رواہ ابن ابی حاتم اور عمر رض سے روایت ہی کہ انکے پاس یہ آیت پڑھی گئی اُنھون نے قاری سے کہا کہ پھر اعادہ کر اور معاذ بن جبل بیٹھے تھے تو کہا کہ میرے نزدیک اسکی یہ تفسیر ہی کہ ایک ساعت مین سو مرتبہ بدلی جاوینگی پس عمر رض نے کہا کہ مین نے بھی رسول اللہ صلعم سے یون ہی سنا ہی رواہ الطبرانی بسند ضعیف وابن ابی حاتم وابن مردویہ اور دوسری روایت مین عمر رض کے پاس کعب نے قبل اسلام کے ایک سو بیس مرتبہ ایک ساعت مین تبدیل ہونا بیان کیا اور عمر رض نے حضرت صلعم سے سُننے کی تصدیق کی رواہ ابن مردویہ اور یہ ولفسیر اخیر پر وارد ہوتا ہی کہ وہ کھالین کیونکر معذب ہونگی جو دنیا مین نہ تھین اور انھون نے نافرمانی نہین کی ہی اور جواب دیا گیا کہ وہ شخص ان کھالون مین معذب ہوگا یہ کھالین خود نہین معذب ہونگی بدلیل آنکہ آگے کھالونکی طرف ضمیر نہین راجع ہی بلکہ فرمایا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ۔ تاکہ چکھین یہ کافر عذاب کو ف۔ ای لیقاسوا شدتہ یعنے تاکہ عذاب کی شدت کو برداشت کرین کیونکہ عذاب تو اول مرتبہ بھی چکھ چکے ہین۔ ربیع بن انس سے روایت ہی کہ اگلی کتاب مین مذکور ہی کہ کافر کی کھال چالیس ہاتھ موٹی یا چہتر ہاتھ موٹی ہوگی اور پیٹ اتنا بڑا ہوگا کہ اگر اسمین پہاڑ رکھدیا جاوے تو سما جاوے پھر جب دوزخ کی آگ انکی کھالین کھالیگی تو دوسری کھالین بدلی جاوینگی۔ اور ابن عمر رض سے مرفوعًا ہی کہ کافر کی کچھاسی کاندھے تک سات سو برس تیز سوار کی راہ کا فاصلہ ہوگا اور اسکی کھال کی موٹائی ستر گز اور اسکی ڈاڑھ مثل اُحد پہاڑ کے ہوگی رواہ احمد۔ اور حدیث مین ضعف ہی شاید بعض رواۃ کی یاد مین چوک ہوگئی ہی اور ابو ہریرۃ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کافر کے دونون کندھونکے درمیان تیز سوار کی تین روز کی راہ ہوگی۔ رواہ البخاری اور نیز ابو ہریرۃ رض سے ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ کافر کی ڈاڑھ یا فرمایا کہ دانت برابر اُحد پہاڑ کے ہوگا اور اسکی کھال کی موٹائی تین روز کی راہ ہوگی رواہ مسلم۔ اگر کہا جاوے کہ بخاری کی روایت مین چہاتی کی چوڑائی اور مسلم کی روایت مین کھال کی موٹائی مین مناسبت ظاہر نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ تو عین بیان انکی بدشکلی و عذاب کا ہی اور دیگر احادیث صحاح مین جو صورتین عذاب و بدہیأت کی مذکور ہین نہایت فضیحت کی ہین نعوذ باللہ من الکفر و عذابہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا۔ لا یعجزہ شئ۔ یعنے اللہ تعالی ہمیشہ عزیز غالب ہی اسکو کوئی چیز عاجز نہین کرسکتی ہی جیسے چاہے عذاب کرے۔ حَكِيْمًا۔ فی خلقہ حکمت والا ہی اپنے مخلوق کے امور مین۔ جاننا چاہیے کہ عذاب کفار موافق مذکورہ بالا مین سب چیزین داخل تحت قدرت ہین لہذا جبکہ صحیح اخبار و احادیث سے ثابت ہوے ہین تو انپر اعتقاد واجب ہی اور بے وجہ انسے انکار کرنا ایک زندیق و مرتد کا کام ہی کہ خدا اور رسول کے احکام کو ترک کرتا اور اپنی رائے پر عمل کرتا ہی نعوذ باللہ من الکفر والارتداد ونسألہ الهدایۃ والسداد

عذاب المن لایومن- اور عذاب کے لیے جہنم کافی ہی ف سعیر یعنے عذاب جہنم ہی اسواسطے کہ سعیر صفت آگ کی ہی پس جہنم کافی ہی سعیر ہونے کو یعنے عذاب ہونے کو- اور معالم وغیرہ مین سدی سے ہی کہ آمن بہ- اور صد عنہ- کی ضمیر مجرور راجع بجانب ابراہیم علیہ السلام ہی وحاصل آنکہ حضرت ابراہیم پر بعض ایمان لائے وبعض نہ لائے جب ان لوگونکا یہ حال ہی تو محمد صلعم کا واسطہ بعید ہی اور بات یہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم ؑ نے ایک سال زراعت کی اور دیگر لوگون نے بھی زراعت کی- لوگونکی کھیتیان جل گئین اور حضرت ابراہیم کی کھیتی خوب پیدا ہوئی تو جو انسے غلہ لینے آتا اُس سے کہتے کہ جو مجھپر ایمان لاوے اُسکو دونگا اور جو نہ لاویگا اُسکو نہین پس بعض ایمان لائے اور بعض اعراض کر گئے ف عرائس مین ہی کہ قولہ ام یحسدون الناس الآیہ- اہل صدق یعنے صدیقین کے مرتبہ پر پہونچے ہوے لوگون کا یہ حال ہوتا ہی کہ خلق کی نظر مین باہیبت ووقار ہوتے ہین تو اللہ تعالیٰ نے انکے حاسدون کی خبر دی کہ اُنسے وانکی کرامات سے حسد کرتے ہین پس جب مخلوق انکے اوصاف بیان کرتے ہین تو یہ لوگ انپر انکار کرکے دفع کرتے ہین قال المترجم حدیث مین درباب خلافت اشارہ مانند صریح کے ہی کہ یابیٰ اللہ والمومنون الا ابابکر- انکار کرتا ہی اللہ تعالیٰ ومومنین مگر ابوبکر ؓ کو- اور شاید بھید یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نور ہیبت ووقار سے تمام مومنین کی نظر مین وہ معظم ہی اور یہین سے بعض نادانون کو جو وہم ہوا کہ حضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ مین عمر وعثمان وغیرہ کے خلیفہ کرنے کے سوال کے جواب مین فرمایا- ولا ارا کم فاعلین- یعنے مین دیکھتا نہین کہ تم حضرت علی رضہ کو خلیفہ کرو- تو بعض بیوقوفون کو وہم ہوا کہ امر خلافت مین دخل لوگون کی راے کا ہوگیا ورنہ استحقاق حضرت علی ؓ کو تھا تو یہ سخت حماقت ہی کیونکہ یابیٰ اللہ والمومنون الا ابابکر- پر شدت جہالت سے انکی نظر نہین ہی کہ اسمین دخل مومنونکا فقط نہین ہی بلکہ اول یہی ہی کہ اللہ عزوجل انکار فرماتا ہی کہ سواے ابوبکر کے کوئی خلیفہ نہو پس وہم مذکور کا کیا دخل ہی فافہم- شیخ رح نے لکھا کہ فضل اللہ یعنے معرفۃ اللہ وکرامات اللہ- ہی اور بعض نے کہا کہ فضل اس مقام پر کرامات وولایات ومشاہدات ہین جب کسی کو ان افضال سے انعام یافتہ پاتے ہین تو انپر انکار کرجاتے ہین اور اسکی کچھ تعظیم نہین کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ کرامات سے مراد وہ ہین جو شرع مستقیم وراہ سنت سے کسی طرح خلاف نہون اور جسکے ہاتھون یہ کرامات صادر ہون وہ بھی متبع راہ سنت ہو اور اگر ایسا نہو تو انکار کرنا واجب ہی جیسا کہ شیخ رح نے پہلے جابجا تصریح کردی ہی قال تعالیٰ واٰتینٰھم ملکا عظیما- ملک عظیم وہ درجۂ آخرت یعنے نبوت وولایت ہی جو فنون حقائق کو شامل ہی مانند فراست اولیا وکرامات ودیدار غیب وکشف اسرار وغیرہ- اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے فقط علم اسرار ہی اور بعض نے کہا فراست صادقہ فقط قال تعالیٰ فمنھم من آمن بہ- یہ تو ان لوگونکا حال ہی جو صاحب اقبال ہین کہ اللہ تعالیٰ انکو قبول کرتا ہی کہ اولیا کے مقر ہین اور قولہ ومنھم من صد عنہ- یہ ان لوگونکا حال ہی جو بدبختی کی وجہ سے اولیاء اللہ تعالیٰ سے انکار کرتے ہین

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا ۖ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ

جو لوگ منکر ہوے ہماری آیتون سے اونکو ہم ڈالینگے آگ مین جس وقت پک جاوے گی کھال انکی بدل کردینگے انکو

جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

اور کھال کہ چکھتے رہین عذاب اللہ ہی زبردست حکمت والا

ربع

ان الذین کفروا اسمین عموم حکم تمام کافرون کے لیے مع بعض کیفیت خواری وعذاب کے بیان فرمائے پھر اسکے پیچھے مومنون مع حسدون کی فضیلت واکرام کا ذکر کیا تاکہ اختیار کرنیوالا اختیار کرے- پس الذین کفروا سے مراد عموما کافر لوگ ہین اسواسطے کہا گیا کہ قولہ بآیٰتنا شامل ہی آیات الٰہی کو- سوف نصلیھم نارا یحترقون فیھا- یعنے جن لوگون نے کفر کیا ہماری آیات سے تو عنقریب ہم انکو آگ مین ملاوینگے فا ایسی آگ مین کہ اسمین جل جاوینگے پھر انکے

کہ اگر بالفرض تم مالک ہو جاؤ میرے پروردگار کی رحمت کے خزانون کے تو ایسی صورت مین روک رکھو بخوف انفاق کے - یعنے بخوف اس بات کے
کہ سبب خرچ وختم نہو جاوے حالانکہ خزانہ پروردگار کا خرچ وختم ہوجانا متصور نہین یہ تو صرف تمھارا بخل وکنجوسی ہے ذکرہ ابن کثیر وغیرہ پھر اس
بخل کی مذمت سے بھی کلام کو منتقل فرمایا ان لوگون کی مذمت حسد کی جانب - اور اصل حسد یہ ہے کہ ایک مستحق سے نعمت زائل ہو جانے کی تمنا کرے
اور بسا اوقات اسکے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسی کوشش کرے جس سے مستحق کا زوال نعمت ہو اور یہ خصلت بخل سے بھی بدتر ہے اسواسطے کہ بخل تو
اپنے ہاتھ کی چیز روکنا اور حسد یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کو روکنا لہذا بطریق ترقی فرمایا - اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ - بل - یحسدون النبی
صلی اللہ علیہ وسلم - بلکہ حسد کرتے ہین - الناس سے یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ یہ کامل پر اطلاق ہوا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب اولین
وآخرین مین متعین ہین اسواسطے کہ جو اخلاق حسنہ جمیلہ لوگون مین متفرق ہین وہ آنحضرت صلعم کی ذات جامع صفات مین پورے طور سے اللہ عزوجل
نے جمع فرمائے تھے - وقیل - تمام اہل عرب ہے - وقیل - آنحضرت صلعم وآپ کے اصحاب سے غرضکہ یہ یہودی کیا نیک بندون سے حسد کرتے ہین
عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ - ایسی بات پر جو اللہ تعالیٰ نے نیکون کو اپنے فضل سے دیدی ف من النبوۃ وکثرۃ النساء
ای یتمنون زوالہ عنہ ویقولون لو کان نبیا لاشتغل عن النساء - مراد نبوت وفتح ونصرت ہے جیسا کہ بعض نے کہا یا بیویون کی کثرت ہے جیسا کہ بعض نے
تفسیر کی کہ یہودی آپ کی کثرت ازواج مطہرات پر طعنہ کرتے مترجم کہتا ہے کہ نصاریٰ بھی طعنہ کرتے ہین اور مفسر رحمہ اللہ نے دونون کو جمع کر دیا کیونکہ
لفظ عام ہے ہر فضل کو شامل ہے اور حسد کے معنے یہ ہین کہ اس فضل کی آنحضرت صلعم سے زائل ہو جانیکی تمنا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا
بقولہ تعالیٰ - فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ - جدہ کموسیٰ وداؤد وسلیمان - البتہ دیا ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو مانند موسیٰ وداؤد وسلیمان علیہم السلام کے - الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ - التوراۃ - کتاب وحکمت یعنے
توریت ف یہ یہود پر الزام ہے کہ اسکو وہ انکار بھی نہین کر سکتے ہین کیونکہ اسکے اقرار بغیر چارہ نہین ہے اور حاصل یہ کہ جو کچھ ہمنے محمد صلعم
وانکے اصحاب کو دیا ہے کوئی انوکھی چیز نہین کہ اسپر یہود حسد کرین حالانکہ آل ابراہیم کہ جو ہم نے دیا اسکو بخوبی جانتے ہین اور وہ حضرت
صلعم کے دادا کی اولاد یعنی حضرت صلعم کے چچیرے بھائی ہوے پس یہ تو وراثت چلی آتی ہے اور وارث اس میراث کا مستحق ہے اور آل ابراہیم مین
بہتیرے ایسے گذرے جنکو ملک و نبوت دونون ملی تھی قال تعالیٰ - وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا - پس امر نبوت مین اس بادشاہت سے
کوئی خلل نہ تھا اور جنھون نے فضل کو کثرت ازواج سے تفسیر کیا تو یہان ملک عظیم اسی معنے کر لیا ہے چنانچہ مفسر نے کہا فکان لداؤد علیہ السلام
تسع وتسعون امراۃ ولسلیمان الف ما بین حرۃ وسریۃ یعنے داؤد کو ملک عظیم یہ تھا کہ انکے پاس ننانوے عورتین تھین اور سلیمان ع پاس
تھی منکوحہ اور چھوکریان ملا کر ایک ہزار تھین - پھر جب حضرت صلعم نے یہود کو یہ کہا تو خاموش ہو گئے ذکرہ فی المعالم مترجم کہتا ہے کہ
یہود اس امر کے قائل نہ تھے کہ سلیمان علیہ السلام نبی تھے بلکہ مردود انکو ساحر کہتے تھے پس اولیٰ یہی ہے کہ فضل سے نبوت و مانند اسکے مراد ہے اور
ملک عظیم بادشاہت ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلعم واہل عرب اولاد اسمٰعیل کو اگر نبوت و ملک ملا تو کچھ عجب نہین حالانکہ اولاد اسحٰق
بنی اسرائیل کو قبل ازین کتاب وحکمت و ملک عظیم مل چکا ہے پھر حسد ناحق ہے کہ ملک ونبوت خاصکر بنی اسرائیل ہی مین ہووے - فَمِنْهُمْ
مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ - بمحمد صلعم پس بعضے اہل کتاب تو ایسے ہین کہ انھون نے کچھ حسد نہین کیا اور جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
جسکو چاہے دیوے تو وہ محمد صلعم پر ایمان لائے - وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ - ای اعرض عنہ فلم یومن - اور بعضے آنحضرت صلعم
سے بوجہ حسد کے منھ موڑ گئے پس ایمان نہ لائے اور اپنی عاقبت ودنیا دونون خراب کین - وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا -

ع ۱۲

چلتے ہین سہل بن عبداللہ نے فرمایا کہ طواغیت کا سردار تو تیرا نفس امارہ ہی جو برائیوں کا تجکو حکم دیتا ہی اور خواہشین ولاتا ہے جب
بندہ اسکو بے مہار چھوڑ دے اور رسی ڈھیلی کردے تو عصمت سے خارج ہوجاویگا اور گناہوں مین لتھڑ جاویگا شیخ ابن عطار نے فرمایا کہ
اللہ عزوجل نے انکو اوتوا الکتاب فرمایا تو یہ کتاب دیا جانا انپر پوری حجت قائم کرنے کو ہی انکے واسطے کچھ کرامت نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ
جبت تو تیری مراد ہی اور طاغوت تیرا ہیکل یعنے جسم ظاہری ہی۔ حاصل آنکہ جسمانی خواہشون کی پیروی نہ کرنی چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ یہود
کو دنیاوی ریاست نے ایسا گھیرا کہ انھون نے کفر تک اختیار کیا اور گرداب بخل و حسد مین ملوث ہوکر دین و دنیا برباد کیا کما قال تعالیٰ

اَمۡ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّنَ الۡمُلۡكِ فَاِذًا لَّا يُؤۡتُوۡنَ النَّاسَ نَقِيۡرًا ۙ اَمۡ يَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ
یا ان کا کچھ حصہ ہی سلطنت مین پھر تو یہ نہ دینگے لوگونکو ایک تل برابر یا حسد کرتے ہین لوگون سے

عَلٰى مَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ۚ فَقَدۡ اٰتَيۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاٰتَيۡنٰهُمۡ
اسپر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے سو ہمنے تو دی ہے ابراہیم کے گھر مین کتاب اور علم اور انکو دی ہمنے

مُّلۡكًا عَظِيۡمًا‏ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ صَدَّ عَنۡهُ‌ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيۡرًا‏
بڑی سلطنت پھر ان مین کسی نے اسکو مانا اور کوئی اس سے اٹک رہا اور دوزخ بس ہی جلتی آگ

اَمۡ۔ بل۔ یعنے ام یہان منقطعہ ہی بمعنے بل اور ہمزہ سے مراد انکار اس امر کا ہی کہ انکے لیے ملک سے کچھ حصہ ہووے اور رد ہی زعم یہود کا کہ کہتے تھے
کہ عنقریب ملک ہمارے واسطے ہوجائیگا ذکرہ البیضاوی اور احتمال ہی کہ ام مین ہمزہ صلہ ہو کما فی المعالم و ابن کثیر۔ لَهُمۡ
نَصِيۡبٌ مِّنَ الۡمُلۡكِ۔ کیا بھلا انکے واسطے ملک سے کچھ حصہ ہی ف ای لیس لهم شئ منہ۔ یعنے نہین ہی یہود کے واسطے ملک و
سلطنت مین سے کچھ بھی۔ ولوکان۔ فَاِذًا لَّا يُؤۡتُوۡنَ النَّاسَ نَقِيۡرًا۔ اور اگر ہوتا تو ایسی صورت مین دیتے لوگون کو ایک نقیر
ف یعنے ایک نقیر کی مقدار بھی نہ دیتے بسبب اپنی افراط بخل کے اور نقیر وہ بہت ذراسی گودی ہی جو خرما کی گٹھلی مین ہوتی ہی جس سے درخت
جمتا ہی اور عرب اس لفظ سے بھی حقیر و قلیل چیز سے مثل بیان کرتے ہین پس حاصل یعنے یہ ہین کہ شئ تافہ۔ یعنے حقیر چیز جسکو بیکار سمجھتے وہ بھی نہ دیتے
اور مفسر رحمہ اللہ نے مانند بیضاوی وغیرہ کے لوکان۔ مقدر کرنے مین اشارہ کیا کہ فاذا لا یوتون۔ مین فا رابطہ جزائیہ ہی بشرط محذوف اور وہ
لوکان بمعنے آن کان ہی یعنے لو مستعار از ان ہی کیونکہ اسمین دلالت ہی فرضی و تقدیری صورت ہونے پر پس تو وارد نہین ہوتا کہ لو کے جواب مین
خصوص جبکہ اذن کے ساتھ ہووے فا نہین آتی ہی کما اور وہ بعض محشی البیضاوی مترجم کہتا ہی کہ لو مستعارہ کے جواب مین فا کا
آنا بدلیل چاہیے حالانکہ کوئی دلیل نہین لایا و مجرد منع کافی نہین فتامل اور حاصل کلام یہ ہی کہ اوپر اللہ عزوجل نے انکی مذمت کی کہ جاہل
ہین بسبب اسکے کہ بمقتضائے علم کچھ بھی عمل نہین کرتے پس وہ مانند گدھے کے ہین جو کتابین لادے ہو پھر اس سے دوسری مذمت کی طرف کلام
منتقل کیا کہ یہ لوگ بخیل بھی ہین اور انکو ملک حاصل نہین کیونکہ انکی لیاقت و استحقاق ہی نہین رکھتے بلکہ وہ مستحق اسکے ہین کہ ملک سے محروم
ہون اسلیے کہ اگر ملک سے کچھ بھی دیے گئے تو لوگونکو اقل قلیل بھی نہ دینگے بسبب فرط بخل کے حالانکہ صاحب ملک تو وہی ہوتا ہے جو لوگونکو بھی موافق
استحقاق کے دیوے۔ اور بعض نے کہا کہ ملک نہونے پر بخل کرتے ہین تو یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ پاس ہی اسکو کم سمجھتے ہین بلکہ بخل انکی جبلت ہے کہ اگر ملک
و سلطنت بھی ہوتی تو لوگون کو خصوص محمد صلعم و انکے اصحاب کو ایک نقیر بھی نہ دیتے۔ اور یہ بنابر اینکہ ملک سے ملک دنیا و سلطنت مراد
ہی اور اگر ملک آخرت مراد ہو تو یہ آیت مانند قولہ تعالےٰ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق۔ یعنے کہدے اے محمد صلعم

ارجح قرار دیا کہ مراد قریش کے دو بت ہیں۔ دوم آنکہ حکم عام ہی کسی کو روا نہیں کہ جبت وطاغوت کی پیروی یا پرستش کرے تو ظاہر لغت مین جس
چیز پر یہ لفظ صادق آتا ہو وہ اسمین داخل ہوگی تو جوہری رح نے صحاح مین کہا کہ جبت ایک کلمہ ہی جو بت ور کاہن اور ساحر اور انکے مانند چیز و نیز
بولا جاتا ہی اور حدیث مین ہی کہ طیرہ وعیافہ وطرق بھی جبت مین سے ہی اور یہ لفظ محض عربی نہین ہی کیونکہ بغیر واو یا حرف نفی ہونیکے جیم وتا ایک کلمہ
مین جمع ہین۔ پس حاصل یہ کہ سیاق آیت تو ظاہر انھین دو بتون کیواسطے ہی جیسا کہ شیخ جلال رح نے ذکر کیا اور حکم عام کیواسطے حکم لغت ہی پس سلف
صالحین نے جو روایات ہین وہ بمعنے شمول حکم ہین واللہ اعلم وحدیث جو جوہری نے ذکر فرمائی عموم حکم کے واسطے صریح مؤید ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے
ذکر کیا کہ اس حدیث کو امام احمد وابو داؤد ونسائی وابن ابی حاتم نے روایت کیا اور عوف بن حیان راوی نے تفسیر کی کہ عیافہ تو زجر الطیر ہے یعنے
پرندہ کا زجر کرنا۔ طرق بمعنے خط زمین مین کھینچنا۔ اور بعض نے کہا کہ طرق یہ کہ کاہنون کے طور پر پتھر وکنکری مارے۔ اور طیرہ یہ کہ کسی چیز سے شگون لے
پس برائی وشوم اسی چیز سے خیال کرے۔ **وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا**۔ اور یہ یہودی کہتے تھے کافرون سے ف یعنے ابوسفیان
واصحابہ حین قالوا لھم نحن اھدی سبیلا ونحن ولاۃ البیت نسقی الحاج ونقری الضیف ونفک العانی ونفعل ام محمد فقد خالف دین آبائہ وقطع الرحم
وفارق الحرم۔ یعنے ابوسفیان واسکے ساتھیون سے جو اسوقت تک کافر تھے کہتے جبکہ ابوسفیان وغیرہ نے ان یہودیون سے کہا کہ بھلا ہم راہ پر ہین یا محمد
اور ہمارا حال یہ کہ ہم بیت اللہ یعنے خانۂ کعبہ کے متولی ہین اور حاجیونکو پانی پلاتے ہین اور مہمان کی ضیافت کرتے ہین اور جو قید ہوجاتا ہی اسکی رہائی
کراتے ہین اور دوسرے کا خون بہا دیتے مین شرکت ومدد کرتے ہین اور محمد کا یہ حال ہی کہ انھون نے اپنے باپ دادون کے دین کے خلاف کیا اور ناتا کاٹ
دیا اور حرم الٰہی کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ تو دونون مین سے کون بہتر ہی تو ان یہودیون نے جواب دیا کہ **هٰٓؤُلَاۤءِ** تم۔ ایسے لوگ یعنے تم لوگ
**أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا**۔ اقوم طریقا۔ واللہ بہت راہ راست پر ہو بہ نسبت مومنون کے ف یہودیون نے حضرت
صلعم کے حسد وعداوت مین یہ سب کفر اختیار کیا تھا کہ کسی طرح قریش مع تمام عرب کے مجتمع ہوکر حضرت صلعم کا نشان مٹا دین حالانکہ یہ آقدر سے
غافل یہ نہین ایمان رکھتے تھے کہ جو امر اللہ تعالی پورا کریگا اسکو کون مٹا سکتا ہی۔ آخر تمام عرب پندرہ ہزار سے زائد مدینہ پر چڑھ گئے اور حضرت صلعم
نے گرد مدینہ کے خندق کھودی اور اللہ عزوجل نے آخر سخت ہوا بھیجدی کہ کفار تمام ڈیرے خیمہ کثرت سے مال چھوڑ کر بھاگے اور لڑائی بھی پوری نہوئی
چنانچہ بیان غزوۂ احزاب کا تفسیر سورۂ احزاب مین انشاء اللہ تعالی آویگا پھر اللہ عزوجل نے ان خبیث یہودیونکے محاصرہ کا حکم دیا جو باعث فتنہ
ہوے تھے آخرکار خوار ہوے جیسا کہ آگے آویگا انشاء اللہ تعالی **أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ**۔ ایسے لوگ ہین (یہود کے مثل)
جنپر اللہ تعالی نے لعنت کی ف یعنے اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے مردود ومطرود کردیا ہی۔ **وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ
نَصِيرًا**۔ اور جسکو اللہ تعالی نے لعنت کیا اسکے واسطے تجھے کوئی مددگار نہین ملیگا ف جو اسکو عذاب الٰہی سے بچاوے اگرچہ یہودی
زعم کرتے تھے کہ ہمارے باپ دادے انبیاء واولیا گزرے ہین وہ ہماری سفارش کرینگے۔ اسمین اشارہ ہے کہ یہ یہودی اہل عرب مین سے کتنے ہی
مددگار لاوین کوئی انکا مددگار نہوگا اور اشارہ ہی کہ مومنون کی مدد اللہ تعالی کی طرف سے موجود ہی پس انکو نصرت کا وعدہ ہے ف

---

عرائس البیان مین ہی کہ قولہ یومنون بالجبت والطاغوت۔ اسمین اشارہ ہی کہ جس زمانہ مین ایسے لوگ ہون جنکے خیالات مثل یہود کے ہون تو وہ اس
علامت سے خوف کرین اور روایت ہی کہ امت اسلامیہ جب بگڑیگی تو اسکے فرقون مین سے علما مانند احبار یہود کے ہوجاوینگے اور فقرا مانند
رہبان نصاری کے ہوجاوینگے لہذا شیخ رح نے کہا کہ اللہ عزوجل نے علم ظاہر والون کو توبیخ فرمائی جنھون نے ریاست دنیاوی کو اختیار کیا اور مخالفت
وبدعت مین ملکر اہل ولایت پر انکار کرتے ہین اور اپنے نفس کی خواہشون کو جو جبت وطاغوت ہین قبول کرتے اور طاغوت یعنے ابلیس کے قدم بقدم

له یعنی کام کو جاتے وقت کسی پرندہ کو اڑا دیا اگر داہنی طرف گیا تو فال نیک اور بائین طرف گیا تو بد ۱۲

جوسوائے راہ حق کے ہومنزہ کردیتا ہی۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ یہ نفوس تو محل تزکیہ نہیں ہین سو جسنے اپنے نفس مین کوئی چیز مستحسن و خوب قراردی یعنے سمجھا یا یقین کیا یا دوسرے کے کہنے سے خوش ہوا کہ ایسا ہی ہی تو اسنے اپنے باطن کو انوار یقین سے ساقط کر دیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ

کیا تو نہین دیکھتا ان لوگون کو جنکو دیا گیا ہے ایک حصہ کتاب سے ایمان لاتے ہین بتون اور شیطان پر اور کہتے ہین

لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

کافرون کو کہ یہ لوگ زیادہ پائے ہوئے ہین ایمان والون سے راہ یہی ہین جنکو لعنت کی اللہ نے

وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ۝

اور جسکو اللہ تعالیٰ لعنت کرے تو تو پھر نہ پاویگا اسکے لئے کوئی مددگار

شیخ مفسر رحمہ نے لکھا کہ نزل فی کعب بن الاشرف ونحوہ من علماء الیھود لما قدموا مکۃ حرضوا المشرکین علی الاخذ بثار قتلی بدر لمحاربۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے نازل ہوا کہ یہ کلام پاک دربیان زیادت کفر کعب بن الاشرف وغیرہ علمائے یہود کے اور حال یہ ہوا تھا کہ کعب بن الاشرف وغیرہ مکہ کو گئے اور بدر کی لڑائی مین جو کفار قریش قتل ہوے تھے انکے ماتم مین مرثیہ کہا اور مشرکون کو مشتعل کیا کہ انکے خون کا عوض لین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑین۔ اور انکی خوشی خاطر کے واسطے کفر کی باتین کین جو تفسیر کلام مین بیان ہونگی۔ یہ قصہ معالم مین مذکور ہی اور ابن ابی حاتم و ابن اسحاق وغیرہ نے روایت کیا اور یہ حضرت ابن عباس وغیرہ ایک جماعت سلف سے مروی ہی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ۔ کیا تو نے دیکھے ایسے لوگ جنکو کتاب الٰہی مین سے ایک خفیف حصہ دیا گیا ہی وہ جبت و طاغوت پر ایمان لاتے ہین ف ان یہودیون کو صرف لفظی بحث کا حصہ تھا جسکا اثر دل پر کچھ نہ تھا لہذا موقع ہوتا تو تعظیم کرکے جبت و طاغوت کی مدح و پرستش کرتے مفسر رحمہ نے لکھا کہ جبت و طاغوت قریش کے دو بت تھے اور ان دونون بتون پر ایمان لانے کے یہ معنے ہین کہ یہود مذکور نے جب قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے و کشتگان بدر کا بدلا لینے پر آمادہ کیا اور اپنی طرف سے پوری شرکت کا وعدہ کیا حالانکہ یہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح رکھنے پر معاہدہ کرچکے تھے تو قریش نے کہا کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور محمدؐ بھی اہل کتاب ہین شاید تم ہم سے فریب کرتے ہو اور ہم کو وہان لیجاکر قتل کرا دو لہذا اگر تم سچے ہو تو ان دونون بتو پر ایمان لاکر انکو سجدہ کرو تاکہ ہمارے دوست ظاہر ہو اور ہم سمجھین کہ تم ہم کو ٹھیک راہ پر جانتے ہو تب البتہ ہم عرب کے تمام گروہ جمع کرکے ایکبارگی محمدؐ کا فیصلہ کردین پس ان لوگون نے منظور کیا اور دونون بتون پر ایمان لائے و سجدہ کیا کذا ذکرہ اہل التفسیر حسد بری چیز ہے کہ ان یہود نے اپنا ایمان کھلے خزانے کھویا اور انجام اسکا کچھ نہوا جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ پھر جاننا چاہیے کہ مفسرین نے جبت و طاغوت کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے مختصر یہ کہ از عمر بن الخطاب۔ جبت جادو۔ طاغوت شیطان ہی۔ اور یہی ابن عباس و مجاہد و ابو العالیہ و عطاء و عکرمہ و سعید بن جبیر شعبی۔ حسن۔ ضحاک ابن سدی سے مروی ہی اور نیز ابن عباسؓ سے ہی کہ جبت بمعنے شیطان بزبان حبشی ہی اور یہ بھی علمائے تابعین مذکورین سے مروی ہے و از ابن عباس ایضاً جبت شرک۔ و ایضاً عنہ۔ الجبت بت اور عن الشعبیؒ کاہن۔ و عن ابن عباسؓ و حیی بن اخطب یہودی ہی۔ او راز امام مالک رحمہ طاغوت وہ جو سوائے اللہ عزوجل ہے کے پرستش کیا جاوے۔ اور بعض نے فرمایا کہ جبت و طاغوت ہر وہ چیز جو سوائے حق عزوجل کے پرستش کی جاوے یا اللہ تعالیٰ کی معصیت مین اسکی پیروی کی جاوے مترجم کہتا ہی کہ یہان دو راہ ہین اول آنکہ قصہ مین بنظر سیاق کیا مراد ہی تو مفسر جلال رحمہ نے

ہین حالانکہ واقع مین تزکیہ ہونا انکے تزکیہ کرنے پر نہین ہوجاتا وہ تو اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہی جسکو چاہے ایمان دیکر تزکیہ کرے اور ایک جماعت علما کے نزدیک باوجود مومن ہونے کے بھی اپنے اوپر ہی کامل یقین نہین ہوسکتا کیونکہ انجام کار کیا معلوم ہی کہ وہ کافر مریگا یا مومن مریگا تو بھلا دوسرے کو تزکیہ کیا کر سکتا ہی اور یہی حضرت عمرؓ کے اثر مذکورۂ بالا کے معنے ہین پس علماء اشعریہ مین سے جسنے اس اثر سے استدلال کیا کہ انا مومن انشاء اللہ کہنا روا ہی یعنے ایمان مین استثنا کرنا روا ہی تو یہ وہم ہی بلکہ معنے اسکے وہ ہین جو ہم نے بیان کر دیے اور علماء حنفیہ اسکے قائل نہین ہین کہ ایمان مین بطریق شک کے انشاء اللہ تعالیٰ سے استثناء کرے کیونکہ ایمان قطعی اعتقاد ہی اور شک کے ساتھ یہ باقی نہ رہا ہان اکثر محققین نے اس اس طور پر مضائقہ نہین جانا کہ انشاء اللہ تعالیٰ سے دوام توفیق وخاتمہ بالخیر ہونے پر تبرک لیا جاوے یعنے انشاء اللہ تعالیٰ مین ایمان پر مرونگا کیونکہ یہ حوالہ ہی اللہ تعالیٰ کے تزکیہ پر کہ وہی پاک پروردگار دانا تر ہی کہ کس بندے کے لیے اسنے ایمان سے تزکیہ مقدر فرمایا ہی پس وہی جانتا ہی کہ کس بندہ کو ایمان پر موت دیگا اور البتہ فرمایا بل اللہ یزکی من یشاء۔ یعنے اسکا مرجع اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہی کیونکہ حقائق امور کا دانا وہی ہے۔ **وَلَا يُظْلَمُوْنَ** ینقصون من اعمالہم۔ اور نہین ظلم کیے جاوینگے یعنے نہین کمی کیے جاوینگے وہ لوگ اپنے اعمال مین سے۔ **فَتِيْلًا**۔ قدر قشرۃ النواۃ۔ بقدر قشر نواۃ کے۔ یہی ابن عباسؓ سے مروی ہی پس نواۃ چھوارے کی گٹھلی اور فتیل وہ ڈورا جو اس گٹھلی کے چراؤ پر ہوتا ہی کذا قال ابن عباسؓ وحسنؒ ومجاہدؒ وقتادہؒ وعکرمہ وغیر واحد من السلف وعن ابن عباس ایضا ہو مافتلت من اصابعک **ذکرہ ابن کثیرؒ** یعنے ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت ہی کہ فتیل وہ انگلیون کے آپس مین مروڑنے سے ذرا سا میل کچیل چھوٹتا ہی وعلیٰ ہذا فتیل بمعنے مفتول ہی اور خلاصہ یہ ہی جو **بیضاوی** مین مذکور ہے کہ فتیل سے ضرب المثل کسی چیز کی حقارت پر لاتے ہین اور معنی یہ ہین کہ ادنیٰ وحقیر ظلم بھی انپر نہوگا۔ اور نیز **بیضاوی** نے فرمایا کہ آیت مین تنبیہ ہی کہ تزکیہ جو اعتماد کے قابل ہی اللہ تعالیٰ ہی کا تزکیہ ہی کسی اور کا نہین ہی کیونکہ وہی ہر بندہ کے حسن وقبح سے دانا ہی اور حال یہ کہ ان یہود بدبخت کی مذمت فرمائی اور اپنے برگزیدہ بندونسے رضامندی ظاہر کی اور انکی تعریف فرمائی ہی۔ **اُنْظُرْ**۔ متعجبا۔ تو تعجب سے دیکھ کہ **كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ**۔ بذلک۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان گڑھتے ہین **ف** یعنے اس امر مذکورۂ بالا سے کہ ہم فرزندان خدا ہین نعوذ باللہ من ذلک۔ اور ہمارے سواے کوئی جنت مین نجائیگا۔ اور سوا چند روز کے ہمکو آگ نہ چھوویگی وغیر ذلک اور یہ تفصیل ہی مشار الیہ کی اور اصل مشار الیہ وہ معنے ہین کہ اپنی ذات کیواسطے تزکیہ کرتے تھے۔ **وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا**۔ بینا۔ حالانکہ یہ بدکاری کھلے گناہ ہونیکو کافی ہی **ف** مبین بمعنے بین ہی حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تعجب دلایا کہ ان لوگونکو دیکھا کہ اپنی ذات کا خود تزکیہ کرتے ہین حالانکہ اسکو سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اور تزکیہ اسی کے کرنے پر ہی اور وہ کسی پر ذرا سا ظلم نہین فرمائیگا پس عدل سے اگر قابل تزکیہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انکی تحسین وتزکیہ فرماتا اور تعجب سے دیکھ کہ یہ لوگ عجب بیباک بیوقوف ہین کہ کھلا گناہ یہ کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھتے ہین پھر بھی اپنا تزکیہ کرتے ہین اور نہین جانتے کہ زبانی تزکیہ کے جھوٹے دعوے بیفائدہ بلکہ وبال ونکال ہین واللہ اعلم **ف** شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین یزکون انفسہم بل اللہ یزکی من یشاء۔ اسمین اشارہ ہی کہ اللہ عز وجل نے جھوٹے دعوے کرنیوالونکا حال بیان کیا جو لوگون کو دکھلانے کے لیے کام کرتے اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہین کرتے۔ اولیاء اللہ کے کلام سنکر سالوسی کے بازار مین بیچتے ہین اور صدیقین کو جو حقائق حاصل ہوتے ہین وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہین اور بغیر جانے ہوے ریاضات ومجاہدات کے مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہین حالانکہ مقام صدق کی بو بھی کبھی نہین پائی۔ اور باوجود ان عیوب کے اپنے آپکو عیوب سے بری وپاک قرار دیتے ہین پس اللہ عز وجل نے انکے دعوے انپر پھینک مارے بقولہ بل اللہ یزکی من یشاء۔ یعنی اپنی تنزیہ کے انوار اپنے اولیاء واصفیاء کو پہناتا ہی پس انکو ہر برائی سے پاک کرتا ہی اور ہر خطرہ سے

کہاکہ آپسمین ایک دوسرے کی مدح کرنے اور اپنونکو پاکیزہ کہنے کی مذمت مین نازل ہوئی ہی اور معالم مین کلبی سے مروی ہی کہ چند علماے یہود
اپنے لڑکونکو لیکر نبی صلعم کے پاس آئے تھے باتون مین کہاکہ بھلا ان لڑکون پر کوئی گناہ ہی پھر کہاکہ ہم بھی انھین لوگونکے مانند ہین جو ہم رات مین
کرتے ہین وہ دن مین عفو ہو جاتے ہین اور جو دن مین کرتے ہین وہ رات مین عفو ہوتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مترجم
کہتا ہی کہ تزکیہ کے معنے مین تطہیر وتنزیہ - یعنے پاک وطاہر کہنا پس شاید کہ ان جملہ تفاسیر پر صادق ہو اور سوائے انکے اور طور پر جو تزکیہ کے معنے ہین
انکو بھی شامل ہو اور اسمین شک نہین کہ لفظ عام ہی جو کوئی اپنے آپ کو یا دوسرے کو کسی امر سے تزکیہ کرے کہ حقیقی عالم اسکا اللہ تعالیٰ ہی اسپر
بھی حکم جاری ہی اور نیز آیت مین دلیل ہی کہ تزکیہ آمیز القاب بھی ممنوع ہین جیسے سید العلما - اور سید دین پناہ - وغیرہ - اور شیخ ابن کثیرؒ
نے اس قول کی تائید مین کہ نزول اسکا تمادح وتزکیہ کی مذمت مین ہی ذکر کیا کہ مقداد بن الاسودؓ سے روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم دیا کہ ہم مدح کرنیوالون کے منھ مین خاک جھونکین رواہ مسلم - اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے ایک مرد سے سنا کہ دوسرے کی
مدح کرتا تھا تو فرمایا کہ خواری ہو تجکو تو نے اپنے یار کی گردن ماری پھر فرمایا کہ اگر لامحالہ کوئی تم مین سے دوسرے کی تعریف ہی کریگا تو یون کہنا
چاہیے کہ مین اسکو چنین وچنان خیال کرتا ہون اور اللہ تعالیٰ پر کسی کو تزکیہ نہ کرے رواہ البخاری ومسلم - اور عمر بن الخطابؓ سے ہے کہ جو مجکو
تمپر خوف ہی اسمین سب سے زیادہ خوفناک یہ بات ہی کہ آدمی اپنی رائے پر اعجاب کرے سو جسنے کہا کہ وہ مومن ہی تو وہ کافر ہی اور جس نے کہا کہ وہ
عالم ہی تو وہ جاہل ہی اور جس نے کہا کہ وہ جنتی ہی تو وہ دوزخی ہی - رواہ ابن مردویہ وقد رواہ احمد من قولہ جس نے[یعنے مین ۱۲] کہا کہ وہ مومن ہی الخ - اور حدیث معاویہ
بن سفیان مین مرفوعًا ہی کہ خبردار بچتے رہو تمادح سے کہ وہ ذبح ہی رواہ احمد وابن ماجہ - اور عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ آدمی اول وقت اپنے دین
کے ساتھ جاتا ہی پھر لوٹتا ہی تو اسکے پاس دین مین سے کچھ نہین ہوتا کسی دوسرے سے ملتا ہی جو اسکے نفع وضرر کسی کا مالک نہین ہی اس سے کہتا ہے کہ
واللہ آپ ایسے وایسے ہین پس شاید کہ ایسے[۶] حال سے لوٹتا ہی کہ اسکی حاجت تو کچھ بھی پوری نہوئی ولیکن اسنے اللہ تعالیٰ کو ناخوش کر لیا پھر عبداللہ نے
یہ آیت پڑھی - المر تر الی الذین یزکون انفسہم رواہ ابن جریر مفسر جلالؒ نے مابعد سے مربوط ہونے کے واسطے حاصل کلام یون بیان کیا
ای لیس الامر بتزکیتہم انفسہم یعنی واقعی حال تو ان لوگون کے اپنے آپ کو تزکیہ کرنے پر نہین ہی - بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي - یطہر - مَنْ يَّشَاءُ
بالایمان - بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تزکیہ کرتا ہی یعنے پاک کر دیتا ہی جسکو چاہے یعنے ایمان کے ساتھ پاکیزہ کر دیتا ہی یہ دوسرے سے ممکن نہین ہی - جاننا چاہیے
کہ تزکیہ مصدر باب تفعیل ہی پس اگر کسی بندے نے اپنے کو یا غیر کو تزکیہ کیا تو دو حال سے خالی نہین یا تو یعنے پاک کر دیا یہ تو اسکے اختیار مین نہین ہی
یا یعنے آنکہ اسکو پاکیزہ ہونے کی طرف نسبت کیا جیسے تقدیس اللہ تعالیٰ کی کہ مراد یہی ہی کہ بندے نے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی اور جیسے زید نے
عمرو کی تکفیر کی یعنے اسکو کافر کہا پس یہ دو حال سے خالی نہین یا تو کسی دلیل قطعی سے کہا پس اس صورت مین بنظر اس دلیل قطعی کے مثلًا حکم خدا
ورسول سے یقین جاننے کے وہ سچا ہی مثلًا کوئی نصرانی یا اور کسی قسم کا کافر اپنے کفر پر مرا اور زید نے اسکی تکفیر کی تو درست ہی یا حضرت عیسیٰؑ وموسیٰؑ
انبیا علیہم السلام کی تصدیق کی یعنے انکو سچا کہا تو بہت درست ہی اور دوم یہ کہ اسنے بلا قطعی دلیل کے ایسا کیا مثلًا زید نے عمرو کی تکفیر کی یعنے
عمرو کو کہا کہ او کافر بدون اسکے کہ عمرو کا کافر ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہی تو اسنے بہت بد حرکت کی وہ خود نہین جانتا کہ کافر ہی یا نہین ہی اسیطرح اگر
تزکیہ کیا تو اسکے تزکیہ کرنے پر کچھ نہین ہی کیونکہ یہ تو اسکے اختیار ہی مین نہین ہی کہ در واقع اسنے اپنے آپ یا غیر کو پاکیزہ کر دیا - رہے دوسرے معنے کہ
پاکیزگی کی طرف نسبت کی تو یہ بدتر جہالت ہی وہ کہاں سے جانتا ہی کہ واقع مین ایسا ہی تو اسکا تزکیہ کرنا اور نہ کرنا کچھ مفید تو نہوا مگر چونکہ اسنے شرک کی بات کہی
اس سے غضب الٰہی مین پڑ گیا یہی مفسرؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا جسکا حاصل یہ کہ اللہ عز وجل نے تعجب دلایا کہ عجب بیباک جاہل ہین کہ اپنے آپ کا تزکیہ کرتے

ل ۵ بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ قطعی طور پر یہ کہے کہ فلاں ایسا ہی ۱۲ م ل ۶ یعنے بسا اوقات یہ کیفیت ہوتی ہی ۱۲ م

نعمتون اور انعام مین فکر کی جس سے انوار حاصل ہوئے کہ قلب کو وسعت و کشادگی حاصل ہوئی اسلیے کہ قلب مین نور پیدا ہوا پس اپنی شرمندگی سے اور مراقبہ و حضوری مین اپنا قصور دیکھنے سے اس لغزش کا تدارک کر لیا تو پھر اسکے بعد الوہیت کے اسرار اور ربوبیت کے انوار انکے سینون مین پھیلتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ۔ یعنے جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھولا وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور مین ہوتا ہی مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین ہی کہ نور جب سینہ مین داخل ہوتا ہی تو سینہ اسکے واسطے کشادہ ہو جاتا ہی تا آخر حدیث رواہ البیہقی وغیرہ عن ابن مسعودؓ۔ پس ان لوگون نے انھین انوار و اسرار سے معرفت و کشف کی راہین طے کی ہین۔ بعض بزرگون نے اس آیت کریمہ کے اشارات مین کہا کہ شرک یہ ہی کہ اسکے سر باطنی مین کوئی غیر چیز سوائے اللہ عزوجل کے نمود ہو اور بعضون نے فرمایا کہ اپنے عمل کو دیکھنا اور اپنے نفس پر نظر رکھنا اور اپنے نفس کے کامون پر مدح کا خواستگار ہونا یہ سب شرک ہی کے اقسام مین سے ہین جسکی نسبت اللہ عزوجل نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ اسکو نہین بخشیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت باری تعالیٰ عزوجل سے حدیث قدسی بیان فرمائی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ جسنے کوئی ایسا عمل کیا جسمین میرے غیر کو شریک کیا تو مین اُس سے بری ہون یعنے اس سے پاک بیزار ہون مترجم کہتا ہی کہ منجملہ احادیث صحاح کے ہے۔ شیخ نے کہا اور حضرت استاذ رحؒ فرماتے ہین کہ عوام سے تو مطالبہ کیا گیا کہ شرک جلی چھوڑ دین اور خواص سے مطالبہ و مواخذہ ہی کہ شرک خفی بھی چھوڑ دین۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ

کیا تو نہین دیکھتا اُن لوگون کو جو پاکیزہ کہتے ہین اپنے آپکو بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہی جسکو چاہے اور انپر ظلم نہوگا تاگے برابر دیکھ

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

کیونکر اللہ تعالیٰ پر جھوٹھ باندھتے ہین اور کھلا گناہ ہونے کو یہی کافی ہی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ۔ کیا تو نے یہ لوگ نہین دیکھے جو اپنی ذات کی پاکیزگی کرتے ہین **ف** یہ استفہام ان لوگون کے حال سے تعجب دلانے کو ہی کیونکہ تزکیہ کسی نفس کا کوئی نہین جان سکتا ہے سوائے حق عزوجل کے پس قطع نظر خود ستائی و اپنے منھ میان مٹھو بننے کے یہ شرک ہی کہ جو بات سوائے اللہ عزوجل کے اور کوئی نہین جان سکتا اسکے یہ لوگ مدعی ہوے اور مفسرین نے اس امر مین تو اتفاق کیا ہی کہ یہ مدعی مشرک لوگ یہود ضرور تھے اور اسمین اختلاف ہی کہ تزکیہ کیونکر کرتے تھے چنانچہ مفسر رحؒ نے کہا۔ وہم الیہود حیث قالوا نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ یعنے یہ لوگ یہود تھے اور تزکیہ یون کرتے تھے کہ کہتے تھے کہ ہم لوگ تو فرزندان خدا و اسکے احباء ہین۔ یہ قول انکا کلام مجید مین آیندہ مذکور ہی اور شیخ ابن کثیر رحؒ نے ذکر کیا کہ حسن بصری و قتادہ رحؒ نے کہا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق مین اُتری جبکہ انھون نے کہا کہ نحن ابناء اللہ واحباؤہ۔ اور کہا لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاری۔ اور مجاہد رحؒ نے کہا کہ یہودی اپنے لڑکون کو نماز و دعا مین آگے کرتے اور امام بناتے اور کہتے کہ یہ پاکیزہ ہین انپر کوئی گناہ نہین۔ کذا قال عکرمہ و ابو مالک کما رواہ ابن جریر اور ابن عباسؓ سے ہی کہ یہود نے کہا کہ ہمارے فرزند مرے وہ ہمارے واسطے قربت ہین ہماری شفاعت کرینگے اور ہمکو پاکیزہ کرینگے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔ رواہ ابن جریر۔ اور ایک روایت مین ابن عباسؓ نے بعد اسکے فرمایا کہ یہود نے اس طرح دعویٰ کرنے مین اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا اور اللہ تعالیٰ کے یہان تو کوئی گناہگار کسی بیگناہ کی وجہ سے بے گناہ نہین ہو جاتا ہی۔ رواہ ابن ابی حاتم وقال وروی عن مجاہد و ابو مالک و سدی و عکرمہ و ضحاک نحو ذلک۔ اور ضحاک نے کہا کہ وہ کہتے کہ ہمپر گناہ نہین جیسے ہمارے لڑکون پر نہین ہی اور بعض نے

حق مین استغفار کرنے سے رکتے تھے یہانتک کہ ہمنے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سُنا کہ آپ پڑھتے تھے۔ ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء الآیۃ۔ اور آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنی شفاعت کو اپنی امت کے کبیرہ گناہ والون کے لیے قیامت کے دن پر رکھ چھوڑا ہی۔ رواہ البزار اور ایک روایت مین اسقدر اور ہی کہ پھر ہمنے بہتیری باتون سے جو ہمارے دلون مین تھین اپنے آپ کو روکا۔ اور ابن جریرؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت اُتری۔ قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا بھی معاف ہوگا۔ پس آنحضرت صلعم کو ناگوار گزرا اور آپ نے پڑھا کہ ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے شرک کرے۔ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا۔ ذنبا۔ اُسنے افترا کیا۔ یعنے گناہ کیا۔ عَظِيْمًا۔ کبیرا۔ کبیرہ گناہ۔ سابق مین قولہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ۔ کی تفسیر مین وہ احادیث ذکر ہوچکی ہین جسمین بیان ہی کہ شرک سے بڑھ کر کوئی کبیرہ گناہ نہین ہی اور یہ ایسا ہی کہ جیسے کہا جاوے کہ ایمان سے بڑھکر کوئی کار ثواب نہین ہے اور اللہ عزوجل نے آیت مین صریح فرمایا کہ شرک کرنا افترا ہی اور یہ نہایت پاکیزہ بیان ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ خالق تمام عالم کا وہی مالک مختار قادر علیم حکیم تمام صفات سے موصوف ہی اسکی بنائی ہوئی چیز مین اگر کسی امر مین کوئی مخلوق مردود کسی مخلوق کو اسکا شریک کرے یا کہے یا سمجھے تو وہ بڑا مفتری بہتان باندھنے والا جھوٹا بدذات ہی نعوذ باللہ من الاشراک باللہ سبحانہ وتعالیٰ **ف** عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لایغفران یشرک بہ الآیۃ۔ اِس آیۂ کریمہ مین اللہ عزوجل نے خوف ورجا دونون کو جمع کردیا۔ اور آگاہ فرمایا کہ او تعالیٰ نے علی العموم سب تمام صغیرہ وکبیرہ گناہون سے درگزر فرمائی اور عفو کیا سوائے ایک امر کے وہ شرک جلی ہی جس سے ہمیشہ کے لیے دوزخ کے مستوجب ہونگے۔ اور یہان توبہ کی شرط نہین فرمائی یعنے مشرک کے سوا سے باقی گناہون کی مغفرت مین یہ شرط نہین ہی کہ توبہ کرلی ہو۔ اور مغفرت فرمانیکی جگہ نہین بیان فرمائی۔ اور اسمین بندون کو قوی امید ہی کہ دونون شرطین نہین ہین یعنے سوائے شرک کے باقی گناہون کی مغفرت مین یہ شرط نہین ہی کہ توبہ ہو اور یہ بھی شرط نہین ہی کہ دنیا مین درگزر ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ بندون کے گناہ دنیا مین بھی بخشتا ہی اور لطف وکرم سے آخرت مین بھی عفو کریگا بشرطیکہ گناہ کے ساتھ شرک نہو اور یہ عوام کے حق مین مقرر وثابت ہی اور خاص لوگو نپر ذرا سختی کردی کہ انکے چھپے خطرات کا بھی تفحص ہوگا اور ماخوذ ہونگے چنانچہ اپنی بندگی کرنے پر نظر نہ کرین اور عوض کی طرف آنکھ نہ ڈالین اور جاہ وتعریف کو پسند نہ کرین اور سنانے کو یا دکھلانے کو نہ کرین مترجم کہتا ہی کہ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ہے گنہگار ترسندہ ناک از خدائے + بہ از پارسائے عبادت نمائے + یعنے جو گنہگار اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو وہ ایسے پرہیزگار پارسا عابد سے اچھا ہی جو دکھلانے کو عبادت کرے۔ اور صحیح حدیث مین ریاکاری یعنے دکھلانے کو عبادت کرنا شرک فرمایا ہی۔ اور بیان فرمادیا کہ جو باتین ان چیزون سے کم ہین وہ ان لوگون سے مغفور ہین جیسے لغزش خیالات کی جو چوک جانے سے ہو کیونکہ اسنے عہد محبت ومعرفت نہین توڑا ہی اور یہ جو کہا جاتا ہی کہ وہ لوگ شرک خفی سے ماخوذ ہوتے اور پکڑے جاتے ہین تو وہ شرک خفی ہی جو ریا وشک کے خطرے کہلاتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہی کہ وہ لوگ ہر دم اپنی ہر سانس پر حساب لیے جاتے ہین پس اگر کسی سانس مین انسے کوئی خطا سرزد ہوئی یعنے ریا وشک وغیرہ کا کوئی خطرہ آیا اور غفلت ہوئی تو اللہ تعالیٰ انکو عذاب دیتا ہی اور وہ عذاب یہ ہوتا ہی کہ پردہ کردیا جس سے وہ مشاہدہ سے محروم ہوگئے۔ اور یہ اسوقت ہی جبکہ وہ لوگ ان خطرات سے غفلت مین پڑگئے ہون اور اگر ایسا ہوا کہ خطرہ آنے کے بعد انھون نے اسکی نفی کی اور اسکو دور کرنے اور وسوسہ شیطانی دور کرنے سے غافل نہوئے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو یاد کیا کما قال تعالیٰ ذکروا اللہ فاستغفروا الذنوبھم۔ اور اسکی صفات پاک کو ذکر کیا کما قال تعالیٰ ومن یغفر الذنوب الا اللہ۔ اور اسکی

چنے چبانے سے پیٹ مین درد ہو جانے کا آدمی کبھی یقین کر بیٹھتا ہی حالانکہ یہ غفلت ہی اسوقت ہوش رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چنون مین یہ تاثیر دیدی کہ اس سے یہ اثر اسکے پیٹ مین پیدا ہوا اللھم ایدنا بالاید المتین واغفرلنا وانت ارحم الراحمین عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جسنے یقین کیا کہ مین گناہون کے بخشنے پر قدرت والا ہون تو مین اسکو بخشتا ہون اور کچھ پروا نہین کرتا جب تک کہ وہ میرے ساتھ شرک نہ کرے۔ رواہ الطبرانی **قال الحافظ ابوبکر البزار والحافظ ابویعلی**۔ حدثنا حدبۃ بن خالد حدثنا سھل بن ابی حازم عن ثابت عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من وعدہ اللہ علے عمل ثوابا فھو منجزلہ ومن توعدہ علے عمل عقابا فھو فیہ بالخیار۔ حضرت انس نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے کسی کام پہ ثواب کا وعدہ دیا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے اس وعدہ کو پورا کر دینے والا ہی اور جسکو کسی کام پر عذاب کی وعید فرمائی ہی تو اسمین اللہ تعالیٰ کو اختیار ہی یعنے چاہے عذاب کرے یا معاف کرے **قال المترجم** اس حدیث کے اخراج مین یہی دونون حافظ محدث متفرد ہین **کما قال الحافظ ابن کثیر** اور واضح ہو کہ آلوعد بمعنے وعدہ دینا اور توعد بروزن تفعل عذاب سے ڈرانا۔ اور در اصل یہ دونون وعدے ہی ہین فرق یہ ہی کہ وعد تو ثواب خیر کا وعدہ ہی اور وعید عذاب وشر کا وعدہ ہی مگر اسکو وعدہ نہین کہتے وعید کہتے ہین اور معنے یہ ہین کہ اللہ عزوجل قادر مختار کریم ہی جب اسنے اپنے کرم سے خیر کا وعدہ کیا تو کرم کے وعدہ کا خلاف کرنا زیبا نہین ہی خصوصًا اللہ عزوجل جامع جمیع کمال کی طرف سے کب روا ہو سکتا ہی لہٰذا علمانے کہا کہ اللہ عزوجل کا وعدہ خلاف نہین ہوتا اور رہی عذاب کی وعید تو اسکی نسبت معتزلہ وغیرہ فرقون نے کہا کہ وہ بھی خلاف نہوگا اور **شیخ اشعری** رحمۃ اللہ وغیرہم نے فرمایا کہ یہ روا ہی اس لیے کہ اگر کوئی اپنے غلام کو کہے کہ تونے اگر یہ نافرمانی کی تو تجکو پچاس کوڑے مارونگا اور تین روز تک کھانا نہ دونگا پھر اگر غلام سے وہ نافرمانی سرزد ہوئی تو کمال بھی نہین ہے اور پوری خوبی بھی نہین ہی کہ لامحالا اسکو سزاے مذکور دیکے بلکہ عفو کردے تو بھی اچھا ہی لہٰذا ان علمانے وعید الٰہی مین بھی خلاف ہونا روا رکھا ہی اور اس حدیث شریف سے ان لوگون کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ وعید مین خلاف ہونے سے جھوٹ لازم آتا ہی تو جواب یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے اپنی قدرت ومشیت پر سب رکھا ہی پس نافرمانیون وگناہ مین بھی یہی ہی جیسے فرمانبرداری کی صورت مین چاہے تو عذاب کرے ایسی ہی نافرمانی مین چاہے نہ عذاب کرے پس یہ تو صحیح ثابت ہوا کہ وہ شخص جسنے نافرمانی کی مستحق اس عذاب کا ہے اور رہا عفو کرنا تو یہ زائد بمقتضاے فضیلت کرم ہی کہ یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شئی قدیر۔ اور اس آیت مین فرمایا ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ ہان اگر مخصوص کسی سے خصوصیت عذاب ہی کی کردی ہو تو البتہ یہ وہم ہو سکتا ہے اور کلام اسمین طویل ہی مین نے عام بھائی مسلمانون کے سمجھانے کو آسان گفتگو کردی ہی واللہ الموفق للھدایۃ والصواب والیہ المرجع والمآب۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنھما۔ ہم لوگ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قاتل ناحق ومال یتیم کھانے والے اور محصنہ عورتون پر بہتان لگانے والے اور زور گواہی دینے والے کے حق مین شک نہین کرتے تھے یہانتک کہ نازل ہوا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیۃ۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سواے مشرک کے باقیون کے حق مین ایسے یقین کرنے سے بازرہے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ ہم لوگ شک نہین کرتے تھے اس شخص کے حق مین جس کے حق مین اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین دوزخ واجب کردی ہی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ۔ پس جب ہم نے یہ آیت سن لی تو ایسے یقین سے بازرہے اور امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف امیدلگی ہوئی چھوڑدیا۔ رواہ ابن جریر۔ اور نیز ابن عمر سے بسند صحیح روایت ہی کہ ہم لوگ کبیرہ گناہ کرنے والون کے

ف [illegible] الشعری کی مورد [illegible] مرد اور [illegible] آپ [illegible] مواہب الرحمٰن [illegible] ۱۲ منہ

فرماین

کی طرف سے مغفرت اُتریگی چاہے اُسکو عذاب کرے اور چاہے اُسکو بخش دے - پھر پڑھا قوله تعالیٰ ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک
لمن یشاء الآیه - رواه ابو یعلی و ابن ابی حاتم - عن ابی سعید الخدری مرفوعًا جو مرا درحالیکه الله تعالیٰ سے کچھ شرک نه کرتا تھا تو جنت مین داخل ہوا -
رواه احمد - ابو رہم عن ابی ایوب مرفوعًا و فیه - جسنے گواہی دی لا اله الا الله وحده لا شریک له و ان محمدًا عبده و رسوله - درحالیکه اسکی زبان اسکے
دل کی تصدیق کرتی تھی تو جنت مین داخل ہوا - رواه احمد - عن ابی ایوبؓ ایک شخص آیا حضرت صلعم کے پاس اور کہا کہ میرا بھتیجا حرام سے باز
نہین آتا - فرمایا که اسکا دین کیا ہی - عرض کیا که نماز پڑھتا ہی اور الله تعالیٰ کی توحید کرتا ہی فرمایا که اس سے دین اُسکا ہبه مانگ اور اگر انکار کرے
تو اس سے خرید کر پس مرد مذکور نے اِس سے اس طرح طلب کیا مگر اسنے انکار کیا پس اس مرد نے آکر نبی صلی الله علیه وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا
که تو نے اسکو اپنے دین کے دینے پر بخیل پایا - ابو ایوبؓ کہتے ہین که پھر نازل ہوئی یه آیت ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء
الآیه - رواه ابن ابی حاتم - عن ضمضم الیمامی - مجھسے ابو ہریرہؓ نے کہا که اے یمامی تو کسی مرد کو مت کہنا که الله تعالیٰ تجھے کبھی نہین بخشیگا یا جنت
مین نہین داخل کر دیگا - پس مین نے کہا که اے صاحب یه تو ایسا کلمه ہی که ہم مین کا آدمی اپنے بھائی و ساتھی کو کہدیا کرتا ہی جب غصه مین آتا ہی
تو ابو ہریرہؓ نے فرمایا که تو کبھی مت کہه کیونکه مین نے حضرت صلعم سے سنا فرماتے تھے که بنی اسرائیل مین دو شخص تھے ایک تو عبادت مین بہت کوشش کرتا
اور دوسرا اپنی جان پر اسراف کرتا یعنے بہت بدکار تھا اور ان دونون مین بھائی چارہ تھا اور عابد ہمیشه دوسرے کو بدکاری پر دیکھتا تو کہتا که او فلانے
ان باتون سے باز رہ - وہ جواب دیتا که تو مجھے میرے پروردگار کے ساتھ چھوڑ دے کیا تو میرا رقیب ہی - آخر ایک روز اسکو ایسے سخت گناہ مین
مبتلا دیکھا که اسکو بہت گران معلوم ہوا اس سے کہا که تیری خرابی ہو تو اس سے باز رہ اسنے جواب دیا که تو مجھے میرے پروردگار پر چھوڑ دے کیا
تو میرا رقیب و نگہبان مقرر ہوا ہی - عابد نے کہا که قسم الله کی تجھے الله تعالیٰ نہین بخشیگا یا تجھے کبھی جنت مین نہین داخل کرے گا - پھر الله تعالیٰ نے
دونون کی طرف ملک الموت کو بھیجا - انھون نے دونون کی روح قبض کر لی پھر الله تعالیٰ نے گنہگار کو حکم دیا که جنت مین چلا جا اور دوسرے سے
کہا که کیا تو غیب جانتا تھا کیا تو میرے قبضه و اختیار کی چیز پر قادر تھا - فرشتو اسکو دوزخ مین لیجاؤ - حضرت صلعم نے فرمایا که قسم اس ذات کی
جسکے قبضهٔ قدرت مین میری جان ہی که عابد مذکور نے ایسا کلمه زبان سے نکالا جسنے اسکی دنیا و آخرت کو برباد کر دیا - رواه احمد و ابو داؤد - مترجم
کہتا ہی که الله تعالیٰ میری و بھائی مسلمانون کی مغفرت کرے اس حدیث سے یه فقه حاصل ہوئی که بنده مومن کیسا ہی متقی ہو کبھی اپنے بھائی
مسلمان کو جو گنہگار ہی حقیر نظر سے نه دیکھے اور نفس پر بڑا امتحان ہی ہمیشه خوفناک رہے که الله تعالیٰ دانا تر ہی که وہ کسکی مغفرت فرماوے گنہگاران اپنے کو
نیکی کی توفیق پر دیکھکر الله تعالیٰ کا شکریه ادا کرے اور دوسرے کو بدی پر دیکھکر اسکی مغفرت و توفیق کی دعا کرے اور سمجھاوے لیکن اپنے نفس کے واسطے نہین
حتی که اگر وہ نمانے تو درصورت حاکم و قادر ہونے کے اسکو الله تعالیٰ کے واسطے تنبیه کرے بدون اسکے که اپنے نفس کو دخل دے اور اگر یه قدرت نہین
تو اسکے نه ماننے پر الله تعالیٰ سے اپنے لیے پناہ مانگے بدون اسکے که اس سے رنج کھاوے لیکن اگر یه رنج کھاوے که افسوس یه میرا بھائی عذاب کی آگ مین ظاہرا
پڑا ہوا ہی پروردگار اسکو کسی طرح نجات دے جیسے باپ کو بیٹے کے حال پر افسوس ہوتا ہی اور رہا یه امر که اس سے رنجیدگی ظاہر کرے تو درحقیقت یه بدتر دعوی
ہی کیونکه ہدایت و توفیق الله تعالیٰ کے اختیار مین ہی اور باقی فقه ظاہر ہی اس حدیث شریف مین بہت کچھ مضامین ہین فکر کرو اور حاصل کرو اور معنی جنت مین اور
دوزخ مین جانے کے یه ہین که بعد موت کے جنتی جہان جاتا ہی وہان بھیجا اور دوزخی جہان رہتا ہی وہان بھیجا جو در اصل جنت و دوزخ کی برزخ ہی جیسا که
علمانے کہا ہی اور حقیقةً جنت و دوزخ مین بروز قیامت بعد حساب کے داخل ہوگا - اور عابد مذکور نے جو قسم کھائی اس مین شرک کیا مگر عمدًا
و جھگڑ نہین بلکه ناسمجھی سے جو شرک خفی کے اقسام مین سے ہی - الله تعالیٰ مومنون کو اس شرک سے بھی بچا دے اور یه ایسا ہے که جیسے

باب مین آئی ہین نہین لائے مترجم انکو اختصار سے لانا ضروری جانتا ہی۔ حضرت عائشہ رضؓ سے مرفوعا روایت ہی کہ اللہ تعالی کے یہان دفترین ہین ایک وہ دفتر کہ اللہ تعالی اسمین سے کچھ شمار نہین کرتا اور دوم وہ دفتر کہ اللہ تعالی اسمین سے کچھ ترک نہین فرماویگا سوم وہ دفتر کہ اللہ تعالی اسکو مغفور نہین کریگا۔ پس جس دفتر کو نہین بخشیگا وہ دفتر اللہ تعالی کے ساتھ شرک کا ہی اللہ تعالی نے فرمادیا کہ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الآیہ اور فرمایا انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ الآیہ- اور جو دفتر کہ اللہ تعالی کے نزدیک شمار مین نہین تو وہ بیجا افعال ہین جو ایسے ہین کہ بندے اور اللہ تعالی کے درمیان ہین انکا گناہ ہی جیسے کوئی روز کا روزہ چھوڑ دیا کوئی وقت کی نماز چھوڑی تو امید ہی کہ اللہ تعالی اسکو بخشیگا اور درگذر فرماویگا اگر چاہے اور وہ دفتر کہ جسمین سے اللہ تعالی کچھ ترک نہین فرماویگا- تو وہ بندونکا بعض کا بعض کے درمیان مظلمہ و مواخذہ ہی پس اسمین لامحالہ قصاص و بدلا ہوگا- رواہ احمد وقال البزار فی مسندہ حدثنا احمد بن مالک حدثنا زائدۃ بن ابی الزناد النمیری عن انس بن مالکؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الظلم ثلثۃ فذکر نحو روایۃ عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم- اور معاویہؓ سے مرفوعا ہی کہ ہر گناہ امید ہی کہ اللہ تعالی اسکو بخشے سوائے اسکے جو کافر مرا یا جسنے مومن کو عمداً قتل کیا- رواہ احمد والنسائی- ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ اے بندے تو نے میری عبادت جو کی اور مجھسے امید رکھی تو مین تجھے بخشنے والا ہون جس حالت پر کہ تو تھا- اے میرے بندے تو اگر زمین بھر کے گناہونکو لیکر مجھسے ملا مگر اس حال مین کہ تو نے میرے ساتھ کچھ شرک نہین کیا تو مین زمین بھر کی مغفرت سے تجھسے ملونگا- رواہ احمد- اور ابوذرؓ سے روایت ہی کہ مین حرۃ المدینہ مین عشا کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا پھرتا تھا اور ہم اُحد پہاڑ کو دیکھتے تھے پس آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر مین نے عرض کیا کہ لبیک یارسول اللہ- فرمایا کہ مین نہین پسند کرتا ہون کہ میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور پھر تیسری شام آوے اور میرے پاس اسمین سے ایک دینار بھی ہو سوائے اس دینار کے جو مین قرضہ ادا کرنیکو رکھ چھوڑون مگر یہی کہ مین اس سونے کو بندگان خدا کے درمیان ایسے ایسے خرچ کرون اور آپنے اپنے دائین و بائین و سامنے لپ بھر بھر کر اشارہ سے پھینکا- ابوذر نے کہا کہ پھر ہم چلے تو فرمایا کہ اے ابوذر جو لوگ بڑے مال والے ہین وہی قیامت مین سب سے زیادہ نادار ہونگے مگر وہ مال والے جنھون نے یون یون دائین بائین سامنے لپ بھر بھر کر خرچ کیا پھر فرمایا کہ اے ابوذر تو ایسا ہی اپنی جگہ پر رہ یہانتک کہ مین آؤن- پھر چلے یہانتک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے پھر مجھے زیادہ باتین کرنے کی آواز آئی تو مین نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلعم کو کچھ پیش آیا پس مین نے پیچھے جانے کا قصد کیا پھر مجھے یاد آگیا کہ آپ نے حکم دیا ہی کہ اپنی جگہ سے مت ٹلنا یہانتک کہ مین آؤن ع پس مین آپکا منتظر رہا یہانتک کہ آئے پس مین نے جو آواز سُنی تھی اُسکا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے کہ میرے پاس آئے اور کہا کہ جو آپ کی امت مین سے مرا اس حال مین کہ اللہ تعالی سے کچھ شرک نہین کرتا تھا تو وہ جنت مین داخل ہوگا- مین نے کہا کہ اگرچہ اسنے زنا کیا یا چوری کی ہو فرمایا ہان اگرچہ زنا کیا و چوری کی ہو- رواہ احمد والبخاری و مسلم من وجوہ وطرق اور ایک روایت صحیحین و مسند احمد مین ہے کہ ابوذرؓ نے یہ سوال تین دفعہ کیا کہ اگرچہ اسنے زنا یا چوری کی ہو آپنے ہر بار یہی جواب دیا اور آخر مین فرمایا ہی کہ علی رغم انف ابی ذرؓ- اور جابرؓ سے ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ موجبات کیا ہین یعنے جو کسی امر کو واجب کردین وہ کیا ہین فرمایا کہ جو مرا ایسے حال مین کہ اسوقت مین وہ اللہ تعالی کے ساتھ شرک نہین کرتا تھا تو اسکے لیے جنت واجب ہوئی اور جو مرا ایسے حال مین کہ اللہ تعالی کے ساتھ کچھ شرک کرتا تھا تو اسکے لیے دوزخ واجب ہوئی الحدیث رواہ عبد بن حمید و مسلم- جابرؓ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر مغفرت بندے پر رہتی ہی جب تک حجاب نہ واقع ہو- عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ حجاب کیا ہی فرمایا کہ شرک کرنا اللہ تعالی کے ساتھ- فرمایا- کہ کوئی جی نہین کہ اللہ تعالی سے ملے درحالیکہ وہ اللہ تعالی سے شرک نہ کرتا تھا مگر آنکہ اسپر اللہ تعالی

کی طرف اُلٹے پاؤن بھگائے جانے کی نظیر اُسکی وہ ہی جو بعض نے قولہ تعالےٰ وجعلنا من بین ایدیھم سدا الآیۃ مین کہا کہ یہ مثل ہی انکے گمراہ ہونے اور ہدایت سے ممنوع ہونے مین اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہی۔ مجاہدؒ نے کہا قولہ من قبل ان نطمس وجوہا یعنے راہ حق سے اندھا کردین قولہ فنردہا علیٰ ادبارہا۔ یعنے گمراہی مین مردود کردین۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ و حسنؒ سے اسکے مانند مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر کہا جاوے کہ ابن عباسؓ سے بعض نے اسطرح معنے روایت کیے جو مفسرؒ نے ذکر کیے ہین اور یہان ابن ابی حاتم کی حکایت سے معلوم ہوا کہ اُنھون نے اسکو ضرب المثل قرار دیا ہی تو جواب یہ ہی کہ مفسر جلالؒ نے جو معنے ذکر کیے ہین وہ کلام کی تفسیر ہی اور ایسی ہی تفسیر ابن عباسؓ و دوسرے سلف سے بھی مروی ہی پھر کلام یہ ہی کہ آیا یہی تفسیر جو الفاظ کے معنے حقیقی کے ترکیب سے سمجھی جاتی ہی یہی مراد بھی ہی یا اس تفسیر سے مراد ضرب المثل ہی پس ابن عباس سے تفسیر مذکور بھی باوجود یہ بھی مروی ہی کہ الفاظ کی حقیقت مراد نہین بلکہ یہ ضرب المثل ہی اور ان دونون مین منافات نہین جیسا کہ اوپر اشارہ ہوا فافہم۔ اور سدیؒ نے کہا کہ قولہ فنردہا علیٰ ادبارہا۔ ای ہم ان وجوہ کو حق سے ممنوع کردین۔ یعنے اوٹادین کہ کفرہی پر رہین پابند رہاوین۔ اور ابو زیدرحؒ نے کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکو زمین حجاز سے مردود کرکے ملک شام کی طرف اوٹادیا مترجم۔ کہتا ہے کہ تاریخ والون نے لکھا ہی کہ یہود جو شہر مدینہ طیبہ مین آباد تھے اکثر انمین وہ تھے جو توریت مین صفت پیغمبر آخرالزمان و کرامات امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات سنکر بامر حضرت موسیٰ علیہ السلام یہان رہ پڑے تھے پس انکی ذریات ناخلف نے یہ نوبت پہونچائی کہ جب آخر کو یہ نعمت عظمیٰ پائی اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو اُلٹے دشمن ہوگئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بقول حضرت ابو زیدرحؒ کے حجاز سے اُلٹے پاؤن شام کو نکالے گئے واللہ الہادی ہو المفضل ونعوذ باللہ من الضلال۔ یہ تو ان علما کا قول ہی جو اس بات کے قائل ہین کہ مراد آیت مین طمس وجوہ سے ضرب المثل انکی گمراہ رکھنے کی ہی اور حاصل آنکہ ایمان لاؤ قبل اسکے کہ وہ وقت آوے جسوقت کیواسطے ہمنے حکم دیدیا ہی کہ بعد اسوقت کے پھر کوئی کتاب والون مین سے راہ راست نپاوے اُلٹے پاؤن گمراہی کی راہ جاوین یہانتک کہ جہنم مین پہونچین لیکن پوشیدہ نہین کہ مابعد مین جو فرمایا او نلعنہم کما لعنا اصحاب السبت۔ تو اس سے حقیقت مراد ہی اور یہ کوئی ضرب المثل نہین ہی اور اوپر مذکور ہوا کہ ارجح یہ ہی کہ لعنت سے مسخ کردینا مانند مسوخ ہونے اصحاب سبت کی مراد ہی تو یہ مرجح ہی کہ اول شق یعنے طمس وجوہ سے بھی حقیقت ظاہر مراد ہی اور اسی کو مفسرؒ نے اختیار کیا ہی اور اسیکا مؤید ہی قصہ اسلام کعب بن احبار چنانچہ عیسیٰ بن المغیرہؒ سے روایت ہی کہ ہم نے آپسمین ابراہیمؒ کے پاس کعبؓ کے مسلمان ہونیکا تذکرہ کیا تو ابراہیمؒ نے فرمایا کہ کعبؓ زمانہ عمرؓ مین مسلمان ہوے اور حال یہ ہوا کہ یمن سے وہ بیت المقدس کا حج کرنے چلے راہ مین مدینہ مین گذر ہوا پس عمرؓ نکلکر کعب کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ ای کعب تو مسلمان ہوجا کعبؓ نے کہا کہ تم لوگ نہین کہتے ہو کہ تمھاری کتاب مین ہی۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ اور مین بھی توریت کا حافظ ہون (یعنے اس آیت کے موافق مین بھی گدھے کے مانند بوجھ لادے ہون) پس عمرؓ نے گفتگو چھوڑدی پھر کعب نکلکر چلے یہانتک کہ حمص مین پہونچے وہان کے لوگون سے کسی مرد کی زبان سے باآواز دردناک یہ آیت سنی کہ پڑھتا تھا۔ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوہا الآیۃ۔ تو کعبؓ بولے کہ ای پروردگار مین مسلمان ہوگیا بخوف اسکے کہ جو اس آیت مین فرمایا ہی وہ انکو لاحق ہو پھر لوٹ پڑے اور یمن مین اپنے لوگون پاس آئے اور ان سب کو لیکر مسلمان ہوکر چلے آئے رواہ ابن جریر۔ اور ابو ادریس عائذ اللہ خولانی سے روایت ہی کہ ابو مسلم جلیلی رحمہ اللہ معلم کعب تھے اور انکو ملامت کیا کرتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مین درنگ کیا ہی پس کعب کو مدینہ بھیجا کہ دیکھو یہ پیغمبر وہی ہین جنکا حال توریت مین مفصل ہی۔ کعب کہتے ہین کہ مین سفر کو سوار ہوکر مدینہ آیا ناگاہ مین نے سنا کہ تلاوت کرنے والا قرآن مین سے پڑھتا ہی کہ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا آخر آیت کرممہ۔ پس مینے جلدی کی اور پانی پر پہونچکر نہایا اور مین اپنا منھ چھوے جاتا تھا بخوف اسکے کہ میرا چہرہ مطموس نہو جاوے

تعبیر ہی شخص سے چنانچہ اردو مین بھی بولا کرتے ہین کہ اسکے ساتھ مین چار چہرے بھی ہین یعنے چار آدمی ہین اور اسیکا مؤید ہی قولہ او نلعنہم بضمیر ہم حالانکہ
وجوہ کی طرف ضمیر فنردہا راجع ہی الا آنکہ مرجع الذین مذکور ہوا اگرچہ اول اولی ہی کیونکہ خطاب سے غیبت کی طرف التفات پر ضمیر کا مرجع ہوگا کیونکہ ظاہر یہ تھا
کہ او نلعنکم پس بر تقدیر آنکہ کہ باوجود طمس کے جسطرح مفسر رح نے ذکر کیا ہی چہرون مطموسہ کو پشت کی جانب پھیر دین اور یہ جو مذکور ہوا کہ ہیأت مین کوئی جدید
امر نہین پیدا ہوگا مسلم نہین بلکہ زیادہ مکروہ ہیأت ہو جائیگی اور یہ بنظر ظاہر قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ الصق ہین ولیکن ضرور ہی کہ علی بمعنی الی لیا جاوے
کما لا یخفی وفیہ بعد ظاہر۔ اور بعض نے کہا کہ من قبل ان نطمس وجوہا۔ پس طمس یہی ہی کہ فنردہا علی ادبارہا۔ اور حاصل یہ کہ انکے چہرے انکی پشت کی جانب
ہو جاوین اور قفا انکی طرف ہو جاوے۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ عوفی رح نے ابن عباس رض سے اس آیت مین روایت کی کہ طمس وجہ یہ کہ انکو اندھا کیا جاوے اور
قولہ فنردہا علی ادبارہا۔ کے یہ معنے کہ انکے چہرے انکے قفاؤن کی جانب کردین پس الٹے پاؤن چلین اور انہین سے آدمی کی آنکھین اسکی گدی کی طرف
کردین یہی قتادہ رح وعطیہ عوفی نے کہا اور یہ عقوبت وخواری بڑھکر ہی۔ اَوْ نَلْعَنَهُمْ یمسخہم قردۃ۔ یا لعنت کرین ہم انکو۔ یعنے وجوہ کو جو اشخاص سے
تعبیر ہی۔ یا اہل کتاب کو پس التفات از خطاب بغیبت ہی بغرض توہین کہ درصورت نہ ایمان لانے اور مستوجب لعنت ہونیکے لائق خطاب نہین
ہین۔ اور مفسر رح نے کہا۔ ای نمسخہم قردۃ۔ یعنے مسخ کردین ہم انکو بندرون سے یعنے لعنت یہان اس طور پر کہ مسخ کرکے بندر کردین جبکہ وہ آدمیت کی
صفت کا برتاؤ نہین کرتے جانورون کی عادت اختیار کرتے ہین اور سمجھانے پر بھی شرارت سے باز نہین آتے تو جانور بندر شریر بنا دین اور لعنت سے
یہ مراد بقرینہ قولہ۔ كَمَا لَعَنَّا۔ مسخنا۔ جیسے ہم نے لعنت کی تھی۔ یعنے مسخ کردیا تھا۔ اَصْحٰبَ السَّبْتِ۔ منہم۔ سنیچر والون کو
انہین سے یعنے مسخ کرکے بندر کردیا تھا جیسا کہ پارہ الم مین تفسیر قولہ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت۔ الآیہ مین بیان ہوچکا ہے اور
سورۂ اعراف مین انشاء اللہ تعالیٰ مفصل قصہ آویگا۔ پس لعنت کی تفسیر مسخ سے اسی بنا پر ہی کہ کما لعنا کی تشبیہ سے پوری تشبیہ مراد لیجاوے اور اگر
انقطار رحمت سے دور ومردود کیے جانے مین تشبیہ ہو تو یہ ضرور نہوگا ولیکن سیاق مرجح اول ہی کیونکہ حاصل آنکہ ایمان لاؤ قبل اسکے کہ ہم تمہارے چہرے
طمس کردین یا تمکو مسخ کرکے بندر کردین۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ۔ قضارہ۔ یعنے جو قضاء الٰہی ہی۔ مَفْعُوْلًا۔ مفعول ہی یعنے ہوگئی ہی یعنے قضاء الٰہی
ایسی حتمی ہی کہ گویا وہ واقع ہوگئی ہوئی ہوتی ہی اور یہ فہیم کو تاکید ہی کہ قضاء الٰہی مین قدر کو جانین کہ وہان روک ٹوک اسباب کو کچھ خطور و دخل نہین ہی جو حکم ہو
فوراً واقع ہوگا مفسر رح نے ذکر کیا۔ ولما نزلت اسلم عبد اللہ بن سلام۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یہود مین سے ایک عالم
تھے فوراً مسلمان ہوگئے اور معالم وکمالین وغیرہ مین مذکور ہی کہ عبد اللہ بن سلام ملک شام سے واپس آتے تھے کہ انھون نے راہ مین یہ آیت سنی
پس گھر جانے سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوے مسلمان ہوکر اور کہتے تھے کہ مجھے یہ خوف ہوگیا تھا کہ مین اپنے گھر نہ پہونچنے
پاؤنگا قبل اسکے کہ اللہ تعالیٰ میرا چہرہ مطموس کردے مترجم کہتا ہی کہ صحیح بخاری مین انکا قصہ اسلام اور طور پر مذکور ہے اور ان دونون قصون مین
میرے نزدیک توفیق دشوار ہی ظاہرا یہ روایت وہم ہی کہ راوی نے بجائے کعب احبار کے عبد اللہ بن سلام کا نام ذکر کردیا ہی اور مجھے اسکی اسناد کا
بھی پتا نہین ملا اور معالم مین بطریق حکایت مذکور ہی اسی سے ظاہرا کمالین مین نقل کردیا ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے بھی یہ قصہ بالکل ذکر نہین کیا
ہان کعب احبار کے اسلام کا قصہ ذکر کیا ہی وہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہی۔ یہان کلام یہ ہی کہ اس آیت کے معنے یہ ہوے کہ اے کتاب والو ایمان
لاؤ قبل اسکے کہ ہم چہرون کو طمس کرین پس رد کردین انکے ادبار پر یا لعنت کرین جیسے ہم نے سنیچر والون کو لعنت کی اور یہان لوگونکو وعید ہی پس
علما مین اختلاف ہی کہ مراد ان معانی مذکورہ سے یہی معنے تفسیری ہین جو مذکور ہوے یا یہ ضرب المثل ہی پس شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قولہ من
قبل ان نطمس وجوہا فنردہا علی ادبارہا یہ ضرب المثل ہی انکے حق سے پھیرے جانے اور باطل کی طرف مردود کیے جانے اور راہ راست سے راہ ضلالت

کہ سینہ پر اکثر ہاتھ باندھتے تھے لہذا باعتبار اکثریت کے یہ اختیار کر لیا ورنہ زیر ناف بھی اس مجتہد کے نزدیک روا ہی اور برعکس اور ان وجوہ مین
جھگڑا کرنا جہالت ہی ہاں ان امور شرکیہ و بدعت جو لوگ اپنی رائے سے نکالین انہین خوبصورتی سے فہمایش کیجاوے کہ تمہاری عقل کو راہ حق مین دخل دینے
اور بھلا برا سمجھنے کی گنجایش نہین ہی اپنی طرف سے کچھ مت نکالو اگر ثواب و رضاء الٰہی و خوشنودی روح پاک حضرت صلعم مقصود ہی تو ایک سے ایک
ثواب کی بات بڑھکر موجود ہی اسپر عمل کرو تمہاری نکالی بات مین اگر ثواب فرض کیا جاوے تو بھی اسقدر نہوگا مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام درمیان مین
زائد اسوجہ سے آگیا کہ یہود کا یہی حال تھا کہ دین و نور ایمان سے بے بہرہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ قبلہ بس بیت المقدس ہی اور طریقہ عبادت کا یہی ہی جو حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے بتلایا اور کثرت سے گمراہ ہوے اور حضرت عیسیٰ و دیگر انبیاء علیہم السلام کو نمانا اور فروع عبادات کے علاوہ نہین جس نبی نے موافق حکم الٰہی کے کچھ بدلا ہوا
طریقہ عبادات کا بتلایا اسی کو الٹے گمراہ سمجھکر قتل کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہ قرآن مجید اصل توحید و ایمان مین توریت کی تصدیق کرتا ہی پس فروع جو مختلف
سمجھے جاتے ہین ان سب کا نتیجہ ایک ہی ہی پس حقیقت کچھ اختلاف نہین ہی یہ تو اللہ عزوجل قادر مختار کا حکم ہی جسوقت کیواسطے اسنے جیسا حکم اپنے علم قدیم و
حکمت بالغہ مین قرار دیا تھا وہی اسوقت و زمانہ مین جاری فرمایا حتی کہ زمانہ ختم ہونے اور قیامت آجانے پر یہ کچھ بھی نہین رہیگا۔ اور صحیح حدیث مین ہی کہ اگر اسوقت مین
موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انکو کوئی چارہ نہوتا سوائے اسکے کہ میری پیروی کرین۔ کیونکہ مدار کار تو اللہ عزوجل کی توحید پر ہی اسنے جو حکم دیا بس خوشی سے
اسکو مانے لہذا حکم دیا کہ قرآن مجید پر ایمان لاوین جو حکم اسمین ہین سب کے پابند ہون حضرت محمد صلعم کی تصدیق کرین تو واجب و فرض ہوا کہ خوشی سے
اسکو بجا لاوین۔ بعد علم توحید کے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی پیروی بحکم اللہ عزوجل تھی اب اسنے یہ حکم دیا کہ محمد صلعم پر ایمان لاوین لہذا فرض ہی
کہ ایمان لاوین و قرآن کی تصدیق کرین جو اصل توحید و ایمان مین توریت و انجیل کی تصدیق کرتا ہی۔ اور معلوم ہوچکا کہ توحید ہی اصل ہی پس قرآن مجید
کا برحق ہونا خود ظاہر ہی اور اسمین کلام مجید کی فضیلت کی طرف اشعار ہی کہ اسکو توریت کی تصدیق کرنے والا قرار دیا اور یہ نہین فرمایا کہ توریت اسکی
تصدیق کرتی ہی پس تم اسکو سچا جانو فافہم بالجملہ اس آیت کریمہ مین بڑی سخت وعید کے ساتھ حکم دیا کہ اے کتاب والو جلد ایمان لاؤ قرآن مجید کریم پر جو
تمہارے پاس کی کتاب الٰہی توریت شریف کو سچا بتلاتا ہی مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا۔ یعنے جلدی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ طمس
کردین ہم چہرون کو۔ نمحو ما فیها من العین والانف والحاجب۔ ای محو کردین ہم جو کچھ چہرون مین آنکھ و ناک و بھنوین ہین۔ فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى
اَدْبَارِهَا۔ پھر پھیر دین ہم ان چہرون کو انکی پشت کی طرف۔ فنجعلها کالاقفاء لوحا واحدا۔ یعنے پھر کردین ہم ان چہرون کو مانند قفا یعنے
گدی کی طرف کے ایک سپاٹ تختہ مترجم کہتا ہی کہ مفسر رحمہ نے یہ معنے لیے کہ چہرون کو مطموس کرکے مانند قفا کے سپاٹ تختہ کردین پس فنردہا بمعنے فنجعلہا
لیا اور یہی اس صورت مین ظاہر ہی کیونکہ چہرہ اس طرح سپاٹ میٹ دینے کے بعد اسکو پیچھے کی طرف پھیر دینے سے کوئی جدید الزام نہین پیدا ہوسکتا کیونکہ
یہ چہرہ بصورت قفا ہوگیا تو دونون طرف صورت یکسان ہوگئی پس معنے علی ادبارہا کے یہ ہوے کہ علی صورۃ ادبارہا۔ اور معنے رد کے صیرورت کے
ہوے یعنے ہمارے رد کردینے سے چہرے بصورت قفا ہوجاوین و فیہ کلام سیاتی۔ جاننا چاہیئے کہ علماء نے معنے آیت مین اختلاف کیا ہی لہذا بیان
ضرور ہی۔ پس طموس بمعنے دروس ہی ای نشان مٹ جانا اور طمست الشیئ بمعنے محو کرکے مین نے اس شیئ کا اثر بالکل ناپید کردیا کذا فی القاموس وغیرہ
اور قولہ تعالیٰ فاذا النجوم طمست۔ یعنے ستارون کے نشان زائل کیے جاوینگے۔ اور قولہ ربنا اطمس علی اموالہم۔ یعنے اے پروردگار ہمارے ان فرعون
والون کے اموال برباد کردے اور قولہ تعالیٰ ولو نشاء لطمسنا علی اعینہم۔ یعنے اگر ہم چاہین تو طمس کردین انکی آنکھون پر اے انکو اندھا کردین
جب یہ معلوم ہوا تو آیت کریمہ مین قولہ من قبل ان نطمس وجوہا۔ مین وجوہ کی تنکیر تو مخاطبون کو ہول دلانے کے لیے ہے اور اسکو نکرہ رکھنا اور
ابہام کے ساتھ فرمانا مخاطبون کی طرف ایک گونہ لطف ہی کہ ابھی ایمان لاوین تو مقبول ہوگا۔ پھر مراد وجوہ سے یا تو معنے حقیقی مین یعنے چہرے یا یہ

مانند آیت بالا کے نصیب من الکتاب۔ نہین فرمایا اسواسطے کہ وہان تو مقصود یہ تھا کہ انھون نے تحریف مین خطا کی اور یہ فقط بعض کتاب مین واقع ہوا تھا پس نصیبًا من الکتاب مناسب تھا کیونکہ بعض ہی پر انکا ایمان رہا تھا جو کسی شمار مین نہ تھا اور یہان مقصود یہ کہ قرآن مجید پر ایمان نہ لانے مین انھون نے خطا کی باوجودیکہ وہ اپنی کتاب سے اسکی تصدیق جانتے تھے اور قرآن سابق کی کتابون کا مصدق ہی پس انکو اہل کتاب سے تعبیر فرمایا کذا قیل اور مترجم کے نزدیک بات یہ ہی کہ ظاہر تھا کہ انکو کل کتاب توریت وانجیل ملی تھی پس اہتمام کتاب یعنے کتاب دیے جانیکی صفت ظاہر ہوا اور جہان اوتوا نصیبًا من الکتاب فرمایا وہان باعتبار انکے اس کتاب پر ایمان لانیکے ہی کہ بعض بات پر کتاب سے ایمان لاتے اور بعض پر نہین لاسلئے ورا ثرا اسکا درحقیقت کچھ بھی نہ تھا حالانکہ وہ کل کتاب کی عوض ماخوذ ہونگے جو انکو دی گئی ہی فافہم۔ پس حاصل آنکہ اے وہ لوگ جو کتاب آسمانی دیے گئے ہو اور اس کتاب کے مقتضی پر عمل کرنیکے لیے ماخوذ ہو اور اسمین حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان لاؤ پس۔ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا ایمان لاؤ اسپر جو ہمنے نازل فرمایا۔ من القرآن۔ یعنے قرآن پر۔ پس ما موصولہ سے مراد قرآن مجید ہی اور یہ متلازم ہی ایمان بمحمد صلعم کے کیونکہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہین اور نزلنا از تنزیل ہی جو تعظیم نزول پر اور تکرار پر دلالت کرتا ہی اور یہ خاصہ صفت فرقان حمید کی ہی کہ نجم نجم کرکے اترا بخلاف اور کتابونکے کہ ایکبارگی اترین اور لوگونپر جمیع احکام ایکبارگی شاق ہوگئے چنانچہ مدت کے بعد رفتہ رفتہ کرکے کافر و مرتد و معذب و خوار پھر مسلمان ہو ہو کر انپر عامل ہوے اور قرآن مجید رحمت خاص تھا کہ آہستہ آہستہ نازل ہوا جس سے لوگ کامل الایمان ہوے اور طریقہ تعلیم بھی یہی ہی کہ رفتہ رفتہ اعلی مضامین سکھلائے جاتے اور سمجھ مین آتے اور کارآمد ہوتے ہین پس جیسے قرآن اس امت مرحومہ کو نعمت عظمی ملا ہی ویسے ہی ملنے کا طریقہ بھی نعمت عظمی اور سب سے بڑھکر نعمت جسکے وسیلہ سے ملا یعنے ذات بابرکات حضرت سید المرسلین صلعم ہی پس جو نسبت انبیاء علیہم السلام اور آنحضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین ہی ویسی ہی دیگر کتب آسمانی وقرآن مجید اور ویسے ہی دیگر امم سابقہ اور امت خاص حضرت صلعم مین نسبت ہی والحمد للہ رب العالمین پس حکم دیا کہ اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پاک کلام پر جو ہم نے تنزیل فرمایا درحالیکہ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ من التوراۃ۔ تصدیق کرنے والا ہی اس چیز کی جو تمھارے پاس ہی یعنے توریت شریف کی۔ مفسر رح کا کلام صریح ہی کہ خطاب فقط یہود کو ہی اور کلام مین اشعار ہی کہ توریت شریف اسوقت ان لوگون کے پاس ٹھیک موجود تھی اور امام بخاری کا کلام انکی صحیح مین منادی ہی کہ کلام الٰہی مین کوئی شخص لفظ مٹانا و بدلنا نہین کرسکتا ہی اور اسیکا موید ہی قولہ تعالیٰ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین۔ پس کلام مجید سے انکے پاس کی کتاب آسمانی کی تصدیق تھی۔ بایں معنے کہ کلام مجید مین اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور انکو توریت دیے جانے کو منصوص فرمایا پس تصدیق ہوئی کہ توریت کلام الٰہی ہی۔ اور ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہی کہ کتاب عظیم قرآن مین تصدیق ہی ان اخبار و بشارات کی جو انکے پاس موجود تھی۔ اور بعض نے کہا کہ معنے تصدیق کے یہ کہ نزول قرآن کا اسی موافق ہوا جیسا توریت مین بیان ہوا تھا۔ مترجم کہتا ہی کہ اسمین تامل ظاہر ہی۔ اور بعض نے کہا کہ مصدق بایں معنے کہ قصص و مواعید و دعوت توحید و عدل بین الناس و نہی از معاصی و فواحش مین توریت سے موافق ہی قال المترجم خلاصہ یہ کہ راہ توحید کیطرف بلانے مین جملہ انبیا و کتب آسمانی ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہین اور رہے بعض فروع احکام و طریق عبادت کے سوا انمین فرق ہونا کچھ مضر نہین اسلیے کہ توحید پر ایمان کے یہی معنے ہین کہ خالص اللہ وحدہ لاشریک قادر مختار کی بندگی کرے جس طرح وہ حکم فرماوے کیونکہ وہ مختار ہی۔ اور طرق عبادت منحصر نہین ہین چنانچہ اسلام مین دیکھو کہ حضرت صلعم نے تہجد کی نماز مین کبھی آٹھ رکعتین اور کبھی زیادہ پڑھین اور کبھی ظہر سے پہلے دو رکعتین اور کبھی چار پڑھین اور کبھی آمین بلند آواز سے فرمائی اور کبھی آہستہ اور کبھی سینہ پر ہاتھ باندھے اور کبھی زیر ناف اور مجتہدون مین سے ہر ایک نے کوئی کوئی بات تحقیق کرکے پسند کرلی یعنے مثلاً کسی کو ثبوت ہوا

کتے ہمنے ہماری طرف نظر فرمائیے۔ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ۔ مما قالوہ۔ تو بہتر ہوتا اُس سے جو انھون نے کہا۔ وَأَقْوَمَ۔ اعدل منہ۔ اور زیادہ عدل ہوتا اس سے جو کہا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ جو کچھ انھون نے کہا اسمین تو جبر و عدل بالکل نہ تھا۔ پھر اسم تفضیل کے کیا معنی ہین کہ اس سے بہتر و اعدل ہوتا۔ تو جواب یہ ہی کہ یہ فہمایش ہی اچھے طریقہ سے کہ مدعی جو کرتا تھا اسکو اچھا سمجھکر کرتا تھا تو اسکو فہمایش کی کہ اُس سے تو یہ بہرحال بہتر تھا پھر اسی کو کیون نہین اختیار کرتا ہی ورنہ جسکو خود اچھا سمجھا ہی وہ کفر ہی۔ پھر اللہ عزوجل نے استدراک فرمایا۔ وَلَٰكِن۔ ولیکن وہ نہ چلے یہ نیک راہ اور اعدل طریق کو بلکہ اپنے کفر پر مستمر رہے اسیواسطے۔ لَّعَنَهُمُ اللَّهُ۔ ابعدہم عن رحمتہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انکو دور کر دیا۔ اور لعنت کے دو معنے آتے ہین ایک تو بدبختی اور خواری دنیاوی وغیرہ کے معنے اور دوسرے رحمت الٰہی سے دور ہونیکے معنے پس دوسرے معنے اہل کفر و شرک کے ساتھ مخصوص ہین۔ اور قولہ۔ بِكُفْرِهِمْ۔ مین بار سببیہ ہی اوربسببِ انکے کفر کے۔ یعنے کفر پر جمے رہنے کی وجہ سے لعنت کی گئی پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی رحمت سے دور کیا۔ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا۔ تو نہین ایمان لاتے ہین مگر تھوڑے منہم کعبداللہ بن سلام و اصحابہ۔ یعنے قلیلا منہم انہین سے تھوڑے مانند عبداللہ بن سلام و اُنکے ساتھیونکے اور اس سے معلوم ہوا کہ ملعون و مردود رحمت الٰہی سے وہ سب کے سب نہین ہوے تھے بلکہ اکثر مردود تھے وہی ایمان نہین لائے اور تھوڑے نہین مردود ہوے جو ایمان لائے پس یہ اشکال نہین پیش آتا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے سب کو رحمت سے دور کر دیا تو پھر قلیل و کثیر کوئی بھی ایمان نہین لا سکتا۔ اسیوجہ سے علامہ تفتازانی نے الا قلیلا کو لعنہم اللہ سے استثنار قرار دیا ہی یعنے ملعون کر دیا ان یہود کو اللہ تعالیٰ نے سوائے قلیل کے کہ انکو مردود نہین کیا بدلیل انکے ایمان لانیکے ولیکن فلا یومنون۔ اس صورت مین جملہ معترضہ مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ کے بیچ مین ہوگا۔ مگر آنکہ مستثنیٰ منہ اور جملہ معترضہ ایک ہی قوت مین ہین۔ اور ظاہر یہ کہ فلا یومنون سے استثنار ہی اور اس صورت مین فلا یومنون الا قلیلٌ بالرفع اعراب راجح ہی اور نصب مرجوح ہی حالانکہ قرار سبعہ وغیرہم نے نصب ہونے پر اتفاق کیا ہی اور ابن الحاجب نے اگرچہ نصب کو جائز کہا ہی مگر مرجوح ہونے مین شک نہین ہی اسیواسطے بیضاوی وغیرہ نے تقدیر یون نکالی۔ فلا یومنون الا ایمانا قلیلا نہین ایمان لاتے ہین مگر ایمان قلیل اور وہ ایمان بعض انبیا علیہم السلام و بعض کتاب پر ہی جسکا کچھ اعتبار نہین اسیواسطے کشاف وغیرہ نے ایمانا قلیلا کو ایمانا معدوما سے تفسیر کیا حاصل آنکہ فلا یومنون مطلقا اسواسطے کہ ایمان کے ٹکڑے معتبر نہین پس بعض ایمان بمنزلہ عدم ایمان کے ہی اور اہل عرب قلیل سے عدم مراد لیتے ہین جیسے ثابت بن جابر بن سفیان فہمی جو تأبط شرًا کے لقب سے مشہور مجازانہ جاہلیت کا شاعر ہی تعریف مین لکھتا ہی کہ ؎ قلیل التشکی ۱ کل ایمان نہین لاتے ہین ۱۲
للمہم یصیبہ ؛ بعید الھوی شتی النوی والمسالک۔ یعنے ایسا مرد دلیر ہی کہ جو مہم اسکو پیش آتی ہی اسمین شکایت قلیل لیتا ہی یعنے بالکل تشکی نہین رکھتا ہی اور مرغوبات و خواہشات بلند اور مختلف منویات و طرق پیش نظر رکھتا ہی یعنے پست ہمت نہین ہی اور بیضاوی رح نے کہا کہ ہوسکتا ہی کہ یون کہا جاوے فلا یومنون الا قلیلا سیومنون۔ اور پوشیدہ نہین کہ یہ محل تامل ہی اسواسطے کہ حذف فعل بلا قرینہ جو در اصل حکم ہی بدون اعتبار مفہوم مخالف کے وتقدیم قلیلا منصوب بوجود حذف عامل یعنے فعل محذوف کے اعراب استثنائی بنصب مجوزہ شیخ ابن الحاجب سے بھی زیادہ مرجوح ہی واللہ اعلم۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا
اے کتاب والو ایمان لاؤ اسپر جو ہمنے نازل کیا سچ بتاتا اُنکو جو تمھارے پاس ہی پہلے اُس سے کہ ہم میٹ دین چہرون کو
فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝
پس لوٹ دین انکو اُنکی پشت کی طرف یا انکو لعنت کرین جیسے ہمنے لعنت کی سنیچر والونکو اور اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ۔ یہ خطاب بعض نے کہا کہ یہود کو ہی ولیکن ظاہر یہ ہی کہ یہود و نصاری سب اہل کتاب کو عام ہی اور یہان

زائد وکم ہوئی ہیں اور یہی شیخ رح کا مختار نقل کیا-اور تمام کلام مین نے قولہ تعالیٰ قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوہا ان کنتم صادقین کی تفسیر مین نقل کردیا ہی
اب اسکا اعادہ یہان ضرور نہین ہی اور حاصل یہ ہو کہ اہل کتاب کی تحریف یہ تھی کہ مثلاً یہود نے بشارت حضرت عیسیٰ و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنے موقع سے اُٹھا کر ان آیات کو متفرق کرکے دیگر انبیا علیہم السلام کے ساتھ لاحق کیا اور شرائع یہودیت مین بھی تحریف کردی پھر نصاریٰ نے
بشارت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح محرف کردیا خصوص جبکہ انکو مدتہا سے محرف ہی ہاتھ آئی تھی اور حق یہ ہو کہ اس زمانہ مین جو ترجمہ توریت
وانجیل کے موجود ہین وہ سخت محرف و مبدل ہین انپر کسیطرح اعتماد نہین ہو سکتا واللہ اعلم- وَيَقُولُونَ- للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرہم بشئی-
سَمِعْنَا- قولک- وَعَصَيْنَا- امرک اور کہتے ہین- یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت صلعم انکو کسی بات کا حکم کرتے- سمعنا یعنے
ہمنے سنا تیرا قول وعصینا یعنے نافرمانی کی تیرے حکم کی- اور اسیکے مانند مجاہدؒ و ابن زیدؒ سے تفسیر مروی ہی اور یہ انکا انتہا کا کفر و عناد تہا کہ بعد جان لینے
کے کتاب اللہ تعالیٰ سے منھ موڑتے تھے حالانکہ جانتے تھے کہ انپر ایسا کرنے مین کسقدر سخت گناہ عظیم ہی- اور مدارک وغیرہ مین لکھا کہ دو احتمال ہین
اول آنکہ سمعنا و عصینا دونون کو علانیہ بالمشافہہ کہتے تھے بسبب کفر و عناد کے اور دوم آنکہ ظاہر مین سمعنا کہتے اور دلون مین یا آہستہ آپس مین
عصینا کہتے تھے لیکن وجہ دوم مین اطلاق قول کلام نفسی پر ہوگا اگر کہا جاوے کہ اپنے دلمین کہتے تھے اور نیز سمعنا تو حضرت صلعم سے خطاب ہوا اور عصینا
خطاب نہوگا پس نبی صلعم سے اسکو کہنا مجازاً صادق آویگا- وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ- حال بمعنے الدعاء ای لا سمعت- یعنے اسمع تو بمعنے سُن
صیغۂ امر ہی اور غیر مسمع حال واقع ہی پس ظاہر مین تو یہ جتاتے کہ نیک دعا دیتے ہین یعنے تو سن درحالیکہ اللہ تعالیٰ تجھے کوئی ایسی چیز نہ سنا دے
جو تجھے بری معلوم ہو- اور باطن مین یہ قصد کرتے کہ جو مفسرؒ نے کہا کہ یہ حال ہی اور مراد اس سے وہ خبیث لوگ بد دعا دیتے تھے یعنے تو سن حالیکہ تو سنے
نہین یعنے تو بہرا ہو جاوے اور ضحاکؒ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ اسمع غیر مسمع ای اسمع ما نقول لا سمعت- تو سن جو ہم کہتے ہین اللہ تعالیٰ تجھے سننے والا
نہ رکھے اور مجاہد و حسن سے یہ تفسیر مروی ہی کہ تو سن درحالیکہ تیری طرف سے غیر مقبول ہی- اور ابن جریرؒ نے کہا کہ تفسیر ابن عباس اصح ہی اور ابن کثیرؒ نے
کہا کہ یہی ٹھیک ہی جو ابن جریر نے فرمایا ہی اور یہود اس لفظ کو اسمع کے ساتھ بغرض بد دعا و عداوت و استہزا کے کہتے تھے اللہ تعالیٰ انپر لعنت کرے
جیسے آگے فرمایا- وَ- یقولون لہ- اور کہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو- رَاعِنَا- وقد نہی عن خطابہ بہا وہی کلمۃ سب بلغتہم- راعنا- اور
صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کلمہ سے خطاب کرنے سے ممانعت کی گئی- کما فی قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا- اور یہ کلمہ یہود کی زبان مین
سبّ یعنے گالی و بدگوئی ہی مترجم کہتا ہی کہ مسلمان لوگ راعنا کہتے باین معنے کہ ہماری رعایت فرمائیے تو یہودی خوش ہوئے کہ یہ کلمہ انکی زبان مین
بدگوئی تھی وہ مردود اپنی زبان کی بدگوئی کے معنے مین اسکو کہتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو اس کلمہ سے خطاب کرنے سے منع کردیا تاکہ یہود
مردود کو اس سے گنجایش نہ ملے پس ظاہر یہ ہی کہ یہ انکی زبان خاص یہود یہ کی موافقت تلفظ مین گالی ہوگا اور بعض نے کہا اسوجہ سے کہ وہ راعنا از رعونت
بمعنے حماقت لیتے تھے یا کسرہ کو بڑھاتے کہ راعنا کہتے بمعنے چرواہے کے و لیکن اول اولیٰ ہی- اور بعض نے جو کہا وہ بقرینہ مابعد کو فرمایا- لَيًّا تحریفًا
بِأَلْسِنَتِهِمْ یعنے تحریف کرتے پھیرتے اپنی زبان کو یعنے موڑتے کلام کو ایسے لفظ کی طرف جو گالی کے مشابہ ہی- وَطَعْنًا- قدحًا
فِي الدِّينِ- الاسلام- اور دین اسلام مین قدح و عیب نکالنے کو- یعنے مردود کہتے تھے کہ اگر یہ نبی اسلام برحق ہوتے تو جان لیتے
کہ ہم انکو بدگوئی سے یاد کرتے ہین پس اللہ عز و جل نے اپنے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کو اسپر مطلع فرمایا- وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَ
أَطَعْنَا بدل وعصینا- اور اگر بجائے عصینا کے اطعنا کہتے یعنے ہم نے دل سے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی- وَاسْمَعْ فقط
اور بدون لفظ غیر مسمع ملائے ہوے فقط اسمع کہتے- ہماری بات سن لیجے- وَانْظُرْنَا- انظر الینا بدل راعنا- یعنے بجائے راعنا کے انظرنا

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا۔ خطا حصہ۔ مِّنَ الْکِتٰبِ۔ کتاب توریت سے یا کتب انبیار سابقین سے پس الف لام جنس کا ہوگا" بھلا تونے دیکھے ایسے لوگ جنکو کتاب توریت سے یا کتاب الٰہی سے کچھ حصہ دیا گیا ہی" ف ظاہر ہین اسکی عبارات سے بحث کرتے رہتے ہین اور دل مین اثر نہین ہی۔ وہم الیہود۔ اور یہ لوگ جو الذین موصول مبہم سے مراد ہین وہ یہودی ہین جنکی بعض حرکات یہ ہین کہ یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ۔ بالہدیٰ۔ یعنے خریدتے ہین گمراہی کو بعوض ہدایت کے ف جیساکہ دیگر آیات مین ہی۔ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِیْلَ۔ تخطئوا طریق الحق لتکونوا مثلہم۔ اور چاہتے ہین کہ خطا کرو راہ راست کو ف تاکہ تم لوگ بھی انکے مثل ہو جاوٴ۔ چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سوار۔ اور حاصل آنکہ خود تو دنیا کے مال کے لالچ مین گمراہی اختیار کی کہ باوجود علم اس امر کے کہ نبوت حضرت محمد صلعم سچ ہی اور انبیار سابقین کی کتابون اور خود توریت سے اسکی آگاہی رکھتے تھے گمراہ ہوے اسپر کفایت نہ کی بلکہ یہ بھی چاہا کہ تم لوگ بھی گمراہ ہو جاوٴ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ۔ منکم فیخبرکم بہم لتجتنبوہم۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنون کا تم سے زیادہ جاننے والا ہی ف پس تمکو خبر دیتا ہی انکی تاکہ تم انسے اجتناب پرہیز رکھو۔ اسمین اشارہ ہی کہ دوست بنا ہوا دشمن بہت ضرر کرتا ہی اور صحبت کو بہت اثر ہی اور یہ حدیث صحیح مین ثابت ہی۔ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَلِیًّا۔ حافظا لکم۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف التجا لاوے اللہ تعالیٰ اسکو کافی ہی ولی ہونیکو۔ یعنے حافظ و نگہبان بچانے والا وہی بس ہی اور مراد یہان بقرینہ مقام یہ کہ ہی پاک پروردگار تمہارا کافی نگہبان ہی۔ وَّکَفٰی بِاللّٰهِ نَصِیْرًا۔ مانعا لکم من کیدہم۔ اور بس ہی اللہ تعالیٰ نصیر ہونے کو۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہی انکے مکر کو تمسے باز رکھنے والا کافی ہی پس اللہ تعالیٰ اُسکا نصیر ہی جو اُس سے نصرت مانگے اور اسکی طرف ملتجی ہو پھر ان کافر مکارونکا بیان کر دیا بقولہ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا۔ خبر بمبتدار محذوف ہی اور یحرفون صفت اس مبتدا محذوف کی چنانچہ مفسر رحؒ نے مقدر کیا۔ قوم۔ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ۔ یعنے یہودیون مین سے ایک قوم ہی نہ سب ایسے کہ تحریف کرتے ہین کلمون کو۔ ای یغیرون الکلم التی انزل اللہ فی التوراۃ من نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے تغیر دیتے ہین ان کلمونکو جو اللہ تعالیٰ نے توریت مین نازل فرمائے مانند تعریف آنحضرت صلعم وغیرہ کہ ان آیات کو تحریف کرتے ہین عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ التی وضع علیہا۔ انکی ان جگہون سے جنپر وہ موضوع تھے ف کشاف مین کہا کہ تحریف اسوجہ سے ہوئی کہ جب انھون نے کلمون کو بدلا اور بجاے انکے اور کلمات رکھے تو ان کلمات کو اپنے مواضع سے جہان اللہ تعالیٰ نے انکو رکھا تھا امالہ کیا اور ازالہ کیا اور جیسے انھون نے بجاے وصف خاص کے توریت مین لکھا کہ گندم گون دراز قد ہوگا اور جیسے انھون نے سنگسار کرنیکے حکم کی جگہ بدل کر درے مارنا لکھدیا۔ اور شیخ ابن کثیر رحؒ نے من الذین ہادوا۔ کے من کو بیانیہ قرار دیا پس یہ الذین اوتوا کا بیان ہی اور یحرفون الکلم عن مواضعہ کی تفسیر مین کہا کہ تاویل کرتے تھے ان کلمات کو انکی صحیح تاویل کے سواے دوسری تاویل پر اور تفسیر کرتے انکو سواے مراد کے دوسرے معانی پر عمداً اپنے قصد سے افترا پردازی کرنے کو۔ انتہی اور ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تحریف کرتے تھے ان حدود و سزاؤن کو جو اللہ تعالیٰ نے توریت مین مقرر فرمائی تھین۔ مترجم کہتا ہی کہ اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اپنے ہاتھ سے کتابین لکھتے اور کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویقولون علی اللہ الکذب وہم یعلمون۔ یعنے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے حالانکہ جانتے تھے۔ یعنے جان بوجھکر افترا پردازی کرتے تھے پس بعض نے کہا کہ یہ الگ کتاب ہوتی تھی اور اصل توریت اپنے حال پر تھی اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ خود توریت مین ایسا کرتے تھے اور حافظ ابن القیم رحؒ نے اغاثۃ اللہفان مین لکھا کہ علما نے اختلاف کیا ہی کہ جو توریت ان لوگون کے ہاتھ مین موجود ہی آیا یہ بدلی ہوئی ہی یا تبدیل فقط تاویل مین ہوئی تھی تنزیل مین نہین ہوئی تھی تو تین قول ہین اول ایک گروہ نے کہا کہ کل یا اکثر مبدل و محرف ہی دوم آنکہ ایک گروہ کے نزدیک جو ائمہ فقہ و حدیث و کلام مین سے ہین تبدیل فقط تاویل مین واقع ہوئی تھی نہ تنزیل مین۔ اور تیسرے گروہ کا یہ قول نقل کیا کہ اسمین خفیف چند چیزین

سلہ تمنا کرتے ہین کہ انکی طرح تم بھی کفر کرو تاکہ یکسان ہو جاوٴ ۱۲ م

مشاہدہ قرب وعشق وعلوم ولطائف قدم سے ازخود رفتہ بیہوش باطنی ہو جیسے ظاہر مین کوئی شراب خمر سے بیہوش ہوجاتا ہی تاکہ اپنے حال مین اسکی مین زیادہ اس سے بیخودی ازخود وظاہر ہو اگرچہ کمال علم بجسب باطن ہی جبکہ مین نے تمھارے لیے اپنا جمال کشف فرمایا اور مقام ہوبیت مین تمکو وارد کیا تو جب کہ تمھارا یہ حال ہو تو اپنے نفس سے حکم ظاہر مین تکلف مست کرو کیونکہ تم مشاہدہ مین ہو اور میرے جلال مین تو بیدہ نہین ہو یہانتک کہ تم اپنے اس باربیخودی سے سبکدوش ہو اور مقام تمکین مین ہوش مین ہوجاؤ قال المترجم یہ مراد نہین ہی کہ جو لوگ مقام عرفان مین پہونچے انکو نماز وغیرہ کی تکلیف نہین ہی کیونکہ یہ قطعًا باطل ہی بلکہ حاصل کلام یہ ہی کہ جو لوگ مقام جذب وحال مین ہوپنچے جبتک وہ اس جذب میں مجذوب رہ کر خود رفتہ ہین اسوقت تک انکا حال ازخود رفتہ مست شراب کے اثر سے تکلیف شرعی بحسب ظاہر شریعت بھی ساقط ہی پھر جب ہوش مین آجاوین تو برابر جاری ہوگی جیسے مجنون اگر اچھا ہوجاوے تو اسپر سب تکالیف شرعی جاری ہونگی۔ حالت جذب مین تکلیف معاف ہونیکا حکم اسیوقت تک ہی جبتک کہ مجنون کے مانند وہ مجذوب ہین۔ قال الشیخ اسواسطے کہ عشق بھی قلم تکلیف اُٹھا دیتا ہی پس ابتدائے حال مین ہوشیاری وبیداری وکمال خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے جاؤ اور تقرب ڈھونڈھتے جاؤ پھر جب جذبہ عشق وقرب سے ازخود رفتہ ہوجاؤ اور عالم عشق مین پہونچو تو اسمین تمھاری بیہوشی وہوشیاری یکسان ہی۔ حضرت حق تعالیٰ نے یہان کشف فرمادیا ان لوگونکے حق مین جو ہمارے اشارات کو اپنی کم فہمی سے نہین سمجھتے اور طعن کرتے ہین چنانچہ آیت کریمہ مین لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری فرمایا پس قرب کو ذکر کیا نہ آنکہ لاتصلوا۔ اور اسمین سکر ہونا شرط کیا اور سکر تو خطرات سے ہین اور صحو طینات ہین۔ اور جبتک مشاہدہ کے انوار مین عقل آدمی ذرہ برابر بھی باقی ہی تب تک لازم ہی کہ نماز پڑھی جاوے اور حق اوقات ادا کیے جاوے چنانچہ ہمارے بعضے مشائخ عادتی طریقہ کا حال مروی ہی کہ جب نماز کا وقت آیا حالانکہ وہ وجد وحال مین تھے تو نماز کو کھڑے ہوگئے اور انکے مریدون نے انکے رکوع وسجدونکو شمار رکھا اور رکعتون کا لحاظ رکھا پھر جب کچھ بھی بھولے تو انکو یاد دلایا اور یہ انکی معرفت مین کمال ظرافت ہی اور نیز اہل غفلت کو جو جہالت کے نشہ مین ہین اپنی خواہشون وشہوات مین پڑے ہین یون خطاب فرمایا کہ میری مناجات وقرب ومشاہدہ کا قصد مت کرو یہانتک کہ تم اس جہالت وپلید غفلت سے خارج ہو کیونکہ غافل تو فرائض الٰہی کو سنت حضرت رسالت پناہی کی شرط سے ادا نہین کرسکتا۔ اور واسطی نے اس آیت کے اشارہ مین کہا کہ میری مواصلت کا قرب مت ڈھونڈھو مگر اسطرح کہ تمام مخلوق سے الگ ہو مترجم کہتا ہی کہ شاید وجہ اشارت یہ ہی کہ آیت کریمہ مین اللہ تعالیٰ نے تطہیر کے بعد قرب نماز کا حکم دیا پس اگر قرب اصلی مقصود ہی تو تطہیر کامل ہونی چاہیے اور وہ یہی طور ہے جو شیخ وواسطی رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی واللہ اعلم

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿٤٤﴾

تونے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہی کچھ حصہ کتاب سے خرید کرتے ہین گمراہی اور چاہتے ہین کہ تم بھی بھکو راہ سے

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿٤٥﴾ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا

اور اللہ خوب جانتا ہی تمھارے دشمنون کو اور اللہ بس ہی حمایتی اور اللہ بس ہی مددگار وہ جو یہودی ہین

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا

بے ڈھب کرتے ہین بات کو اسکے ٹھکانے سے اور کہتے ہین کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو اور راعنا

لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ

موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب دیکر دین مین اور اگر وہ لوگ کہتے کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہت

خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾

اچھا ہوتا انکے حق مین اور درست ولیکن پھٹکار دیا انکو اللہ نے انکے کفر کے سبب سے سو ایمان نہین لاتے ہین مگر کم

صعید طیب سے پاک کرنیکی رخصت نازل فرمائی پس مسلمان لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ کھڑے ہوے اور اپنے ہاتھونکو زمین کی طرف مارا پھر اپنے ہاتھونکو
اُٹھایا اور مٹی مین سے کچھ نہین جھاڑا پس اس سے اپنے چہرونکو اور ہاتھونکو کندھونتک مسح کیا اور ہتھیلیونکے اندر کی طرف سے ہاتھونکو بغل تک مسح کیا۔
رواہ الامام احمد اور ابن ابی الیقظان سے روایت ہو کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے پس حضرت عائشہ رض کا ایک عقد گم ہو گیا پس رسول اللہ
صلعم نے وہین منزل کر دی یہانتک کہ فجر روشن ہو گئی پس ابوبکر نے عائشہ رض پر غصہ کیا پھر حضرت صلعم پر صعید طیب سے مسح کرنیکی رخصت نازل ہوئی پس
ابوبکر نے جاکر حضرت عائشہ کو فرمایا کہ تو مبارک بیٹی ہو کہ تیرے معاملہ مین یہ آسانی نازل ہوئی پھر ہم لوگون نے ایک دفعہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اپنے چہرونکے
مسح کے لیے اور دوسری دفعہ اپنے ہاتھونکے مونڈھون و بغلونتک کے مسح کے لیے۔ رواہ ابن جریر۔ مترجم کہتا ہو کہ روایت احمد و ابن جریر سے معلوم ہوا
کہ مذہب زہری رح بر بناء ان احادیث کے ہو اور یہ فعل خود حضرت عمار یا ابن ابی الیقظان کا اپنی راے سے نہین ہو تا کہ یہ جواب دیا جاوے کہ انھون نے اپنے
فعل مین خطا کی اور حدیث عمار مین تصریح ہو کہ ہمنے رسول اللہ صلعم کے ساتھ کھڑے ہو کر ایسا کیا تھا پس اگر اسانید ان حدیثونکی صحیح ہون تو ماخوذ
ہونگی ولیکن کوئی تنصیص انکی بابت مجھے نہین ملی غیر ازینکہ اوپر جو قول عموماً بحوالہ بعض علماء سے منقول ہوا کہ احادیث الباب مین سے سوا حدیث
عمار و ابوجہیم کے باقی متکلم فیہا ہین اور شاید حدیث عمار رض سے مراد روایت بخاری رح ہو واللہ اعلم اور ابن کثیر رح نے ایک غریب سبب نزول ذکر کیا کہ اسلع بن شریک
رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ مین ناقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رحل درست رکھنے کی خدمت کرتا تھا پس مجکو سخت سردی کی رات مین جنابت ہو گئی اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا قصد فرمایا پس مین نے مکروہ جانا کہ ناقہ رسول اللہ صلعم کا رحل درست کرون اس حال مین کہ مین جنب ہون اور یہ بھی ڈرا
کہ اگر سرد پانی سے نہاتا ہون تو شاید مرون یا بیمار ہو جاؤن پس مین نے انصار مین سے ایک شخص کو حکم کیا اسنے رحل درست کیا اور مین نے پتھرونکو گرم کرکے
اس سے پانی گرم کیا اور نہاکر پھر مین رسول اللہ صلعم و ساتھیون سے مل گیا آپنے فرمایا کہ اے اسلع کیا بات ہو کہ مین تیرے رحل کو متغیر پاتا ہون مینے عرض کیا یا رسول اللہ
مین نے نہین سنوارا ہو اسکو انصار مین سے ایک مرد نے سنوارا ہو فرمایا کیون مین نے عرض کیا کہ مجھے جنابت پہونچی پس مین بہت سردی سے اپنی جان پر ڈرا
اور مینے انصاری کو ایسا حکم دیا اور پتھرونکو گرم کرکے اس سے پانی گرم کرکے نہایا ہون پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قولہ یا ایہا الذین آمنوا لاتقربوا
الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون تا قولہ ان اللہ کان عفواً غفوراً رواہ ابن مردویہ قدرکو من وجہ آخر عنہ قال المترجم وکان فی سیاقہ بعض
نکارۃ واللہ اعلم بالصواب ف عرائس البیان مین شیخ روزبہان نے آیت سے اشارات حقائق کو یون بیان کیا کہ قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا
لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون مترجم کہتا ہو کہ خطاب جب ایمان والون کے ساتھ خاص ہو تو مرجع اشارات اہل اللہ تعالی مین
دائر رہیگا۔ ہان صلوۃ مین اور اسکی عدم قربت مین یعنے ممانعت از تقرب مین اور مصداق سکاری اور یہ کہ سکر کس چیز سے مراد ہو اشارات کو دخل ہوگا
پس شیخ نے کہا کہ یہ خطاب اہل عشق و محبت و شوق کو ہو جنکو انوار قدوسیت و سبوحیت و عظمت نے مست کر دیا اور ازل کے علوم لطیفہ و قدم کے کشف عجیبہ سے
نشا فنا ہو کہ وہ خودی سے خارج ہو رہے ہین اور حالات مین حیران و بیہوش از خود رفتہ مشاہدۂ جمال و جلال مین ہین پس غالب حال انکا یہ رہتا ہو کہ آنسو
جاری ہین اور عقل باطنی کا نور ان حواس و عقل ظاہری پر غالب ہو اور نعرۂ حق و آہ بیساختہ بلکہ انکی نادانستگی مین ان سے سرزد ہوتا ہو اور وہ اپنے مشاہدات مین
حیران و از خود رفتہ ہین اوقات جو حواس سے ادراک ہوتے ہین یعنے ملک قدیم سے نادان لوگون کی نظر مین جو تغیرات کے پابند ہین ملحوظ رہتے ہین انکو وہ
لوگ نہین پہچانتے رات کو دن سے اور دن کو رات سے تمیز نہین کرتے ہین وہ لوگ غلبہ حال سکر سے یہ قدرت نہین رکھتے ہین کہ نماز کے شرائط کو مع ارکان کے
مانند قیام و قراءۃ و رکوع و سجود کے ادا کر سکین یہی حال تھا ہشام بن عبدان و بہلول و سعدون کا جو حقیقی عقلمند اور عارف تھے اور ظاہر کے اعتبار سے
بسبب غلبۂ سکر کے مجنون تھے سو حاصل خطاب آنکہ اے ایسے بندو کہ جو میری ذات و صفات و اسماء و نعوت سے عارف ہو اور میری محبت و شوق و

کہین) تو اسکو اختیار ہی کہ وہین پڑھ لے ۔ اور ایک روایت مین ہی کہ تو اسکے ساتھ اسکی مسجد و طہور موجود ہی ۔ اور حلال کی گئین میرے واسطے غنیمتین جہاد کی اور مجھسے پہلے کسیکے لیے حلال نہین ہوئی تھین ۔ اور دیا گیا مین شفاعت (یعنے قیامت مین شفاعت کبری کی اجازت مجھے ملی) اور اگلا نبی فقط اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا ۔ اور مین بھیجا گیا تمام سب لوگونکی طرف ۔ رواہ البخاری و مسلم ۔ اور حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ہم لوگ فضیلت دیے گئے ہین اگلون پر تین باتون مین ۔ کی گئین ہماری صفین بمانند ملائکہ کی صفونکے اور کر دی گئی ہمارے لیے زمین مسجد اور اسکی خاک طہور یعنے پاک کرنے والی جبکہ ہم پانی نہ پاوین الحدیث رواہ مسلم ۔ اور جاننا چاہیے کہ تیمم کا ذکر دو آیتون مین ہی ایک تو اسی آیت مین اور دوسری آیہ سورۂ مائدہ مین اور سبب اسکے نزول کا معاملہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ ہوا پس مومنون پر اپنی مان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکر یہ بھی واجب ہی اور مترجم اس قصہ کو بھی مانند معالم و تفسیر ابن کثیر کے یہین نقل کرتا ہی اور ابن کثیر رحؒ نے فرمایا کہ ہم سبب نزول کو یہان اسواسطے ذکر کرتے ہین کہ سورۂ مائدہ کی آیت تیمم سے پہلے یہ آیت سورۂ نساء نازل ہوئی ہی کیونکہ یہ آیت تو شراب حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی اور شراب کا حرام ہونا واقعۂ جنگ احد سے کچھ ہی پیچھے اسوقت ہوا کہ جب حضرت صلعم نے بنو نضیر کو محاصرہ کیا تھا اور سورۂ مائدہ تو نزول مین سب سے آخر ہے خصوصا اس سورہ کے اوائل آیات پس سبب نزول تیمم کو یہین بیان کرنا مناسب ہوا ۔ جاننا چاہیے کہ عروہ بن الزبیر نے جو حضرت عائشہ رضؓ کے سگی بہن کے بیٹے ہین اپنی خالہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک قلادہ اپنی بہن اسماء سے عاریت یعنے مانگے لیا تھا وہ تلف ہوا یعنے گر گیا پس حضرت صلعم نے اسکی تلاش مین لوگ بھیجے (یعنے سفر مین مدینہ آتے ہوے راہ مین ٹھہر رہے اور لوگ پھر واپس بھیجے کہ جس راہ سے آتے تھے تلاش کرین) انھون نے وہ قلادہ پایا پھر لوگون کو نماز کا وقت آ گیا اور انکے ساتھ پانی نہ تھا پس انھون نے بغیر وضو کے نماز پڑھی پھر حضرت صلعم سے اسکا شکوہ پیش کیا (یعنے افسوس ظاہر کیا کہ ہمکو ایسا کرنا پڑا) پس اللہ تعالی نے آیۃ التیمم کو نازل فرمایا ۔ پھر اسید بن حضیر رضؓ نے حضرت عائشہ کو کہا کہ اے ام المؤمنین اللہ تعالی آپ کو جزاے خیر عطا فرماوے قسم ہی اللہ پاک کی کہ آپ پر کوئی ایسا واقعہ نازل نہوا جو آپ کو مکروہ معلوم ہوا مگر آنکہ اللہ تعالی نے اسمین آپ کے واسطے اور مسلمانون کے واسطے بہتری کر دی ۔ رواہ احمد ۔ اور قاسم رحؒ نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ ایک سفر مین حضرت صلعم کے ساتھ گئے تھے یہانتک کہ جب ہم بیدا مین یا ذات الجیش مین آئے تو میرا ایک کنٹھا لڑی دار گم ہو گیا پس رسول اللہ صلعم نے اسکی تلاش مین پڑاؤ کر دیا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے حالانکہ وہ مقام ایسا تھا کہ وہان پانی نہ تھا اور لوگونکے ساتھ بھی پانی نہ تھا پس لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انسے کہا کہ آپ نہین دیکھتے کہ ام المومنین عائشہ رضؓ نے کیا کیا ہی کہ رسول اللہ صلعم کو یہان ٹھہرا لیا اور لوگ ٹھہرے حالانکہ پڑاؤ پر پانی نہین اور نہ لوگون کے ساتھ پانی ہی پس حضرت ابوبکر رضؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر اپنا سر مبارک رکھکر سو گئے تھے اور مجھسے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ صلعم کو یہان روک لیا اور لوگ پانی کے پڑاؤ پر نہین اور انکے ساتھ پانی نہین ہی ۔ عائشہ رضؓ کہتی ہین کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے مجھے عتاب فرمایا اور جو کچھ اللہ تعالی نے چاہا وہ انھون نے مجھے کہا اور میری کوکھ مین مارنا شروع کیا اور مین جنبش نہین کر سکتی تھی بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا پس رسول اللہ صلعم سوتے رہے حالانکہ پانی نہ تھا یہانتک کہ صبح ہو گئی اور پانی موجود نہین تو اللہ عز و جل نے آیت تیمم نازل فرمائی پس سبھون نے تیمم کیا پس اسید بن حضیر رضؓ نے کہا کہ یہ کچھ تمہاری پہلی ہی برکت نہین ہی اے آل ابوبکر ۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہین کہ پھر ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جسپر مین سوار تھی تو وہ قلادہ اسی کے نیچے مل گیا ۔ رواہ البخاری و مسلم ۔ اور صحابی نے صحابی سے روایت کی باین طور کہ عبداللہ بن عباس نے عمار بن یاسر سے روایت کی کہ حضرت صلعم اولات الجیش سے گذرے اور آپکے ساتھ آپ کی بیوی حضرت عائشہ تھین انکا ایک ہار جزع ظفار کا گر گیا اسکی تلاش مین لوگ روکے گئے یہانتک کہ فجر چمکی اور لوگون کے ساتھ پانی نہ تھا پس اللہ تعالی نے اپنے رسول پر

اسکو بیان کیا پس رسول اللہ صلعم ہنس دیے اور فرمایا کہ تجھے یہی کافی تھا کہ یون کرتا اور آپ نے دونون ہتھیلیان زمین پر مارین پھر دونون ہتھیلیون کو مسح کیا اور چہرہ کا مسح کیا ایک ہی مسح ایک ہی ضرب سے پس عبداللہ رض نے کہا کہ ضرور تو نے عمر رض کو دیکھ لیا کہ اُنھون نے اسپر قناعت نہ کی تو ابوموسیٰ رض نے فرمایا کہ پھر آیت کریمہ کو کیونکر لیا گیا جو سورۂ نسا مین ہے قولہ تعالیٰ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا شقیق رح نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رض نے نہ جانا کہ کیا جواب دین اور یہ کہا کہ اگر لوگون کو ہم رخصت دیدین تیمم مین تو قریب ہے کہ انمین سے کسیکو اگر پانی اسکی کھال پر سردی کرے تو وہ تیمم کر لیگا - رواہ احمد اور محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ تیمم ایک ہی ضرب واسطے وجہ و کفین کے ہونا قول ہے حضرت علی رض اور ابن عباس رض کا اور یہی قول شعبی و عطاء بن ابی رباح و مکحول کا ہے اور یہی مذہب اوزاعی و احمد و اسحاق کا ہے مترجم کہتا ہے کہ دلیل اسکی جو حدیث عمار رض مذکور ہوئی اسکو امام بخاری رح نے بھی روایت کیا اور روایت امام احمد مین جو یہ وہم ہوتا ہے کہ مسح کفین کے بعد مسح الوجہ مذکور ہے شاید کہ یہ ضرب فقط مسح وجہ کے واسطے ہو تو یہ وہم روایت بخاری رح سے دور ہے کہ اسمین یون مذکور ہے کہ نبی صلعم نے اپنی ہتھیلیان زمین پر مارین پھر انکو پھونکا پھر دونون سے اپنے چہرہ اور کفین کو مسح کیا - اور روایت بخاری ثبت ہے - اور اس مذہب کے استدلال پر یون اعتراض کیا گیا کہ احتمال ہے کہ فعل حضرت صلعم کا تیمم مین نمونہ بیان کے واسطے ہو پس لازم نہین کہ پورے ارکان تیمم حضرت صلعم نے ادا کیے ہون تو جواب یہ ہے کہ بخاری رح نے من طریق محمد بن کثیر عن شعبہ باسنادہ روایت کیا کہ عمار رض نے حضرت عمر رض سے کہا کہ پھر مین لوٹ گیا پھر جب مین نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کی تو آپ نے فرمایا کہ تجکو وجہ و کفین کافی تھے - اس روایت سے معلوم ہوا کہ قول حضرت صلعم اسکا پورا بیان موجود ہے باوجودیکہ فعل مین بھی مقام مقتضی تمام تھا پس احتمال مستبعد تھا - اگر کہا جاوے کہ حضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ تجھے کفایت کرتا ہے اور وہ ادنی جواز ہے پس شاید کہ ادنی مرفقین ہو تو جواب آنکہ اس قول کی طرف تو کوئی نہین گیا پس اجماع مرکب اسکو دفع کرتا ہے علاوہ برین جواب یہ ہے کہ کافی مرادف اجزاء ہے اسواسطے کہ اجزاء ہی ادا کافی ہے اور وہ پورے پورے ادا کو کہتے ہین پس اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ اعلیٰ کامل مرتبہ یہ ہے برعکس وہم سوال کے فافہم - اور یہ اوہام کہ باوجود آیت تیمم کے کہ فامسحوا بوجوہکم و ایدیکم - فرمادیا ہے حضرت عمار رض کو یہ کیونکر ہوا کہ زمین مین لوٹ گئے ظاہرا حکم تیمم پہلے سے معلوم ہوگا جو اس آیت مین پیچھے منصوص ہوا اور روایت شقیق رح مذکورۂ بالا سے بھی اس معنے پر استیناس لیا جاتا ہے تو ایسے کلام داب بحث بامور شرعیہ سے خارج ہین - اور شیخ ابن حجر وغیرہ کے کلام مشعر ہین کہ یہ مذہب ضربہ واحدہ للوجہ والکفین کا بنظر دلیل قوی ہے - اور اوپر معلوم ہوا کہ اگر روایت ابوجہم ثابت ہو تو مذہب اول اقوی ہوگا کیونکہ اسمین زیادت ہے پس نقصان مرجوح ہوگا اور تحقیق مقام مقتضی بسط و تطویل ہے یہان اسکی گنجایش نہین ہے واللہ الموفق - اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا یعنی اللہ عزوجل ہمیشہ عفو کرنے والا غفور ہے اور ہمیشہ رہیگا - ف اسیواسطے تمپر فضل کیا اور مغفرت فرمائی اور تیمم کی رخصت دیکر تمپر فراخی و آسانی دیدی کہ کچھ حرج و تنگی باقی نہین رہے اور فرمایا ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید لیطہرکم - اور تیمم منجملہ نعمتون کے ہے کہ اس سے کمال آسانی فرمائی ہے اور تتمیم نعمت کی کیونکہ آیت کریمہ مین نماز جو اعلیٰ رکن دین ہے اسکو پاکیزہ کیا اس سے کہ ہیأت اقصہ پر ادا کیجاوے کہ سکر شراب مین ہو حتی کہ حکم دیا کہ ایسی بیداری و ہوشیاری مین ادا کرے کہ جو کہتا ہے وہ سمجھتا ہو - اور جنابت مین ہو تو غسل کرے یا حدث ہو تو وضو کرے الا آنکہ مریض ہو یا پانی نہ ملے تو اللہ عزوجل نے تیمم کی رخصت دی یہ بڑی رحمت ہے جسکا اس امت پر ایسا بڑا شکر یہ واجب ہے کہ کس زبان سے اسکو ادا کر سکتے ہین اور یہ بطفیل حضرت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم انکو میسر آئی اور بات یہ ہے کہ تیمم اس امت مرحومہ کے خصائص مین سے ہے اور کسی امت کو یہ کرامت نہین عطا ہوئی تھی اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین پانچ چیزین عطا کیا گیا جو مجھسے پہلے کسیکو نہین عطا ہوئی تھین فتح دیا گیا مین رعب سے ایک مہینہ کی راہ تک - اور کردی گئی زمین میرے لیے مسجد و طہور پس میری امت سے جس مرد کو نماز پاوے اپنے وقت آجاوے

متفق علیہ ۱۲

مراد ہین کیونکہ اوپر مذکور ہوا کہ کبھی ید بولتے ہین اور بغل تک مراد ہوتا ہی اور کبھی کہنیونتک جیسے آیت وضو مین ہی اور کبھی پہونچونتک جیسے آیۂ سرقہ
مین فرمایا۔ فاقطعوا ایدیھما۔ حالانکہ بالاتفاق گٹے کے مفصل سے کاٹا جانا مراد ہی پس احادیث شریفہ کی طرف رجوع ضرور ہوا اور ان احادیث کو آیۂ کریمہ
اور اعتبارات اجتہادی سے ملانے سے ائمہ کے اجتہاد مختلف واقع ہوے اوّل آنکہ جو مفسر رحمہ نے ذکر کیا کہ تیمم دو ضربات ہین ایک ضرب تو چہرہ پر مسح کے
لیے اور دوسری ضرب دونون ہاتھون کی کہنیون تک کے لیے اور یہی دارقطنی نے ابن عمر رضہ سے مرفوعًا روایت کیا۔ اور ابوداؤد نے بھی ابن عمر رضہ سے
مرفوعًا اسکے مانند روایت کیا مگر دونون حدیثین ضعیف ہین اور امام بخاری و ابوزرعہ و ابن عدی رح نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ یہ ابن عمر کا قول ہی اور بیہقی رح نے
بھی کہا کہ مرفوع کرنا اس حدیث کا منکر ہی اور حجت شافعی کی وہ حدیث ہی جو خود روایت کی عن ابراہیم بن محمد عن ابی الحویرث عن عبد الرحمٰن بن معاویہ
ابن الاعرج عن ابن الصمہ رح کہ رسول اللہ صلعم نے تیمم کیا پس اپنے چہرہ اور دونون ذراع کو مسح فرمایا۔ اور ابن جریر رح نے کہا کہ حدثنا موسی بن سہل الرملی ثنا نعیم بن حماد ثنا خارجہ
بن مصعب عن عبد اللہ بن عطا عن موسیٰ بن عقبہ عن الاعرج عن ابی جہیم رضہ کہا مین نے رسول اللہ صلعم کو پیشاب کرتے دیکھا پس مین نے آپکو سلام کیا پس آپ نے مجکو سلام کا جواب
نہ دیا یہانتک کہ فارغ ہوے پھر ایک دیوار کی طرف کھڑے ہوے پس دونون ہاتھ اس پر مارے پس دونون سے اپنے چہرہ پر مسح کیا پھر دونون ہاتھ دیوار پر مارکر پس دونون سے
اپنے ہاتھون کو کہنیونتک مسح کیا پھر مجکو سلام کا جواب دیا۔ مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو حدیثین تیمم کی صفت مین وارد ہین
انمین سے کوئی صحیح نہین ہوتی سوا حدیث ابی جہیم رضہ و حدیث عمار بن یاسر رضہ کی اور جو انکے سوا ہین وہ ضعیف ہین یا انکی مرفوع و موقوف ہونے مین اختلاف ہے اور
راجح یہ ہی کہ مرفوع نہین ہین انتہی۔ پس اگر حدیث ابی جہیم رضہ صحیح ہی تو اس مذہب کی دلیل کافی ہی علاوہ برین تیمم اور وضو دونون مین حدث سے
طہارت پیدا کرنے مین شرکت ہی پس جیسے وضو مین دونون ہاتھ کہنیون تک مراد ہین ایسے ہی تیمم مین مراد ہین خطابی رح نے فرمایا کہ علما مین سے کوئی
اس امر مین اختلاف نہین کرتا کہ کہنیون سے زائد کا مسح تیمم مین لازم نہین ہی اور کہنیو نتک انکا حجت لانا اسطرح کہ وضو پر قیاس کیا ہی تو یہ فاسد ہے
ٹھیک قیاس نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ ہاتھون کی کہنیون تک مسح ہوتے ہین یا پہونچونتک ہو نہین ایک ہونا ضرور ہے کیونکہ بغل تک نہین
خود اجماع ذکر کیا پس ان دونون مین سے پہونچونتک بقیاس آیۂ سرقہ کے مرجح ہی بخلاف کہنیونتک ہونے کے بقیاس آیۃ الوضو کے راجح ہے
پس واجب ہی کہ یہی لیا جاوے اور اسمین فساد غیر ظاہر ہی اور اگر کہا جاوے کہ حدیث عمار رضہ جو آگے آتی ہی اسکی معارض ہی تو مین بیان ہوگا کہ وہ
خود محتمل ہی منصوص نہین ہی واللہ اعلم۔ اور واضح ہو کہ محی السنہ نے معالم مین نقل کیا کہ زہری رح کا مذہب ہی کہ تیمم ہاتھون کا بغل تک ہی
کیونکہ عمار بن یاسر رضہ سے مروی ہی کہ ہم نے مونڈھون تک مسح کیا پس اگر یہ ثابت ہو کہ زہری رح کا یہ قول ہی تو خطابی رح کی نقل اجماع مین تامل ہو گا لیکن
ظاہر یہ ہی کہ زہری رح سے یہ قول ثابت نہین اور مجوز بھی نہین ہی کہ زہری رح کے مانند امام فقہ و حدیث عمار بن یاسر کے اس قول سے استدلال کرے جو
انھون نے اپنی رائے سے کیا تھا جیسے یہ کیا کہ خاک مین لوٹ گئے تھے پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے خطا ئے فعل پر تنبیہ کردی
کما سیاتی قول دوم آنکہ ایکبارگی دو دفعہ ہاتھ مارکر اس سے چہرہ و ہاتھون کو کہنیونتک مسح کرے شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ قدیم قول شافعی رح کا تھا۔
قول سوم آنکہ ایک دفعہ ہاتھ مارکر چہرہ اور دونون ہاتھون کا پہونچونتک مسح کرنا کافی ہی۔ اور یہ مذہب امام احمد و محدثین کا ہی عمار رضہ سے
روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے تیمم مین فرمایا کہ ایک ضرب واسطے وجہ و کفین کے ہی۔ رواہ احمد یعنے ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مارکر چہرہ اور ہر دو کف پر
مسح کرے شقیق رح سے روایت ہی کہ مین عبد اللہ بن مسعود رضہ اور ابوموسیٰ رضہ کے ساتھ بیٹھا تھا پس ابوموسیٰ رضہ نے عبد اللہ سے کہا کہ کوئی مرد اگر پانی نہ پاوے
تو نماز نہ پڑھے پس عبد اللہ رضہ نے کہا کہ بھلا آپ کو یہ یاد نہین کہ عمار رضہ نے عمر رضہ سے کہا تھا کہ اے امیر المؤمنین آپکو یاد نہ رہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے اور آپکو اونٹون کے معاملہ مین بھیجا تھا پس مجھے جنابت پہونچی پس مین خاک مین لوٹ گیا پھر جب واپس ہوکر آئے تو مین نے رسول اللہ صلعم سے

نے حکم دیا کہ اگر تم ایسے بیمار ہو کہ پانی استعمال نکر سکو یا حالت سفر مین ہو یا پیخانہ و جماع کے بعد پانی نہ پاؤ۔ **فَتَيَمَّمُوا**۔ اقصدوا بعد دخول الوقت **صَعِيدًا طَيِّبًا**۔ ترابا طاہرا۔ تو تیمم کرو یعنے قصد کرو بعد وقت آجانے کے۔ صعید طیب کا یعنے مٹی پاک کا۔ مترجم کہتا ہو کہ مفسر رحمہ نے یہان دو قیدین اپنے مذہب کے موافق بڑھائی ہین اول آنکہ بعد دخول الوقت کی قید یعنے تیمم اسوقت کرو کہ جس نماز کے واسطے تیمم کرنا ہو اُسکا وقت آگیا ہو پس اگر قبل وقت کے تیمم کیا تو امام شافعی رحمہ کے نزدیک جائز نہوگا بخلاف وضو کے کہ اگر ظہر کے وقت مین عصر کیواسطے وضو کر لیا تو اس سے عصر کی نماز روا ہو اور یہ اس بنا پر ہو کہ تیمم انکے نزدیک وضو کیواسطے خلافۃ ضروری ہو یعنے بضرورت وضو کے قائم مقام ہوسکتا ہو پس قبل وقت کے ضرورت نہونے سے روا نہین ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک قبل وقت کے یا بعد وقت کے جائز ہو غیر ازینکہ نماز ایسے تیمم سے روا ہوگی جو کسی قربت مقصودہ کے واسطے مسلمان نے کیا ہو بنا برینکہ ہمارے نزدیک تیمم خلافت مطلقا وضو کا ہو اور حدیث صحیح مسلم کہ جسکا مضمون یہ ہو کہ مٹی مسلمان کے لیے طہور ہو اگرچہ دس برس ہو اور روایت دیگر مین ہو کہ پھر جب پانی پاوے تو ظاہر جسم پر بہاوے کہ یہ اسکے واسطے بہتر ہو اس حدیث کی دلالت ظاہر ہو کہ تیمم خلافت مطلق ہو نہ خلافت ضروری فافہم۔ اور قید دوم جو مفسر رحمہ نے اپنے مذہب کے موافق بڑھائی وہ یہ کہ صعید طیب کو مخصوص کر لیا تراب طاہر سے حالانکہ صعید طیب کے معنے لغت مین روے زمین طاہر ہو اور اہل معانی مین سے خلیل و **ابن الاعرابی و زجاج** رح نے کہا کہ صعید یعنے روے زمین خواہ اسپر خاک ہو یا نہو حتی کہ زجاج نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ اہل لغت کے درمیان اسمین کچھ اختلاف ہو۔ **بیضاوی** رح نے کہا کہ اسیواسطے ائمہ حنفیہ نے کہا کہ اگر تیمم کرنے والے نے پتھر سخت پر اپنا ہاتھ مارا اور مسح کر لیا تو کافی ہو مترجم کہتا ہو کہ مانند قول امام ابو حنیفہ رحمہ کے امام مالک و ثوری و طبرانی وغیرہم کا قول ہو اور امام شافعی و احمد نے کہا کہ تیمم کافی نہین مگر فقط تراب سے اور استدلال انکا یہ ہو کہ آیت مجمل ہو اور حدیث مین جو تربت و تراب کا لفظ آیا ہو وہ اسکا مبین یا مخصص یا مقید ہے مترجم کہتا ہو کہ جعلت لی الارض مسجدا و طہورا الحدیث مین موافق آیت کے علی الاطلاق زمین کو طہور فرمایا پس دعوی اجمال و تخصیص و تقیید نہایت ضعیف ہو بلکہ محض تعسف ہو اور یہ کیونکر تجویز کیا جا سکتا ہو کہ غالبا حوال کے موافق اگر آنحضرت صلعم نے تراب کا لفظ فرمایا تو وہ موجب تخصیص ہوگا واللہ تعالی اعلم اور تیمم کے معنے قصد کے ہین پس معنے قولہ تیمموا اقصدوا یعنے قصد کرو صعیدا طیبا۔ روے زمین پاک کا۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہو کہ کھیت کی زمین زیادہ پاک ہوتی ہو مترجم کہتا ہو کہ دیار عرب مین ایسا ہوگا اس ملک ہندوستان مین بوجہ اسکے کہ زمین کو کھاد وغیرہ دیجاتی ہو یہ حکم جاری نہین ہوسکتا واللہ اعلم ہان تبھی مٹی البتہ بہ نسبت اور مٹیون کے طاہر ہو بالجملہ طہارت بعض کی بعض سے اولی ہوتی ہو اور آیت کریمہ مین البتہ تاکید ہو پاکی کی اسیواسطے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جس مین پر نجاست مانند پیشاب کے پہونچی اور وہ خشک ہو کر پاک ہوگئی تو اسکی پاکی نماز کیواسطے ہو تیمم کے لیے نہین ہو اور جیسے تیمم روا ہو انمین بھی بعض سے بعض اولی ہو جیسے پتھر بے غبار تیمم سے خاک پاکیزہ پر تیمم اولی ہو کذا قیل فتامل بالجملہ حکم یہ پاکیزہ روے زمین کا قصد کرو۔ **قال المفسر** فاضربوا ضربتین۔ پھر دو دفعہ دونون ہاتھ مارو یعنے ایک مرتبہ چہرہ کیواسطے اور ایک مرتبہ ہاتھون کیواسطے **فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ**۔ پھر مسح کرو اپنے چہرون کو۔ **وَأَيْدِيكُمْ**۔ اور ہاتھون کو۔ اور چونکہ ہاتھون کا اطلاق گٹون تک اور کہنیون تک اور بغل تک سبکو شامل ہوتا ہے اور یہان متعین نہین فرمایا لہذا مفسر رحمہ نے کہا مع المرفقین و مسح یتعدی بنفسہ و بالحرف۔ یعنے مع کہنیونکے اور فعل مسح یمسح کبھی خود متعدی ہوتا ہو جیسے مسحت الوجہ اور کبھی بحرف جر متعدی ہوتا ہو جیسے امسحوا بوجوہکم مین ہو۔ واضح ہو کہ مفسر رحمہ نے جو دو دفعہ ہاتھ مارنا اور کہنیون تک مسح کرنا زائد ذکر کیا ہو ان دونون مین اماموں کا اختلاف ہو پس بعض نے ذکر کیا کہ دو ضرب سے وجہ مع مرفقین مسح کرنیکا مذہب چارون اماموں کا ہو لیکن اس نقل مین تامل ہو کیونکہ عنقریب آگے معلوم ہوگا کہ امام احمد کا یہ مذہب نہین ہو اور تفصیل مقام یہ ہے کہ آیت کریمہ مین فقط فامسحوا بوجوہکم و ایدیکم۔ مذکور ہو اور یہ کچھ مذکور نہین کہ ایک ضرب سے یا دو ضرب سے اور نیز یہ بھی مذکور نہین کہ ہاتھ کہان تک

اس جواب کو اسی طرح ردکر دیا ہی کہ نسخ نہین ثابت ہی بلکہ جب دونون حدیثین صحیح ہین اور جمع ممکن ہی تو خلاف اصول ہی کہ نسخ کے قائل ہون بلکہ وضو کر لینا مستحب ہی اور نہ کرنا جائز ہی اور اسی پر محمول ہوگا قول اجلہ صحابہ کا کہ براہ تورع واستحباب وضو کر لینا واجب ہی پس جو ب شرعی نہین ہوا فافہم **قال محی السنہ** پھر پیخانہ وپیشاب دونون راہون کے سوائے اور طرح سے بدن سے نجاست نکلنے سے وضو ٹوٹنے مین اختلاف ہی پس اگر فصد لی یا پچھنے لگائے یا قی وغیرہ کے مانند کوئی چیز خارج ہوئی تو ایک جماعت کا مذہب ہی کہ وضو واجب نہین ہوتا اور ایسا ہی ابن عمرؓ وابن عباسؓ سے مروی اور عطاؤ طاؤس وحسن وسعید بن المسیب کا قول و مالک وشافعی کا مذہب ہی۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ قی ونکسیر وفصد وپچھنے وغیرہ سے وضو واجب ہوتا ہی یہی سفیان ثوری وابن المبارک وابوحنیفہ واحمد واسحاق کا مذہب ہی **قال المترجم** وامام ابوحنیفہ کے نزدیک رکوع وسجود والی نماز مین قہقہہ مارنا ناقض وضو ہی اور یہ بدلیل حدیث مرسل ابوالعالیہ بروایت ابوداؤد برخلاف قیاس ثابت ہی۔ اور خون بدستہ نکلنا زخم تلوار وغیرہ سے ناقض وضو ہی ولیکن صحیح حدیث مین یہ مضمون مروی ہی کہ حضرت صلعم نے دو شخصون کو ایک درہ کی نگہبانی پر مقرر فرمایا ناگاہ ایک کافر جو تاک مین تھا اسی راہ سے آیا اور اسکی جورو کا فرہ کو مسلمان قید کر لائے تھے پس اسنے رات مین اس درہ پر آدمی کی پرچھائین دیکھی اور حال یہ ہوا کہ دونون مین سے انصاری نماز مین مشغول ہوگئے اور مہاجری سورہے تھے تاکہ باری باری رات گزارین پس اسنے تیر مارا اور وہ انصاریؓ کے لگا جس سے خون جاری ہوا اور کافر مذکور بعد زخمی کرنے کے بھاگ گیا پھر بعد سلام پھیرنے کے انصاریؓ نے مہاجری رضؓ کو جگایا انھون نے کہا کہ تمنے تیر پہونچنے کے وقت کیون نہ جگایا تو جواب دیا کہ مجھے خوش نہ آیا کہ مین سورہ توڑ دون تا آنکہ تمام کرکے سلام پھیرا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس خون جاری ہونے سے وضو نہین کیا تھا اور انکار اسکا مروی نہین ہی۔ پس سوائے اسکے اور کیا سمجھا جاتا ہی کہ شاید یہ رائے ان صحابی رضی اللہ عنہ کی خود ہوگی کیونکہ منصوص سنت یا تقریری نہین ہی واللہ اعلم۔ اب جاننا چاہیے کہ حاصل آیت کریمہ جس سے مذہب امام ابوحنیفہ وغیرہ موافق ہو یہ ہوا کہ اگر تم ایسے مرض سے مریض ہو کہ پانی ضرر کرے یا مسافر ہو اور اس حال مین جنابت یا حدث لاحق ہو یا کوئی تم مین سے پیخانہ سے آوے یعنی اسکو حدث ہو جاوے تمام ان وجوہ سے جنسے وضو کرنا لازم آتا ہی یا تم عورتون سے جماع کرو۔ **فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً**۔ تطہرون بہ للصلوٰۃ بعد الطلب والتفتیش وھو راجع الی ما عدا المرضیٰ۔ پھر تم نے نہ پایا پانی۔ ای جس سے تم نماز کے واسطے طہارت کرو بعد ازانکہ تم نے اسکو طلب وتلاش کیا ہو اور یہ قید یعنی پانی نہ پانے کی مریضون کے سوائے باقیون کی طرف راجع ہی کیونکہ مریض کو جبکہ پانی ضرر کرتا ہی تو اسکو پانی ملنا یا نہ ملنا یکسان ہی اسلیے کہ پانی موجود ہوتے ہوئے بھی اسکو تیمم کرنا جائز ہی۔ ہان مسافر وحدث والے وجماع کرنیوالے کو البتہ تیمم نہین جائز ہی مگر جبھی کہ انکو پانی نہ ملے **قال ابن کثیر** اسی آیت سے بہت سے فقہا نے استنباط کیا کہ تیمم جائز نہین اسکو جو پانی نہ پاوے مگر بعد اسکے کہ پانی کو طلب وتلاش کرے **قال فی السراج** اسواسطے کہ پانی نہ پانے والا جبھی کہلاویگا کہ جب اسنے تلاش کیا اور نہ پایا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ پانی نہ پانے کی قید مین ظاہر یہ کہ سب کی طرف راجع ہی یعنے مرضیٰ ومسافر وآئندہ از غائط وملامس نساء۔ یا بعض کی طرف راجع ہی۔ اگر سب کی طرف راجع ہو تو یہ مشکل پیش ہوتی ہی کہ مریض خواہ پانی پاوے یا نہ پاوے اسکو تیمم روا ہی اور مؤلف فتح البیان نے اقرار کیا کہ اسکو فی الحال یا فی المآل گر خوف ضرر ہو تو اسکو تیمم روا ہی باوجود پانی ہونے کے اور یہ شرط نہین کہ خوف تلف ہو کیونکہ دین آسان ہی۔ چونکہ یہ امر ظاہر تھا اور اسکی توجیہ مین بارد تکلفات بیکار تھے **مفسر جلال** رحؒ نے ماسوائے مریض کے باقی کی طرف راجع کیا۔ اور الطہر وہ ہی جو **بیضاوی** رحمہ اللہ نے تاویل کی کہ فلم تجدوا ماءً بمعنے فلم یتمکنوا منہ۔ یعنے تم اسکے استعمال پر قادر نہو اسواسطے کہ جو اسکو استعمال نہین کرسکتا اسنے گویا اسکو نہین پایا۔ اور یہ تاویل پسندیدہ ہی اسلیے کہ اس قید کا تعلق سب کے ساتھ اظہر ہی علی ہذا **مفسر جلال** رحؒ نے مرضیٰ کے ساتھ جو قید لگائی کہ مرضا یضرہ الماء۔ اسکی کچھ حاجت نہین تھی۔ اسواسطے کہ مریض کو استعمال پانی کی قدرت جب ہی نہوگی کہ پانی اسکو مضر ہو فافہم الحاصل اللہ تعالیٰ

پھیلا دیتی۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ ان دنوں میں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے رواہ البخاری اور نیز حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ میں حضرت صلعم کے پہلو میں سوتی تھی پس رات میں بستر کے پاس سے آپ گم ہو میں نے نہ پایا تو اپنے ہاتھ سے ٹٹولا پس میرا ہاتھ آپکے قدموں پر پڑا درحالیکہ آپ سجدہ میں تھے اور یہ فرماتے تھے۔ اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لا احصی ثناءً عليك انت كما اثنيت على نفسك۔ رواه البخاری۔ پس ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضرت صلعم نے نماز میں خود حضرت عائشہ رضؓ کو چھوا اور غمز کیا اور حضرت عائشہ رضؓ نے آپکو چھوا اور غمز کیا بہرحال وضو واجب نہیں ہوا اور البتہ بخاری رحؒ اس حدیث کو حجت لائے ہیں کہ عورت کے سامنے ہونے سے نماز میں خلل نہیں آتا پس یہ وہم پیدا کرنا کہ شاید منسوخ ہو کر باطل ہی کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ نے خود اس سے بھی حجت پیش کی ہی پس دعوی نسخ وہم و باطل ہی پھر واضح ہو کہ شافعی رحؒ کا قول بھی دلالت کرتا ہی کہ انھوں نے چھونے سے وضو ساقط ہونیکی علت فقط شہوت قرار دی ہی حتی کہ اگر کپڑا وغیرہ حائل ہو تو چھونے سے وضو نہیں جاتا اور ایسے ہی اصح القولین پر اگر اپنی ماں بیٹی بہن وغیرہ کسی ایسی عورت کو جو دائمی حرام ہیں یا اجنبی ایسی چھوٹی لڑکی کو جو مشتہاۃ نہیں ہی چھوا تو انکے نزدیک بھی اصح القولین پر وضو نہیں جاتا کیونکہ یہ محل شہوت نہیں ہیں فافہم مترجم کہتا ہی کہ صواب یہی ہی کہ قولہ او لامستم النساء کے یہ معنے ہیں کہ تمنے عورتوں سے جماع کیا ہو اور حاصل آنکہ اگر حدث ہوا یا جنابت پہونچی بالقصد تو تیمم سے نماز پڑھو بشرطیکہ پانی نہ ملے اور عنقریب تفسیر آتی ہی۔ یہاں جاننا چاہیے کہ جسکو حدث ہو اسکی نماز جائز نہیں تاوقتیکہ وضو نہ کرے اگر پانی پائے یا تیمم نہ کرے اگر پانی نہ پاوے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قبول نہیں کیجاتی تم میں سے کسیکی نماز جبتک وضو نکرے یعنے طہارت نکرے اور اس باب میں احادیث صحاح وغیرہ بہت ہیں مترجم کہتا ہی کہ جو چیز پیخانہ و پیشاب کی راہ سے نکلے موافق معتاد کے وہ بالاتفاق ائمہ حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک حدث ہی خواہ عین ہو یا اثر ہو مانند ریح کے اور ایسے ہی اغماء و جنون جس سے عقل مغلوب ہو بالاتفاق حدث ہی کسی حال پر ہو۔ اور سونا پس اگر کروٹ سے ہو تو وضو توڑتا ہی یا جو اسکے حکم میں ہی اور اگر کھڑے و بیٹھے اپنے بل پر یا سجدہ میں ہو تو نہیں توڑتا یہی امام ابوحنیفہ و ثوری رحؒ و ابن المبارک کا مذہب ہی اور شافعی رحؒ کے نزدیک سوائے بیٹھے کے سب سے وضو واجب ہوتا ہی اور ایک جماعت نے کہا کہ ہرحال میں وضو توڑتا ہی اور یہ قول ابوہریرہ رضؓ و عائشہ رضؓ و حسن رحؒ و اسحاق رحؒ و مزنی رحؒ کا ہی اور دلائل کتب فقہ میں مبسوط ہیں۔ پھر معالم میں ذکر کیا کہ پیشاب کے مقام کو چھونیسے وضو واجب ہونے میں اختلاف ہی ایک جماعت کے نزدیک واجب ہوتا ہی یہی قول حضرت عمر و ابن عمر و ابن عباس و سعد بن ابی وقاص و ابوہریرہ رضؓ و عائشہ رضؓ کا ہی اور یہی ابن المسیب و سلیمان بن یسار و عروہ کا ہی اور یہی مذہب اوزاعی و شافعی و احمد و اسحاق کا ہی ہاں شافعی کہتے ہیں کہ جب اندر کی ہتیلی یا انگلیوں سے چھوے تب وضو لوٹتا ہی و دلیل وہ حدیث ہی جو امام مالک رحؒ وغیرہ نے روایت کی کہ عروہ بن الزبیر نے کہا کہ میں مروان کے پاس گیا اور وہاں موجبات وضو کا ذکر آیا تو مروان نے کہا کہ ذکر کے چھونے سے وضو واجب ہوتا ہی تو عروہ رحؒ نے کہا کہ تونے یہ کہاں سے معلوم کیا اسنے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان نے خبر دی کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کسی نے اپنے ذکر کو چھوا تو چاہیے کہ وضو کرے۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ اس سے وضو واجب نہیں ہوتا ہی بدلیل حدیث طلق بن علی رضؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مرد پر اپنے ذکر کے چھونیسے وضو واجب ہوتا ہی آپنے فرمایا کہ وہ تو تیرے بدن کا ایک پارہ ہی۔ رواه الترمذی وغیرہ اور یہی قول حضرت علی و ابن مسعود و ابوالدرداء و حذیفہ رضی اللہ عنہم کا اور قول حسن بصری رحؒ کا اور یہی مذہب ثوری و ابن المبارک و ابوحنیفہ وغیرہم کا ہی۔ اور جو لوگ وجوب وضو کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ طلق بن علی رضؓ پہلے مسلمان ہوئے تھے اور وجوب وضو کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضؓ نے بھی روایت کی اور اسلام ابوہریرہ رضؓ کا متاخر ہی پس حدیث طلق منسوخ ہی بحدیث ابوہریرہ رضؓ۔ مترجم کہتا ہی کہ اسوقت تک مجھے نہیں معلوم ہوا کہ یہ کونسا سبب نسخ کا ہی علمائے اصول و محدثین میں سے کوئی قائل نہیں کہ یہ وجہ بھی نسخ کی ہوتی ہی اور علمائے حنفیہ نے

نہین ہی اور خالص عربی نے کہا کہ وہ جماع ہی تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تو کس فریق مین تھا مین نے کہا کہ مین موالی کے ساتھ تھا۔ فرمایا کہ موالی کا فریق مغلوب ہوا۔ البتہ لمس و مس و مباشرت وہ جماع ہی ولیکن اللہ تعالیٰ کنایہ فرماتا ہی جو چاہتا ہی۔ رواہ ابن جریر اور بہت طرق سے یہ بات صحیح ہوئی کہ حضرت ابن عباس نے ایسا فرمایا ہی اور ابن جریرؒ نے بھی ان لوگون کو ذکر کیا جنکو ابن ابی حاتم نے اہل سلف سے ذکر کیا **قول دوم** آنکہ ابن جریرؒ نے فرمایا کہ دوسرے بزرگون نے اس سے ہاتھ سے یا دیگر اعضا سے چھونا مراد لیا پس مرد کے بدن مین سے کوئی عضو اگر عورت کے بدن کو چھو گیا بطریق افضا تو اس سے اسپر وضو واجب ہونے کے قائل ہوے پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ لمس ماسواے جماع ہی اور متعدد طرق سے ابن مسعودؓ سے اسکی مثل مروی ہوا **مترجم** کہتا ہی کہ مالک نے موطا مین باسناد صحیح جید حضرت ابن عمرؓ سے مانند اسکے روایت کیا اور مفسر جلالؒ نے اسی پر اعتماد کیا ہی اور **ابن کثیر**ؒ نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے فرمایا کہ عبیدہ سلمانی و ابو عثمان النہدی و عامر و ثابت و ابراہیم نخعی و ابن اسلم سے اسکے مانند مروی ہی۔ اور عمر بن الخطابؓ سے مروی ہوا کہ جسنے اپنی جورو کا بوسہ لیا یا ہاتھ سے چھوا اسپر وضو آتا ہی و قد رواہ الدارقطنی فی سننہ عنہ۔ ولیکن ہم کو اور طرق سے حضرت عمرؓ سے روایت پہونچی کہ وہ اپنی بیوی کا بوسہ لیتے پھر دوسرا وضو نہین کرتے اسی وضو سے نماز پڑھتے تھے پس روایت دارقطنی وغیرہ اگر اُنسے صحیح ثابت ہو تو بھی محمول کیجائیگی کہ مراد انکی یہ ہی کہ اسپر وضو کر لینا مستحب ہی **قال المترجم** امام ابو حنیفہؒ وغیرہ ہاتھ سے چھونے وغیرہ سے وضو واجب ہونیکا قول جن سلف سے مروی ہی اسکو ایسی صورت پر محمول کیا کہ شہوت سے بوسہ لیا یا چھوا حتی کہ مذی نکل آئی تو بالاتفاق طہارت ساقط ہو جاتی ہی **ابن کثیر**ؒ نے کہا کہ چھونے سے وضو واجب ہونیکا قول امام مالک و شافعی کا اور مشہور از احمد بن حنبل ہی۔ اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ یہ ابن مسعود و ابن عمر و شافعی و زہری و اوزاعی کا قول ہی مگر محی السنہ نے یہان تو ان لوگونکے قول مین ذکر کیا کہ مرد و عورت دونون کا وضو ساقط ہو گا اور مابعد مین لکھا ہی کہ شافعی کے ایک قول مین عورت کا وضو ساقط نہو گا بدلیل حدیث عائشہؓ در بارۂ نماز تہجد ولکن لا دلیل لہ کما ستعرف بادنیٰ تامل۔ پھر لکھا کہ مالکؒ و لیث و احمد و اسحاق کے نزدیک اگر مساس بشہوت ہو تو وضو ساقط ہو گا ورنہ نہین۔ اور ایک جماعت نے فرمایا کہ چھونے سے وضو کسی حال مین نہین جاتا اور یہی ابن عباس و حسن و ثوری کا قول ہی اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ انتشار ہو تو ٹوٹتا ہی ورنہ نہین **مترجم** کہتا ہی کہ مذہب امام ابو حنیفہ مین جو امر صحیح ہی مین لکھ چکا کہ وہ موافق قول حضرت ابن عباس و علی وغیرہم ہی الا آنکہ مذی نکل آوے تو بوجہ خروج مذی ساقط ہو گا اور شاید کہ قول احمد و اسحاق بھی بدین معنے ہو کہ انھون نے نظر بغالب حال شہوت کو قائم مقام خروج مذی قرار دیا واللہ اعلم اور ابن جریرؒ نے کہا کہ ہر دو قول مین سے اولیٰ بالصواب یہ قول ہی کہ مراد آیت کریمہ مین لامستم النساء سے جماع ہی اور جو دیگر معانی مذکور ہوے ہین انمین سے کوئی مراد نہین ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوا کہ آپ نے اپنی پاک بی بیون مین سے بعض کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھی اور وضو نہین کیا اور حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم اُنکا بوسہ لیتے حالانکہ آپ روزہ دار ہوتے تھے پھر نہ روزہ افطار ہوتا اور نہ جدید وضو کرتے تھے رواہ ابن جریر اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہین کرتے رواہ احمد و ابن جریر و مانند اسکے ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی اور کلام بعض طرق حدیث پر کچھ مضر نہین ہی **مترجم** کہتا ہی کہ جو لوگ چھونے سے وجوب وضو کے قائل ہین وہ بوسہ کو بدلالت یا بالقیاس ملحق کرتے ہین اور اصل مین لمس بمعنے ہاتھ سے چھونا لیتے ہین جیسا کہ مفسر **جلال**ؒ نے ذکر کیا ہی پس حدیث بوسہ لینے کی انپر تمام حجت نہین ہو سکتی ہی کیونکہ جائز ہی کہ بدون ہاتھ سے چھوے بوسہ لیا ہو پس حجت قوی وہ حدیث ہی جو موطا مین امام مالکؒ سے بسند صحیح اور صحیح مین مروی ہی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مین سویا کرتی تھی حضرت کے سامنے اور میرے پانون حضرت صلعم کے سجدہ کی جگہ ہوتے تھے پس جب حضرت صلعم سجدہ کرتے تھے تو میرے پانون کو غمز کرتے یعنے ہاتھ سے دبوچ دیتے تھے پس مین پانون اپنی طرف کھینچ لیتی تھی پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو مین اپنے پانون

جاننا چاہیے کہ غائط در اصل پست مطمئن زمین کو کہتے ہیں اور عرب کا دستور تھا کہ لوگونکی نظر سے پوشیدہ ہونے کے واسطے پیخانہ جانےمیں ایسی جگہ تلاش کر لیتے تھے پھر مجازاً پیخانہ کو غائط سے تعبیر کرنے لگے تاکہ لفظ کریہ سے ہر وقت نجات ہو پس یہ از باب تسمیۃ الشئی باسم مکانہ ہی اور مفسر رح نے کہا ہو المکان المعد لقضاء الحاجۃ۔ یعنے غائط وہ جگہ ہی جو قضاے حاجت کے واسطے مقرر کر رکھی گئی ہو گویا یون کہا کہ جو تم مین سے پیخانہ سے آیا اور مراد یہ کہ ہگ کر یا موت کر آیا اور علماے نے مانند مفسر رح کے کہا۔ ای احدث۔ یعنے حدث کیا۔ حاصل آنکہ غائط سے آنا کنایہ ہی حدث سے پس لغت مین غائط بمعنے جاے قضاء حاجت تھا اور مجازاً قضاء حاجت پر بولا گیا اور اس حقیقت عرفی سے بیان کنایہ لیا گیا مطلقاً حدث یعنی بے طہارت ہوا۱۲ پس حاصل یہ ہوا کہ جسکو حدث ہوا اور اسنے پانی نہ پایا تو تیمم کرے۔ اور یہ ایک دلیل اس امر کی ہوسکتی ہی کہ حضر مین تیمم جائز ہی۔ ابا الکلام اسمین نہ حدث کن کن امور کو شامل ہی اور آگے تھوڑا سا بیان ہوگا بعد ازانکہ یہ متعین ہی کہ پیخانہ و پیشاب حدث ہی اور بر تقدیر آنکہ کنایہ حدث سے ہی پیخانہ و پیشاب کا قطعاً حدث ہونا اس بنا پر ہوگا کہ کنایہ اصل حقیقت کو بدرجہ اولی شامل ہوتا ہی وہہنا کلام طویل لا یسعہ المقام۔ والحق آنکہ معنے حقیقی سے کنایہ جمع ہوتا ہی اسمین شبہ نہین ہی **اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ** یا ملامست کیا تمنے عورتونکو۔ وفی قراءۃ بلا الف وکلاہما بمعنے۔ یعنے حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین بدون الف کے لمستم النساء ہی اور یہ دونون لفظ ایک ہی معنے ہین۔ یعنے لامس ولمس۔ ہر دو بمعنے واحد ہین من اللمس وہو الجس بالید قالہ ابن عمر وعلیہ الشافعی والحق بہ الجس بباقی البشرۃ۔ یعنے دونون لفظ مشتق از لمس ہین بمعنے ہاتھ سے چھونا۔ یہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہی اور یہی شافعی رح کا مذہب ہی پس جسنے عورت کو ہاتھ سے چھوا اسکو حدث ہوگیا کہ اسپر طہارت واجب ہی پھر اگر ہاتھ کے سوا باقی ظاہر بدن سے چھوا تو وہ بھی بدلالت النص یا القیاس اسی سے ملحق ہی یعنے اسکا حکم بھی ہاتھ سے چھونے کے مانند ہی کہ طہارت جاتی رہیگی۔ وعن ابن عباس ہو الجماع۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اس سے مراد جماع ہی یعنے اگر عورتون سے تم نے جماع کیا تو طہارت ٹوٹ گئی اور یہی ابو حنیفہ رح کا مذہب ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ لامستم النساء کی تفسیر مین سلف کا اختلاف ہی اور علماء و فقہاء نے بھی اختلاف کیا ہی اور مذاہب مجتہدین کے مختلف ہوگئی بعض نے کہا کہ ہر دو قراءۃ سے جماع مراد ہی اور بعض نے کہا کہ مطلق ملامست مراد ہی یعنے بدن سے بدن کا چھونا خواہ بجماع ہو یا اور طور سے ہو اور بعض نے کہا کہ فقط ظاہر بدن کا ظاہر بدن سے چھونا بدون جماع کے مراد ہی اور مبرد رح نے کہا کہ لغت مین اولی یہ ہی کہ لامستم۔ بوسہ لینے وغیرہ کے مانند ہو اور لمستم بمعنی جماع ہو اور **شیخ ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ مفسرین و اماموں سے اس مین دو قول اختلافی ہین **قول اول** آنکہ یہ لفظ کنایہ ہی جماع سے بدلیل قولہ تعالی وان طلقتموہن من قبل ان تمسوہن وقد فرضتم لہن فریضۃ فنصف ما فرضتم الآیہ۔ اور۔ قولہ ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا الآیہ۔ یعنے ان دونون آیتون مین بالاتفاق مس سے مراد جماع ہی ایسا ہی یہان بھی کنایہ از جماع ہی مترجم کہتا ہی کہ اسپر وہ وارد ہوتا ہی جو مین نے اوپر اشارہ کیا کہ کنایہ مین لفظ کے معنے حقیقی ترک ہو جانا ضرور نہین ہی جیسے قولہ او جاء احد منکم من الغائط۔ مین الغائط سے معنے پیخانہ و پیشاب کے بھی کنایہ از حدث مین شامل ہین والجواب عنہ علے تقدیر التسلیم سہل ایضا لا حاجۃ الی التطویل۔ پھر **ابن کثیر** رح نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیر رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ او لامستم النساء کہا ابن عباس نے یعنے جماع اور حضرت علی و ابی بن کعب و مجاہد و طاؤس و حسن و عبید بن عمیر و سعید بن جبیر و شعبی و قتادہ و مقاتل بن حیان سے اسکے مانند مروی ہی اور بکر بن عبد اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ ملامست جماع ہی ولیکن اللہ عز وجل بزرگ ہے وہ کنایہ فرماتا ہی جس سے چاہتا ہی رواہ ابن جریر رح اور نیز سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ لمس و مس و مباشرت جماع ہی ولیکن اللہ عز وجل کنایہ فرماتا ہی جس سے چاہتا ہی رواہ ابن جریر۔ اور نیز سعید بن جبیر سے روایت ہی کہ لوگون نے لمس کو آپس مین ذکر کیا پس چند موالی نے کہا کہ وہ جماع نہین ہی اور چند خالص عرب نے کہا کہ وہ جماع ہی۔ پھر مین ابن عباس رض سے ملا اور مین نے کہا کہ چند موالی اور چند خالص عرب نے لمس مین اختلاف کیا موالی نے کہا کہ وہ جماع

خوف ہو یا مرض کے طول ہو جانیکا یا مانند اسکے تو بھی تیمم روا ہی اور کچھ خلاف نہین کہ مریض چاہے حضر مین ہو یا سفر مین اسکو تیمم جائز ہی کیونکہ
حکم حضر کے واسطے منصوص ہی بدلیل مقابلہ سفر اور خود سفر مباح کرنے والا تیمم کا ہی چنانچہ فرمایا۔ اَوْ عَلٰی سَفَرٍ ۔ ای مسافرین وانتم جنبا و
محدثون ۔ یعنے کائنا علی سفر ۔ حال واقع ہی ای مسافرین در حالیکہ تم مسافر ہو ۔ اور مفسرؒ نے قید لگائی وانتم جنبا ومحدثون ۔ اور تمہارا حال یہ ہو
تم جنب ہو کہ تمکو نہانیکی ضرورت ہو یا محدث ہو کہ تمھین وضو کرنیکی ضرورت ہو ۔ اور یہ غالب استعمال ہی ورنہ حدث شامل ہی حاجت وضو اور حاجت
غسل دونون کو اور جنابت خاص ہی حاجت غسل کے ساتھ جیسا کہ فقہ مین مذکور ہی ۔ اور یہ قید جو مفسرؒ نے مریض و مسافر دونو نکے ساتھ بیان کی
بنظر ارتباط حکم ما بعد ہی یعنے شرط کی جزا مین تیمم کرنیکا حکم مذکور ہی پس یہ مراد نہین کہ اگر مرض یا سفر ہو تو تیمم کرنا واجب ہی یعنے آنکہ مرض یا سفر کا
پیدا ہونا تیمم کا موجب ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ اگر تمکو جنابت یا حدث حالت مرض یا سفر مین لاحق ہو تو تمکو تیمم روا ہی اور ما بعد مین یہ قید سوا سطے نہین کہ
بیان غائط و ملامست لنساء خود حدث یا جنابت ہی بخلاف مرض و سفر کے فافہم ۔ پھر اسمین اختلاف ہی کہ تیمم کیواسطے سفر ایسا مراد ہی کہ جسمین نماز قصر
ہو جاتی ہی یا عام ہی اور اطلاق آیت مقتضی ہی کہ جبپر مسافر کا لفظ صادق آوے اسکو تیمم روا ہی پس اگر عرف لغت کا اعتبار ہو تو عام رہیگا اور اگر عرف
شرع کے موافق لیا جاوے تو ایسا مسافر ہو کہ جسکو نماز کا قصر روا ہی اور تمام کلام فقہ مین مبسوط ہی ۔ بالجملہ مسافر کے حق مین تو جواز تیمم منصوص ہے
اب رہا یہ کہ اگر حضر مین ہو اور پانی نہ پاوے تو کیا حکم ہی پس محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز مین تاخیر کرے یہانتک
کہ اسکو پانی ملے ۔ اور امام شافعی و مالک و اوزاعی کے نزدیک تیمم سے پڑھے لیکن شافعی کے نزدیک جب پانی پاوے تو اعادہ کرے اور باقیونکے نزدیک
اعادہ نہین ہی ۔ ہذا ما ذکرہ اور شاید کہ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ مرفوعًا الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین الحدیث کو مسافر کے حق مین
محمول کیا گیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ امام ابو حنیفہ و امام محمد و مالک کے نزدیک حضر و سفر دونون مین تیمم روا ہی اور امام شافعی کے نزدیک
حاضر صحیح کے لیے تا وقتیکہ خوف تلف نہو روا نہین ہی کذا قیل ۔ اور مترجم کہتا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ حاضر و مسافر کے لیے ان سب اماموں کے نزدیک روا ہی
اور شافعی جواز تیمم مین خوف تلف کی قید لگاتے ہین فافہم اور جاننا چاہیے کہ اگر بعض عضو مجروح ہو اور باقی صحیح ہو تو امام ابو حنیفہ و انکے اصحاب کے
نزدیک مواضع جراحت پر مسح کرے یعنے اسپر جو پٹی وغیرہ بندھی ہو اسپر مسح کر لے اور باقی اعضاء صحیحہ کو دھو ڈالے ۔ اور محی السنہ نے معالم مین اپنے
مذہب کے موافق نقل کیا کہ اعضاء صحیحہ کو دھووے اور مجروحہ کے واسطے تیمم کرے اور اسکی دلیل مین روایت ابو داؤد من طریق اللؤلوی محمد بن احمد
بن عمر وپیش کی کہ جابر بن عبد اللہؓ نے کہا کہ ہم لوگ سفر مین نکلے ہم مین سے ایک شخص کے سر مین پتھر لگا کہ سر پھٹ گیا اسکو رات مین احتلام ہوا اسنے
اپنے ساتھیون سے دریافت کیا کہ میرے واسطے تیمم کی رخصت پاتے ہو بولے کہ ہم تیرے واسطے تیمم کی اجازت نہین پاتے حالانکہ تو پانی کے استعمال پر
قادر ہی پس اسنے غسل کیا پس مر گیا پھر جب ہم لوگ واپس آئے تو نبی صلعم کو خبر کی گئی آپ نے فرمایا کہ انھون نے اسکو قتل کیا اللہ تعالےٰ انکو قتل کرے
کیون ان لوگون نے نہ پوچھا جبکہ انکو معلوم نہ تھا اور ماندہ کی شفا یہی سوال ہی اسکو تو یہی کافی تھا کہ تیمم کرے اور قصر کرے یا پٹی باندھے (موسیٰ راوی کو
شک پڑا ہی) اپنی جراحت پر پھر اسپر مسح کرے اور باقی بدن دھو ڈالے محی السنہ نے بعد اس حدیث کے لکھا جسکا حاصل یہ کہ ابو حنیفہ وغیرہ نے تیمم
و غسل کو جمع کرنا نہین جائز رکھا ہی مترجم کہتا ہی کہ مذہب امام ابو حنیفہ تو ظاہر حدیث شریف کے موافق ہی کیونکہ حدیث مین ثابت ہوا کہ تیمم کرے
یا مجروح پر مسح کرے اور باقی کو دھووے اور یہی انکا مذہب ہی کہ اگر اکثر اعضاء مجروح ہون تو فقط تیمم کر لے اور اگر کم مجروح ہون تو مجروح پر مسح کر
اور باقیون کو دھووے عملًا بہر دو روایت حدیث اور معروف ہی کہ اکثر در حکم کل ہی فافہم مترجم کے نزدیک تو محی السنہ کا مذہب اس حدیث شریف کے
موافق نہین ہوتا اسواسطے کہ حدیث مین صحیحہ کو دھونا اور مجروح کے واسطے تیمم کرنا مذکور نہین ہی فتامل ۔ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

یہ قول روایت کیا اور عوفیؒ کے طریق سے اور ابو مجلزؒ کے طریق سے اسکو ابن عباس سے روایت کیا اور سعید بن جبیرؒ و مجاہد و حسن بن مسلم و حکم و زید بن اسلم و عبدالرحمٰن بن زید سے بھی اسی کے مثل روایت کیا اور عبداللہ بن ابی کثیر سے روایت کی کہ ہم سنتے چلے آتے ہیں کہ یہ حکم سفر کے بارہ مین ہو ابن کثیر نے کہا کہ پاک مٹی مسلمان کے لیے دس برس تک طہور ہونیکی حدیث بھی اسیکے شاہد ہو رواہ مسلم و احمد و اہل السنن۔ پھر ابن کثیرؒ نے شیخ ابن جریرؒ سے ہر دو قول مین محاکمہ نقل کیا جسکا حاصل یہ ہو کہ عابر السبیل رہ وار و گذرنے والے کے واسطے انسب ہو بہ نسبت مسافر کے علاوہ ازین مسافر کا حکم جب اس سے معلوم ہوگیا تو آئندہ آیت مین پھر جب وان کنتم مرضی او علی سفر مین بیان کیا تو تکرار لازم آویگی لہذا اولی یہ ہو کہ عابر السبیل سے مسجد مین سے رہ وار و گذر جانے کے معنے لیے جاوین مترجم کہتا ہو کہ خواہ مخواہ تقلید سے کیے مان لون کہ جی ہان درست ہو و لیکن یہ روا نہین اگر دنیا کا معاملہ ہوتا تو بسر و چشم مگر اس معاملہ مین تو عرض کرونگا کہ مین اوپر متعدد وجوہ لکھ چکا ہون کہ الصلوٰۃ سے معنے حقیقی لینا اقوی ہو اور مواضع صلوٰۃ کے معنے لینا جسپر عابر السبیل بمعنے رہ وار و گذرنے والا بنتا ہو اضعف ہو رہا یہ امر کہ ما بعد مین بیان حکم مسافر سے تکرار لازم آتی ہو تو یہ میرے نزدیک کسی طرح مسلم نہین بلکہ یہ تو اضعف الاضعف ہے اول تو اسوجہ سے کہ الا عابری السبیل سے استثنا کیا گیا ہو بدون اسکے کہ کوئی حکم اسکا بیان ہو پس صحیح تو یہ ہو کہ حکم سے سکوت ہو اور اگر مستثنیٰ منہ کے حکم کے خلاف مفہوم سے نکالا جائے تو مفہوم مخالف حجت نہین اور اگر مان لیا جاوے تو اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ مسافر اگر پانی نہ پاوے تو نماز پڑھ لے کیونکہ اتنا نکلتا ہے کہ مسافر ہو تو نماز پڑھ لے اور ما بعد مین یہ قید مذکور ہو کہ مسافر ہو اور پانی نہ پاوے تو تیمم کرے پھر نماز پڑھے۔ اب فرمائیے کہ تکرار کہان لازم آتی ہو ہان اگر یہ کہا جاتا کہ ما بعد مین تفصیل جنب بیان کرنے سے یہان استثنا آلا عابری سبیل سے استغنا ہے تو البتہ اسکی وجہ بھی ہوتی۔ ہمارے مفسر شیخ جلالؒ نے ٹھیک کہا کہ آیت مین سے مسافر کو استثنا کیا اسلیے کہ اسکا حکم دوسرا ہو جو آگے آتا ہو پس مفہوم مخالف سے استدلال نہین کیا اور کیونکر استدلال کرتے اسلیے کہ اس سے تو مفہوم مخالف کا حجت ہونا بگڑ جاتا ہو اور یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہو کہ وہ مسکوت عنہ ہوا کرتا ہو نہ محکوم بمفہوم مخالف جیساکہ ہمنے اوپر اشارہ کیا اور یہی مذہب امام مجتہد ابو حنیفہؒ کا ہو سوا مسائل فقہیہ کے کئی صورتون مین کہ وہان ابو الفضل کرمانی وغیرہ نے مفہوم مخالف معتبر قرار دیا ہو اور حق یہ ہو کہ کلیہ معتبر نہین اور نہ فقہا نے قصد کیا ہو ہان اکثر جگہ اتفاقاً بنتا ہو لہذا مترجم نے ترجمۂ فتاوے عالمگیری مین الہدایہ مین اسکو ملحوظ رکھا ہو واللہ الموفق ولہ الحمد یہ کلام استطرادی تھا پھر تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اوپر جو مسافر کو مستثنیٰ فرمایا اب اسکا اور دوسرونکا حکم بیان فرمایا بقولہ۔ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى۔ جمع مریض مانند قتلیٰ جمع قتیل اور مرض کی تعریف طبیبونکے نزدیک یہ ہو کہ خروج بدن کا حد اعتدال سے ایسی حالت کی جانب کہ افعال معتادہ بحیثیت شخصی مین ضرر حاصل ہو۔ اور یہان جس مرض پر تیمم جائز ہو اسکو مفسرؒ نے بیان کیا بقولہ۔ مرضاً یضرہ الماء یعنے ایسے مرض سے مریض ہو کہ اسکو پانی ضرر کرے۔ پس اس سے دفع ہے قول بعض علما کا کہ تیمم مجرد مرض سے جائز ہو بدلیل عموم آیت کریمہ۔ اور مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت مین روایت ہو کہ انصار مین سے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جو مریض تھا اٹھکر وضو نہین کر سکتا تھا اور اُسکا کوئی خادم نہ تھا جو وضو کراوے پس اسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسکو ذکر کیا تو اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رواہ ابن ابی حاتم وہذا حدیث مرسل۔ اور مفسرؒ نے بدلالت نص یہ قید معتبر رکھی کہ مرض ایسا ہو کہ اسکو پانی کا استعمال ضرر کرے اور یہ بظاہر موافق قول ابو حنیفہؒ ہے کہ تیمم کے واسطے اسیقدر چاہیے کہ پانی کے استعمال سے ضرر ہو۔ اور مشہور قول شافعیؒ یہ ہو کہ تلف عضو ہوجانے کا خوف ہو لیکن یہ قول جیساکہ تو دیکھتا ہو خلاف مقتضائے ظاہر آیہ ہو اور محتمل ہو کہ مفسرؒ نے قولہ مرضاً یضرہ الماء سے ضرر سے یہ مراد لی ہو کہ تلف کا خوف ہو لیکن یہ احتمال بعید ہو۔ اور بعض بدلیل اثر مجاہدؒ کے جو اوپر مذکور ہوا اسکو بھی منجملہ مرض کے شمار کیا کہ بسبب ضعف کے پانی تک پہونچ نہ سکے۔ پھر امام ابو حنیفہؒ کے قول مین اگر چہ دو شامرض کا

مہمات اسلام و مسلمین کے واسطے بکثرت مسجد میں آنیکی ضرورت پیش آویگی لہذا سوائے انکے دروازے کے سب کے دروازے بند کرنے کا حکم دیدیا اور بعض سنن کی روایت میں جو بجائے دروازہ ابو بکرؓ کے علیؓ کی کھڑکی آیا ہے وہ راوی کی بھول ہے اور صحیح وہی ہے جو صحیح بخاری میں اتقن و احفظ ثقات سے آیا ہے قال المترجم اس سے شاہد لانا اس امر پر مقصود ہے کہ مسجد کی طرف مسجد میں لوگوں کے دروازے پھوٹے ہوئے تھے چنانچہ آخر حیات نبی صلعم تک رہے پھر دریچہ علیؓ کی روایت کو شیخ ابن کثیر نے راوی کی بھول قرار دیا اور شیخ ابن الجوزی نے موضوع کہا اور شیخ ابن حجر وغیرہ نے کہا کہ یہ ابن الجوزی کا قصور ہے اور اس حدیث کے طرق حسن و ضعیف ملکر کثرت سے ہیں جنسے یہ روایت درجۂ صحیح بالغیر تک پہونچتی ہے اسکو موضوع کہنا خود خطا ہے اور یہ محاکمہ کیا کہ حدیث ابو بکرؓ ایک واقعہ اور حدیث علیؓ دوسرا واقعہ ہے اور واقعہ ابو بکر مشعر صدق خلافت ہے اور واقعہ علیؓ بسبب اسکے تھا کہ حضرت علیؓ کا کوئی دروازہ سوا دریچہ مسجد کے نہ تھا پس انکو فرمایا تھا کہ میرے اور تیرے سوا کوئی اسمیں حالت جنابت میں نہ گذرے علاوہ ازین دروازہ و کھڑکی کی راہ سے بھی فرق بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر کیواسطے دروازے کی اجازت تھی اور حضرت علیؓ کے واسطے دریچہ کی اجازت تھی اور بسط کلام کی یہان گنجایش نہیں ورنہ ہذا القدر کاف۔ پھر ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسی آیت سے بہت سے اماموں نے حجت پکڑی ہے کہ جنب کو مسجد میں توقف کرنا حرام ہے ہان بیچ سے گذر جانا روا ہے اور یہی حکم حائض و نفسار کا ہے مگر بعض نے باحتمال آنکہ حائض و نفسا کی نجاست سے مسجد ملوث ہوجاے گذرنے سے بھی منع کیا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ احتمال ہو تو روا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے ثابت ہے کہ مجسے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مسجد سے مجھے چٹائی اُٹھا دے میں نے کہا کہ مین حائضہ ہون آپ نے فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ مین نہین ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین دلالت ہے کہ مسجد مین حائضہ و نفسا کا مرور روا ہے قال المترجم محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ علما نے اختلاف کیا ہے کہ مرور روا ہے یا نہین تو بعض نے مطلقاً اباحت کہا ہے اور یہی قول حسن بصریؒ کا اور مذہب امام شافعی و مالک کا ہے۔ اور بعض نے مطلقاً ممنوع کہا ہے اور وہ امام ابو حنیفہ وغیرہ کا قول ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ حدیث سے یہ دلالت قوی نہین کہ مسجد مین مرور روا ہے تو یہ نہین دیکھتا کہ حضرت عائشہؓ نے چٹائی اُٹھانے سے خود تامل کیا جو دلیل ہے کہ جانا روا نہین رکھتی تھین اور آنحضرت نے جو فرمایا کہ نجاست تیرے ہاتھ مین نہین ہے تو یہ خود دلیل ہے کہ حضرت عائشہؓ سے ہاتھ بڑھا کر اُٹھا لینے کا حکم فرمایا تھا نہ وہان جانیکا پس اس سے استدلال بعید ہے بلکہ برعکس مراد اشارہ ثابت ہوتا ہے اور آیت کریمہ سے استدلال لانا خود محل کلام ہے کیونکہ وہ جب تمام ہے کہ صلوۃ سے مواضع صلوۃ مراد ہون اور تجھے معلوم ہوچکا کہ یہ قول ضعیف ہے اور منع مرور حائض مین خود حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین حلال نہین رکھتا ہون مسجد کو کسی حائض کے لیے اور نہ کسی جنب کے لیے رواہ ابو داؤد من حدیث افلت اور خطابیؒ نے کہا کہ افلت کے مجہول ہونے سے ایک جماعت نے حدیث کو ضعیف کہا ولیکن یہ کچھ نہین ہے اسواسطے کہ ایک اسناد کی کسیقدر ضعف سے حدیث کا ضعف نہین لازم آتا چنانچہ ابن ماجہ نے دوسری اسناد سے اسکو روایت کیا اور زیلعیؒ نے اسکی تقویت کردی ہے اور ابن حجرؒ نے ابن عبد اللہ بن حنطب کی مرسل کو قوی جید کہا اور اسی سے ترمذی کا حدیث حسن کہنا صحیح ہوتا ہے اور یہ منجملہ دلائل کے ہے کہ آیت مین صلوۃ سے مواضع نہین مراد ہین اور بوجہ حدیث کی تخصیص نہین ہوسکتی ہے۔ اور حضرت علیؓ سے قولہ ولا جنبا الا عابری سبیل ۔ مین روایت ہے کہ فرمایا نہ قریب ہو نماز سے مگر آنکہ مسافر ہو اسکو جنابت پہونچے اور پانی نہ ملے تو نماز پڑھا کرے یہانتک کہ پانی پاوے۔ رواہ ابن ابی حاتم من طرق عنہ۔ قال و قد روی عن ابن عباس فی احدی الروایات و سعید ابن جبیر و الضحاک نحو ذلک۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت ابن عباس سے شاید قوی روایت یہی ہے کہ عابر السبیل سے مسافر مراد ہے اور معنی آیت کے موافق قول علیؓ کے ہین کیونکہ معالم مین آیت کے معنے مین لکھا کہ منع فرمایا جنب کو نماز سے یہانتک کہ غسل کرے مگر آنکہ سفر مین ہو اور پانی نہ پاوے تو تیمم سے نماز پڑھ لے۔ اور یہی قول حضرت علیؓ و ابن عباسؓ و سعید بن جبیرؓ و مجاہدؒ کا ہے شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن جریرؒ نے بھی حضرت علیؓ سے

جو آگے آتا ہی-اگر کہا جاوے کہ استثنا مسافر سے سمجھا گیا کہ مسافر کو پڑھنا روا ہی-جواب یہ کہ جب حکم منصوص موجود ہو تو مفہوم مخالف نہین لیا جاتا ہی اور تجھے بارہا معلوم ہو چکا کہ امام ابو حنیفہ مفہوم مخالف کو حجت نہین کہتے ہین بلکہ مسکوت عنہ کہتے ہین چنانچہ یہان دیکھو کہ مفہوم مخالف کا اگر اعتبار ہوتا تو یہ نکلتا کہ نماز مت پڑھو درحالیکہ جنب ہو الاجبکہ تم مسافر ہو یعنے مسافر ہو تو نماز پڑھو اگرچہ جنب ہو-اور آگے معلوم ہوا کہ مسافر ہو تو جنب نماز پڑھنے کی مطلقا اجازت نہین ہی بلکہ مسافر ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز پڑھنا روا ہی فافہم-وقیل المراد النہی عن قربان مواضع الصلوٰة ای المساجد الا عبورا من غیر مکث-یعنے بعض مفسرین نے کہا کہ مراد اس سے یہ ہی کہ مواضع نماز سے قریب مت ہو نہ نشہ مین اور نہ حالت جنابت مین یعنے مسجدون مین ایسی حالت مین مت جاؤ سوائے عبور کے بدون درنگی و توقف کے-یعنے یہ روا کر دیا کہ مسجد سے ہو کر اس حالت مین گذر جاؤ اور وہین توقف مت کرو مترجم کہتا ہی کہ اوپر مذکور ہوا کہ الصلوٰة کی تفسیر مین دو قول ہین اول آنکہ مراد صلوٰة بمعنے حقیقی ہی اور دوم آنکہ مواضع الصلوٰة مراد ہین یعنے مسجدین بحذف مضاف جیسا کہ مولف فتح البیان نے نقل کیا ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ بر سبیل مجاز مواضع نماز مراد لیا جاوے لما ستعرف-اگر کہا جاوے کہ تقدیر ظاہر ہی نہ مجاز تو جواب آنکہ قرب درحقیقت موضع سے ہی لہذا قرینہ ہی کہ صلوٰة سے موضع الصلوٰة مراد ہی اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ اطلاق اسکا آتا ہی جیسے قولہ تعالیٰ وبیع وصلوات مین صلوات سے مساجد مراد ہین مگر پوشیدہ نہین کہ اس کلام مین-بیع وصلوات ومساجد-مذکور ہی پس ظاہر معنے حقیقی ہین واللہ اعلم ولیکن یہان قرینہ مذکورہ موجود ہی اور مناقشہ مثال مین بیکار ہی-بہر حال قولہ الاعابری سبیل اسکی تقویت کرتا ہی کہ صلوٰة سے مراد مواضع ہین کیونکہ عبور سبیل بمعنے گذر جانا بے تکلف ہی ولیکن صلوٰة سے مواضع مراد لینا اور نیز سبب نزول کی راہ سے اسمین ضعف ظاہر ہی علاوہ برین قولہ وانتم سکاریٰ اسکے بہ نسبت الیق یہ اول ہی پس قول دوم مین وجہ تقویت واحد اور وجہ ضعف کئی ہین اسیواسطے مفسر رح نے بلفظ قیل کہا جو صیغۂ تمریض مشعر ضعف ہی اور وجہ اول مین تقویت ظاہر ہی کہ صلوٰة اپنے معنے حقیقی پر باقی ہی اور انتم سکاریٰ اسکے ساتھ الیق ہی اور ایسی ہی غایت یعنے حتیٰ تعلموا ما تقولون کیونکہ مواضع نماز سے قریب نہونے کی یہ انتہا کہ یہانتک کہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو وجیہ نہین ہی بلکہ خود نماز سے وجیہ ہے اور سبب نزول اسکے ساتھ صریح ہی کہ مراد نفس صلوٰة ہی پس وجہ دوم کے برعکس وجہ اول مین وجوہ تقویت زائد ہین ہان وجہ ضعف ایک یہی کہ عابری سبیل سے مسافر مراد لیا گیا تو یہ کچھ مستبعد نہین وقد قال علیہ السلام کن فی الدنیا کانک غریب او کعابری سبیل الحدیث اور وجہ تعبیر مسافر بعابر السبیل آنکہ حالت روانگی ہو تو مین اکثر اوقات اہین پانی نہین ملتا کہ بعد پیشاب و پیخانہ کے حدث مین رہجاتا ہی ایسے ہی جنابت مین بھی ممکن ہی بخلاف منزل پر اترنے کے فافہم-اور بعض نے تجویز کیا کہ الصلوٰة سے نماز و موضع نماز دونون اسطرح مراد ہو سکتے ہین کہ بنظر قید وانتم سکاریٰ معنے حقیقی مراد ہین اور بنظر قولہ الاعابری سبیل مواضع نماز مراد ہین بر سبیل مجاز-اور غایت یہ کہ اسمین جمع بین الحقیقة والمجاز لازم آتا ہی وہ بتاویل مشہور روا ہی وفیہ نظر ظاہر-اور پوشیدہ نہ رہے کہ اقوال سلف اس آیت کی تفسیر مین مختلف ہین شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ عطاء بن یسار نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ ولا جنبا الا عابری سبیل حتیٰ تغتسلوا-ابن عباس نے کہا یعنے مت داخل ہو مسجد مین درحالیکہ تم جنب ہو الا عابری سبیل-یعنے روا ہی کہ گذر جاوے اور وہین نہ بیٹھے-رواہ ابن ابی حاتم ثم قال وقد روی عن عبداللہ بن مسعود و انس و ابی عبیدہ و سعید بن المسیب و ضحاک و عطاء و مجاہد و مسروق و ابراہیم و زید بن اسلم و ابی مالک و عمرو بن دینار و حکم و عکرمہ و حسن و یحییٰ و زہری و قتادہ نحو ذلک-اور یزید بن ابی حبیب رح سے روایت ہی کہ انھون نے کہا کہ چند مردان انصار رض کے دروازے مسجد کی جانب تھے انکو جنابت پہنچتی اور انکے پاس پانی نہوتا تو پانی کو جاتے اور مسجد کے سوائے کوئی راہ نہین پاتے تھے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا-ولا جنبا الا عابری سبیل-رواہ ابن جریر شیخ ابن کثیر نے کہا کہ اس قول کی صحت پر شاہد ہی حدیث صحیح بخاری کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو دروازے مسجد کی طرف اسمین ہین سب بند کر دو سوائے دروازہ ابو بکر رض کے اور یہ آپ نے آخر حیات مین فرمایا اس آگاہی سے کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابو بکر متولی خلافت ہونگے پس انکو

متلازم تھیں انتہی کلامہ مترجم کہتا ہی کہ مفسر **سیوطی** رحمہ اللہ نے تفسیر میں موافق جماعت اول کے یہاں اختیار کیا کہ مراد یہ ہی کہ نماز سے ملتبس نہو
یعنے نماز مت پڑھو درحالیکہ تم سکاری ہو **حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ** ۔ یہانتک کہ تم سمجھنے لگو اس بات کو جو کہتے ہو۔ بان تصحوا۔ باین طور
کہ نشہ اُتر جاوے اور تم ہوشیار ہو جاؤ حاصل آنکہ جب تک نشہ میں ہو تب تک ملتبس نہو پھر جب نشہ اُتر جاوے تب پڑھو۔ جاننا چاہیے کہ علماء
میں اختلاف ہی کہ شرعی احکام جاری ہونے کے واسطے مست کون ہوتا ہی تو ایک قول یہ ہی کہ زمین و آسمان میں تمیز نہ کرے اور دوسرا قول یہ ہی مرد
کو عورت سے فرق نہ کرے اور تیسرا قول یہ ہی کہ چلنے میں لڑکھڑاوے وغیر ذلک من الاقوال شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ سب سے بہتر یہ قول ہی جو آیت کریمہ
سے ثابت ہوتا ہی کہ مست وہ ہی کہ جو کچھ کہتا ہی اسکو نہ سمجھے مترجم کہتا ہی کہ یہ افراط کا مرتبہ ہی و سیاتی۔ اور اسی سے تمسک کیا جو کہتا ہی کہ سکران کی طلاق
نہیں واقع ہوتی ہی کیونکہ وہ جو کہتا ہی اسکو جانتا نہیں تو قصد منتفی ہوا اور یہی قول حضرت عثمان بن عفان و طاؤس و عطا و قاسم و ربیعہ کا ہے اور
مذہب لیث بن سعد و اسحق و ابو ثور و مزنی کا ہی اور اسی کو طحاوی رح نے اختیار کیا ہی اور ایک جماعت نے کہا کہ سکران کی طلاق واقع ہو گی اور یہی
حضرت عمر بن الخطاب و معاویہ و جماعت تابعین کا قول ہی اور یہی مذہب ابو حنیفہ و ثوری و اوزاعی کا ہی اور شافعی کا قول اسمین مختلف ہے اور
مالک رح نے کہا کہ طلاق لازم ہو گی اور اگر قتل یا زخمی کرے تو قصاص واجب ہوگا اور اگر نکاح کیا یا خرید فروخت کی تو بیع لازم نہو گی مترجم کہتا ہی کہ
امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو امور ایسے ہیں کہ قصدًا و بلا قصد لازم ہو جاتے ہیں مانند طلاق وغیرہ کے وہ اسپر لازم آوینگے۔ پھر واضح ہو کہ یہاں یہ
اشکال پیش آتا ہی کہ سکران جب سمجھتا ہی نہیں تو اسکو ممانعت کا خطاب کیونکر ہی کیونکہ اس حالت میں وہ مجنون کے مانند ہی اور جواب اسکا کئی وجہ سے
دیا گیا اول وہ جو **شیخ ابن جریر** رح نے کہا کہ خطاب ان شراب پینے والوں کو تھا جنکو شراب چڑھی اور یہ مرتبہ نہیں پہونچا کہ ایسے مست ہو جاویں کہ
خطاب کو نہ سمجھیں۔ دوم جو **بیضاوی** میں ہے کہ اس سے مراد ممانعت سکران کو نہیں کیونکہ وہ غیر مکلف ہی بلکہ مراد اس سے یہ ہی کہ شراب خواری میں افراط
نہ کرو اور سوم آنکہ مراد اس سے سکر سے بالکلیہ ممنوع ہونیکی تعریض ہی کیونکہ وہ لوگ رات دن میں پانچ وقت ادائے نماز پر مامور تھے پس شراب
پینے والا کبھی اپنے وقت پر نماز ادا کرنے پر قادر نہو گا نظیر اسکی قولہ تعالیٰ ولا تموتن الا وانتم مسلمون پس لا تموتن سے مراد انکو حکم ہی کہ اسلام پر
مرنے کے واسطے سامان جمع رکھیں اور ہمیشہ طاعت پر مستعد ہیں فافہم۔ **وَلَا جُنُبًا** ۔ بالایلاج او الانزال و نصبہ علی الحال و ہو یطلق علی المفرد
وغیرہ۔ یعنے اور مت ملتبس ہو نماز سے یا مت قریب ہو مواضع نماز سے درحالیکہ جنب ہو خواہ ایلاج سے یعنے فقط ذکر کا سر اندر ہو جانے سے اگرچہ
انزال نہو یا انزال سے مطلقًا اگرچہ اندر دخول نہوا ہو مانند احتلام وغیرہ کے اور ابتدائے اسلام میں حکم تھا کہ دخول سے جبتک انزال نہو تب تک
غسل واجب نہوتا پھر منسوخ ہوا جیسا کہ متواتر احادیث میں ثابت ہوا ہی اور نصب اسکو بنا برحال ہونے کے ہی اور جنب اگرچہ لفظ مفرد ہی مگر
اسکا اطلاق مفرد و غیر مفرد سب پر ہوتا ہی کیونکہ وہ مصدر سے ملحق ہی پس تانیث و تذکیر میں بھی یکسان ہی جیسے قرب بعد وغیرہ چنانچہ بولتے ہیں رجل جنب و امرۃ جنب
و رجال جنب و نساء جنب اور اصل میں جنابت بمعنے بعد و دوری ہی پس جنب کو اسواسطے جنب کہتے ہیں کہ وہ مواضع نماز سے دور یا لوگون کے میل سے
دور رہے تا آنکہ غسل کرے۔ حاصل آنکہ اور مت ملتبس یا قریب ہو نماز سے یا مواضع نماز سے درحالیکہ تم جنب ہو **اِلَّا عَابِرِيْ** ۔ مجتازی
**سَبِيْلٍ** طریقًا ای مسافرین۔ مگر درحالیکہ گذرتے ہوے ہو سبیل کو ای راہ کو یعنے درحالیکہ تم مسافر ہو۔ و عابر از عبور بمعنے گذرندہ جمع آن
عابرین ان باضافت سبیل ساقط ہوا و مفسر رح نے طریقًا بالنصب سے اشارہ کیا کہ عابرین اسم فاعل مضاف بجانب مفعول ہی اور استثناء از اعم احوال ہی یعنے مت
نماز پڑھو درحالیکہ جنب ہو عامۂ احوال میں الا سفر میں ہونیکی حالت میں کہ اسکا حکم دوسرا آتا ہی **حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا** ۔ فلکم ان تصلوا۔ یہانتک
کہ غسل کرو پھر تمپر فرض ہی کہ نماز پڑھو۔ و استثنی المسافر لان لہ حکما آخر یاتی۔ اور مسافر کو اسمیں سے استثناء کر دیا اسواسطے کہ اسکا حکم دوسرا ہے

لوگونکے ساتھ مخصوص ہی کیونکہ کفار نماز ہی نہین پڑھتے تھے اور اہل کتاب کی نماز بعد منسوخ ہونے کے مانند نہ پڑھنے کے تھی کیونکہ جب وہ
ایمان نہ لائے تو کافر ہوے اور حضرت صلعم نے بھی فرمایا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اس امت مین سے جو کوئی
یہودی و نصرانی مجکو سنکر مجپر ایمان نہ لاویگا وہ قطعی دوزخی ہوگا۔ رواہ اصحاب الصحاح ۔ اَوْلا تقربوا الصلوٰۃ کے معنے یہ ہین کہ متلبس مت ہو
نماز سے اور مفسر رحنے کہا ۔ ای لاتصلوا ۔ مراد یہ کہ مت نماز پڑھو پس اس مقصود کو یون تعبیر فرمایا کہ نماز کے افعال مت ادا کرنے لگو ۔ اسمین بہت
تاکید پائی گئی پس نماز جو قطعی فرض ہی اس سے منع فرمایا ایک خاص حالت مین اور وہ قولہ ۔ وَاَنۡتُمۡ سُکَارٰی ۔ ہی یعنے نماز کے فعل سے
متلبس نہو ایسے حال مین کہ تم نشہ مین ہو پس نشہ ایسی بُری چیز ہی کہ اُس سے ایسی پسندیدہ عبادت سے جو فرض ہی محرومی پیش آئی اور مراد نشۂ
سے مفسر نے بیان کی ہمن الشراب لان سبب نزولہا صلوٰۃ جماعۃ فی حالۃ السکر یعنے سکاری ہو شراب سے پس شراب ہی سے خصوصیت اس دلیل سے
کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہوا تھا کہ ایک جماعت نے شراب کے نشہ مین نماز پڑھی تھی مترجم کہتا ہی کہ سکاری جمع سکران بمعنے مست نشۂ
جیسے کسالی جمع کسلان بمعنے کسلمند ہی ۔ اور یہ آیت قبل شراب حرام ہونے کے نازل ہوئی تھی چنانچہ قولہ یسالونک عن الخمر والمیسر الآیۃ ۔ کی تفسیر
مین جو حدیث مذکور ہوئی اسمین موجود ہی کہ پھر جب یہ آیت اُتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کو سُنائی تو عمر رض نے کہا ای پروردگار ہمارے
خمر کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے پس نماز کے وقتون مین لوگ شراب نہین پیتے تھے یہانتک کہ تحریم نازل ہوئی ۔ اور ابوداؤد کی روایت مین ہی
کہ اقامت نماز کے وقت رسول اللہ صلعم کا منادی پکار دیتا تھا کہ جو نشہ مین ہو وہ نماز کے قریب نہ آوے اور سبب اسکا یہ ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف
نے دعوت کی اور مہاجرین و انصار کو بلایا وہ کھانے و شراب پینے سے سیر ہوئے اتنے مین نماز مغرب کا وقت آیا تو ایک کو امام بنایا بعض روایت مین
ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اور بعض مین کہ خود عبدالرحمٰن بن عوف رض کو اور یہی اقرب ہی بہرحال امام نے قل یاایہا الکفرون لااعبد ماتعبدون
وانتم عابدون مااعبد ۔ آخر تک اسی طرح پڑھی کہ حرف لا کو حذف کیا یعنے معنے الٹے اور کفر کے ہوگئے تب یہ آیت نازل ہوئی ۔ رواہ عبد بن حمید
وابوداؤد والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ الترمذی وقال حسن صحیح اور مسلم رح کی حدیث طویل مین سعد رض کی ناک پر کسی
انصاری کے مارنے کے قصہ مین سبب نزول حضرت سعد رض کے حق مین مذکور ہی مگر صریح نہین ہی اور عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ شراب حرام
ہونے سے پہلے بعض لوگ نماز مین حالت نشہ مین آتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا رواہ ابن جریر اور ایسا ہی قول ابورزین و مجاہد کا ہی اور ضحاک رح
سے روایت ہے کہ نیند کا نشہ مراد ہی کما روی عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم ولیکن سوائے ضحاک رح کے کافۂ علما یہی کہتے ہین کہ آیت کریمہ مین شراب کا نشۂ
مراد ہی اور ابن جریر رح نے کہا کہ یہی صواب ہی ۔ لیکن واضح رہے کہ اونگھ مین نماز پڑھنا مکروہ ہی کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی تم مین سے اونگھے اور وہ
نماز مین ہو تو چاہیے کہ پھر جاوے اور سو رہے یہانتک کہ سمجھنے لگے کہ وہ کیا کہتا ہی اور بعض روایت مین ہی کہ شاید وہ استغفار کرنیکا قصد کرے مگر اپنے
اپکو بدگوئی سے یاد کرنا شروع کردے رواہ البخاری والنسائی ۔ بالجملہ خطاب کے معنے یہ ہین کہ ای ایمان والو تم جب نشۂ شراب مین ہو تو نماز مت پڑھو
اور یہ اس بنا پر ہی کہ آیت مین مراد نماز ہی نہ جائے نماز یعنے مسجد حالانکہ یہ دونون قول ہین ۔ اور صاحب فتح البیان نے ذکر کیا کہ اہل لغت کہتے ہین
کہ جب لاتقرب بفتح الراء ہو تو اسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ فعل سے متلبس مت ہو اور جب بضم الراء ہو تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اس سے قریب مت ہو
اور مراد یہان یہ ہی کہ نماز سے متلبس نہو اور یہی قول ایک جماعت مفسرین کا ہی اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ کا ہی اور دوسروں نے کہا کہ مراد مواضع
نماز ہین اور یہی قول امام شافعی کا ہی اور اس بنا پر مضاف کا مقدر ہونا ضرور ہی اور قولہ الا عابری سبیل اسکی تقویت کرتا ہی اور ایک گروہ نے کہا کہ
نماز اور مواضع نماز دونون معًا مراد ہین کیونکہ اسوقت مین وہ لوگ نماز ہی کے لیے مسجد مین آتے اور مجتمع ہی ہوکر نماز پڑھتے تھے پس دونون چیزین

جب مین اپنے وجہ کریم کو انکے واسطے ظاہر کرونگا - کیونکہ میرے روبرو وہ اپنی امت پر گواہی دینگے اور انبیا کے فنا ہونے کے بعد امت کیونکر باقی رہیگی
اور اسمین مقام خوف یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جب کسیقدر پردۂ کبریا کو کشف فرمایا تو انبیاء وصدیقین کو یہ کچھ حیرت ہوئی اور مبہوت ہوگئے اور اسکی
عظمت وعزت مین فنا ہوے تو کوئی بھی باقی نہ ہوگا مگر اسی حال مین کہ خود بخود مضمحل ہوگا اور اپنی ذات مین پاش پاش فنا ہوگا تو بطور تعجب کے
خطاب فرمایا کہ یہ لوگ میرے کشف جمال کے مقابلہ مین جو بصفت رضا ہوگا کیونکر قائم رہینگے حالانکہ وہ تو بیہوش کے مشابہ ہونگے اور لذت جمال سے حیران
ہونگے حضرت ابن مسعودؓ سے جو حدیث مروی ہی اسمین ہی کہ آنحضرت صلعم نے انکو کچھ قرآن پڑھنے کا حکم دیا انھون نے عرض کیا کہ آپ پر نازل ہوا
مین کیا آپکے روبرو پڑھون آپنے فرمایا کہ مجھے دوسرے سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہی پھر ابن مسعودؓ نے قولہ یا ایہا الناس اتقوا ربکم سے اس آیت تک
پڑھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت ابن مسعود پر رکھا اور کہا کہ یہین تک اور خوب روئے یہانتک کہ دونون جبڑے مضطرب ہوے
اور ایک روایت مین ہی کہ اس آیت کے سننے پر ایک چیخ ماری آپ نے اپنے وجد مین ان دونون منزلتونکو بیان کردیا **قال المترجم** روایت صحیح
بخاری از ابن مسعودؓ گذر چکی اسمین یہ مضمون نہین ہی اور شاید یہ طعن کیا جاوے کہ حدیث غیر ثابت نقل کی گئی تو شاید اسکی وہ روایت ہی جو ابن ابی حاتم
نے اخراج کی اور وہ بلفظہ یون ہی کہ حدثنا ابوبکر بن ابی الدنیا حدثنا الصلت بن مسعود الجحدری حدثنا فضیل بن سلیمان
حدثنا یونس بن محمد بن فضالة الانصاری عن ابیه قال وکان ابی ممن صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اتاھم فی بنی ظفر فجلس علی الصخرة التی فی بنی ظفر الیوم ومعه ابن مسعود ومعاذ بن جبل وناس من اصحابه
فامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قاریا فقرأ حتے اتی علی ھذه الایة فکیف اذا جئنا من کل امةٍ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا -
فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتے ضرب لحیاه وجنباه فقال یارب ھذا شھدت علی من انا بین اظھرھم فکیف بمن لم اره
اور چیخ مارنے کی روایت مجھے نہین ملی **قال فی العرائس** اور نیز اس آیت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کی امت کا اور دیگر
انبیا علیہم السلام وانکی امت کا شرف بیان فرمایا ورنہ او تعالیٰ شانہ پر عرش سے تحت الثریٰ تک کچھ پوشیدہ نہین ہی - بعض نے کہا کہ جئنا
من کل امة بشھید - ولی وصدیق کو - وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا - ان لوگون کے ولی ہونے کی تصدیق کرنے والا یا انکو جھٹلانے والا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ
اے ایمان والو نزدیک نہو نماز کے درحالیکہ تم نشۂ ہو یہانتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو
وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ
اور نہ درحالیکہ جنابت مین ہو مگر راہ سے گزرتے ہوے یہانتک کہ غسل کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو
أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
یا آیا کوئی تم مین سے پیخانہ پھرکر یا لگ گئے ہو عورتون سے پھر نہ پایا تمنے پانی
صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا
تو قصد کرو زمین پاک کا پھر مسح کرو اپنے منھ اور ہاتھون کا اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا - اس خطاب مین ایمان والونکو مخصوص فرمایا اسواسطے کہ قولہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ انہین

پوچھا کہ مین قرآن مجید مین چند امور پاتا ہون جو مجپر مختلف ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ اختلاف کیسا- کیا تجھے شک ہوتا ہی اسنے کہا کہ شک نہین ہی ولیکن میری سمجھ مین نہین آتے ہین- فرمایا کہ تو اچھا میرے سامنے لا جو تیری سمجھ مین نہین آیا اسنے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی- فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون- اور فرمایا- واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون- دیگر فرمایا- ولا یکتمون اللہ حدیثا اور فرمایا واللہ ربنا ما کنا مشرکین اسمین انھون نے چھپایا- دیگر فرمایا ءانتم اشد خلقا ام السماء بناہا- یہانتک کہ کہا والارض بعد ذلک دحاہا- اسمین تو آسمان کا پیدا کرنا زمین سے پہلے فرمایا ہے- اور فرمایا ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین- قولہ طائعین تک- پس اسمین زمین کی پیدایش آسمان سے پہلے فرمائی- دیگر آنکہ فرمایا- وکان اللہ غفورا رحیما- اور فرمایا وکان اللہ عزیزا حکیما- گویا وہ پہلے تھا اب نہین ہی تو حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ قولہ فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون پہلے نفخہ مین ہوگا- یعنے ایک دفعہ صور پھونکا جائیگا جو فرمایا ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض تو اس دفعہ نہ انساب ہونگے اور نہ مسالۃ باہمی- پھر دوسری بار پھونکا جائیگا جو فرمایا کہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون- تو دوسری بار مین ایک دوسرے سے مسالت کرینگے حاصل آنکہ عدم مسالت اور وقت ہی اور وجود مسالت اور وقت ہی) اور رہا چھپانا تو اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہ بخشیگا پس مشرک لوگ کہین گے کہ آؤ ہم بھی کہدین کہ ہم بھی مشرک نہ تھے سو یہی فرمایا کہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین- پھر اللہ تعالیٰ انکے موںہون پر مُہر کردیگا اور انکے ہاتھ پاؤن اعضاء بولینگے تب وہ پہچانینگے کہ اللہ عز وجل سے کوئی بات پوشیدہ نہین ہی تب تمنا کرینگے کہ خاک برابر ہوجاتے- اور رہا پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو روز مین پیدا فرمایا پھر آسمان کو پیدا کیا اور دو روز مین انکو سب مستوی کردیا پھر زمین کو دو روز مین بچھایا اور اسکا بچھانا یون کہ اسمین سے پانی نکالا اور چراگاہ پیدا کردی اور پہاڑ و جھیل وغیرہ بنادین یہ دیگر دو روز مین ہوا پس زمین اور جو کچھ اسمین ہی سب کی پیدایش چار روز مین ہوئی اور آسمان کی پیدایش دو روز مین ہوئی- اور رہا قولہ وکان اللہ غفورا رحیما- تو اسکے معنے یہ ہین کہ لم یزل غفورا رحیما- یعنے ہمیشہ غفور و رحیم ہی- پس اب تجپر قرآن مختلف نہو کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی مترجم کہتا ہی کہ آخر مین حضرت ابن عباسؓ نے نصیحت مین اشارہ فرمایا کہ اسقدر اختلاف تو تیرے ذہن مین بہت پیچ و تاب ڈالے ہوے تھا آخر تو نے جب میرے سامنے پیش کیا تو بالکل آسانی سے دور ہوگیا یہانتک کہ گویا کچھ اختلاف ہی نہ تھا ایسے ہی اگر کوئی اختلاف میری سمجھ مین بھی نہ آوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ہوتے تو دور ہوجاتا یعنے بالیقین وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچ و حق ہی اگر کسی کی سمجھ مین نہ آوے تو اسی کی سمجھ کا قصور ہی ف شیخ نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا- اللہ عز وجل نے اسمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال سے خبر دی کہ اللہ عز وجل کے مشاہدہ مین وہ بہت بزرگ مرتبہ ہین کیونکہ مشاہدہ انکا جمہور انبیا و صدیقین کا قرار دیا- مترجم کہتا ہے یعنے باقی سب انبیا و صدیقین کا جو مشاہدہ جس راہ سے ہی وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام و کمال ثابت فرمایا پس آنحضرت صلعم کمال مشاہدہ مین ان سب کے کمالات کے جامع ہوے واللہ اعلم- مترجم اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے مقام مین بیان کریگا- اور بیان فرمایا کہ خوف الٰہی تمام دلون مین عظیم ہی- اور اس مقام پر خوف و رغبت دونون کو مجامع فرمایا اسواسطے کہ عارف جب بساط قرب سے قریب ہوتا ہی تو اسپر تعظیم و اجلال و رغبت و امید سب غالب ہوجاتی ہین اسواسطے کہ انوار قرب کا مشاہدہ کرنا ان دونون حالتون کا مقتضی ہی حاصل آنکہ کیونکر ہوگا تیرا حال دیدار قدم مین درحالیکہ تو اسوقت تو نہین ہوگا یعنے از خود فنا و باقی بہ بقاء حق ہوگا اور کیونکر حال ہوگا ان لوگون کا میری سطوات عظمت و ظاہر ہونیکے وقت درحالیکہ وہ لوگ حد فناء مین میرے دیدار کبریائی مین ہونگے اور کیونکر ہوگا حال انبیاء و صدیقین کا جو تجسے اور تیری امت سے پہلے ہوے ہین یعنے جب تیرا و تیری امت کا تو یہ حال ہوگا تو سابقین انبیاء علیہم السلام و صدیقین کا میرے دیدار عزت و جلال مین کیا حال ہوگا- حاصل آنکہ گواہی دینے والے اور جنپر گواہی دینگے ان سب کا کیا حال ہوگا

پھر ان گمراہوں کا کچھ حال بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ۔ يَوْمَئِذٍ۔ یوم المجی۔ ای یوم اذا جئنا نحوما ذکرنا جسدن ہم لاوینگے گواہ جسطرح مذکور فرمایا تو حال یہ ہوگا۔ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ۔ تمنا کرینگے وہ لوگ جو کافر بنے تھے اور ہمارے رسول کی نافرمانی کی تھی۔ لَوْ۔ ان۔ تُسَوّٰى۔ بالبناء للمفعول۔ بِهِمُ الْأَرْضُ۔ کاش برابر کردیجاوے زمین انکے ساتھ۔ ف بصیغۂ مجہول قرارۃ عاصم وابن کثیر وابو عمرو ہی و بصیغۃ الفاعل۔ اور باقی قاریوں کی قرارۃ بصیغۂ معروف بفتح تار فوقیہ ہی مگر ان مین دو فریق ہین مع حذف احدہی التائین فی الاصل۔ یعنی حمزہ وکسائی کی قرارۃ اصل صیغہ تتسوی بدو تار فوقیہ مین سے ایک حذف کرتے ہین۔ ومع ادغامہا فی السین ای تَسَّوّٰى۔ یعنے نافع وابن عامر ایک تار کو سین مین ادغام کرکے بفتح تار وتشدید سین وتشدید واو پڑھتے اور معنے یہ کہ کاش برابر ہوجاتی انکے ساتھ زمین۔ بان یکونوا ترابا مثلہا العظم ہولہ کما فی آیۃ اُخری ویقول الکافر یا لیتنی کنت ترابا۔ اور زمین کے ساتھ برابر ہوجانے کی یہ صورت کہ یہ لوگ بھی زمین کے مانند خاک ہوجاتے اور یہ تمنا اسوجہ سے کرینگے کہ روز قیامت کا عذاب ہولناک ہی چنانچہ دوسری آیت مین صریح فرمایا کہ ویقول الکافر الخ یعنے اور کہیگا ہر وہ جو کافر بنا تھا کہ اے کاش مین خاک ہوتا۔ بعض نے کہا کہ بہم بمعنے علیہم یعنے زمین مین توپ کر مٹی برابر کردی جاتی جیسے کہتے ہین کہ سویت علیہ الارض۔ اے اسکو گاڑ کر اس طرح زمین برابر کردی کہ نشان بھی نہین رہا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ معنی ہین کہ وے اور خاک برابر ہوجاتے کہ مانند خاک کے اُن سے پوچھ کچھ نہوتی اور بصیغۂ معروف پڑھنے کی صورت مین یہ معنے کہ زمین پھٹ جاتی تو اُسمین سما جاتے۔ اور آگے حضرت ابن عباسؓ سے آتا ہی جس سے ظاہر ہوگا کہ بصیغۂ مجہول اقوی اور کیون انکو یہ تمنا ہوئی تھی بالجملہ آیت کریمہ سے روز قیامت کا ہول خوفناک ظاہر ہی کہ بڑے بڑے سرکش بے بس ولاچار ہوکر خاک ہونیکی تمنا کرینگے اور کچھ بن نہین پڑے گا۔ وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا۔ اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہین چھپا سکینگے ف یعنے جو کچھ کیا ہی اسکے متعلق جو کچھ بات ہی نہین چھپا سکین گے۔ یہ آخری وقت مین ہوگا اور پہلے اس سے طرح طرح کے کرتبون سے وہان بھی نہ چوکینگے چنانچہ مفسرؒ نے کہا۔ وفی وقت آخر یقولون واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ یعنے پہلے ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ بکین گے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ قسم ہی اللہ کی جو ہمارا پروردگار ہی ہم ہرگز مشرک نہین تھے۔ اور ضحاکؒ سے روایت ہی کہ نافع بن الازرق نے ابن عباسؓ کے پاس آکر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوّی بہم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثا۔ اور ایک جگہ فرمایا واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ پس انھون نے چھپایا۔ تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مین خیال کرتا ہون کہ تو اپنے ساتھیون پاس سے اُٹھا کہ مین ابن عباسؓ پاس جاکر متشابہ القرآن انپر پیش کرون سو تو ساتھیون پاس جب لوٹ جاوے تو خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ قیامت مین لوگون کو ایک میدان مین جمع کریگا پس مشرک لوگ کہینگے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے کچھ نہین قبول فرماتا ہی سوائے ایسے بندے کے جو موحد تھا پس کہین گے کہ آؤ ہم بھی شرک سے انکار کرجاوین سو کہین گے کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان کے منھون پر مہر فرماویگا اور حکم دیگا کہ انکے اعضا بولین پس انکے اعضا انپر گواہی دینگے کہ یہ مشرک تھے تو اسدم وہ تمنا کرینگے کہ کاش زمین برابر کردیجاتی انکے ساتھ اور اللہ تعالیٰ سے کچھ نہین چھپا سکین گے (رواہ ابن جریر) اور ایک روایت مین ہی کہ جب مشرک لوگ قیامت مین دیکھینگے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت نہین فرماتا مگر فقط اہل اسلام کے واسطے اور گناہون کو بخشتا ہی کیسا ہی بڑا گناہ ہو کچھ پروا نہین فرماتا ہی مگر فقط شرک کو نہین بخشتا ہی تو مشرکین بھی اس امید پر کہ شاید انکی مغفرت ہوجاوے مشرک ہونے سے انکار کرینگے تا آخر حدیث۔ اور ایک اثر ابن عباسؓ سے زیادہ دراز مروی ہوا اسمین دیگر چند اشکال کا جواب ہی چنانچہ مفسرؒ نے مقدمہ مین اور محی السنہ نے معالم مین وارد کیا کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عباسؓ سے

جل جلالہ ایک بندہ گواہ سامنے بلاویگا جوان کا فرونپر گواہی دیگا انکے کاموںکی چنانچہ مفسرینؒ نے بشہید علیہا سے اشارہ کیا کہ یہ گواہی ان لوگونکے ضرر پر ہوگی جیسے کہ بشہید لنا ہوتی تو انکے نفع کی ہوتی - اور یہ گواہ اس امت کا نبی علیہ السلام ہوگا - وَجِئْنَا بِكَ - یا محمد اور لاوینگے ہم تجکو - اسے محمد صلعم - عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا - ان لوگونپر گواہ محی السنہؒ نے معالم مین ہٰؤلاء سے کل امت محمدیہ قرار دی خواہ انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہی یا نہین دیکھا ہی - اور بعض نے کہا کہ جب انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امت پر گواہی دینگے کہ اے رب تعالیٰ ہم نے تیرے احکام ان لوگون کو پہونچا دیے تھے تو کفار جھٹلا وینگے پس آنحضرت صلعم گواہی دینگے کہ انھون نے پیغام الٰہی پہونچایا ہے بیقین اسکے کہ قرآن پاک مین صاف مذکور ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ تفسیر یہان زیادہ مناسبت نہین رکھتی بلکہ کافرون کے انکار کے وقت حضرت صلعم کی امت گواہی دیگی حتی کہ کفار طعن کرینگے کہ تم نے کہان سے جانا تو کہین گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمپر قرآن مجید اتارا اور ہمکو آگاہ کیا ہی - پھر امت محمدی پر خود حضرت صلعم گواہ ہونگے - پس یہ تفسیر ہی قولہ تعالیٰ وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شہداء چنانچہ شروع سیقول مین گذرا - اور ظاہر وہ ہی جو بعض نے کہا کہ ہٰؤلاء سے یہ لوگ جو یہود و مشرکین و کفار و منافقین مذکور ہوے مراد ہین یعنے ہر امت مین سے اسکا نبی علیہ السلام گواہ ہوگا اور حضرت صلعم اس امۃ والونپر گواہ ہونگے اور یہ آیت کریمہ مانند قولہ تعالیٰ ویوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم من انفسہم الآیۃ - یعنے جس دن کہ ہم اٹھاوین گے ہر امت مین ایک گواہ انپر انھین مین سے یعنے بنی آدم مین سے اور وہ اس امت کا نبیؑ ہوگا - اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی کہ مجھسے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجکو قرآن پڑھ سنا - مین نے عرض کیا کہ مین آپ کو پڑھ سناؤن حالانکہ آپ ہی پر نازل ہوا آپ نے فرمایا کہ ہان مجھے خوش آتا ہی کہ مین دوسرے سے اسکو سنون پس مین نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی یہانتک کہ جب اس آیت پر پہونچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہٰؤلاء شہیدا - تو آپ نے فرمایا کہ بس اسیقدر تجھے کافی ہی ناگاہ مین نے دیکھا کہ آپ کی مبارک آنکھون سے آنسو جاری تھے رواہ البخاری ومسلم وغیرہما اگر کہا جاوے کہ حضرت صلعم کیونکر گواہی دینگے حالانکہ جنکو دیکھا ہی انھین پر گواہی ہوسکتی ہی - تو جواب مین دو قول ہین اول آنکہ ہٰؤلاء اسم اشارہ خاص لوگون کی طرف ہی اور یہ وہی ہین جو حضرت صلعم کے وقت مین آپسے کفر و انکار کرتے اور بخل و تکبر و فخر کرتے اور نہین مانتے تھے پس وہ متعین ہین - جواب دوم یہ ہی کہ ہٰؤلاء اس امت کے کل کو شامل ہی خواہ آپ نے انکو دیکھا یا نہین دیکھا جیسا کہ ظاہر کلام محی السنہ مذکور ہوا پس توجیہ اسکی یہ ہی کہ قرطبیؒ نے تذکرہ مین سعید بن المسیب تابعی فقیہ سے روایت کی کہ ہر روز صبح و شام آنحضرت صلعم پر آپ کی امت کے اعمال پیش ہوتے ہین اسطرح کہ حضرت صلعم انکو مع نامون و مع اعمال کے پہچانتے ہین اسواسطے انپر قیامت مین گواہ ہونگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید الآیۃ شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ اثر منقطع وقول سعید بن المسیبؒ ہی باوجود اسکے قرطبیؒ نے اسکو قبول کرلیا ہی مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلعم کا شاہد ہونا یقینی ہی اور وجوہ گواہ ہونے کے بہت طور سے ممکن ہین مثلاً اللہ تعالیٰ بالمشاہدہ علم عطا فرماوے پس یقین ضرور اور تامل بیکار ہے حتی کہ مانند اثر سعیدؒ وغیرہ کے تتبع کرنا بھی ضروری نہین ہی فافہم اور بعض نے جواب اول اختیار کیا اور اسیکا مؤید ہی جو ابن مسعودؓ سے مروی ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مین فرمایا کہ اے پروردگار مین شاہد ہوا جبتک مین انمین موجود رہا پھر جب تو نے مجکو وفات دی تو انپر تو ہی رقیب رہا رواہ ابن جریر اور کلام ابن کثیر اسی طرف مائل ہی واللہ اعلم - اور ایسے ہی ہٰؤلاء سے اسی امت کے بخیل وحق چھپانے والے ومشرک ومنافق وکافر مراد ہونا قوی کہا جاتا ہی بدلیل قولہ فکیف جوابغار ہی یعنے اذا عرفت ماذکر فکیف حال ہٰؤلاء المشرکین والکافرین المذکورین - اور کمالین مین ہی کہ یہ فاء فصیحہ معلوم ہوتی ہی اور کیف مرفوع بنا بر خبریہ ہونے کے اور حال الکفار مبتدا مقدر ہی اور بعض نے کہا کہ مانند یصنعون فعل محذوف سے منصوب ای فکیف یصنعون یعنے یہ مذکور ہین کیا کرینگے - جب انپر انکا پیغمبر گواہ ہوگا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے گواہ ہونگے

پڑ جاتے ہین کہ ہمارے نیک کام قبولیت کے لائق نہین اور ہم انکا ثواب کچھ نہ پاوینگے تو آگاہ فرمایا کہ او تعالیٰ انکو انکے نیک کامون پر بہت اچھا
ثواب عطا فرماوے گا جیسا کچھ وہ چاہتے ہین اِس سے کہین بڑھکر اسلیے کہ علم الٰہی تو جو ہوا اور ہوگا سب کو محیط ہی اسکے علم سے ایک ذرہ برابر
پوشیدہ نہین ہی اسکے بے انتہا مخلوقات مین چاہے کہین ہو سب اسکے علم مین ایسا معلوم ہی کہ خود اِس چیز کو اپنے آپ ہرگز نہین معلوم ہی
پس او تعالیٰ سچون کے ثواب مین سے کچھ نہین کمی فرمائیگا اگرچہ ذرہ برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو کیونکہ اسپر پوشیدہ نہین اور کیونکر پوشیدہ
ہوسکتا ہی وہی تو سبکا خالق ہی۔ اِس آیت کریمہ مین علم ہی کہ او تعالیٰ کا علم و اسکی قدرت تمام مخلوقات کو محیط اور ایسے کمال پر کہ اسکے سوا
اسکی ماہیت کوئی نہین سمجھ سکتا ہی۔ اور اسمین دلیل ہی کہ اگر بندہ بدکار ہو تو جب توبہ کرے اللہ تعالیٰ اُسکی بدکاریونکو نیکیون سے بدل دیتا ہی
مترجم کہتا ہی کہ صریح فرمایا۔ اولٰئک یبدّل اللہ سیاٰتہم حسنات۔ یعنے ایسے ہی بندے ہین جنکی بُرائیان اللہ تعالیٰ نیکیون سے بدل دیتا ہی
بعض علما نے کہا کہ نیکیان کرتے ہین تو بُرائیان دور ہوتی ہین اور بجاے انکے نیکیان آجاتی ہین۔ اور بعض علماے محققین نے فرمایا کہ بُرائیان
جو توبہ و استغفار سے مٹ جاتی ہین اور بجاے انکے توبہ و استغفار کی نیکیان قائم ہوتی ہین کیونکہ ہر برائی سے توبہ و استغفار متعلق ہوا تو وہ بُرائی گئی
اور اسکی جگہہ نیکی آئی پس بجاے برائیون کے نیکیان آنا صادق ہوا اور یہ کلام پسندیدہ ہی واللہ اعلم۔ شیخ نے فرمایا کہ بُرائیون کی جگہ بھلائیان
کردیتا ہے تو سمجھ دیکھو کہ اگر بندہ اسکی توفیق وقوت سے نیکوکار ہو تو وہ کس اعلیٰ شان پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اِس سے نیکی قبول کرکے
دس گونہ فرماتا ہی اور یہ تو کم سے کم ضروری ہی زیادہ کی کوئی انتہا نہین ہی اور اپنی طرف سے جو عطا فرماتا ہے اسکی مقدار کوئی کیا جانے۔
سچ ہے کہ اگر وہ بدون نیکی کے جنت کے سب درجے دیدے تو وہ پاک پروردگار قادر خود مختار ہے مخلوق کی کیا مجال ہے جو دم مارے
ہر فضل و خوبی اُسی کی درگاہ کے لائق ہی خود فرمایا ہو اہل التقویٰ و اہل المغفرۃ۔ یعنے وہ اہل تقویٰ و اہل مغفرۃ ہے۔ اور واضح رہے کہ حسنہ
اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی توحید ہی اور جب بندہ توحید مین مخلص ہو تو اسکے درجات عام لوگون کے درجون پر ہزار ہا گونہ زائد ہین۔
پھر اللہ عزوجل نے خبر دی کہ او تعالیٰ اپنے بندہ صادق کو بے سبب اپنے کرم و فضل سے وہ کچھ عطا فرماتا ہے کہ اسکی تعداد کوئی نہین گمان کرسکتا ہی
اور کیا کچھ انعام و قرب دیتا ہی چنانچہ فرمایا و یؤت من لدنہ اجراً عظیما۔ دیدیتا ہی اپنے پاس سے اجر عظیم۔ یعنے اسکو عظیم فرمایا۔ اور اجر عظیم کا
ادنیٰ درجہ مشاہدہ ہے اور اعلیٰ درجہ آنکھون سے اس کا دیدار کریم ہے

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍۭ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا ۝

پھر کیا حال ہوگا جب بلاوینگے ہم ہر امت مین سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے ہم تجکو ان لوگون پر احوال بتانے والا

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ ط وَلَا

اس دن آرزو کرینگے جو لوگ منکر ہوے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کاش خاک برابر ہوجاتے اور نہ

يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۝

چھپا سکین گے اللہ تعالیٰ سے کوئی بات

فکیف۔ حال الکفار۔ یعنے کافرون کا حال کیونکر ہوگا۔ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍۭ بِشَهِيدٍ۔ یشہد علیہا بعملہا و ہو نبیہا
جب ہم لاوینگے ہر امت مین سے اسکا ایک گواہ فا جو اس امت پر گواہی دیگا کہ اسنے کیسے گناہ کئے اور وہ اس امت کا پیغمبر ہی۔ باء تعدیہ
و شہید۔ مفعول ہی ای لاوینگے ہم گواہ کو۔ جبکہ کفار انکار کرینگے کہ ہم سے نادانی مین کفر و شرک سرزد ہوا تو انکے قائل کرنے کو حضرت رب العزۃ

اور معنی حدیث کے واللہ اعلم یہ ہین کہ اہل ایمان کامل اور بندگان حق عزوجل جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہین وہ جنت مین داخل ہوجاوینگے اور اکثر انہین سے ملائکہ علیہم السلام وانبیاء علیہم السلام کی شفاعت سے داخل ہونگے مگر سب سے پہلے شفاعت کی اجازت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین افضل العالمین من الملائکۃ والناس اجمعین کو ہوگی پس مومنین کاملین برحمت الٰہی جنت مین داخل ہونگے اور بہت سے کبیرہ گناہ والے تک حضرت صلعم کی شفاعت سے مغفور ہونگے پھر ملائکہ وانبیاء علیہم السلام درجہ بدرجہ شفاعت کرینگے پھر خاص مومنین شفیع ہونگے پھر جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہونگے پھر عام مومنین جنت سے گنہگار مسلمانون کی شفاعت چاہین گے جو دوزخ مین جاچکے ہونگے اور تمام حال جو حدیث شریف مین مذکور ہی واقع ہوگا۔ اور واضح ہو کہ اللہ عزوجل کے قبضۂ قدرت ورحمت سے جسکو ایک مٹھی یا دو مٹھی کہا ہی وہ لوگ آزاد ہونگے جو ایمان مین پیدا ہوے اور اپنے کو مومن جانتے تھے مگر انھون نے کبھی کوئی کام نیک نہین کیا تھا۔ اور یہ مراد نہین ہی کہ وہ مومن بھی نہونگے اسواسطے کہ اسپر تو اجماع ہی کہ کفر نہین بخشا جائیگا اور مشرک کی کبھی مغفرت نہوگی اور آیت صریح موجود ہی۔ پھر محی السنہ نے حدیث صحاح کو اپنی سند سے وارد کیا کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عنقریب بقیامت کے روز اللہ تعالیٰ میری امت مین سے ایک مرد کو الگ کرکے تمام مجمع کے سامنے کھڑا کریگا پس ننانوے ۹۹ سجلات نامۂ اعمال دراز اسکے سامنے کھولے جاوینگے جسمین سے ہر ٹکڑا انتہائی نظر تک ہوگا پھر فرماوے گا کہ تو اسمین سے کچھ انکار کرتا ہی بھلا میرے لکھنے والے فرشتون نے تجپر کچھ ظلم کیا وہ عرض کریگا کہ نہین اے میرے پروردگار پھر فرماویگا کہ بھلا تیرے پاس کچھ عذر یا کوئی نیکی ہی وہ مبہوت رہجائیگا عرض کریگا کہ میرے پروردگار میرے پاس کچھ نہین ہی اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ ہان تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اور آج کے روز تجپر ظلم نہین ہوگا پس تہ کیا ہوا ایک پرچہ اسکے لیے نکالا جائیگا جسمین یہ ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مین دل سے گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین مگر اللہ تعالیٰ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور مین گواہی دیتا ہون دل سے کہ محمد صلعم اسکا بندہ واسکا رسول برحق ہی حکم ہوگا کہ تلوانے حاضر ہو عرض کریگا کہ پروردگار یہ پرچہ بمقابلہ ان دفترون کے کیا ہوگا حکم ہوگا کہ تجپر ظلم نہوگا پھر ترازو کے ایک پلہ مین یہ پرچہ رکھا جائیگا اور ایک پلہ مین وہ سب دفتر رکھے جاوینگے۔ پھر تولے جاوینگے تو سارے دفتر اونچے اٹھ جاوینگے اور پرچہ مذکور کا پلہ گران اور نیچا ہوگا حضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برابری مین کسی چیز کا وزن گران نہین ہوسکتا۔ اسناد اس حدیث کی جید اور یہ روایات صحاح سے ہے اور حدیث مین بلا تاویل معنے ہین جنپر ایمان لانا واجب ہی اور سابق مین تحقیق بیان ہوچکی ہی کہ اعمال جو دنیا مین ایسے نظر آتے ہین کہ انکا کچھ وزن نہین در واقع انکے حقائق موزون ہین اور اس عالم کے معاملات پر اُس عالم کے معاملات کیونکر قیاس کرسکتے ہین ہم اسکو اہل حق کی تحقیق سے اوپر لکھ چکے ہین اب اعادہ کرنا طول ہی واللہ الموفق۔ پھر محی السنہ نے معالم مین ذکر کیا کہ ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ دربارۂ خصوم ہے یعنے دنیا مین جس کسی کا جسپر حق رہا ہی قیامت مین اس سے دلایا جائیگا اور کچھ ظلم نہوگا اور اگر بعد حق دینے کے ایک نیکی بھی رہی تو اللہ تعالیٰ اسکو فضل سے بہت گونہ کردیگا اور اپنے فضل سے اپنے پاس سے بہت کچھ عطا فرماویگا اور استدلال مین حدیث پیش کی جسکا حاصل یہ کہ مومن سعید کے حسنات مین سے حقدارونکو دیدیا جائیگا پھر اگر کچھ رہا تو ملائکہ عرض کرینگے کہ پروردگار اسکی نیکی مین سے چیونٹی برابر رہا۔ حکم ہوگا کہ میرے بندے کے لیے اسکو کئی گونہ بڑھاؤ اور مصداق اسکا یہی آیت کریمہ پڑھی۔ اور اگر بندہ شقی ہی تو ملائکہ کہین گے کہ پروردگار اسکی نیکیان فنا ہوچکین اور حقدار باقی ہین حکم ہوگا کہ انکی برائیان لیکر اس شقی کی برائیون مین ملاکر دوزخ کو بھیجو مترجم کہتا ہی کہ اول اظہر ہی اور معاملہ خصوم مین باقی بچی ہوئی نیکی کا بڑھنا بھی اس حکم کریم کے تحت مین داخل ہی فافہم۔ ف عارف نے عرائس البیان مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ۔ اللہ عزوجل نے اپنی تنزیہ جلال و نوال سے خبر دی کہ نیکوکارون کے حق مین کمی کرنے سے پاک ہی اور بے تعداد فضل سے انکو بشارت دی اور جو لوگ شیطانی وہم مین

نہین ہی دوم آنکہ اس صیغہ کا استعمال کثرت سے ہوتا ہی پس تخفیف مناسب ہوئی۔ بالجملہ مراد عدم ظلم سے یہی وعدہ ہی کہ ذرہ برابر بھی نیکی سے کمی نہوگی یا بدی پر زیادتی نفرمائی جائیگی اور اس وعدہ کی وجہ سے مجازاً اطلاق ظلم متصور ہی ورنہ حقیقت مین تو اللہ عزوجل اپنے مخلوق مملوک مین جسطرح چاہے تصرف فرماوے ظلم تو متصور نہین ہوسکتا کیونکہ جو کچھ ہو اسیکی ملک ہی پھر غیر کی ملک مین تصرف ہو تو ظلم سمجھ مین آوے یہان تو در حقیقت ظلم متصور نہین ہی اور اس آیت کا ربط ماقبل سے اس اعتبار سے ہی کہ اجر مین کچھ کمی نہوگی اور اس اعتبار سے مقصود نہین کہ عذاب مین کچھ زیادتی نہوگی اور حاصل آنکہ وے کیون ایمان نہین لاتے باوجود عدم ضرر کے حالانکہ اللہ تعالیٰ انکے اجر مین سے کچھ بھی کم نہ کریگا۔ اور عرف حقیقی یہی ہی کہ ایک ذرہ برابر کم نہ کریگا یعنے اتنا بھی نہ کم کریگا تو زیادہ کا کیا ذکر ہی اور رہا وزن ذرہ تو یہ بھی عرف عرب تھا کہ ذرہ انکے نزدیک کچھ وزن نہ تھا اور محی السنہ نے معالم مین کہا کہ یہ مثل ہی جس سے مراد یہ ہوتی ہی کہ کچھ بھی نہین یعنے اللہ تعالیٰ کچھ بھی ظلم نہ فرماویگا نہ ذرہ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ چنانچہ دوسری آیت مین صریح فرمایا۔ ان اللہ لا یظلم الناس شیئاً۔ اللہ تعالیٰ بندون پر کچھ بھی ظلم نہین کرتا ہی (ھ) اور حضرت انس رضی سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہ کمی فرماویگا کسی مومن کے حق مین کسی نیکی مین سے جسکے عوض وہ دنیا مین ثواب و رزق بھی دیا گیا اور آخرت مین اسکے ثواب کو پورا عطا فرماویگا اور فرمایا کہ رہا کافر سو وہ اپنی نیکیون کے عوض دنیا مین پاجاویگا یہانتک کہ جب وہ آخرت مین پہونچا تو اسکی کوئی نیکی ہی نہوگی کہ اسکو کچھ ثواب ملے۔ محی السنہ نے معالم مین صحاح کی حدیث اپنی اسناد سے ذکر کی کہ حضرت ابو سعید خدری رضی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مومنین نجات پاوینگے اور آتش دوزخ سے بیخوف ہوجاوینگے تو تم مین سے کوئی اپنے حق کے واسطے اپنے ساتھی سے دنیا مین ایسا سخت نہین جھگڑتا ہی جیسا مومنین اس ان اپنے ارحم الراحمین پروردگار سے جھگڑینگے اپنے ان بھائیونکے بارہ مین جو دوزخ مین داخل کیے گئے ہونگے عرض کرینگے کہ ای ہمارے پاک پیدا کرنیوالے مالک تونے ہم بندون کے بھائیونکو جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ حج کرتے تھے دوزخ مین داخل فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اچھا جاؤ جسکو تم انمین سے پہچانو اسکو نکال لاؤ پس مومنین آکر انکو صورتونسے پہچانینگے آگ انکے چہرون کو نہ کھاویگی پس بعض کو آگ نے آدھی پنڈلی تک لیا ہوگا اور بعض کو ٹخنونتک پس انکو نکال لاوینگے۔ پھر عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہم نے ہر اس شخص کو نکال لیا جسکے واسطے تونے ہم بندونکو اجازت دی تھی۔ پھر حکم ہوگا کہ جسکے دلمین ایک دینار وزن برابر ایمان ہو اسکو نکال لاؤ پھر حکم ہوگا جسکے دلمین آدھا دینار برابر ایمان ہو یہانتک کہ فرماویگا کہ نکال لاؤ جسکے دلمین ذرہ برابر نیکی ہو۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو اسکی تصدیق چاہے وہ پڑھے قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا ویؤت من لدنہ اجراً عظیما۔ فرمایا حضرت صلعم نے کہ پھر مومنین عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہم نے دوزخ مین سے ان لوگونکو نکال لیا جنکی تونے اجازت فرمائی تھی اب آگ مین کوئی ایسا نہین رہا جسمین کچھ خیر ہو پھر اللہ عزوجل فرماویگا کہ ملائکہ نے شفاعت کی اور انبیاء نے شفاعت کی اور مومنون نے شفاعت کی اور اب رہا ارحم الراحمین حضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر ایک مٹھی یا فرمایا کہ دو مٹھی آگ مین سے بھر لیگا پس دوزخ مین سے ایسی قوم کو نکال لیگا جنھون نے اللہ تعالیٰ کیواسطے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی انکا حال یہ ہوگا کہ جلکر سیاہ کوئلہ ہوگئے ہونگے پس وہ ایسے پانی پر لائے جاوینگے جسکو آب حیات کہتے ہین وہ انپر ڈالا جائیگا پس اوگینگے جیسے بہیا کے نالے مین خوب تری پاکر دانہ اگتا ہی پس موتی کے مانند انکے اجسام نکلینگے انکی گردنون مین مہرین ہونگی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کیے ہوئے ہین پس حکم ہوگا کہ جنت مین داخل ہو پھر جو کچھ تم تمنا کرو اور دیکھو وہ تمھارے لیے ہوگی۔ عرض کرینگے کہ ہمارے پروردگار عزوجل تونے ہمکو وہ کچھ دیا کہ عالمین مین سے کسی کو نہین دیا۔ حکم ہوگا کہ ہمارے پاس تمھارے لیے اس سے افضل ہی۔ عرض کرینگے کہ ای پروردگار تعالیٰ اس سے افضل اور کیا ہی۔ فرماویگا کہ وہ تم سے میری رضامندی ہمیشہ کے واسطے کہ اب کبھی تمپر خشم ہوگا۔ وہذا حدیث حسن صحیح اخرجہ اصحاب الصحاح والسنن

والانفاق - انپر ایمان لانے وخرچ کرنے مین کیا ضرر تھا - اور بیضاوی مین ہوکہ کلام بطریق استفہام مین ایک تو انپر سرزنش ہوکہ اہل عقل نہین
جاہل ہین کہ منفعت کے مقام کو مضرت سے تمیز نہین کرتے بلکہ مضر کو نافع اعتقاد کرتے ہین - اور دوم انکو جواب پر برانگیختہ کیا تاکہ فکر سے انکی
جہالت دور ہو اور سمجھ آجاوے کیونکہ اسمین منافع جلیلہ ہین - سوم تنبیہ ہوکہ جو شخص ایسی بات کی طرف بلایا جاوے جسمین کچھ ضرر نہین تو اسکو
قبول کرنا چاہیے حالانکہ یہان تو یہ ہوکہ ایسی بات کی طرف بلائے جاتے ہین جسمین منافع جلیلہ موجود ہین اور یہان ایمان کو انفاق پر مقدم
کیا کیونکہ ایمان کا جو اصل اعمال ہو مقدم ہونا مناسب ہو اور جہان تعلیل مقصود ہو وہان انفاق کو مقدم کردیا ہو - وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ
عَلِيْمًا - اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتا ہو ف فیجازیہم بما عملوا - یعنے اللہ تعالیٰ کے خوب آگاہ ہونے سے وعید شدید وتہدید ہے کہ
اللہ تعالیٰ انکو انکے اعمال کی جزا و سزا دیگا پس اپنے حق مین نیک و بہتر کو اختیار کرلین کیونکہ بدی کا بدلا بد یعنے دوزخ ہو اور نیکی اللہ تعالیٰ کے
نزدیک پسند و مقبول ہو ہرگز ضائع نہین ہوتی کیسی ہی ہو چنانچہ فرمایا - اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ - احدا - اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہین
فرماتا - مِثْقَالَ - وزن - ذَرَّةٍ - اصغر نملة - بوزن چھوٹی چیونٹی کے - یعنے اتنا بھی کسی پر ظلم نہین فرماتا - بان ینقصها من حسنات
او یزید فی سیاٰته - بایں طور کہ چیونٹی برابر اسکی نیکیون سے کم کردے یا ذرہ برابر اسکی بدیون مین بڑھاوے - حاصل آنکہ سب مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہو جو جیسا کریگا
ویسا بھریگا اگر اسکی رضامندی کے کام کرین پھر پورا ثواب لین اور اگر ناراضی کے کام کرین جو ایسے کام کی سزا ہو پاوینگے ہرگز کچھ ذرہ برابر بھی زیادتی
نہ ڈالی جاویگی بخلاف نیکوکاری کے کہ اسکا انعام ہو چنانچہ فرمایا - وَاِنْ تَكُ - الذرة - حَسَنَةً من مومن - اور اگر ہوئی چیونٹی برابر نیکی
مومن کی طرف سے ف اسواسطے کہ کافر کے واسطے عاقبت مین نیکی نہین ہو اور کافر کے نامۂ اعمال مین بعض عمل خیر ہوگا جسکا عوض دنیا مین مل چکا
کیونکہ یہی نیت تھی ور آخرت کے لیے نافع ہوگا - وفی قراءة بالرفع فکان تامة - اور اہل حجاز کی قراءة مین حسنةٌ بالرفع ہو پس کان تامہ ہو یعنی اور اگر
پائی گئی کوئی نیکی مومن کیطرف سے تو - يُضٰعِفْهَا - اللہ تعالیٰ اسکو بہت گونہ بڑھا دیگا ف من عشر الی اکثر من سبعمائة وفی قراءة یضعّفها
بالتشدید - چنانچہ دس گونہ سے سات سو گونہ سے بھی زیادہ تک بڑھا دیگا جسکے لیے اسکی رضامندی ہو اور قراءة ابن عامر وابن کثیر
مین یضعّفها بتشدید مین التضعیف ہو - اور اصل نیکی ایمان ہو وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا - من عنده مع المضاعفة اور باوجود
اس کثرت سے کئی گونہ کردینے کے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ثواب عظیم بڑھا دیگا جسکی مقدار کوئی بھی اندازہ نہین کرسکتا ہو - حضرت
ابوہریرہ رضہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم ہو اسکو مخلوق اندازہ مین نہین لاسکتی ہو واضح ہو کہ مثقال ذرہ یعنے وزن ذرہ
فرمانے مین یہ اشارہ ہو کہ ہر نیکی کیسی ہی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکا وزن ہو اور حدیث مین ہو کہ بچو آگ سے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوارے کی وجہ سے
(الصحاح) اور حضرت ابوذر رضہ کو فرمایا کہ معروف شرعی مین سے تو کسی چیز کو حقیر مت شمار کر (الصحیح) اور اجر اگرچہ وہی ہو جو بمقابلہ کام کے مزدوری ہو
حالانکہ اجر عظیم فقط اللہ عزوجل کی طرف سے انعام ہو تو اسواسطے اسکو اجر فرمایا کہ یہ انعام بتبعیت نیک کام کے عطا ہوا ہو - اور یہ صفت اولیاء اللہ تعالیٰ
کی ہوگی اور قتادہ رحمہ اللہ جو تابعین مفسرین مین سے ہین فرماتے تھے کہ اگر حساب مین میری ایک نیکی بھی بدی کے مقابلہ مین بڑھ گئی تو مجھے دنیا
ومافیہا سے محبوب ہو - پس حسنہ کی یہ قدر ہو اور اظہر یہ کہ تنوین حسنة جو یعنے ایک نیکی ہو واسطے تصغیر کے ہو یعنے وان تک حسنة صغیرة - خصوص بقراءة
نصب کیونکہ اسم اسکا ذرہ یا مثقال ذرہ ہے پس حسنہ خواہ مخواہ صغیر ہوگی اور بعض نے کہا کہ لے وان تک فعلة حسنة - اور اگر ہوئی اسکی کرنی
ایک نیکی - اور تک مین سے نون خلاف قیاس حذف ہوتا ہو ایک تو اسکو حرف علت سے تشبیہ دیکر اور دوم کثرت استعمال سے - یعنے اگر آخر
حرف علت ہوتا ہو تو ان ولم وغیرہ کے جزم مین ساقط ہو جاتا ہو پس نون مذکور کو بھی حرف علت سے مشابہ قرار دیکر ساقط کردیا اگرچہ قیاس

له ف: [illegible] ۱۲م

کرنا صادر نہین ہوا اور یہ نہین کہ اسراف جب حرام ہی کہ مومن ہو اور اگر مومن ہو تو نہین کیونکہ معلوم ہو گیا کہ اسراف مطلقاً حرام ہی۔ اور حدیث صحیح
مین ثابت ہوا ہی کہ تین شخص ہین کہ پہلے انھین سے آگ روشن ہوگی ایک عالم جو اسواسطے پڑھتا ہی کہ عالم کہلانے ایسے ہی دوسرا جہاد کرنیوالا اور تیسرا
خرچ کرنیوالا۔ اور بسا اوقات دنیا مین ان لوگون کو بدلا دیدیا جاتا ہی کہ جو کچھ چاہتے ہین اس طرح مشہور ہو جاتے ہین پھر آخرت مین کچھ نہین سوائے
عذاب کے استغفرک اللّٰھم واتوب الیک۔ **وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا** ۔ صاحب العمل بامرہ کہولا۔ اور جسکا ساتھی ہو شیطان
**ف** اسطرح کہ وہ عمل کرنے لگا اس قرین کے حکم کے موافق جیسے یہ لوگ جو مذکور ہوے یہود و منافقین و اہل مکہ وغیرہ۔ ان لوگون پر شیطان نے
بد اعمال کی زینت کی اور انکو اچھے معلوم ہونے لگے پس جو ایسا ہو تو۔ **فَسَاءَ** ۔ بئس۔ **قَرِينًا** ۔ ہو۔ بہت برا ہی ساتھی۔ یہ شیطان اور
قرین در اصل وہ رسی ہی جسمین دو اونٹون وغیرہ کو ساندھتے ہین۔ اور بعض نے کہا کہ یہ آخرت مین واقع ہوگا کہ ہر کافر کے ساتھ ایک شیطان ایک زنجیر مین
جکڑ کر جہنم مین ڈالا جاویگا پس معنے یہ کہ جو ایسے حال مین ہوگا سخت بد ہی **ف** شیخ نے عرائس البیان مین کہا کہ قولہ الذین یبخلون ویامرون
الناس بالبخل جسنے حضرت حق عز و جل کو پہچانا اور اسکے صفات کو مشاہدہ کیا اور حقائق محبت اسپر ظاہر ہوے پھر وہ یہ نہین کرتا کہ اپنی جان کو
اللہ تعالیٰ کی راہ مین اللہ تعالیٰ کے واسطے قربان کرے تو وہ بخیل ہی اسنے محبت کی حقیقت سے اسکی حلاوت نہین چکھی۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ نے
ملکوت کے احکام ظاہر فرمائے پھر وہ مشتاقون کے سامنے اس فائدے کے واسطے بیان نہین کرتا کہ اسکے دیدار کے مشتاق جان نثار کرین
تو وہ بخیل ہی اور جسنے استادون و مشائخ کو اللہ تعالیٰ کی راہ مریدون سے بیان کرنیسے روکا و منع کیا تو وہ اس آیت سے عتاب کیا گیا ہی
اسکی تصدیق ہی قولہ تعالیٰ ویکتمون ما اتاہم اللہ من فضلہ فضل اسکا انکی معرفت و محبت ہی اور اسکے قرب کے انعام و لطائف کا دیدار ہی۔ بعض نے
فرمایا یعنے جو لوگ خیرات کر کے احسان رکھتے ہین اور لوگونسے اپنی تعریف چاہتے ہین۔ اور ابن عطاء نے ما اتاہم سے سچی روشن دلیلین بطریق اشارہ بیان
کین۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ انپر جو عافیت فرمائی ہی اسکا شکریہ نہین ادا کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ یہ اشارات اخیرہ خفی محتاج تامل ہین
پھر اللہ تعالیٰ نے بخیلون و فضول خرچون و بے ایمانون کی مذمت کے بعد انکی دوا کی طرف اور راہ خیر کی طرف ارشاد فرمایا

**وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ**

اور کیا نقصان تھا انکا اگر یقین لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور خرچ کرتے اللہ تعالیٰ کے دیئے مین سے اور

**اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا**

اللہ تعالیٰ کو انکی خوب خبر ہی اللہ تعالیٰ حق نہین رکھتا کسیکا ایک ذرہ برابر اور اگر کچھ نیکی ہو تو اسکو دونا کرے

**وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝**

اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب

**وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ** ۔ اور کیا تھا انپر اگر ایمان لاتے اور سچ
مانتے قیامت کا روز اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے روزی کیا اُس سے خرچ کرتے **ف** ای ضرر علیہم فی ذلک۔ ما استفہامیہ ہی یعنی ایسا کرنے مین انپر کیا ضرر تھا۔
والاستفہام للانکار ولو مصدریۃ ای لا ضرر فیہ وانما الضرر علیہم فیما ہم علیہ۔ اور یہ استفہام انکاری ہی اور لو مصدریہ ہی حاصل آنکہ ایسا کرنے مین کوئی
بھی ضرر نہین ہی اور ضرر انپر اسی حالت مین ہی جسپر وہ قائم ہین۔ اور علیہم کی ضمیر جمع ان مختال و فخور و بخیل و ریاکار و کفار و فضول خرچ گروہ کی طرف راجع ہی
یعنے من فی المعنے جمع ہی اور الذین مذکورین کی طرف راجع ہی۔ اور لو آمنوا بمعنے ایمانہم اور لو انفقوا بمعنے انفاقہم۔ المعنے اے ضرر علیہم بالایمان

نہین کرتے تھے جس سے زکوٰۃ وغیرہ حق واجب ندینا پڑے یا بخل متضمن ہی پوشیدہ کرنیکو کہ وہ نعمت الٰہی کو کفران کرتا اور اپنے کھانے پہننے مین ظاہر نہین کرتا اور دینے لینے مین تنگی حد سے زائد کرتا ہی کہ گویا اسکے پاس کچھ نہین ہی اور حدیث صحیح مین یہ مضمون ہی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو نعمت دیتا ہی تو پسند کرتا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اثر اپنے اوپر ظاہر کرے۔ اسیواسطے نہ ظاہر کرنا کفران نعمت ہی کیونکہ کفر یعنے چھپانا و ڈھکنا اور منکر حضرت حق عزوجل بھی کافر ہے اسیواسطے بہر دو مناسبت فرمایا۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ۔ یعنے مہیا کیا منکرون کے لیے خواہ اس مذکور کیے سے منکر ہون یا کسی اور امر شرعی سے سب کے لیے مہیا کیا ہی۔ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ عذاب مہین ذا اہانۃ یعنے مہین صیغہ اسم فاعل یعنے نسبت ہی یعنے اہانت والا کہ جسمین سخت ذلت وخواری اس شخص کی ہی جسکو وہ عذاب ہی۔ اور مہین یعنے اہانت کرنیوالا درحقیقت عذاب کرنیوالا ہی۔ بیضاوی رح نے فرمایا کہ قولہ واعتدنا للکفرین مین مضمر کی جگہ اسم ظاہر فرمایا۔ یعنے واعتدنا لھم۔ تھا بجاے لھم کے للکافرین فرماتے مین اشعار ہے کہ جس شخص کی یہ صورت ہو جو مذکور ہوئی وہ نعمت الٰہی کا کافر ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی نعمت سے کافر ہو اسکے لیے ایسا عذاب ہی جو اسکو خوار کرے جیسے اسنے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ بخل واخفا کرکے کیا۔ حدیث ابوسعید خدری رض مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو خصلتین ہین کہ کسی مومن مین جمع نہین ہوتی ہین ایک بخل اور دوم بدخلقی۔ رواہ الترمذی۔ اور یعنے یہ ہین کہ ایمان کے ساتھ دونون خصلتین جمع نہین ہوتی ہین فافہم۔ اور حدیث مین ہی کہ فرمایا اور کون بیماری بخل سے بدتر ہی۔ یعنے بخل سب سے بدتر بیماری ہی۔ اور حدیث مین اسکی مذمت بہت آئی ہی اور نیز اسراف وفضول خرچی کی بھی مذمت صریح آئی ہی پس واجب ہی کہ انسان وسط درجہ اختیار کرے کہ اسراف و بخل ہر دونون سے پرہیز ہو پس بخیلون کی مذمت تو بیان ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اعتدال کی دوسری جانب یعنے بیہودہ خرچ کرنے والون کی مذمت مین فرمایا بحرف عطف۔ وَالَّذِيْنَ۔ عطف علی الذین قبلہ یعنے اس الذین کا عطف پہلے الذین پر ہی اور اس تقدیر پر خبر محذوف۔ یعنے لھم وعید شدید دونون کے حق مین ہوگی اور بعض نے کہا کہ مبتدا محذوف الخبر ہی اور قولہ ومن یکن الشیطان آہ۔ اس خبر محذوف پر دلالت کرتا ہی یعنے فقرینھم الشیطان ومن یکن الشیطان آہ پس عطف جملہ کا جملہ پر ہی والاول ارجح۔ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ مرائین لھم اور جو لوگ کہ اپنے مال خرچ کرتے ہین درحالیکہ دکھلانیوالے ہین لوگونکو ف فرقہ اول تو خرچ ہی نہین کرتے بلکہ لوگونکو بخل سکھلاتے اور اس فرقہ والے خرچ کرتے مگر بدنیتی سے ریاکاری کرتے اور دوسرون کو دکھلاتے ہین۔ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان نہین لاتے ہین ف کالمنافقین واہل مکہ۔ انتہ منافقون واہل مکہ کے حاصل آنکہ اہل تفریط تو وہ تھے کہ خود بخل کرتے اور لوگون کو بخل سکھلاتے اور رزال کیا بلکہ علم بتلانے مین بھی بخل کرتے تھے اور یہ وہ لوگ ہین کہ اسراف کرتے ہین اور لوگون کے دکھلانے کو خوب بیجا صرف کرتے ہین کہ بڑے سخی وجواد کہلاوین اور ایمان انکو اللہ تعالیٰ وقیامت پر نہین یعنے اپنے نام ودنیا کے لیے مال اٹھاتے ہین کچھ اللہ تعالیٰ اور اسکی رضامندی کے لیے نہین خرچ کرتے ہین تو ان لوگونکا ساتھی وقرین شیطان ہی جیسے دوسرے مقام پر فرمایا۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین فضول خرچی کرنیوالے شیطان کے بھائی ہین۔ حاصل آنکہ یہ بھی کفران نعمت کرتے ہین چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی واسلام کے طریقہ پر خرچ کرتے جو اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ہی سو یہ نہین کرتے کہ انکو ایمان ہی نہین بلکہ اللہ تعالیٰ واسکے رسول کی عداوت مین اٹھاتے ہین چنانچہ مشرکین مکہ حضرت صلعم سے لڑنے کو لشکر نوکر رکھتے اور منافقین اسیواسطے خرچ کرتے کہ سخی کہلاوین۔ آیت کا حکم عام ہے کہ فضول خرچی کرنا حرام ہی جیسے بخل کرنا حرام شدید ہی پس مفسر رح نے کالمنافقین کے کاف مثالیہ سے اشارہ کیا کہ خصوصیت اہل مکہ یا منافقین مین کسیکی نہین بلکہ جو ایسا ہو اسمین داخل ہی۔ اور جملہ ولا یؤمنون باللہ الخ اظہار ہے کہ رضاے الٰہی وثواب آخرت کی خواہش سے اُن سے خرچ

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

ناشکروں کو ذلت کی مار اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھلانے کو اور یقین نہیں رکھتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝

اللہ پر اور پچھلے دن پر اور جسکا ساتھی ہوا شیطان تو بہت برا ساتھی ہے

اَلَّذِيْنَ - مبتدا - يَبْخَلُوْنَ - بما يجب عليهم - یعنے الذین مبتدا واقع ہے اور خبر محذوف ہے اور معنے یہ ہین کہ جو لوگ بخل کرتے ہین اس چیز سے جو انپر واجب ہے - وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ - به - اور حکم کرتے ہین لوگونکو بخل کرنیکا اس چیز سے جو خرچ کرنا واجب ہے وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ - اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دیا وہ چھپاتے ہین ف من العلم والمال وهم اليهود - یعنے دیا علم سے اور مال سے اور یہ لوگ یہود ہین - وخبر المبتدا لهم وعيد شديد - اور خبر اس مبتدا کی لهم وعيد شديد - انکے لیے وعید سخت ہے یعنے جو لوگ ایسے اور ایسے ہین اُنکے لیے عذاب کا حکم سخت ہے - مترجم کہتا ہے کہ مفسر رح کے کلام کے موافق فخورا - پر وقف چاہیے اور الذین سے ابتدا ہونی چاہیے - اور معروف ہمارے دیار مین وصل ہے پس توجیہ وہ ہوگی جو بیضاوی وغیرہ مین ہے کہ الذین - بدل ہے من - سے یا خبر مبتدا محذوف یعنے هم الذين - ہے اور ضمیر هم راجع بجانب من كان مختالا فخورا - ہے اور ضمیر جمع باعتبار معنے کے ہے - بالجملہ یہ مذمت ہے اور شاید کہ مختال فخور سے بھی یہود مقصود ہون - اور حدیث مین ہے کہ اس درمیان مین کہ ایک شخص اتراتا تھا اپنی دو چادرون مین اسکو اپنا نفس خود اچھا لگتا تھا کہ ناگاہ اسکو زمین مین دھنسایا گیا وہ قیامت تک دھنستا چلا جائیگا اور حدیث صحیح مین ہے کہ جسنے اپنا کپڑا اترانے کے طور پر لٹکایا اللہ تعالیٰ روز قیامت مین اسکی طرف نظر نہ فرمائیگا - اور صحیح مین ہے کہ جو ازار ٹخنون سے نیچی ہے وہ آگ مین ہے - اور خبردار تو ازار نہ لٹکانا کہ وہ مخیلہ ہے یعنے ایسا کرنے والا مختال ہے اور ابوداؤد کی حدیث مین یہ مضمون صریح ہے کہ ٹخنے سے نیچے ازار پہنکر نماز مقبول نہین امام نووی رح نے فرمایا کہ یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے - اس آیت مین فرمایا کہ اس مذمت والے وہ لوگ ہین جو بخل کرتے ہین الخ - اور بعض نے الذین کو صفت من قرار دیا لیکن اسمین تامل ہے اس لئے کہ من اگر موصوفہ ہے تو نکرہ ہے الذین معرفہ سے صفت نہین کیا جا سکتا اور اگر موصول معرفہ ہے تو وصف موصول بموصول دیکھا نہین گیا اور تفسیر مین اصل قرار پائی ہے کہ توجیہ بر مذہب ظاہر قوی ہونی چاہیے - اسیواسطے مفسر رح نے تنبیہ کر دی اور مبتدا محذوف ہونیسے خبر کا حذف آسان ہے لہذا اسی کو اختیار کیا کہ خبر محذوف ہے - پھر بخل زبان عرب مین یہ ہے کہ سائل کو باوجود اپنے پاس اپنی حاجت سے زائد ہونیکی ندینا اور شرع مین مخصوص وہ خرچ نہ کرنا جو اسپر واجب ہے اسیواسطے مفسر رح نے - بما يجب عليهم - کی قید لگائی اور نیز وعید شدید تو ترک واجب ہے - اللہ تعالے نے اول انکی مذمت فرمائی کہ خود بخل کرتے ہین دوم اس سے زیادہ قبیح یہ کہ لوگون کو بخل کا حکم کرتے ہین اور اس سے زیادہ قبیح یہ کہ فضل آلہی سے جو علم انکو دیا گیا اُس سے بھی بخل کرتے ہین حالانکہ اسمین مال واسباب نہین خرچ ہوتا ہے - اور محی السنہ رح نے معالم مین اسکا نزول چند یہودیون کے بارہ مین قرار دیا کہ انصار رضی اللہ عنہم سے ملکر انسے کہتے کہ اپنے مالون کو زکوۃ وغیرہ مین مت لٹاؤ کہ ہم کو تمھارے فقیر ہو جانے کا خوف ہے اور معلوم نہین کہ تمھارا انجام کار کیا ہوگا اور شیخ ابن کثیر رح نے بھی فرمایا کہ اس آیت کو بعض سلف نے یہود پر محمول کیا کہ اللہ عزوجل نے جو انکو علم توریت وغیرہ دیا تھا اسمین سے حضرت محمد صلعم کی صفت وغیرہ کو چھپاتے تھے چنانچہ محمد بن اسحاق نے ابن عباس سے روایت کیا اور یہی مجاہد رح نے اور دوسرے علما نے فرمایا ہے اور مفسر رح نے اشارہ کیا کہ عام ہے خواہ بخل علم کا ہو یا مال کا ہو اور ظاہر اولاً تو مال کے حق مین بقرینہ سابق و لاحق ہے اور ثانیاً شمول اسکا علم کے بخل کو بھی ہے اسیواسطے من العلم والمال - کہا اور یہ بیان ما اتهم کے موصولہ کا ہے لیکن یکتمون العلم تو ظاہر ہے بخلاف یکتمون المال کے کہ یہ ظاہر نہین ہے پس شاید مال چھپانے سے یہ مراد ہو کہ اظہار

اسکو شوق دلاوے مترجم کہتا ہی کہ حدیث کریمہ مین اشارت ہی کہ جسنے اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے بغض کیا اور دیا تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے اور نہ دیا تو اسیکی کیواسطے نہ دیا اسنے اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔ اور حاصل اسکا یہ کہ ہر تعلق اسکا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوجاوے تاکہ آدمی جب تک زندہ ہی اور اسکو اہل دنیا و عالم اسباب مین میل جول و برتاؤ سے چارہ نہین ہی اس تمام تعلقات کا مرجع یہی محبت الٰہی عز وجل ہوجاوے پس اسکا تعلق کسی سے بوجہ غیر نہوگا بلکہ ہمہ تن تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہوگا اور یہ امر احادیث کثیرہ اور آیات مین شائع و مستفیض بلکہ اصل ایمان مین بدرجہ تواتر ظاہر و باہر ہی پس یہ معنے ہین اس کلام کے کہ تمام مخلوق سے تعلق قلبی قطع کرے۔ اور نیز صاحب الجنب تیرا نفس امارہ ہی جس کے حق مین حضرت سید المرسلین و امام العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنی سب سے بڑھکر تیرا دشمن وہ تیرا نفس ہی جو تیرے دونون پہلو کے درمیان ہی پس صاحب بالجنب تیرا نفس ہی اور تیرا احسان اسکے ساتھ یہ ہی کہ اسکو بندگی مین مقید رکھ اور شہوت سے روک۔ اور آتش محبت مین جلاوے اور اسکی راکھ کو ہوائے معرفت سے اُڑادے تاکہ تخت حضرت عزت پر فقط سلطان عزت جل جلالہ کے سوائے غیر کا نام و نشان نہ رہے **قولہ وابن السبیل** وہ لوگ ہین جو ملک الٰہی مین غریب دیار ہین ایسے مقام ہین ہین کہ اللہ عز وجل کے سوائے انکو کوئی نہین پہچانتا ہی انکا یہ حال ہی کہ نور افعال سے نور صفات تک سفر کرتے ہین اور نور صفات سے نور ذات تک پہونچتے ہین ازل و ابد کے میدانو نمین ہر دم مسافر ہین کہین انکے قلب کو سکون نہین اور کبھی انکی سوزش دل نہین بجھتی و مبدم انکا تحیر بڑھتا ہی اور ہر دم نئے پردیس مین پہونچتے ہین کوئی انکو پہچانتا نہین کہ انسے مواسات کرے اور مروی ہی کہ اگر مقیم ہوتے ہین تو کوئی پہچانتا نہین اور گم ہوجاتے ہین تو کوئی ڈھونڈتا نہین انکے واسطے اکرام کی کشایش نہین ہوتی اور نعمتو نکا انکے یہان رواج نہین اور انکے دل کے انوار اس آفتاب کے نور سے زیادہ روشن ہین مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل تو دنیا مین اسطرح ہوجا کہ جیسے پردیسی یا راہ گیر مسافر تا آخر حدیث۔ اور سعدی علیہ الرحمۃ نے بوستان کے باب عشق مین اول دو حکایت مین کچھ انکا حال لکھا ہی وہ بہت کافی ہی۔ اہل دل اسیر التفاکر ہین اور شیخ علیہ الرحمۃ نے جو انکے انوار کا حال لکھا یہ تمثال ہی ورنہ آفتاب کے نور کو اس سے مناسبت نہین ہی و مولوی روم نے لکھا کہ ؎ خود غریبی در جہان چون شمس نیست ✤ شمس جان باقی ست کورا امس نیست ✤ یعنے آفتاب ہر چند جہان مین غریب ہی لیکن شمس جان ایک ایسا آفتاب ہی کہ کبھی غروب نہین ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ انکے ساتھ احسان کے یہ معنے ہین کہ انکی حضور مین اپنی جان فدا کرے اور انکی اوقات کو خوش کرے اور اغیار کو انکی صحبت سے دور رکھے تاکہ انپر کوئی ایسا شخص مطلع نہو جو انکے حال سے انکو ایک دم روکے **قال المترجم** یہ احسان راجع ہی اپنی طرف نہ انکی طرف کیونکہ وہ کسی حال مین کسی کے فعل ادب و خوشامد سے خوش نہین اور نہ ایذا و ملامت سے ناراض ہین انکا ہر حال مین یکسان وقت ہی اور قصہ خضر علیہ السلام پر مع احادیث زہد کے نظر کرو والسلام۔ **قولہ وما ملکت ایمانکم**۔ مراد ان سے وہ مریدین ہین جو ارادت سے تمہارے زیر دست ہین اور انکے ساتھ احسان یہ ہی کہ راہ الٰہی مین بآداب الٰہی و سنت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم انکی تربیت کرو اور کرامات الٰہی انمین پھیلاؤ اور راہ امید کی طرف انکو بلاؤ اسواسطے کہ امیدوار بلند پرواز ہوتا ہی اور خوفناک تیز رو ہوتا ہی اور انکو ہمیشہ مراقبہ کے ساتھ مشاہدہ کا طریقہ سکھلاؤ اور **سہل بن عبداللہ** رحمہ نے اس آیت کریمہ کے اشارات مین فرمایا کہ جار ذی القربیٰ تو قلب ہی اور جار الجنب نفس ہی اور صاحب بالجنب عقل ہی جو سنت نبوی و شرع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی پر آمادہ ہی اور ابن السبیل وہ اعضا ہین جو اللہ عز وجل کے واسطے مطیع و فرمانبردار ہین اور استاد رحمہ نے فرمایا کہ تیرے پڑوسی فرشتے ہین کہ اپنے گناہون سے ان کو اذیت مت دے اور انکے حق کو اپنی نیکو خدمتی سے مرعی رکھ۔ **قال المترجم** شاید مراد قوائے ملکی ہون یا معروف دو فرشتے ہون واللہ تعالیٰ اعلم

**الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا**

وہ جو بخل کرتے ہین اور سکھلاتے ہین لوگونکو بخل اور چھپاتے ہین جو انکو دیا اللہ تعالے نے اپنے فضل سے اور رکھی ہی ہم نے

اور یہ اسطرح ہی کہ آواز پاکیزہ و عمدہ خوشبو سے انکو مانوس کرو اور یہ آواز پاکیزہ و خوشبوئے لطیف کن چیزونکی ہو۔ عمدہ معارف و بزرگ مکاشفات کی ہو تاکہ اس آواز خوش سے ایک ساعت مانوس ہو جاوین پس آتش کبریا و عظمت کی لپٹ مین جل نہ جاوین چنانچہ بعض تابعین سے روایت ہی کہ اپنے دلونکو کبھی کبھی گھڑی دو گھڑی راحت دو پس اللہ تعالیٰ کی راہ مین حضرت حق عزوجل سے راحت لینے کا حکم دیا کیونکہ یہ معلوم تھا کہ جو لوگ مقام جلال و عظمت مین پہونچے انکے جل جانیکا خوف ہی پس انکے حال پر شفقت فرما کر انکو وسعت لینے کا حکم دیا اور باب رخص انپر کھول یا یعنے ادنی مرتبہ جانتک شرع مین اجازت ہی عمل کر لین اگرچہ عزیمت کا اختیار کرنا اولی ہی کما ذکرتہ مفصلا فیما مر۔ اور یہ اسواسطے کہ ترویح قلب کے ساتھ انکا شوق و محبت حضرت باریتعالیٰ کی جناب مین زیادہ ہوتا جاوے **قولہ والجار ذی القربی**۔ اشارہ آنکہ احسان کرو ایسے شخص کے ساتھ جسکے مقامات تمھارے مقامات سے موافق ہون کیونکہ وہ راہ معرفت مین جار قریبۃ اللہ تعالیٰ ہی یعنے اللہ تعالیٰ کی محبت مین تمھارے اسکے درمیان قرابت ہی اور نیز جار ذی القربی وہ روح ناطقہ عارفہ عاشقہ ملکوتیہ ہی جو تجلی قدم کے ساتھ عدم سے نکلی ہی اور ازل سے تیرے ساتھ ہوئی وہ سب سے زیادہ تجھسے قریب ہی **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ تو بعینہ وہی روح ناطقہ ہی پھر تجھسے قریب ہونا کیا معنے ہین تو جواب یہ ہی کہ آدمی درصل باعتبار بندہ ہونے کے وہی روح ناطقہ ہی ولیکن باعتبار آنکہ وہ مجموعہ مرکب از لمۂ ملکیہ و لمۂ شیطانیہ و نفس و روح و عقل و حواس وغیرہ یعنے باصل و بعضے باعتبار نظر آدمیت و مجسم و مشخص ہونے وغیرہ کے ہی اِس لحاظ مین روح ناطقہ اسکے واسطے جار ذی القربی ہی اور تمام تحقیق اسکے فصوص الحکم بیان شخص عالم و تحقیق عالم اکبر و عالم اصغر مین مذکور ہی۔ شیخ نے کہا کہ یہی روح ناطقہ جار اللہ ہی اور وہی مصبوغ بصبغۃ اللہ ہی یعنے قولہ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ مین اللہ تعالیٰ کے رنگ سے رنگین ہونا واقعی اِسی روح ناطقہ کو ہوتا ہی۔ اور یہی دائین دست قدرت مین ہی چنانچہ کہا گیا کہ ارواح دائین ید قدرت الٰہی مین ہین۔ اور اسکو آب خوشگوار تیرے قلب پاکیزہ سے ملتا ہی جو منظر نور تجلی اور مسکن نور تدلی ہی اور اسکے ساتھ احسان کرنا یہ ہی کہ اسکو بازوے معرفت و شوق محبت سے فضاے عالم مشاہدہ مین پرواز دے بعد از انکہ اسکو قید طبیعت سے رہا کرے اور اسکے مسکن کو حظوظ بشریت سے پاک کرے اور یہ تجھسے بہت قریب قرابت ہی کیونکہ یہ تیری اصل قیام ہی اور تو اسی کے ساتھ قائم ہی **قولہ والجار الجنب**۔ یہ اشارہ مین مرید مبتدی کو شامل ہی اور اسپر تیرا احسان یہ ہی کہ اسکو صدیقین عارفین کے مرتبہ پر پہونچنے کی راہ چلنے کیواسطے رغبت دلاوے اور پوشیدہ اسرار محبین اسکے واسطے ظاہر کرے اور احوال مشتاقین کے فضائل سے اسکے کان بھرے۔ اور نیز جار الجنب تیری صورت نوعیہ ہی جو تیری روح کیواسطے محل ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ اصطلاح کفار فلاسفہ نہین ہی بلکہ مراد اس صورت سے جسم ظاہری ہی چنانچہ اسی پر دلالت کرتا ہی قول شیخ کہ اسکے ساتھ احسان یہ ہی کہ اسکے اعضا و جوارح کو گناہون و شہوات سے عمداً بتکلیف باز رکھے **قولہ والصاحب بالجنب**۔ مترجم کہتا ہی کہ تفسیر اسکی رفیق سفر سے اوپر مذکور ہو چکی اور شیخ نے اشارہ مین کہا کہ مراد سفر غیب کا ساتھی و رفیق ہی جسکو محبت الٰہی اپنی درگاہ کی طرف جوش و خروش دیدیا ہی اور معرفت الٰہی کا شوق اور مشاہدہ اسرار کا جذبہ اپنی طرف کھینچتا ہی تو اسکے انفاس تیری سانسین ہین اور اسکا سر باطن تیرا سر باطن ہی اور اسکا مقام تیرا مقام ہی اور طبیعت کے مالوف و دیس چھوڑ کر ازل و ابد کے سفر پردیس مین وہ تیرا ساتھی ہی اور تیرا احسان اسکے ساتھ یہ ہی کہ جب وہ لذت محبت مین محبوب سے منقطع ہونے کے قریب پہونچے تو اسکو سکر سے خوف دلاوے اور محبوب مین فنا ہونے کی رغبت دے **قال المترجم** جتنے اہل حال مذکور ہوے ہین انکے حالات خود انوار و تجلیات ہین اور سالک خود ان انکشافات سے مانوس ہو جاتا ہی اگر توفیق خاص دستگیر نہو پس سالک کو ان گونا گون تجلیات کی طرف التفات نہ کرے چنانچہ لذت محبت مین آرام نہ پاوے اور نہ اس سے راحت لیوے کیونکہ مقام ابتدائی ہی اور خوف فنا سے نہ ڈرے بلکہ فنا ہو جاوے اور پھر زندہ جاوید ہو کر حیات قدیم کے ساتھ باقی ہووے فافہم۔ اور نیز صاحب بالجنب تیرا قلب ہی اور اسپر احسان کرنا اسطرح ہی کہ اسکو تمام حادث چیزون سے منفرد کرے اور کسی کے ساتھ اسکا کچھ تعلق نہ رکھے اور حیات باری تعالیٰ کی طرف

بغیر تمام نہین ہوسکتا وہ چیز بھی باقتضاء واجب ہوتی ہی پس اس سے کسقدر واجبات و مستحبات پیدا ہو گئے۔ کہ اگر کسیکے پاس کھانیکو نہو اور وہ کمائی کرنے اور کوشش کرنے پر قادر ہی مگر وہ نماز ہی مین مشغول رہا اور کمائی مین سعی نہ کی یہانتک کہ بھوک سے تڑپ کر مر گیا تو اسکا یہ حکم ہی کہ وہ اپنی جان کو اپنے ہاتھون قتل کرنیوالا اشمار ہوگا اور دوزخ مین بھی عذاب پاویگا پس اسقدر روزی طلب کرنا فرض ہی اور موجود ہونیکے ساتھ معمولی وقتا مین اپنے تن کو بقدر غذا مسنون پالنا ثواب ہی اور مقدام کی حدیث مین جو امام احمد نے مسند مین اور بیہقی نے سنن مین روایت کی ہی موجود ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو تو اپنے آپ کھانا بھی تیرے لیے صدقہ یعنے ثواب ہی اور اس حدیث کی اسناد صحیح ہی پس یہ تو ایک دانہ اس خروار مین سے مثال دیا گیا جو کتاب اللہ وسنت رسول مین ہی اور تفسیر یعبدون از یعرفون یا یوحدون اسکے منافی نہین ہی کما لا یخفی۔ اور اشارت سے ہزارہا مسائل پیدا ہوتے ہین اور حدیث شریف مین خود اشارہ فرمایا کہ منہومان لا یشبعان۔ یعنے دو حریص کبھی سیر نہین ہوتے ہین از انجملہ ایک علم کے خواہشمند کو فرمایا ہی پس یہ اسیطرح ہی کہ کتاب وسنت مین ان دلالات مذکورہ سے ہزارہا مسائل حاصل ہوتے ہین کہ علم کا خواہشمند کبھی سیر نہین ہوتا۔ اور جسنے یہ وہم کیا کہ اس مین علم سے علوم حرفت وصناعت وتجارت وغیرہ حتی کہ بعض نے کہا کہ فلسفہ وحکمت وغیرہ کو شامل ہی یہ کہنے والا نادان ہی جو بیباکی سے اللہ تعالیٰ ورسول پاک کے کلام کے معنے جو منھ مین آتے ہین بکتا ہی اور سخت بیوقوف واہی وہ ہی جسنے فلسفہ وحکمت کو شامل کیا حالانکہ جسکو حکمت کہتے ہین تحقیقی نام اسکا حماقت ہی پس کوئی دیندار ایسا تجویز نکریگا بلکہ معنے وہی ہین جو مین نے بیان کیے اور واللہ باللہ اللہ تعالیٰ کی کتاب حاوی علوم پاکیزہ صحیحہ ہے جسکے عجائب کبھی ختم نہین ہوسکتے۔ پڑھ قولہ تعالیٰ ولوان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ الآیۃ۔ پھر جب تجھے اس سے پتا لگا کہ حال یہ کچھ ہی تو اس فقہ پر مدار دین عجب ہی اور جو عالم فاضل کہلاوے اُس سے اور زیادہ تعجب ہی فقہ کافی علوم دین نہین ہان اگر ابتدا مین فقہ وحدیث وتفسیر سے آگاہ ہو تو ادنی مرتبہ حاصل ہوگا مولوی روم فرماتے ہین ؎ علم دین فقہ است وتفسیر حدیث + ہر کہ خواند غیر از ین گردد خبیث + یعنے دین کا علم یہی فقہ وحدیث وتفسیر ہی اور جو کوئی اسکے سوائے پڑھے وہ خبیث ہوجائیگا مولوی علیہ الرحمۃ نے اسکے سوائے کو علم بھی نہین کہا اور سچ کہا کہ اسکے سوائے علم ہی نہین ورنہ اسکا جاننے والا عالم ہوتا حالانکہ اسکا جاننے والا خبیث ہوتا ہی۔ ہان عالم وہ ہی جو علم دین کو انکے حق سے پڑھے اور حقوق اسکے مترجم کو یہان بیان کرنیکی گنجایش نہین وہ بہت دراز وقت چاہتے ہین۔ یہان تو خلاصہ مقصد یہ ہی کہ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فقط احکام کے مسائل مین سے فقط افعال جوارح کو شائع کر دیا اور دیگر ہزارہا بے عدد مسائل سے سکوت کیا یا خاص خاص سے بیان کیا ہی اسیواسطے مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کہا ہی ؎ زان طرف کہ عشق می افزود درد + بو حنیفہ شافعی درسے نکرد + یعنے انتظامی حالت دنیا کے مسائل ان امامون نے ظاہر کیے اور جذب وشوق کے مسائل کا درس نہین دیا کیونکہ وہ پڑھانے اور کتابون مین جمع کرنیکی باتین نہین ہین۔ وہ خود بخود اللہ عزوجل قلب پاکیزہ مین عطا والقاء فرماتا ہی بلکہ وہ عین علم ہی اور امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم ایک نور ہی جسکو اللہ تعالیٰ بندے کے قلب مین رکھ دیتا ہی اور یہی حکمت ہی جو قرآن مجید مین حضرت حق سبحانہ نے جابجا ارشاد فرمایا ہی اور تفسیر قولہ وآتاہ اللہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء۔ ودیگر مقامات مین تفسیر شیخ سے طول اختصار کے ساتھ وافی کافی اشارات گذر چکے ہین وہانسے تلاش کرو۔ یہان اس طول کلام سے امید نفع عام ہی اور بضرورت بتوفیق آلہی عزوجل لایا گیا و للہ الحمد والمنہ۔ شیخ نے کہا اور نیز مساکین وہ لوگ ہین جو درگاہ عظمت پر کھڑے ہوے میدان صفات مین حیران ہین اور قدم کے ملک کی طرف نظر کر کے عقل گم کیے ہین کہ انکی نہ ابتدا ہی نہ انتہا ہی سو وہان اپنے مقصود ومراد کی انکو راہ نہین ملتی ہی کیونکہ یہ حال طاری ہوا ہی کہ معرفت مین نکرت نے اور نکرت مین معرفت نے ظہور کیا ہی یہ سخت مقام حیرت ہی پس اللہ عزوجل نے ان بندون پر رحم فرمایا کہ اپنے بندگان اہل تمکین وواصلین کو حکم دیا کہ انکے ساتھ احسان ومواسات کرو اسطرح کہ عظمت آلہی عزوجل کے تحت مین جو یہ ذرہ سے کمتر بلکہ معدوم دبے ہوے ہین انکے دلونکو فرحت دو تاکہ انوس ہون

سے دور پڑے اس وجہ سے کہ آفت شہوت مین پھنس گئے اور فتور مین آگئے اور اس سبب سے مشاہدہ سے محجوب ہو گئے پس انکے لیے احسان یہ ہو کہ انکو انکے پروردگار باری تعالیٰ کی بندگی مین ترغیب لاؤ اور انکے مالک عزوجل کی جناب کا شوق انکے دلون مین بڑھاؤ اور مہربانی سے انکو اس راہ لگاؤ۔ اور جو شخص ایسا ہو کہ اسکا شیخ مرگیا اور ہنوز وہ شخص درجۂ اہل قرب و مشاہدہ تک نہین پہونچا ہو تو وہ معرفت مین یتیم ہو اور اسکے ساتھ احسان یہ ہو کہ اسکو اولیاء اللہ تعالیٰ کے آداب سے تربیت کرو تاکہ راہ معرفت سے منقطع نہو جاوے۔ قولہ والمساکین مراد اس سے وہ سالک ہین جو مجذوب نہین ہین کیونکہ سالکین نے مجاہدات کے ساتھ مقامات کی راہ طے کرنی اختیار کی ہو اور انکے ساتھ احسان یہ ہو کہ مشاہدات کے اسرار انکے سامنے ظاہر کیے جاوین تاکہ انکے دلون مین آثار محبت پیدا ہون پس وہ ظاہری مجاہدہ سے سکون کرین اور حضور قلب اور ظہور اسرار سے حق کو طلب کرین تاکہ پلک مارتے ایسے مقام پر پہونچین جہان ہزار برس مجاہدہ و ریاضت سے نہین پہونچ سکتے تھے **قال المترجم** حاصل کلام یہ ہو کہ اشارہ مین مساکین سے مراد وہ لوگ ہین جو بدون شوق و محبت و جذب کے صرف ریاضت و مجاہدہ سے راہ طے کرتے ہین جیسے اکثر علمائے ظاہر کا حال ہو گیا ہو جو اپنے نفس مین کچھ انانیت رکھتے ہین یا راہ جذب سے وقوف نہین رکھتے ہین باوجودیکہ وہ ظاہر و باطن مین متقی و پرہیزگار ہین اور انکو عرف مین زاہد کہتے ہین پس انکے ساتھ احسان کرنے سے مراد یہ کہ شریعت کے آثار اُنپر ظاہر کیے جاوین تاکہ راہ محبت مین آوین اور فہم اسرار و دلیل قیاس کے قائل ہون پس عامہ ظاہریہ مانند داؤد بن علی ظاہری شیخ ثقہ اور علامہ محدث ثقہ شیخ ابن حزم وغیرہ اسی گروہ سے ہین ولیکن یہی بلا انکے ساتھ ہو اور علمائے سنت نے ظاہریہ ہونے سے منع فرمایا ہو اور علامہ محدث جلیل ثقہ شیخ ابن القیمؒ نے بہت تاکید سے وصیت فرمائی کہ خبردار خبردار تو ظاہریہ بننے سے بچنا کہ وہ اسرار شریعت سے بے بہرہ اور دل کو سخت کردیتی ہو۔ مولوی روم علیہ الرحمۃ نے کہا ؎ سیر زاہد ہر شبی یک روزہ راہ + سیر عارف در دمے تا تخت شاہ + یعنے زاہد اگر شب بیداری مین بہت طے کرگیا تو ایک روز کی راہ اور بس اور عارف کا یہ حال ہو کہ ایک دم مین اسکی رفتار تا تخت سلطان عزت عزوجل ہوتی ہو اور بہت سے اہل علم کو یہ شبہہ پڑ گیا کہ پچھلے اولیاء اللہ تعالیٰ سب ایسے ہی گذرے کہ مشہور اماموں ابوحنیفہ و شافعی و مالک و احمد۔ انمین سے کسی کے اقوال کے پابند نہ تھے اور ان بزرگون مین سے کسی سے جذب و محبت کے مسائل نہین منقول ہین تمام فقہ کی کتابین موجود ہین۔ یہ وہم بڑا بیفکری کا ہو افسوس ہو کہ انھون نے غور نہین کیا اولاً یہ کہ بالیقین افعال قلوب بھی واجب و سنت و مستحب و حرام و مکروہ اقسام کے متعلق ہین مثلاً تکبر قطعاً حرام ہو علیٰ ہذا القیاس حالانکہ کمتر اس سے بلکہ شاذ و اس سے بحث کی گئی کہ اگر نماز کو ریا کے ساتھ پڑھیگا یعنے دکھلاوے سناوے کو تو ثواب باطل بلکہ گنہگار ہوگا پس فقہ مین بحث افعال جوارح سے ہو مگر شاذ و کسی فعل قلب سے بحث استطرادی آگئی ہو اور البتہ صاحب توضیحؒ نے منصوص کردیا کہ فقہ امام ابوحنیفہؒ ان مسائل کو بھی شامل تھی ولیکن متاخرین نے اسکو نکال ڈالا گویا ایسا ہو گیا کہ یہ مسائل اس فقہ مین موجود ہی نہ تھے۔ ثانیاً دین متین و راہ ایمان موقوف بر فقہ نہین ہو بلکہ بڑا حصہ اس راہ کا حدیث شریف کے بغیر حاصل نہین ہوتا ہو حتی کہ علمائے ربانی کے نزدیک خالی فقہ جاننے والا ویسا ہی سخت دل ہوتا ہو جیسے ظاہریہ فرقہ کے لوگ ہوتے ہین اور یہ بات اس شخص کے سامنے مثل آئینہ کے ظاہر ہو جو حدیث شریف کی خدمت کرچکا ہو۔ ثالثاً فقہ سے علاوہ حضرت باری عزوجل کی کتاب مجید اور احادیث شریف مین کثرت سے نصاً و دلالۃً و اشارۃً و اقتضاءً ہزارہا مسائل اور علوم موجود ہین جو فقہ مین پائے نہین جاتے ہین چنانچہ سر اول کی مثالین ادنی تنبیہ سے واضح ہین اور ایسے ہی مثال چہارم بھی اور اللہ عزوجل نے فرمایا۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنے ہمنے جن و انس کو فقط عبادت کے ہی واسطے پیدا کیا ہو حالانکہ یہ جملہ قوت خبریہ مین ہو اور ضرور ہو کہ شرائط نماز سے ستر پوشی اور طہارت وغیرہ و زادراہ حج و بیوع کا حلال کرنا اور طلب رزق حلال مانند اسکے امور مین صرف اوقات اور نفقات محارم کا وجوب مقتضی تحصیل ہو کر باعث صرف اوقات ہو پس ضرور ہو کہ یہ اوقات اور یہ کام محسوب عبادت ہون اور فقہا نے بالاقتضاء نکالا ہو کہ مقدمۃ الواجب بھی واجب ہو یعنے جو امر واجب کیا وہ جس چیز کے

جانے سب شریک وضد چیزون سے اور جو چیزین حادث ہین سب سے اسکو فرد اعتقاد کرے اور عبادت اسطرح مطلوب ہی کہ اس توحید مذکور کے ساتھ پائی جاوے تاکہ یہ عبادت موافق اس توحید کے ہوے یعنے ایسے معبود کی عبادت کرنے والا ہو جسکی وحدانیت کا اسطرح اعتقاد کیا ہی کیونکہ عبادت تو وہی ہی جو ایسے معبود حقیقی کی ہو اور توحید مذکور موافق تنزیہ قدم کے ہو یعنے توحید مذکور در اصل حضرت قدیم سے خارج ہی کیونکہ یہ تو بندے کا اعتقاد ہی لیکن بات اسقدر البتہ ہی کہ تنزیہ قدم سے موافق ہی پس نفس مع اپنے حظوظ و خواہشونکے پیدا کیا گیا اور بندونکو حکم دیا گیا کہ خالق کو یقین سے پاک اعتقاد کرین۔ اور یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ خلقت بدل ڈالین اور نفس کی طبیعت سواے حق تعالیٰ کے غیر کی طرف مائل نہو پس حاصل آنکہ تم لوگ مجھسے اسرار باطنی کا انوار ظاہر ہونیمین پاکیزہ کیا جانا مجھسے مانگو کہ مین البتہ اس امر پر قادر ہون کہ اسکی تکمیل کو وحدانیت کی مہار دیدون اور اپنی فردانیت کے واسطے اسکو خضوع مین لاؤن۔ اور نیز۔ اعبدوا اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے بجا لاؤ اور عوض پر نظر نکرو اور عبادت کو مت دیکھو اسواسطے کہ یہ دونون باتین عارفونکے لیے شرک ہین۔ **قال المترجم** عارفین سے مراد مؤمنین ہین اسواسطے کہ مرتبہ عارفان سے یہ شرک مخصوص نہین ہی کہ عوض کے واسطے عبادت کرے بلکہ مثلاً نماز خالص واسطے اللہ تعالیٰ کے ہی نہ آنکہ نماز جنت ملنے کیواسطے اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کیونکہ اس نیت سے نماز ادا نہوگی فافہم۔ بلکہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اسطرح کہ ہم سے قصور ہی ہم کسیطرح اسکی عبادت ادا نہین کرسکتے ہین یہ موحدونکی عبادت ہی اور نیز۔ انکو اپنی طرف سے اپنے ساتھ مشغول کیا اور اگر انکو انتہا درجہ کی محبت سے مالامال فرماتا تو قرب مشاہدہ مین بیخود ہوجاتے اور عدم سے نکل کر دریاے قدم مین غرق ہوجاتے اور محبت کا یہی آخری درجہ ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ اہل جنت کو کسطرح فرمایا کہ انھون نے راحت قرب مشاہدہ بے مصیبت امتحان حاصل کرلیا۔ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب و لا یمسنا فیہا لغوب۔ اور **شیخ ابو یزید** رح نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے تمام عالم مین کوئی ایسا نہین دیکھا جو اسکی معرفت کے لائق ہو پس انکو اپنی عبادت مین مشغول کردیا مترجم کہتا ہی کہ یہ بیان کا قصور ہی کہ یہان عبارت سے یہ مضمون ادا نہین ہوسکتا ولیکن مطلب کو عارفون کے خدمتگزار جان لیتے ہین فافہم۔ **شیخ ابو عثمان** رح نے فرمایا کہ حقیقت عبودیت کی یہ ہی کہ اپنی سر باطنی سے علائق و شریکون کو قطع کردے اور **واسطی** رح نے فرمایا کہ شرک یہ ہی کہ تقصیر کو اپنی ذات سے دیکھے اور اسپر ملامت کرے **قال المترجم** تحقیق اس قول کی یہ ہی کہ تقصیر بمقابلہ ادا ے قدرت ہی اور اثبات چیزی از صفت قدرت شرک ہی پس نفس پر یا جہالت ہے یا شرک خفی فافہم اس سے کہا جائیگا کہ ملامت آیا اسپر ہی جو متولی اسکی اقامت کا ہی یا خاص نفس پر حالانکہ اسپر اسباب حرص و ہوا کا حکم دیدیا گیا تھا اور بعض اکابر نے فرمایا کہ عبودیت یہ ہی کہ تو اپنے مشاہدہ سے اسکے مشاہدہ مین فنا ہوجاوے جسکی تو بندگی کرتا ہی **قال المترجم** یہ مرتبہ احسان ہی جو حدیث شریف مین آیا ہی کہ تیری بندگی ادا کرنا اسطرح کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہی پھر اگر تو نہ دیکھے تو وہ تجکو دیکھتا ہی۔ قولہ وبالوالدین احسانا۔ والدین سے اشارہ مین وہ لوگ بھی شامل ہین جنکا تربیت معنوی مین حق ہی یعنے مشائخ معرفت پس مریدین کا انکے ساتھ احسان کرنا اسطرح ہی کہ ان کے حضور مین اپنی گردنین جھکائے رکھین باین طور کہ ہر دم و ہر لحظہ انکی مخالفت سے بچے رہین اور انکے فضائل کو مخلوق مین پھیلاوین اور مزید قربت کی انکے واسطے دعا کرین آور **شیخ جنید** رح نے فرمایا کہ مجھے میرے باپ نے ایک امر کا حکم دیا اور **سری سقطی** رح نے ایک امر کا حکم دیا پس مین نے حضرت سری رح کے حکم کو اپنے باپ کے حکم پر مقدم رکھا اور مین نے جو کچھ پایا ہی وہ سب حضرت سری رح کے فیض برکات سے ہی **قال المترجم** حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ فرماتے تھے کہ باپ تیرے تین ہین ایک وہ جسکے نطفہ سے تو پیدا ہوا اور دوسرا وہ جسنے تجھے جورو بیاہی یعنے خسر اور تیسرے وہ جسنے تجھے علم سکھایا اور ان سب مین بہتر وہ ہی جسنے تجھے علم سکھلایا ہی مترجم کہتا ہی کہ علم سکھلانے والون مین بدرجۂ اولیٰ علماے معرفت بھی داخل ہین۔ قولہ وبذی القربیٰ۔ یعنے قرب الٰہی کے برادری والے یعنے محبت الٰہی عزوجل مین جو لوگ داخل ہین۔ والیتامیٰ۔ وہ لوگ جو درگاہ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اسکو چاہیے کہ اکرام کرے اپنے مہمان کا اسکا جائزہ ایک رات دن اور ضیافت تین روز ہے پھر جو کچھ اسکے بعد کرے وہ صدقہ
ہے اور مسافر مہمان کو بھی یہ نہ چاہیے کہ اسکے پاس قیام کی نیت کرلے حتی کہ اسکو حرج میں ڈالے یعنے یہیں رہنے پر جم جاوے اور آجکل تو رسمی تکلفات سے لوگ اپنا گھر
برباد کرتے ہیں اور اگر ایسی حالتیں کہیں مسافر ٹھہر گیا تو گھر کا قبالہ لکھنے کی نوبت پہونچ جاتی ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ **وَمَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ**۔ من الارقاء۔ یعنے اور نیکی کرو ان لوگوں کے ساتھ جنکے مالک ہوئے تمہارے داہنے ہاتھ **ف** پس ما موصولہ بمعنے من ہے اور
چونکہ اسم موصول مبہم ہوتا ہے مفسر نے قولہ من الارقاء سے اسکا بیان کر دیا یعنے ان لوگوں سے مراد ارقاء ہیں جمع رقیق کی بمعنی مملوک خواہ باندی ہو
یا غلام ہو اور بعض علما نے بنظر لفظ ما ملکت جو غیر ذوی العقول کے واسطے ہے تمام حیوانات مراد لیے جو مالک میں ہوں اور غلام و باندیاں اگرچہ
انمیں شامل ہیں ولیکن کثرت جانور غیر ذوی العقول کے مملوک ہونیکی وجہ سے لفظ ما موصولہ سے تعبیر ہوئی اور حق یہ ہے کہ ما موصولہ اعم ہے ذوی العقول
و غیر ذوی العقول دونوں پر بولا جاتا ہے و بنظر نظایر آیات و دلائل دیگر کے مراد اس سے باندی و غلام لینا چاہیے الا آنکہ دلالت سے شمول دیگر حیوانات مملوکہ اولی ہے اور
صحیح میں ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم مرض الموت میں اپنی امت کو وصیت فرماتے تھے کہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ یعنے کمال احتیاط رکھو کہ نماز ترک نہو
وما ملکت ایمانکم۔ اور کمال احتیاط رکھو اپنے مملوک لوگوں کے حق میں اور اسکو بار بار فرماتے تھے۔ اور یہاں مراد مملوک کے ساتھ احسان کرنے سے یہ ہے
کہ اسکے کھانے کپڑے کی خبر رکھے اور اسکی طاقت سے باہر کام کرنیکی اسکو تکلیف نہ دے اور اگر ایسے کام کو کہے تو آپ بھی اسکی مدد کرے اور ابوذر غفاری رض
جو آپ کھاتے وہی اپنے غلام کو کھلاتے اور جو آپ پہنتے وہی اسکو پہناتے اور سواری میں راہ چلنے میں بھی اسیطرح باری باری رکھتے تھے اور حضرت
ابوذر رض سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مملوک لوگ تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں اللہ تعالیٰ نے انکو تمہارے ہاتھوں کے تحت
میں کر دیا ہے سو جسکے زیردست اسکا بھائی ہو اسکو چاہیے کہ کھلاوے اسکو جسمیں سے آپ کھاوے اور پہناوے جسمیں سے آپ پہنے اور نہ تکلیف دو
انکو ایسے کام کی جو انپر انکی طاقت سے غالب ہو اور اگر ایسی تکلیف انکو دو تو اس کام میں انکے ساتھ مدد کرو۔ (رواہ الشیخان) اور مقدام رض سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو تو نے اپنی ذات کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو تو نے اپنے فرزند کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو تو نے
اپنی زوجہ کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو تو نے اپنے خادم یعنے باندی یا غلام کو کھلایا وہ تیرے لیے صدقہ ہے (رواہ احمد والنسائی قال ابن کثیر
و اسنادہ صحیح) اور بندگان خدائے تعالیٰ جو انسان کے زیردست مملوک ہوتے ہیں انکے ساتھ نکوئی و احسان کرنے اور انکی خواری و ذلت نہ کرنے اور
انکو حقیر نظر سے نہ دیکھنے میں بہت احادیث وارد ہیں کہ انکا ذکر کرنا طویل ہے اور اسقدر مذکور میں جملہ وجوہ صریحًا و دلالۃً آگئے اور خود اللہ تعالیٰ نے
دلالت فرمائی بقولہ۔ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا**۔ متکبرا۔ غرور کرنے والا۔ **فَخُورًا**۔ علی الناس بما اُتی۔ بہت
فخر جتانے والا لوگوں پر اس چیز کے ساتھ جو دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ایسے متکبر فخور کو محبوب نہیں رکھتا یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکو نعمت دی بعض
لوگوں سے زائد مگر وہ لوگوں پر فخر کرتا ہے اور انکو بنظر حقارت دیکھتا اور اپنے آپ کو انسے مرتفع جانتا ہے حالانکہ سب تعریف و حمد اللہ تعالیٰ ہی
کے واسطے ہے کہ اسنے محض فضل سے بدون اسکے استحقاق کے اسکو دیا **ف** شیخ نے عرائس البیان میں لکھا کہ قولہ تعالیٰ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا
بہ شیئا۔ یہاں دو باتوں کا حکم فرمایا ایک تو بندگی کرنے کا اور اس بندگی میں اخلاص رکھنے کا کہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو اور دوسری یہ کہ
عبادت اسکی شرک کے ساتھ نہو پس شرک کے موجود ہوتے ہوئے تو عبادت نہیں ہو سکتی ہے یعنے جب تک شرک کا وجود کچھ بھی رہیگا تب تک
عبادت کا وجود درحقیقت نہو گا اگرچہ کوئی سمجھا کرے کہ عبادت پائی گئی ہے اور بغیر عبادت کے اخلاص و توحید نہیں ہوتی ہے پس توحید تو اسطرح
مطلوب ہے کہ قدم کو حدوث سے مفرد کرے اور شریک و ضد سب کی نفی کرے یعنے اپنے علم و یقین و اعتقاد میں حضرت باری تعالیٰ کو یکہ و تنہا واحد

(تفرد به احمد) اور جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پڑوسی تین قسم کے ہین ایک پڑوسی جسکا ایک حق ہی اور وہ حقداری مین سب پڑوسیون سے گھٹکر ہی دوسرا پڑوسی جسکے دو حق ہین اور تیسرا پڑوسی جسکے تین حق ہین اور یہ سب سے افضل ہی پس جسکا ایک حق ہی وہ مشترک پڑوسی ہی جس سے کچھ ناتا نہین ہی اسکا ایک حق ہی۔ اور دو حق والا وہ مسلمان پڑوسی ہی جسکو اسلام و پڑوس کے دو حق ہین اور تین حق والا وہ مسلمان ناتے دار پڑوسی ہی جسکو اسلام و ناتے و پڑوس کا ۱۲ کے تین حق ہین (رواہ البزار) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہی کہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہین ہین دونون مین سے کسکو ہدیہ بھیجون آپ نے فرمایا کہ دونون مین سے جسکا دروازہ تجھسے زیادہ قریب ہو (رواہ احمد والبخاری) اور عبداللہ بن الصامت سے مرفوعًا روایت ہی کہ ابوذرؓ کو فرمایا کہ ای ابوذر تو نیکی کے کامون مین سے کسی کام کو حقیر مت جاننا اگرچہ یہی ہو کہ اپنے بھائی مسلمان سے بہ خندہ پیشانی ملاقات کرے اور جب تو شوربا پکاوے تو اسمین پانی زیادہ رکھ اور اسمین سے اپنے پڑوسیونکو کفگیر سے نکال کر پہونچاوے اور صحیح مین ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اسکو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرے اور ایک روایت مین ہی کہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔ اور بعض احادیث مین ایسے شخص کی بابت جس سے اسکا پڑوسی بخت نہ ہووے وعید سخت آئی ہے کہ وہ جنت مین داخل نہو گا۔ یعنے اگرچہ صوم صلوۃ کا پابند ہو اور حرام و منہیات سے بچتا ہو مگر اس جرم مین کہ پڑوسی اسکی ایذا مین مبتلا ہو ان پہلے پہل جنت مین نجائیگا۔ اور علی ہذا یہ کبیرہ گناہ ہو گا ولیکن علمانے اسکو تشدید پر محمول کیا ہی واللہ اعلم۔ **وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ**۔ اور نیکی صاحب پہلو سے ف الرفیق فی سفر او صناعۃ وقیل الزوجۃ۔ یعنے سفر کے رفیق سے یا پیشہ کے رفیق سے اور بعض نے کہا کہ پہلو کی زوجہ مراد ہی صاحب صیغۂ اسم فاعل بمعنے صحبت مین ہونیوالا یعنے ساتھی اور معنے آنکہ اور نیکی کرو اس شخص سے جو تمھاری صحبت مین ہو باین طور کہ پہلو مین ساتھ رہتا ہو پھر ابن عباس و مجاہدؒ و سعید بن جبیر و عکرمہ و ضحاک سے روایت ہی کہ مراد اس سے وہ شخص ہی جو سفر مین یا کسی صناعت مین رفیق و ساتھی ہو اور حضرت علیؓ و ابن مسعود سے روایت ہی کہ مراد زوجہ ہی (رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر) اور ابن جریج نے کہا کہ ابن الزبیر نے کہا کہ ہر وہ شخص جو تیری صحبت مین تجھسے کسی نفع کی امید پر ہو (حکاہ ابن ابی حاتم) اور زید بن اسلمؓ سے ان سب باتون کو شامل قول روایت کیا گیا اور شاید کہ یہی اولیٰ ہی اگرچہ حق صحبت سفر مین بہ نسبت سری مصاحبت دیگر مقام کے زائد ہو اور جورو کا حق صحبت بہ نسبت سفر کے رفیق کے زائد ہو اور صناعت مین صحبت کے یہ معنی ہین کہ تجارت یا کسی ہنر و پیشہ کے سیکھنے یا علم پڑھنے مین ساتھ ہو اور مجلس یا مسجد وغیرہ مین جو ہم پہلو ہو وہ بھی استحقاق صحبت رکھتا ہی اگرچہ ادنی ہو **وَابْنِ السَّبِيْلِ**۔ المنقطع فی سفرہ۔ لفظ کے معنے یہ ہین کہ راہ کا فرزند۔ اور لغت مین اسکے معنے راہ گیر کے ہین شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ و ایک جماعت نے فرمایا کہ وہ مہمان ہی اور مجاہد و ابو جعفر یعنے امام باقر علیہ السلام و حسن و ضحاک و مقاتل نے فرمایا کہ وہ شخص جو سفر طے کرنے مین تیرے یہان ہو کر گذرے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ تفسیر زیادہ ظاہر ہی اگرچہ مہمان سے بھی حضرت ابن عباسؓ وغیرہ ہم کی مراد یہی ہی کہ جو سفر مین تیرے یہان منزل کرے اور اترے پس ہر دو تفسیر ایک ہین مترجم کہتا ہی کہ مفسرؒ نے ابن السبیل کے ساتھ قید لگائی کہ اپنے سفر مین منقطع ہو یعنے اسکے پاس لیا کچھ نرہا ہو کہ اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاوے لیکن اولی یہ ہی کہ یہان یہ قید نہ لگائی جاوے بلکہ مطلقًا مسافر لیا جاوے اور معنے یہ ہین کہ احسان کرو مسافر کے ساتھ یعنے سفر مین جو مسافر تمھارے یہان اکر اترے اس سے نیکی کرو اور یہ قید جو مفسرؒ نے ذکر فرمائی ہی وہ زکوٰۃ کے مصرف مین جو ابن السبیل سورۂ براۃ مین مذکور ہی اسکے ساتھ البتہ مراد رکھی گئی ہی اور جسنے یہ توجیہ کی دہان ابن السبیل کی لفظ سے اسطرح مقید مراد ہونا ضرور ہی کہ مطرد ہو ورنہ قید بلادلیل ہوگی تو یہ وہم ہی اسواسطے کہ ابن السبیل کا لفظ قطعًا اس مقید معنے کے واسطے از راہ لغت نہین ہی اور تمام بحث انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ براۃ مین آویگی۔ اور یہان تو غرض اخلاق کریمہ بیان کرنے سے ہی اور وہ ہر مسافر کے ساتھ نکوئی کے برتاؤ پر ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جو مہمان کہتا ہی

جابر جعفی اگر ثابت ہو تو اس آیت کا ربط ماقبل سے اچھا ظاہر ہوگا۔ **وَالْجَارِ الْجُنُبِ**۔ البعید عنک فی الجوار او النسب۔ یعنے جو دور ہو تجھسے پڑوس مین یا نسب مین۔ اور **بیضاوی** مین ہی کہ جو دور ہو یا جس سے تجھسے قرابت نہین ہی۔ اور اس اخیر معنے پر محی السنہ نے معالم مین اقتصار فرمایا ہی اور یہی حضرت ابن عباس و دیگر علماء تابعین سے ثابت ہین جیسا کہ اوپر گذرا جنب بضمتین بمعنے مجانب ہی ای ایک طرف دور پڑوسی خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو خواہ مفرد ہو یا جمع ہو۔ اس سے ثابت ہی کہ پڑوس دور و نزدیک دونون کو شامل ہی نہ جیسا بعض نے گمان کیا کہ جوار مخصوص بملاصق ہی اور علما مین اختلاف ہی کہ جوار کا حق کہا تک ثابت ہوتا ہی پس اوزاعی و حسن و زہری رح سے مروی ہی کہ چالیس گھر تک ہر طرف سے جوار ہی اور بعض نے کہا کہ جن لوگون کو اقامت نماز کی آواز سنائی دے اور بعض نے کہا کہ جو ایک محلہ مین ہون۔ اور دلیل قول اول آنکہ ایک شخص نے بنی صلعم کے پاس آکر عرض کیا کہ مین ایک قوم کے محلہ مین اترا اور جو مجسے زیادہ قریب پڑوسی ہی وہی مجھے زیادہ ایذا دیتا ہی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر و علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا یہ بزرگ مسجد و نکے دروازہ پر بلند آواز سے پکار دیتے تھے کہ آگاہ رہو کہ چالیس گھر تک جار ہے اور جنت مین داخل نہوگا جسکا پڑوسی اُسکی اذیت سے بیخوف نہو یعنے ہر ہر محلہ مین ۱۲ (رواہ الطبرانی کما فی الترغیب و الترہیب) اور **شیخ مفسر جلال سیوطی** رح نے جامع صغیر مین ذکر کیا کہ جوار چالیس گھر تک ہی (رواہ البیہقی عن عائشہ) لیکن ہر دو روایتین ضعیف ہین اور معروف وہ حدیث مرسل ہی جو ابو داؤد نے روایت کی کہ حق جوار چالیس گھر ہی یون یون اور اشارہ کیا آگے پیچھے دائین بائین۔ ایسا ہی **شیخ مفسر جلال** رح سے مذکور ہی اور زرکشی رح نے کہا کہ اسکی اسناد صحیح ہے اور ابن حجر رح نے فرمایا کہ اس اسناد کے راوی ثقہ ہین مترجم کہتا ہی کہ علمائے شافعیہ کے نزدیک یہ حدیث حجت نہین ہوسکتی کیونکہ مرسل ہی اور باقی تینون امامون کے نزدیک تابعی ثقہ کا ارسال حجت ہی لیکن امام ابو حنیفہ کا ظاہر مذہب یہ ہی کہ جوار کا حق ایک محلہ تک ہی کیونکہ آیت کریمہ مین عموم ہی اور روایت مذکورہ بالا محتمل تاویل ہی پس انکے نزدیک شفعہ کا حق جو بسبب جوار کے ثابت ہوتا ہی موافق ترتیب کے آخر محلہ تک والونکو ملیگا جیسا کہ کتاب الشفعہ ترجمہ عالمگیری و عین الہدایہ مین مفصل مذکور ہی اور امام شافعی رح شفعہ بالجوار کے قائل نہین ہین بہرحال اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ جوار کی حرمت نگاہ رکھنے کا حکم شرع مین ہی اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برابر جبرئیل مجکو پڑوسی کے حق مین وصیت کرتے تھے یہانتک کہ مین نے گمان کیا کہ شاید وہ پڑوسی کو وارث بنادینگے (رواہ احمد والبخاری و مسلم) معنے یہ ہین کہ میرے گمان مین آیا کہ شاید کہ جبرئیل علیہ السلام کو لوح محفوظ وغیرہ سے کوئی حکم ایسا ظاہر ہوا کہ پڑوسی کے واسطے وارث ہونیکا حکم کسی وقت اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوگا جسکو حضرت جبرئیل ع لادینگے فافہم۔ وہذا الحدیث قد رواہ الترمذی و ابو داؤد و احمد عن عبد اللہ بن عمرو ایضا و قد روی عن مجاہد و عائشہ و ابی ہریرہ و جابر بن عبد اللہ مرفوعا ایضا الا ان روایۃ مجاہد مرسل۔ اور حضرت عمر رضہ سے مرفوعا آیا کہ آدمی اپنے پڑوسی کے بدون خود چھک کر نہ کھاوے (قال **ابن کثیر تفرد بہ احمد**) اور ایک حدیث مین ہی کہ جس قوم کے درمیان پڑوسی بھوکا پڑا رہے اور خود کھاوین تو غضب الٓہی کا خوف ہی اور تمام حدیث عین الہدایہ مین ہی و قد رواہ الدارمی وغیرہ۔ اور اسی پڑوس کے حق عظیم پر دلالت کرتا ہی جو صحیحین مین شرک و قتل فرزند کے بعد تیسرے درجہ کا گناہ یہ فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے تو بڑا گناہ ہی اور سابق مین کبیرہ گناہون کے شمار مین مذکور ہوا۔ جاننا چاہیے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضہ کی روایت مین ہی کہ حوالی مدینہ سے ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلعم و جبرئیل علیہ السلام وہان نماز پڑھتے تھے جہان جنازون پر نماز پڑھی جاتی تھی پھر جب حضرت صلعم نماز سے فارغ ہوے اور ادھر آئے تو اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کون شخص تھا اور کہان گیا جو آپ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تونے اسکو دیکھ لیا تھا اسنے عرض کیا کہ ہان۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے خیر کثیر یعنے بہت بڑی بھلائی دیکھی یہ جبرئیل ع تھے کہ برابر مجکو پڑوسی کی بابت وصیت کرتے تھے یہانتک کہ مین نے گمان کیا کہ وہ عنقریب پڑوسی کو ورثہ دلاوینگے

بن جبل رض کو فرمایا کہ اللہ عزوجل کا حق بند وں پر کیا ہی معاذ رض نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ و اسکا رسول دانا تر ہی فرمایا کہ یہ ہی کہ اسکی بندگی کرین اور کسی چیز کو اسکے ساتھ شریک نہ کرین اور تمام حدیث صحیح وغیرہ مین ہی۔ وَ۔ احسنوا۔ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ براولین جانب در احسان کرو والدین کے ساتھ احسان کرنا ف یعنے نیک خدمتگزاری اور نرمی جانب پس احسان مفعول مطلق فعل محذوف کا ہی اور یہ حکم واجب ہی کہ والدین کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے اور مفسر رح نے بیان کر دیا کہ احسان سے تبرع مراد نہین بلکہ بجا لانا کسی کام کا اسکی اعلیٰ خوبی کے ساتھ پس والدین کی خدمتگزاری مین درستی سے قائم رہے اور موافق حکم الٰہی کے جہانتک انکی مرادات ہین انکے حاصل کرنے مین کوشش کرے اور جہانتک وسعت ہی انکے نان ونفقہ مین صرف کرے اور اسکے فضائل کثرت سے احادیث مین وارد ہین اور یہی کافی ہی کہ جا بجا اللہ عزوجل نے اپنی توحید وعبادت کے ساتھ اسکو ذکر فرمایا ہی چنانچہ قولہ ان اشکرلی ولوالدیک یعنے شکر کر تو میرے لیے اور اپنے والدین کے لیے اور یہ اگلی امتو نپر بھی مفروض تھا چنانچہ سورۂ بقرہ مین بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا جانا مذکور ہو چکا فرق اتنا ہی کہ یہان ما بعد مین و بذی القربیٰ بیار موحدہ موکدہ اور زیادہ تاکید کے ساتھ ہی۔ اور نبی صلعم نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہی۔ جاننا چاہیے کہ والدین اگر کسی امر شرعی کے خلاف حکم دین یا خواہش کرین تو اسمین اطاعت نہین ہی اور یہ حکم آیت وحدیث سے ثابت ہی۔ وَبِذِي الْقُرْبَىٰ۔ القرابۃ اور صاحب قرابت کے ساتھ احسان کرو۔ ف اور قربیٰ ہر وہ شخص جو قرابت دار ہو خواہ مذکر ہو یا مونث ہو اسیواسطے مفسر رح نے قربیٰ کی تفسیر قرابت سے کی۔ اور انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کو خوش آوے کہ اسکے رزق مین فراخی دیجاوے اور اسکے اثر مین تاخیر ہو یعنے زندگی یا نیکنامی دراز باقی رہے اسکو چاہیے کہ اپنی قرابت سے صلہ رحم کرے (رواہ البخاری ومسلم) وَالْيَتَامَىٰ اور احسان کرو یتیمون کے ساتھ ف یتیم وہ لڑکا یا لڑکی جسکا باپ مرگیا اور پندرہ برس سے کم ہی پھر اگر وہ ناتے دار ہو تو اسکا قرابت ویتیمی دوطرح سے حق ہی اور یہ تین وجہ سے ثواب ہو جاتا ہی کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مساکین پر صدقہ تو ایک صدقہ ہی اور قرابت دار پر صدقہ اور صلہ رحم دونون ہی (کما فی الصحیح) پس یتیم قرابتدار پر ثواب یتیم کا بھی ہی اور سہل بن سعد الساعدی رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اور یتیم کی کفالت کرنیوالا جنت مین اسطرح ہونگے اور اشارہ کیا اپنی کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اور ان دونو نمین تھوڑا فرق رکھا (رواہ البخاری) وَالْمَسَاكِينِ۔ اور مساکین پر احسان کرو ف مساکین جمع مسکین اور یہ شامل ہی فقیرون کو بھی اور تفسیر دونون کے پہلے گذر چکی ہی اور حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بیوہ ومسکینون کے واسطے سعی کرنے والا ایسا ہی جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنیوالا اور مجھے خیال پڑتا ہی کہ فرمایا اور ایسا ہے جیسے وہ نمازی جو کبھی فترہ نہین کرتا اور جیسے وہ روزہ دار جو کبھی افطار نہین کرتا (رواہ البخاری ومسلم) وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ۔ القریب منک فی الجوار او النسب۔ لفظ کے معنے یہ ہین کہ پڑوسی صاحب قرابت۔ اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ جو تجھسے پڑوس مین قریب ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ جو تجھسے نسب مین قریب ہو کذا قال فی الکمالین اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ رض نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جار ذی القربیٰ سے مراد وہ شخص ہی کہ تیرے اور اسکے درمیان قرابت ہی اور جار الجنب وہ شخص کہ تیرے اور اسکے درمیان قرابت نہین ہی۔ اور ایسا ہی عکرمہ بن خالد ومجاہد ومیمون بن مہران وضحاک وزید بن اسلم ومقاتل بن حیان سے مروی ہی۔ اور ذکر کیا کہ جابر جعفی نے شعبی رح کے واسطہ سے حضرت علی وابن مسعود سے روایت کی کہ جار ذی القربیٰ سے مراد جورو ہے اور بیضاوی نے قول ضعیف کرکے نقل کیا کہ بعض نے کہا کہ جسکے ساتھ باوجود پڑوس کے قرب واتصال بوجہ نسب یا دین کے بھی ہو مترجم کہتا ہی کہ اقوی وہ ہی جو بطریق علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس وغیرہ واحد مذکور ہوا اور روایت

ہونگے کہ حکم دیدین اگرچہ زوجین راضی نہون یا وہ دونون زوجین کی طرف سے وکیل ہین۔ یہ دو قول ہین پس جمہور علما تو اول قول پر ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونون کو حَکَم کہا اور حکم کی شان سے ہے کہ حکم کردے اگرچہ وہ شخص جسپر حکم دیا ہی راضی نہو اور یہی ظاہر آیت کریمہ ہی اور یہی جدید قول شافعی رح ہی اور یہی قول امام ابوحنیفہ رح وانکے اصحاب کا ہی اور شیخ ابوعمرو بن عبدالبر نے کہا کہ علما نے اجماع کیا ہی کہ دونون حکم نے اگر جمع کرنے یا تفرقہ کرنے مین اختلاف کیا تو اکیلے ایک کے قول کا کچھ اعتبار نہین ہی۔ اور نیز اجماع کیا ہی کہ اگر دونون حکم ہردو جورو ومرد کے جمع رہنے پر حکم کرین تو نافذ ہوگا اگرچہ دونون جورو مرد نے اپنی طرف سے وکیل نہ کیا ہو اور رہا تفرقہ تو اسمین علما مختلف ہین در صورتیکہ توکیل نہو پھر نقل کیا کہ جمہور کے نزدیک حکمین کا حکم تفرقہ مین بھی بدون توکیل کے نافذ ہوگا قال المترجم کمالین مین مذکور ہی کہ شوہر کی طرف سے جو حکم ہی اسکو اختیار نہین کہ عورت کو طلاق دیدے مگر جب کہ شوہر نے اجازت دی ہو اور اسیطرح عورت کا حکم بدون اجازت عورت کے خلع نہین لے سکتا ہی یہ قول امام ابوحنیفہ وامام احمد کا اور ایک قول امام شافعی کا ہی اور امام مالک نے فرمایا کہ بدون دونون کی رضامندی کے ایسا کرسکتے ہین مترجم کہتا ہی کہ حکمین اگر از جانب حاکم بعد مرافعہ ہون تو انکو جمع وتفرقہ مین بدون رضامندی زوجین کے اختیار ہی اور یہی مذہب امام ابی حنیفہ مین بھی صحیح ہی کما ذکرہ الشیخ ابن کثیر پھر واضح ہو کہ شرک جلی تو بت پرستی وغیرہ کی قسم سے ظاہر ہے اور یہان ایک شرک خفی بھی ہی وہ اسطرح کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات مین حکم دیا ہی کہ اسکو نہ مانے بلکہ اپنے نفس کی بات مانے تو اسنے اپنے نفس سے شرک کیا لہذا حق عزوجل نے آیندہ خلوص توحید کا حکم دیا بقولہ تعالیٰ

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـــًٔا وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَ

اور بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اسکے ساتھ کسیکو اور مان وباپ سے نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیمون سے اور

الۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ

فقیرون سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ بعید سے اور ساتھ کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے

وَمَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۙ

اور اپنے ہاتھ کے مال سے البتہ اللہ کو پسند نہین آتا جو بندہ اترانے والا ہو بڑائی جتلانے والا ہو

وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ۔ وحدوہ۔ توحید کرو اللہ تعالیٰ کی ف یعنے اللہ تعالیٰ کو واحد یقین کرو اور اسکی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور ایسا ہی حضرت ابن عباس رض سے توحید کی تفسیر مروی ہی اور یہ بقرینہ مابعد ہی۔ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـــًٔا۔ اور مت شریک کرو اللہ تعالیٰ کے کوئی شے ف پس شیئا یا تو مفعول بہ ہی یعنے تمام چیزون مین سے کسی چیز کو شریک مت کرو خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو خواہ بڑی ہو یا چھوٹی ہو خواہ حیوان ہو یا جماد یا ملک کوئی ہو اگرچہ اپنا جی کیون نہو۔ اور ہو سکتا ہی کہ شیئا مفعول مطلق ہو ای شیئا من الاشراک کسیطرح کا شرک مت کرو پس شرک خفی وجلی خواہ ذات مین ہو یا صفات مین یا افعال مین یا علم مین کسی چیز مین کسیطرحکا شرک مت لاؤ نہ اپنے فعل سے نہ قول سے نہ اعتقاد سے اور یہی بیضاوی مین مجملاً مذکور ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے قولہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا۔ کی تفسیر مین کہا کہ اللہ عزوجل بندونکو حکم فرماتا ہی کہ اسی کی عبادت کرین درحالیکہ اسکو وحدہ لاشریک لہ اعتقاد کرین تمام یقین کے ساتھ کیونکہ وہی خالق رازق انعام دینے والا ہر حال مین اپنے مخلوق پر انکے عدم سے موجود ہو کر مرنے تک تا ابد فضل واحسان فرمانے والا ہی پس وہی مستحق ہی کہ اسی کی عبادت کرین بدون اسکے کہ مخلوق مین سے کسی چیز کو اسکا شریک بناوین خواہ اعتقاد مین ہو یا افعال مین ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ

كَانَ عَلِيْمًا۔ بکل شئی۔ اللہ تعالیٰ علیم ہی یعنے دانا ہی ہر چیز کا۔ خَبِيْرًا۔ بالبواطن کالظواہر خبردار ہی ف یعنے باطن امور کا مانند ظواہر کے ف شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ مرد کے لوگوں میں سے ایک مرد صالح اور عورت کے لوگوں میں سے ایسا ہی مرد بھیجیں پھر دونوں غور کریں کہ زوجین میں سے کون بدکردار ہی پس اگر مرد ایسا ہو تو اس سے اسکی جورو کو پردہ میں کریں اور اسپر نفقہ مقصور رکھیں اور اگر عورت ہی بدکردار ہو تو اسکو شوہر ہی کے پاس رکھیں اور عورت کو نفقہ سے منع کریں پھر اگر دونوں حکم نے زوجین کو جدا کرنے یا جمع کرنے پر اتفاق کیا تو انکا کیا ہوا جائز ہی پھر اگر دونوں کی راے میں آیا کہ دونوں کو مجتمع رکھیں پس دونوں جورو و مرد میں سے ایک راضی ہوا اور دوسرے نے مکروہ جانا تو جو شخص راضی ہوا وہ اسکا وارث ہوگا جو نہیں راضی ہوا ہی اگر مرجاوے اور جو راضی نہیں ہوا وہ راضی ہونے والیکا وارث نہوگا اگر مرجاے (رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر) اور من طریق عکرمہ بن خالد عن ابن عباسؓ روایت ہی کہ میں اور معاویہ بن ابی سفیان دونوں حکم کرکے بھیجے گئے۔ معمر راوی نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ حضرت عثمانؓ نے دونوں کو بھیجا تھا اور دونوں سے کہا کہ اگر تمھاری راے میں آوے کہ دونوں مجتمع ہوں تو دونوں کو مجتمع کرو اور اگر تم دونوں کی راے میں آوے کہ متفرق ہوں تو تم دونوں متفرق کردو (رواہ عبدالرزاق باسناد جید) اور ابن ابی ملیکہ سے بسند جید روایت کی کہ عقیل بن ابی طالبؓ فاطمہ دختر عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کیا اسنے عقیل سے کہلا بھیجا کہ میری طرف آجاؤ میں تمھارا خرچ اپنے ذمہ کرلونگی پھر جب عقیل اسکے پاس گئے تو اسنے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ کہاں ہیں عقیلؓ نے جواب دیا کہ تیرے بائیں طرف دوزخ میں ہونگے جب تو دوزخ میں داخل ہوگی پس اسنے اپنے تن پر کپڑے ڈھک کر قصد کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس آئی اور یہ قصہ ذکر کیا تو حضرت عثمانؓ ہنس دیے پھر حضرت ابن عباس و معاویہ بن ابی سفیان کو بھیجا پس ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں دونوں میں جدائی کرونگا معاویہ بن ابی سفیان نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ اولاد عبد مناف کے دو شخصوں میں جدائی ڈالدوں پھر دونوں وہاں آئے تو دیکھا کہ دونوں نے تنہا ہو کر دروازہ بند کرلیا ہی پس دونوں واپس ہوگئے (رواہ عبدالرزاق ایضًا) اور عبیدہ سلمانیؒ سے بسند جید روایت کی کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عورت و اسکا شوہر آیا اور انمیں سے ہر ایک کے ساتھ تھوڑے تھوڑے لوگ تھے پس آپ نے یہ لوگ حکم بنائے اور وہ لوگ حکم بنائے پھر دونوں حکم سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ تم دونوں پر کیا واجب ہی تمپر یہ لازم ہی کہ اگر تمھاری راے میں آوے کہ دونوں جمع ہوں تو دونوں کو جمع کرو تو عورت مذکورہ نے کہا کہ میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم پر خواہ میرے نفع کا ہو یا ضرر کا ہو اور شوہر نے کہا کہ رہا دونوں میں فرقت کا حکم سو یہ میں پس حضرت علیؓ نے فرمایا کہ واللہ تو نے جھوٹ کہا یہاں سے تو جنبش نکریگا جب تک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر راضی نہو خواہ تیرے نفع پر ہو یا ضرر پر حکم ہو (رواہ ابن ابی حاتم من طریق عبدالرزاق ایضًا وقد رواہ ابن جریر من طریق ابن عیینہ) پھر شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ اس امر پر علما کا اجماع ہے کہ دونوں حکم کو اختیار ہی کہ چاہیں جمع ہونیکا حکم دیں یا متفرق ہونیکا حکم دیں یہانتک کہ ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا کہ اگر دونوں حکم چاہیں کہ ایک طلاق یا دو طلاق یا تین طلاق سے تفریق کا حکم دیں تو ایسا کرسکتے ہیں اور یہی امام مالک سے ایک روایت ہی اور حسن بصریؒ نے فرمایا کہ دونوں حکم ان دونوں کے جمع ہونیکا حکم دے سکتے ہیں اور تفرقہ کا حکم نہیں دے سکتے ہیں اور یہی قتادہ و زید بن اسلم کا قول ہی اور یہی قول احمد بن حنبل و ابوثور و داؤد ظاہری کا ہی بدلیل قولہ تعالیٰ ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینہما۔ اور تفریق کا ذکر نہیں فرمایا ہی مترجم کہتا ہی کہ پھر اجماع علما کا قول جو شیخ نے مقدم لکھا محل تامل ہی کیونکہ ان لوگوں کا خلاف موجود ہی بظاہر جمہور علما کی جگہ کاتب نے سہو سے ایسا لکھدیا ہی واللہ اعلم۔ پھر کہا کہ اگر دونوں حکم مذکور زوجین یعنے جورو و مرد کی طرف سے وکیل ہوں تو کچھ خلاف نہیں کہ انکا حکم جمع و تفرقہ دونوں باتوں میں سے ہر ایک میں جائز ہی **قال المترجم** اسی وجہ سے مفسرؒ نے توکیل کرنے کا حکم لکھا ہی فافہم۔ پھر اماموں نے اس بات میں اختلاف کیا ہی کہ حکم دونوں حاکم اسلام کی طرف سے مقرر

تعبیر بضمیر غائب سے یہ امر تو ظاہر ہی کہ وان خفتم کا خطاب زوجین کو نہین ہی پھر بعض نے کہا کہ صلحاء امت مین سے ہر ایک لائق خطاب کو حکم ہی۔ یعنے ای اہل اسلام جب تم مسلمانون کے درمیان کسی مرد اور اسکی زوجہ مین مخالفت دیکھو تو۔ الخ اور ارجح یہ ہی کہ امام المسلمین یا نائب یعنے قاضی وغیرہ کو حکم ہی بدلیل قولہ۔ فَابْعَثُوا۔ الیہما برضاہما۔ تم بھیجوان دونون کی طرف ف یعنے ان دونون کی رضا مندی سے ایک حکم جو دونون مین محاکمہ کریے پس یہ خطاب حکام کو ہی یعنے امام المسلمین واسکے نائب لوگون کو خطاب ہی اور حضرت خلیفہ عثمان وغیرہ سے بھیجنا ثابت ہوا ہی اور اسمین دو قول ہین کہ حکم کے بھیجنے مین دونون کی رضامندی شرط ہی یا نہین اور مفسر رح نے جمہور کے قول کو اختیار کیا کہ دونون کی رضامندی شرط ہی قال فی المعالم اور یہی اصح ہی حاصل آنکہ حکام کو واجب ہی کہ دونون کی طرف دونونکی رضامندی سے بھیجین۔ حَكَمًا۔ رجلا۔ مرد حکم ف جو کم سے کم ایک آدمی ہو مگر مرد ہو نہ عورت اور آزاد مسلمان عادل ہو یعنے جیسے قاضی ہوتا ہی کما ذکرہ فی المعالم۔ مِّنْ أَهْلِهِ۔ اقاربہ۔ اہل شوہر سے ف حکم مذکور شوہر کے اہل سے ہو اور اہل سے مراد شوہر کے ناتے کے لوگ یعنے اسکے اقربا ہین۔ اور بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ حکم کا بھیجنا تو واجب ہی مگر اقارب سے ہونا مستحب ہی حتی کہ اگر غیر دونہا مین سے ہوگا تو روا ہوگا نص علیہ الشافعی رح اور اقارب اسواسطے اولی ہین کہ وہ خفیہ حالات سے زیادہ واقف ہوسکتے ہین اور اسلیے کہ انکو اصلاح کا زیادہ خیال ہوگا۔ الحاصل حاکم کو حکم دیا کہ ایک حکم تو شوہر والونسے بھیجو۔ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا۔ ویوکل الزوج حکمہ فی طلاق وقبول عوض علیہ وتوکل ہی حکمہا فی الاختلاع۔ اور ایسا ہی ایک حکم عورت کے طرف والونسے بھیجو ف پھر مفسر رح نے کہا کہ شوہر اپنے حکم کو وکیل کردے کہ چاہے طلاق دیدے یا اگر طلاق اسپر پیش کیجاوے یعنے خلع مانگا جاوے تو قبول کرلے اور عورت بھی اپنے حکم کو خلع لینے و منظور کرنے کا وکیل کردے مترجم کہتا ہی کہ شاید مفسر رح نے یہ قید اسواسطے بڑھائی تاکہ بالاتفاق مسئلہ جائز ہوجاوے جیسا کہ بیان آتا ہی حاصل آنکہ دونون کی طرف سے اس طرح اپنے اپنے حکم کو وکیل کرکے بھیجا جاوے فیجہدان ویامران الظالم بالرجوع ویفرقان ان رایاہ۔ پھر دونون حکم کوشش کرینگے کہ اتفاق ہوجاوے اور جو دونون مین سے ظالم ہو اسکو حکم دینگے کہ اپنے ظلم سے رجوع کرے یا دونون مین تفریق کردینگے اگر انکی رائے مین یہی مصلحت معلوم ہو بیضاوی نے کہا کہ اسمین دلیل ہی کہ حکم مقرر کرنا اور اس طور پر فیصلہ کرالینا روا ہی یعنے خواہ یہ معاملہ ہو یا اور کوئی مقدمہ ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ ہمارے ائمہ حنفیہ رح کے نزدیک ہر معاملہ مین حکم کا حکم نافذ ہی لیکن فقہاے رح نے عوام کی جرارت کی نظر سے ہر معاملہ مین یہ فتویٰ نہین دیا ہی کما فی الہدایہ وغیرہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ إِن يُرِيدَا۔ ای الحکمان۔ إِصْلَاحًا۔ اگر چاہا دونون حکم نے اور بعض نے کہا یعنے دونون جورو مرد نے اصلاح کو یعنی باہمی درستی معاملہ کو يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا۔ بین الزوجین ای یقدر ہما علی ما ہو الطاعۃ من اصلاح او فراق۔ تو توفیق دیگا اللہ تعالیٰ ان دونون مین ف یعنے جورو و مرد مین یعنے دونون کو قادر کردیگا اس چیز پہ جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی خواہ اصلاح یا فراق۔ اور بیضاوی وغیرہ مین ہی کہ ضمیر یریدا واسطے زوجین کے اور بینہما واسطے حکمین کے ہی برعکس اسکے جو مفسر رح نے کہا ہی اور معنے یہ کہ اگر جورو مرد نے اپنے حال کی اصلاح چاہی تو اللہ تعالیٰ بھی دونون حکم کو ایسے ہی امر کی توفیق عطا فرماویگا جسمین دونون کی بہتری ہی۔ خلاصہ یہ کہ نیت نیک رکھین تو کام بن جائیگا۔ انجام بخیر ہوگا اور بعض نے ہر دو ضمیر کو زوجین کے واسطے اور بعض نے ہر دو ضمیر کو حکمین کے واسطے تجویز کیا۔ بہرحال اس سے یہ نکلتا ہی کہ جو شخص اصلاح کا قصد کرے اللہ تعالیٰ اسکی مراد کے سامان جمع کردیتا ہی اور توفیق بمعنے مہیا کردینا سامان خیر کا۔ اور بعض نے کہا کہ یوفق بمعنے یولف ہی یعنے دونون مین حکمین کی سعی سے باہم الفت دیدیگا یہان دلیل ہی کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی بندہ فقط قصد و تدبیر کرسکتا ہی نہ تاثیر اور خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لو انفقت ما فی الارض ما الفت بین قلوبہم۔ یعنے حضرت صلعم کو خطاب فرمایا بطور منت رکھنے کے کہ اگر تم تمام زمین مع اسکے مال و متاع کے خرچ کرتے تو اپنے یارون یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلون مین ایسی الفت نہین ڈال سکتے تھے اور وجہ ظاہر ہے کہ یہ تاثیر نہین پیدا کرسکتے تھے۔ إِنَّ اللَّهَ

۵۹

پس جن دو آدمیون مین ایک راہ نہین ہی خواہ دوری یا نزدیکی کی اُن مین باہم جھگڑا پڑجاتا ہی کیونکہ انکے اخلاق وحالات ومقامات جدا جدا ہین چنانچہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ارواح ایک جھنڈ لگے تھین جنہین باہم جان پہچان ہوگئی انہین باہم میل ہوا اور جنہین شناسائی نہوئی ان مین پھوٹ رہی - رواہ البخاری - یہین سے جورو و مرد مین بھی سرکشی و پھوٹ پڑجاتی ہی کیونکہ انکی اصلی خصلت مختلف ہی پس اسی وجہ سے فرمایا کہ عورتونکے اخلاق مین جب ممارست اور مجاہدہ و ریاضت سے ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ مردونکی طاعت کرنے لگین تو پھر انسے اس امر کے خواستگار نہو کہ انکی اصلی خلقت وطبیعت جوہری بھی تم سے موافق ہوجاوے اور انکے اجسام اور ارواح تمھاری جنس کے ہوجاوین کیونکہ اسمین قضا وقدر کے ساتھ جھگڑا ہی اور یہی معنے ہین قولہ فلا تبغوا علیہن سبیلا کے یعنے مت تکلیف دو عورتون کو ایسے امر کی جو اُنکے اختیار سے باہر ہے کہ وہ اپنی خلقت ازلی کو بدل نہین سکتی ہین اللہ تعالی عزوجل نے فرمایا - لا تبدیل لخلق اللہ - یعنے اللہ تعالی کی خلقت مین کچھ تبدیل نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ مراد یہ کہ اُنسے محبت اور خلوص نیت کی خواہش مت کرو اسواسطے کہ ان کے دل اللہ تعالی کے قبضۂ قدرت مین ہین اسی واسطے نبی صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے پاک پروردگار یہ میری تقسیم و باری اس چیز مین ہی جسکا مین مالک ہون اور مجھے ماخوذ نفرمایو ایسی چیز مین جسکا تو مالک ہے یعنے قلب و رہین اسکا مالک نہین ہون قال المترجم یعنے اگر کسی بیوی سے زیادہ محبت ہو تو معذور ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ

اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونون آپسمین ضد رکھتے ہین تو کھڑا کرو ایک منصف کو مرد والون سے اور ایک منصف عورت والون سے اگر یہ دونون چاہینگے

اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

صلح تو اللہ تعالے ملاپ دیدیگا دونون مین اللہ تعالے سب جانتے والا خبردار ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ علمتم - یعنے خوف بمعنے علم ہی یعنے اگر تم یقین جان لو - قاموس مین خوف کے معنے علم کے بھی مذکور ہین - اور معالم مین فرمایا کہ بعض کے نزدیک بمعنے گمان غالب ہی اور حاصل یہ کہ اگر جورو و مرد مین شقاق ظاہر ہوا اور دونون کا حال مشتبہ ہوا اور شوہر نے چشم پوشی نہ کی اور نہ طلاق دی اور عورت اسنے نہ حق ادا کیا اور نہ مال دیکر خلع لیا اور دونون سے ایسے قول وفعل صادر ہوے جو حلال نہین ہین تو امام المسلمین ایک حکم از جانب مرد اور ایک حکم از جانب عورت بھیجے اور دونون کی رائے سے مطلع ہوکر پھر دونون جمع ہوکر جسپر انکی رائے قرار پاوے موافق حکم آیت کے عمل مین لاوین - یہی فرمایا وان خفتم - شِقَاقَ - خلاف - بَيْنِهِمَا - اور اگر تمکو علم ہو ان دونون کے درمیان شقاق کا ف شقاق بمعنے خلاف ہی اور اصل مین شقاق بمعنے پھوٹ ہی اور اسواسطے شقاق کہتے ہین کہ دونون مخالف مین سے ہر ایک دوسرے پر شاق فعل کرتا ہی یا دوسرے کی شق کے برخلاف شق کی طرف میل کرتا ہی یعنے ایک دوسرے سے مخالف جہت کو اختیار کرتا ہی - اور شقاق بینہما باضافت قرأۃ متواترہ ہی اور ضمیر تثنیہ راجع بجانب جورو و مرد ہی جیسا کہ مفسرؒ نے کہا ای بین الزوجین - اگر کہا جاوے کہ شقاق کی اضافت بین کی طرف کیونکر ہی جو در حقیقت ظرف ہی پس اسکا اختلاف کیا ہوگا جواب مفسرؒ نے کہا کہ والاضافۃ للاتساع ای شقاقا بینہما - یعنے اصل مین شقاقًا بینہما - بدون اضافت تھا پھر ظرف مین وسعت ہونے کی وجہ سے اسکی طرف اضافت کردی اور بیضاوی نے کہا کہ اضافت شقاق کی ظرف کیطرف یا اسوجہ سے کہ اسکو مفعول بہ کے قائم مقام قرار دیا گیا جیسے سارق اللیلۃ الدار بولتے ہین یا فاعل کے قائم مقام مانند نہارہ صائم کے اور یہ مجاز ہی - اگر کہا جاوے کہ ہر دو ضمیر کا مرجع سابق مین مذکور نہین - تو کشاف مین جواب دیا کہ رجال ونساء جو انپر دلالت کرتے ہین سابق مین مذکور ہین اور بیضاوی نے کہا کہ اجرا ایسی چیز کا ہوچکا ہی جو ان دونون پر دلالت کرتا ہی یعنے نشوز کیونکہ جورو کا اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا یہی نشوز ہی پس حاصل آنکہ مرجع دلالۃً مذکور ہی اور

اسوقت ہی کہ اپنے حظ نفس کے واسطے چھوڑے اور اگر مقصود اس سے دوسرے کو گناہ سے لوٹانا یا اصلاح دین ہو تو روا ہی اسواسطے کہ نشوز عذر شرعی ہی اور اسی سے آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک کے ساتھ کلام سے لوگونکو منع کر دیا تھا فافہم - فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فیما یرادمنھن پھر اگر ایسی عورتین تمھاری اطاعت کرین ف جو انسے ارادہ کیا جاوے تا وقتیکہ اسمین معصیت الٰہی نہو - فَلَا تَبْغُوْا - فطلبوا علیھن - تو اب مت چاہو عورتون پر - سَبِيْلًا - طریقًا الی ضربھن ظلمًا - کوئی راہ ف انکو مارنے کی ازراہ ظلم کے - یعنے جب وہ نصیحت یا ہجر سے مان جاوین تو پھر انکے مارنے کی تمکو اجازت نہین پس ظلم سے مت مارو - اور ایسے ہی اگر نصیحت سے مان جاوین تو مہاجرت بھی روا نہین ہی - اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا - فاحذروہ ان یعاقبکم ان ظلمتموھن - اللہ تعالیٰ علی کبیر ہی ف پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ تم کو عذاب کرے گا اگر تم انپر ظلم کروگے اور صحیح حدیث مین منھ پر مارنے سے ممانعت ہی اور نیز حدیث مین ہی کہ تم مین سے مرد اپنی جورو کو غلام کی طرح مارتا ہی پھر آخر دن مین اس سے مجامعت کرتا ہی - کمافی الصحیحین ف عرائس البیان مین مذکور ہی کہ قولہ تعالیٰ فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ صالحات وہ پاک عورتین ہین جنکو معرفت الٰہی عزوجل حاصل ہو اور حقوق الٰہی اور حلم الٰہی اور عفو الٰہی و عذاب الٰہی سے آگاہ و عارف ہون اور شوہرون کے جو حقوق انپر واجب ہوے ہین کہ انکے ساتھ اچھی طرح بسر کرین اور انکے امور مین اصلاح رکھین اس سے واقف ہون - اور قانتات وہ عورتین ہین جو درگاہ الٰہی مین اسکی بندگی ادا کرنے مین خالص نیت سے قائم رہین - اور اللہ عزوجل کی خدمتگزاری بہت تواضع سے ادا کرین اور حضرت باری تعالےٰ عزوجل کے حکم سے فرمانبردار رہین چنانچہ اسنے حکم دیا کہ وقرن فی بیوتکن - اپنے گھرون مین قرار پکڑو - اور چونکہ آتش خوف و نور امید اور لطف مراقبہ و ضیاء شہود اور برابر گھرون مین قرار پکڑنے اور شوق عالم آخرت سے انکے دل جلد نرم ہو جاتے ہین اور اسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کیواسطے جاتے ہوے راہ مین حدی پڑھنے سے منع فرمایا اور کہا کہ ایاک والقواریر یعنے اونٹونپر عورتین سوار تھین تو فرمایا کہ خبردار ان شیشون سے کہ ہرگز ٹوٹنے نہ پاوین کیونکہ ان پاک عورتون کے دل بہت نرم ہو رہے تھے اور یہ اسیوجہ سے تھا کہ اللہ عزوجل نے انکو جوش وجد سے اور حجرات مین سے نکلنے سے محفوظ فرمایا تھا پس انکے حفظ کا بذات پاک خود متولی ہوا یعنے ان عورتونکا اپنے آپکو محفوظ رکھنا اسیطرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے انکو محفوظ رکھا چنانچہ اوتعالیٰ نے اپنے رسول موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے حال سے خبر دی کہ ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبہا - یعنے قریب تھی کہ اس راز کو فاش کر دے اگر یہ نہوتا کہ ہمنے اسکے دل پر بندش کر دی تھی - اور نیز حافظات للغیب یعنے انھون نے اپنے شوہرونسے جو کرامات و اسرار الٰہی معاینہ کیے تھے جو انکے شوہرونکو منکشف ہوے تھے اسکو کسی سے نہین کہا قال المترجم اس کلام مین اشارہ ہی کہ ابتدائے حال مین قبل مرتبہ تمکین حاصل ہونیکے جو واردات و عجائب منکشف ہون انکو اظہار کرنا موجب معزت ہی مگر انکہ غلبہ شوق اسکا داعی ہو پس اگر ساکت رہا تو خیر ورنہ عتاب و خسارہ اُٹھاتا ہی اور یہ سب انھین امور مین ہی جو اسکو موافق طریقۂ سنت کے منکشف ہوے ہون اور جو خلاف سنت ہون انکو ضرور بیان کرے تاکہ عارف صادق انکا علاج بتلادے اور نیز قولہ حافظات للغیب یعنے جو انھون نے اپنے شوہرونکو دیکھا کہ باوجود محتاجی و تنگی و تکلیف کے مجاہدہ مین اور عبادت مین سرگرم ہین اسکو حفاظت سے پوشیدہ رکھا تاکہ مخلوق کی ریاکاری کے فتنہ مین نہ پڑین اور شوہرونسے شکایت کی نوبت نہ آوے - اور نیز حفظ سے رکھنے والیان اپنی فروج و عورات کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کیونکہ خوف الٰہی انکو روکتا تھا کہ اپنی پردہ دری نہ کرین - اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت سے وہ غیب کی نگاہ رکھنے والیان ہوئین - اور اگر اللہ تعالیٰ انکو انکے نفوس کے حوالہ فرماتا تو انکی پردہ دری ہو جاتی - قولہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا - جاننا چاہیے کہ ازل ہی سے اجسام کی ہستیان مختلف پیدا ہوئی ہین بعض مین نزدیکی اور بعض مین دوری ہی اور یہ نزدیکی و دوری بھی درجہ بدرجہ خود مختلف ہی اور یہی حال ارواح کا ہی

فرمائی - بما حفظ اللہ - ای جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو حفظ غیب بسبب وعدۂ ثواب جمیل فرمایا اور درصورت خطا کے خیانت پر وعید عذاب شدید فرمائی ہی - بالجملہ
قسم اول صالحات کی یہ تعریف تھی کہ قانتات وحافظات ہوتی ہین پھر قسم دوم کے حکم کو بیان فرمایا کہ وہ ذکر کے قابل نہین ہین - وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ
نُشُوْزَهُنَّ - عصیانهن لکم بان ظهرت اماراته - اور جو عورتین ایسی ہون کہ اُنسے تم انکی سرکشی کا خوف کرو یعنے اپنے حق مین انکی نافرمانی کا خوف کرو
باینطور کہ نافرمانی کے نشانات ظاہر ہون - مدارک مین کہا کہ اصل مین نشوز بمعنے ارتفاع ہی یعنے اپنے کو چڑھانا اور عورت کا نشوز یہ کہ شوہر کو مبغوض رکھے
اور اسکی فرمانبرداری سے اپنے آپکو کھینچے اور تکبر کرے اسطرح کہ اسپر آواز بلند کرے اور زبان درازی کرے اور اُسکے حکم کو بجالانے مین کوتاہی کرے اور بلاوے تو
قبول نہ کرے پس جن عورتون کے ڈھنگ سے تم یہ بات دیکھو - فَعِظُوْهُنَّ - فخوفوهن من الله - تو انکو اللہ تعالیٰ سے خوف دلاؤ - وَ
اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ - اعتزلوا الی فراش آخر ان اظهرن النشوز - اور الگ کرکے دوسرے بستر پر کردو ف اگر سرکشی ظاہر کرین
مضاجع جمع مضجع بمعنے بستر خواب - علی بن ابی طلحہ رح نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی کہ ہجر یہ ہی کہ اس سے جماع نہ کرے اور بستر پر اپنا پیٹھ اسکی
طرف رکھے اور ایسا ہی دیگر علمائے سلف سے مروی ہے اور دوسری روایت علی بن ابی طلحہ مین ابن عباس رض سے ہی کہ اسکو نصیحت کرے خوف دلاوے پھر اگر
وہ مان جاوے تو خیر ورنہ اسکو بستر پر چھوڑدے اور اس سے بات نہ کرے بدون اسکے کہ اسکا نکاح رد کردے اور یہ امر عورت پر سخت ہی اور ابو داؤد
نے مرفوعاً روایت کی جسمین ہجر فی المضاجع بمعنے ترک جماع ہی واللہ اعلم اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مرد نے اپنی جورو کو اپنے
بستر پر بلایا اور اُسنے انکار کیا تو ایسے حال سے رات بسر کریگی کہ صبح تک فرشتے اسپر لعنت کرینگے (رواه البخاری) اور اسی کے مانند معنے مین مسلم رح نے
روایت کی ہی - پھر اگر اس سے بھی راہ راستی پر نہ آوے تو فرمایا - وَاضْرِبُوْهُنَّ - ضربا غیر مبرح ان لم یرجع بالهجران - یعنے مارو انکو مارنا ایسا کہ
مولم نہو ف بشرطیکہ وہ ہجران سے ٹھیک نہون پس آیت کریمہ مین تو اجازت اُسکے مارنیکی مطلقاً ہی ولیکن مفسر رح نے غیر مبرح کی قید بڑھائی بدلیل
حدیث جابر رض کے کہ حجۃ الوداع مین حضرت صلعم نے فرمایا کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے عورتون کے بارہ مین کیونکہ وہ تمھارے پاس محکوم ہین اور تمھارا ان پر
یہ حق ہی کہ تمھارے فرش کو ایسے شخص سے نہ روندواوین جسکو تم مکروہ رکھتے ہو اور اگر ایسا کرین تو انکو مارو ایسا مارنا کہ مبرح نہو اور انکا تمپر یہ حق ہی کہ دستور
کے موافق انکو کھانا کپڑا دو (رواه مسلم) اور ایسا ہی ابن عباس وغیرہم نے ضرب کا ضرب غیر مبرح سے تفسیر کیا - اور حسن بصری رح نے فرمایا کہ ضرب غیر مبرح یعنے
ایسی مار کہ تاثیر نہ ڈالدے اور فقہانے فرمایا کہ غیر مبرح وہ ضرب ہی کہ کسی عضو کو شکستہ نہ کرے اور کوئی عیب اور بدنمائی نہ پیدا کردے اور علی بن ابی طلحہ رح کی
روایت ابن عباس مین ہی کہ پھر اگر راہ پر آجاوے تو خیر ورنہ اللہ تعالیٰ نے اجازت دیدی کہ اسکو غیر مبرح مار مارے اور اسکی ہڈی نہ توڑے اور اگر نہ راہ پر آوے
تو پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے حلال کردیا کہ اس سے فدیہ لیوے - یعنے اس سے مال خلع لیکر اسکو خلع کردے شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ایاس بن عبد اللہ بن
ابی ذباب نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگو تم اللہ تعالیٰ کی لونڈیونکو مت مارو پس عمر رض نے آکر رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ عورتین اپنے
شوہرون پر شیر ہوگئین پس رسول اللہ صلعم نے انکے مارنیکی اجازت دیدی پھر بہتیری عورتین حضرت صلعم کے اہل خانہ پاس آئین جو اپنے شوہرون کی
شکایت کرتی تھین پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آل محمد کے پاس بہت سی عورتین اپنے شوہرونکی شکایت لائین - یہ لوگ تم لوگون مین اچھے مرد
نہین ہین (رواه ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ) اور امام شافعی رح نے فرمایا کہ مارنا مباح ہی ولیکن افضل یہ ہی کہ نہ مارے اور جمل کے حاشیہ مین ہی کہ ہجر اور
ضرب ہر ایک اسیوقت ہی کہ سرکشی کو یقین جانے اور خالی گمان پر روا نہین ہی پوشیدہ نہین کہ آیت کریمہ مین خوف نشوز مذکور ہی پس ظاہر اسکے علامات سے
خوف نشوز کے یقین پر ہجران وغیرہ روا ہی ولیکن جمہور نے تخافون بمعنے تعلمون لیا ای تم جان لو انسے نشوز کو فافهم واللہ اعلم - اگر کہا جاوے کہ ہجر مین سدی و ضحاک
وغیرہ سے روایت ہی کہ بول چال بھی چھوڑدے حالانکہ تین روز سے زیادہ مسلمان سے بول چال چھوڑنا حدیث صحیح مین منع ہے جواب یہ ہی کہ ممانعت

اپنی اموال سے **ف** یعنے مہر و نفقہ و دیگر مصارف مال پس عورت پر مرد کی فضیلت اپنی ذات سے بھی ہی اور نیز انعام و افضال سے بھی ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وللرجال علیہن درجۃ۔ مردون کے لیے عورتون پر درجہ ہی۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قوامون علی النساء یعنے عورتون پر امراء ہین یعنے اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کی طاعت کا حکم کیا اسمین اسکے حکم کی فرمانبرداری کیے اور فرمانبرداری عورت کی یہی کہ مرد کے لوگون کے ساتھ نیک چلن ہو اور اسکے مال وحق کی حفاظت رکھے۔ اور یہی مقاتل و سدی و ضحاک نے کہا ہی اور حسن بصری نے روایت کی کہ ایک عورت آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوئی اور شکایت کرتی تھی کہ اسکے شوہر نے اسکو طمانچہ مارا پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ بدل اسکو نہین چاہیے اسمین قصاص ہی پس اللہ عز وجل نے نازل فرمایا۔ الرجال قوامون علی النساء الآیہ۔ پس وہ عورت نامراد بدون قصاص واپس ہوئی (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من طرق عنہ وکذا ارسلہ قتادۃ وابن جریج والسدی کما رواہ ابن جریر ایضا) اور ابن مردویہ نے حدیث کو نسائی رح کے طریق سے بواسطہ ہاشمی و اہل بیت راویون کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مسنداً روایت کیا بمانند مرسل حسن رح کے اور شعبی رح نے انفاق مال مین کہا کہ مراد اس سے مہر ہی جو اسنے عورت کو دیا ہی کیا تو نہین دیکھتا کہ اگر مرد بدون گواہون کے جورو کو کہے کہ اسنے زنا کیا تو مرد کو کچھ اور سزا نہین بلکہ لعان کر کے جدائی کرا دیجائیگی اور اگر عورت اسکو زنا کی نسبت کرے تو اس سے گواہ طلب ہونگے اور اگر نہ لائی تو اسکو حد قذف ماری جائیگی۔ حاصل آنکہ عورتین مردون کے تحت حکم ہین لیکن آیت مین دلالت ہی کہ پوری ولایت مرد کی جب ہی کہ وہ امور یہی ہین مالیہ اور امر نفقہ مین ثابت ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عورتون کی دو قسمین فرمائین ایک مطیعہ اور دوسری ناشزہ پس قسم اول کو فرمایا بقولہ **فَالصّٰلِحٰتُ** منہن۔ یعنے قسم صالحات ان عورتون مین سے۔ **قٰنِتٰتٌ** مطیعات لازواجہن مطیعہ ہین **ف** یعنے اپنے شوہرون کی مطیعہ ہین ایسا ہی حضرت ابن عباس وغیرہم نے تفسیر فرمایا ہی۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ طاعت ہر جگہ مخصوص ہی کہ وہ خلاف حکم الٰہی کے گناہ نہو کیونکہ حضرت صلعم نے فرما دیا کہ حضرت خالق عز وجل کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہین ہی (کما فی الصحیح) پس معنے یہ کہ موافق رضا و حکم الٰہی کے اپنے شوہرون کی مطیع ہین۔ **حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ**۔ ای لفروجہن وغیرہا فی غیبۃ ازواجہن حافظات ہین **ف** اپنی فروج کی اور دیگر امور کی مانند مال شوہر وغیرہ کے اپنے شوہرون کے پیٹھ پیچھے۔ ایسا ہی سدی رح سے مروی ہی پس للغیب یعنے شوہرونکی غیبت مین۔ **بِمَا حَفِظَ**۔ ہین **اللّٰهُ** بسبب اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو محفوظ کیا حیث اوصی علیہن الازواج۔ کیونکہ انکے شوہرون کو انکے بارہ مین نیکی کرنیکی وصیت کر دی اور ابو ہریرہ رض نے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ عورتون مین سے بہتر وہ عورت ہی کہ جب تو اسکی طرف دیکھے تو تجھے خوش کرے اور جب تو اسکو حکم کرے تو تیری فرمانبرداری کرے اور جب تو اسکے پاس سے غائب ہو تو اپنی ذات مین اور تیرے مال مین تیری حفاظت رکھے پھر آنحضرت صلعم نے یہی آیت پڑھی (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم والحدیث فی الصحاح ایضاً) اور عبد الرحمن بن عوف رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب عورت نے اپنے پانچون فریضہ نمازین پڑھین اور اپنے مہینہ کے روزے رکھے اور اپنی فرج کی حفاظت کی اور شوہر کی طاعت کی تو اس سے کہا جائیگا کہ جنت مین جس دروازہ سے تیرا جی چاہے داخل ہو (رواہ احمد) پس مفسر رح کی تفسیر حفظ غیب کے لیے یہ احادیث اصل ہین اور اطاعت شوہر مین سخت تاکید ہی یہانتک کہ مروی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ اگر مین کسی کو دوسرے کے سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو البتہ جورو کو حکم کرتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے بسبب اسکے کہ شوہر کا اسپر بڑا حق ہی اور قولہ بما حفظ اللہ۔ مین یا تو یہ معنے ہین جو مفسر نے ذکر کیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین جورؤون کے حق مین بھلائی کرنیکا انکے شوہرونکو حکم دیا اور حضرت صلعم نے خطبہ حجۃ الوداع مین اسکی تاکید فرمائی ہی کہ ای لوگو تم مجھسے عورتونکے بارہ مین بھلائی کرنیکی وصیت قبول کرو الخ اور یا یہ معنے کہ بسبب حفظ اللہ تعالیٰ یعنے اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کی اور اسکو عصمت عطا کی اور توفیق حفظ غیب مرحمت

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ

مرد حاکم ہین عورتون پر اسواسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اسواسطے کہ خرچ کیے انہون نے

اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ

اپنے مال پھر جو نیک بختین ہین سو حکم بردار ہین خبرداری کرتیاں ہین پیٹھ پیچھے اللہ کی خبرداری سے اور جنکے بدخوئی کا ڈر ہو

نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ

تمکو تو انکو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پھر اگر تمھارے حکم مین آوین

فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝

تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی بیشک اللہ ہی سب سے اوپر بڑا

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ مسلطون - مرد مسلط و غالب کر دیے گئے ہین - عَلَى النِّسَآءِ - یؤدبونہن ویاخذون علی ایدیہن - عورتون پر یعنے بدین حال کہ ادب دیتے ہین انکو اور انکے ہاتھ پکڑتے ہین یعنے انکی بے راہ چلنے پر گرفت کرتے ہین - قوام بالتشدید مبالغہ بمانند قیم وہ شخص کہ کسی چیز کی درستی و اصلاح مین خوب قائم ہو اور محی السنہ وغیرہ نے ذکر کیا کہ قوام ہین یعنے انکے مصالح و ضرورتون پر قیام کرتے ہین جیسے سلطان اپنی رعیت پر قائم ہوتا ہی - وابن کثیرؒ نے فرمایا یعنے مرد اسکا رئیس و کبیر و حاکم ہے اور مفسرؒ نے اس مضمون کو فقط لفظ تسلیط مین ادا کیا پس قوام کو مسلط سے تفسیر کیا - پھر سراج مین کہا کہ قوام ہونیکی دو علتین فرمائین ایک پیدائشی اور دوسری فعلی یعنے ایک تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہبہ فرمائی ہی جسکا شکریہ مرد پر واجب اور عورت کو اسکی تمنا سے مایوسی و ممانعت ہی اور دوسری صفت خود مردونکے اکتساب و حاصل کرنے سے حاصل ہی پس بیان اول بقولہ تعالیٰ - بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ - ای بتفضیلہ لہم علیہن بالعلم والعقل والولایۃ وغیر ذلک - یعنے مردونکا قوام ہونا اول تو بما فضل اللہ - بمعنے بتفضیل اللہ تعالیٰ یعنے بوجہ تفضیل دینے اللہ تعالیٰ کے مردون کو عورتون پر علم و عقل و ولایت وغیرہ کے ساتھ پس علم سے کمال جنس مردون کے ساتھ ہی اور مضائقہ نہین کہ بعض عورتین خاص خاص افراد کمال حاصل کرین جیسے صحیح مین ہی کہ مردون مین سے بہت کامل ہوے اور عورتون مین کامل نہوئین سوا مریم و آسیہ و فاطمہ کے اور فضل عائشہ رضہ کا عورتون پر مانند فضیلت ثرید کے ہی باقی کھانونپر (رواہ الترمذی وغیرہ) اور حضرت عائشہ علم شریعت و وحی الٰہی مین کامل و اپنے وقت کی مجتہدہ تھین اور صحابہ رضہ مسائل مین انکی طرف رجوع کرتے تھے اور علم حاصل کرتے پس یہ منافی آیت نہین کیونکہ یہ خاص چند افراد عورتون مین اگرچہ علم کی فضیلت جنس مردونسے مخصوص ہی اور بسا اوقات بہتیرے انہین کے علم و دین سے بے بہرہ رہتے ہین مگر آنکہ کمال علمی مردون ہی کی جنس مین ہی اور نیز عقل کامل انہین کے ساتھ ہی اور دین کامل انھین کا ہی اور اسی سے ولایت و سلطنت بھی مرد ہی کو مخصوص ہی چنانچہ نبوت و امامت و اقامت شعائر اسلام جمعہ و جماعات و قضاء و عصوبت انھین کو عطا ہوئی اور انھین کو چار عورتین روا ہوئین اور انھین کی طرف اولاد کی نسبت ہی اور یہی داڑھیون و عمامہ والے ہین اور یہان زیادہ تفصیل کا مقام نہین اور کافی ہی کہ حضرت صلعم نے خبر دی کہ وہ قوم فلاح نپاویگی جنھون نے اپنا والی کسی عورت کو قرار دیا (رواہ البخاری) اور معنے یہ ہین کہ عورت کی عقل ورائے انکی تدبیر و مصالح مین درست نہوگی پس اسکی تدبیر پر انکے کام برباد ہونگے حتی کہ اگر کوئی عورت اسطرح والی ہو کہ انتظام مہمات مرد کیا کرین تو یہ بربادی کا حکم نہوگا - الحاصل مردونکا قوام ہونا ایک تو اس جہت سے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو افضل و لائق قوامی پیدا کیا ہی پھر علت دوم کو فرمایا بقولہ - وَبِمَآ اَنْفَقُوْا علیہن - اور بوجہ اسکے کہ خرچ کیا مردون نے - ف عورتونپر - مِنْ اَمْوَالِهِمْ

مفروض فرمایا ہی انکو انکا حصہ دیدو پھر جو باقی رہے وہ عصبہ کا ہی مترجم کہتا ہی کہ اوپر مذکور ہوا کہ جمہور کے نزدیک یہ آیت کریمہ منسوخ ہے
بقولہ تعالیٰ واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ الآیہ سے جیسا کہ بہت سے علماے سلف سے نسخ نقل کیا گیا ولیکن عامۂ اہل علم نے جو اسکا نسخ
اصطلاحی تصور کیا ہی محل تامل ہی اور غور نظر کے بعد حق وہ ثابت ہوتا ہی جو محققین نے بیان کیا کہ یہ نسخ اصطلاحی نہیں ہی کیونکہ آیہ توریث اولوا الارحام اسکا
امر پر دلالت نہیں کرتی کہ حلیف کو میراث نہ ملیگی خصوص جو لوگ مانند امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کے مولی الموالات کی توریث کے قائل ہیں وہ جب ہی اسکو
میراث کہتے ہیں کہ میت کا کوئی عصبہ اور اولوا الارحام نہو پس نسخ فقط اولویت و تقدیم کے معنے ہیں ہی چنانچہ آیت مزبورہ اولوا الارحام کی اولویت و تقدیم کا
حکم دیتی ہی اور ہم نے اسکی اتباع کی اور جہانتک اتفاق ممکن ہو نسخ کا قائل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اصول قرار پایا ہی اور اس طور پر تمام صحابہ رضی اللہ
عنہم سے بھی اتفاق باقی رہتا ہی کہ موالات سے انکے نزدیک وراثت ثابت ہے۔ کما ذکرہ فی الکمالین۔ اور شیخ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ سعید بن جبیرؒ
نے فرمایا کہ قولہ فآتوھم نصیبھم یعنے میراث میں سے انکو حصہ دو اور فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے مولیٰ سے معاقدت کی پس اسکے وارث ہوئے (رواہ ابن
جریر) اور خود شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہی باوجودیکہ باسانید صحیحہ خود وہ روایات کی ہیں جو حضرت ابن عباسؓ و جبیر بن مطعم
وام سلمہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے اہل نسخ لاتے ہیں اور وجہ یہی ہی کہ شیخ ابن جریرؒ نے ان روایات میں نسخ بمعنے اصطلاحی نہیں پایا پس غیر منسوخ
سے شیخ ابن جریرؒ کی مراد یہی ہی کہ منسوخ بمعنے اصطلاحی نہیں اگرچہ وجہ تاویل میں انسے امر دیگر مذکور ہی اور یہان سے ظاہر ہوا کہ شیخ ابن کثیرؒ نے
جو قول شیخ ابن جریرؒ کو محل نظر قرار دیا بوجہ احادیث مذکورہ بالا کے تو یہ کچھ قوی نہیں بلکہ ضعیف ہی۔ رہا یہ سوال کہ اُن احادیث صحیحین میں صریح
حلف سے ممانعت ہے پھر تم موالات سے توریث کے کیونکر قائل ہو حالانکہ توریث بموالات تو فرع ہی وجود موالات کی تو مترجم کہتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ عزوجل کے حول و قوت سے مجھے اسکے معنے یہ ظاہر ہوتے ہیں واللہ اعلم کہ احادیث مزبورہ میں جس مخالفت سے ممانعت ہی وہ حلف جاہلیت ہے جو
خلاف عدل شرع تھی چنانچہ ابن جریرؒ نے قتادہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مخالفت یعنے باہم ایک دوسرے کے حلیف ہونے کا
یہ طریقہ تھا کہ ایک دوسرے سے یون کہتا کہ۔ ھدمی ھدمک وحربی حربک وسلمی سلمک وترثنی وارثک فلما جاء الاسلام امروا ان یؤتوھم نصیبھم یعنے
مخالفت میں ان باتون پر باہم ایک دوسرے سے سخت قسمون پر عہد باندھتے تھے کہ میری طرف سے مہلت جنگ تیری طرف سے مہلت ہی اور میری
لڑائی تیری لڑائی ہی اور میری صلح کرنا تیرا صلح کرنا ہی اور میں تیرا وارث ہونگا اور تو میرا وارث ہوگا پھر جب اسلام آیا تو انکو حکم دیا گیا کہ انکو انکا حصہ
میراث دیدیں۔ پس مخالفت بوجوہ مذکورہ منع ہی اور یہ موالات سے دو وجہ سے عام ہی اول آنکہ موالات فقط ولاء ہی نہ یہ امور مذکورہ مخالفت اور دوم
میراث مقصود بر حلیف ہی نہ بروجہ موالات اسواسطے کہ موالات میں مولیٰ اسکا سب سے آخری عصبہ ہی بجہت آنکہ اسکے جرائم وغیرہ میں ناصر و مددگار
و ناصح ہی اور یہ لازم نہیں کہ جب ایک مولیٰ لڑائی میں نہ پڑے تو دوسرا بھی نہ پڑے اور اگر ایک کسی سے جنگ شروع کردے تو دوسرے پر سخت قسم ہی
کہ وہ بھی شروع کردے اگرچہ اسکا مولیٰ ناحق خلاف شرع لڑتا ہو اور علیٰ ہذا القیاس باقی امور حلف کو قیاس کرو پس ممنوع حلف جہالت ہی نہ التزام
و اقرار موالات اور تفسیر ابن عباسؓ سے اشارہ ہی کہ در باب میراث انکے معاقدت کا اثر باقی رہا پھر تقدیم و اولویت انکے عصبہ ہونے کی منسوخ ہوئی اور
اولوا الارحام اولیٰ قرار پائے ہکذا سنح لی واللہ تعالیٰ اعلم۔ پس حاصل کلام یہ ہی کہ ممانعت حلف جہالت سے ہی اور یہی انکے نزدیک باہم حلیف
ہونا معروف تھا پھر ابتداء اسلام میں موالات رہگئی اسطرح کہ ذوی الارحام سے مقدم عصبہ مولی الموالات ہوتا تھا پھر اللہ عزوجل نے مولی الموالات
کو ذوی الارحام سے موخر کردیا اور یہ جو بیان ہوا اسپر آیات و احادیث و اقوال صحابہ سب میں اتفاق ظاہر ہی اور کسی سے خلاف نہیں اور
نہ نسخ اصطلاحی کا قائل ہونا لازم آتا ہی فلیتامل۔

اجمال

بلکہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور عبدالرحمن بن عوف رضہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین اپنے چچاؤن کے ساتھ حلف طیبین مین موجود تھا حالانکہ مین لڑکا تھا سو مجھے خوش نہین آتا کہ مجھے سرخ اونٹ ملین اور مین اسکو توڑ دون - رواہ ابن جریر وقد ارسل الزہری نحو روایۃ مسلم وزاد وقد الف النبی صلعم بین قریش والانصار - یعنے نبی صلعم نے قریش وانصار کے درمیان باہم الفت کرادی وکذا رواہ احمد و قیس بن عاصم نے رسول اللہ صلعم سے حلف کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جو حلف زمانۂ جاہلیت مین واقع ہوگئی اس سے تمسک کرو یعنے مضبوطی سے پوری کرو اور اسلام مین حلف نہین - رواہ ابن جریر والامام احمد اور مانند روایت جبیر بن مطعم کے حضرت ام سلمہ سے بھی باسناد عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی ابن جریر والامام احمد وابن مردویہ وابن ابی شیبہ نے اور عمرو بن شعیب کی حدیث مین یہ بھی ہی کہ آپ نے فتح مکہ کے خطبہ مین ایسا فرمایا تھا شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ توارث بحلف ابتدائے اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا اور گذشتہ عہد وحلف کی تاثیر باقی رہی اگرچہ آیندہ کے واسطے حکم دیے گئے کہ جدید کوئی تحالف مؤثر نہوگا اور شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ بعض نے فرمایا کہ زمانۂ آیندہ کے سلیے حلف سے توارث منسوخ کیا اور زمانہ ماضی کے حلفا مین بھی نسخ طاری کیا کہ اس سے توارث نہین رکھا بلکہ یون محاکمہ کیا کہ اسکی تاثیر یہ ہی کہ وصیت کرو چنانچہ سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت ہی کہ قولہ فاتوہم نصیبہم - کی تفسیر مین کہا کہ مددگاری ونصیحت ورفادت کا حصہ ہے اور اسکے واسطے وصیت کردے اور میراث تو جاتی رہی رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر وکذا روی عن مجاہد وعن ابی مالک نحو ذلک - پھر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے معاقدت کرتا کہ دونون مین سے جو مرجاوے دوسرا اسکا وارث ہو پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا - فرماتا ہی کہ الا ان توصوا لہم بوصیۃ فہی لہم جائزۃ من الثلث - یعنے مگر آنکہ تم موالات والون کے لیے کچھ وصیت کرو تو یہ انکے واسطے تہائی مال مین سے روا ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ایسا ہی بہتون نے سلف مین سے صریح کہا کہ یہ آیت منسوخ ہی بقولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ - اور کمالین مین لکھا کہ حافظ ابن حجر رح نے کہا کہ یہی معتمد ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور کشاف سے کمالین وغیرہ مین نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ یہ آیت محکم ہی منسوخ نہین ہی اور مراد اس سے عقد موالات ہی اور وہ مشروع ہی اور اسکی وجہ وراثت ہونا عامہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ثابت ہی اور اسکی تفسیر یہ ہی کہ اگر کوئی مرد یا عورت مسلمان ہو اور اسکا کوئی وارث نہین ہی اور انھون نے باہم عہد کرلیا اس شرط پر کہ باہم ایک دوسرے کے لیے عاقلہ ہو اور وارث ہو تو یہ عقد موالات جائز ہی مترجم کہتا ہی کہ اسکے شرائط وتفسیر ترجمۂ عالمگیری کتاب الموالات سے تلاش کرنی چاہیے یہان اس سے بحث منظور نہین لیکن اسمین بحث ہی کہ آیا آیت سے عقد موالات ثابت ہی یا نہین مترجم کہتا ہی کہ سوائے کشاف کے مجھے کسی سے تنصیص نہین ملی کہ یہ آیت کریمہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک محکم ہی اور اس سے یہ مراد ہی جو اوپر مذکور ہوئی اور موالات مین فقط اعلی وارث ہوتا ہی نہ اسفل وہ بھی جب کہ اسفل لاولد مرے اور کمالین مین اسپر اعتراض کیا کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو وارث بموالات کے لیے کل مال ہی جبکہ ذی رحم نہو حالانکہ آیت سے مستفاد یہ ہی کہ اہل موالات کے لیے چھٹا حصہ مقدر ہی خواہ انکے ساتھ کوئی دوسرا وارث ہو یا نہو انتہی کلامہ اور چھٹے حصہ کی وجہ اطلاق لفظ نصیب ہی کما ذکرہ اور بیضاوی نے کہا کہ دستور یہ تھا کہ ایک حلیف دوسرے حلیف کی میراث سے چھٹا حصہ دیا جاتا تھا شیخ ابن کثیر رح نے بعد نقل احادیث نسخ کے کہا کہ اسمین صریح رد ہی ان لوگون پر جو باب بوجہ حلف کے باہم وارث ہونے کے قائل ہین جیسا کہ امام ابو حنیفہ وان کے اصحاب کا مذہب ہی اور امام احمد رح سے ایک روایت ہی اور صحیح اسمین جمہور کا قول ہی پھر ذکر کیا کہ صحیحین مین ابن عباس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ فرائض ذوی الفروض کو لاحق کردو پھر جو باقی رہے وہ اولی مرد مذکر کو ہی - یعنے اللہ تعالےٰ نے ہر دو آیت میراث مین جو حصہ اہل فرائض کے لیے

ہوگا۔ حاصل معنے یہ کہ (اور وہ لوگ جنکے ساتھ تم نے زمانۂ جاہلیت مین حلف کر لیا تھا) تو۔ فَاٰتُوْهُمْ - الآن ۔ نَصِيْبَهُمْ - حظهم من الميراث
وھو السدس - اب دیدو اُنکا حصہ میراث مین سے ف وہ چھٹا حصہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۔ اللہ تعالیٰ
ہر چیز پر شاہد ہے ف یعنے مطلع ہے اور منجملہ ہر شے کے تمہارا حال بھی ہے اور یہ حکم منسوخ ہے بقولہ تعالےٰ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ
جاننا چاہیے کہ آیت کے معنے مین مختلف تفسیرین ہین بعض نے کہا کہ قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون ۔ اپنے مابعد کے کلام سے
منسوخ ہے یعنے بقولہ والذین عاقدت ایمانکم الخ ۔ اور بعض نے کہا نہین بلکہ والذین عاقدت ایمانکم الخ منسوخ ہے بقولہ ولکل جعلنا موالی الخ ۔ اور جمہور
کے نزدیک قولہ والذین عاقدت ایمانکم منسوخ ہے بقولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ الآیہ سے اور جب قولہ والذین عاقدت کے
نسخ مین ایسا اختلاف ہے تو اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ رح نے معمول و آثار صحابہ کی طرف رجوع کیا اور آیت کو منسوخ نہین قرار دیا کما ستعرف اور
کلام یہان اگرچہ طویل ہے مگر تلخیص کے ساتھ لانا ضرور ہے تاکہ یہ مجمل بیان مشوش نہو ۔ قال ابن کثیر فی التفسیر قولہ تعالیٰ ولکل جعلنا موالی ای
وارث لوگ ۔ کذا قال ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وابو صالح وقتادہ وزید بن اسلم والسدی والضحاک وغیرہم اور ایک روایت ابن عباس رض
سے موالی کی تفسیر عصبا آئی ہے اور معنے یہ ہین کہ ای لوگو ہم نے تم مین ہر ایک کے وارث یا عصبہ ٹھہرا دیے ہین کہ جو وارث ہونگے اس چیز سے جو انکے والدین
واقربا نے انکے لیے میراث چھوڑی ۔ پھر قولہ والذین عاقدت الآیہ ای جو لوگ ایسے ہین کہ تم نے اُنسے باہم قسم موکد کے ساتھ حلف باندھا تھا یعنے
ایک دوسرے کا حلیف بنا تھا تو انکو میراث مین سے انکا حصہ دیدو جیسا کہ تم نے سخت قسمون سے انکے ساتھ معاہدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے
ان قسمون وعہدونکا شاہد ہے پس پورا کرو ابن کثیر رح نے فرمایا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام مین تھا پھر اسکے بعد منسوخ ہوا مگر یہ حکم دیدیا گیا کہ جو معاہدہ
سابق موجود ہے اسکو پورا کرین اور اس آیت کے بعد جدید معاقدت نہ کرین ۔ چنانچہ امام بخاری رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ ولکل جعلنا
موالی ۔ کہا کہ ورثہ ۔ اور قولہ والذین عاقدت ایمانکم ۔ کہا کہ مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ مین آئے تو یہ دستور تھا کہ انصار جو مدینہ مین مع اہل وعیال تھے
انکے ساتھ آنحضرت صلعم نے مہاجرین وانصار مین باہم بھائی چارہ کا معاہدہ کرا دیا پس انصاری مرتا تو مہاجری اُسکا بھائی وارث ہوتا اور اس انصاری
کے قرابتی وارث نہین ہوتے تھے پھر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ ولکل جعلنا موالی ۔ تو یہ حکم منسوخ ہو گیا ۔ پھر کہا کہ والذین عاقدت ایمانکم فاٰتوہم
نصیبہم ۔ مین نصیب سے مراد یہ کہ حق مددگاری و نصیحت وجتہا انکے ساتھ ادا کرو اور میراث جاتی رہی اور معاہدہ والے بھائی کے لیے وصیت رکھی
وقد رواہ ابن ابی حاتم من طریق سعید بن جبیر عنہ نحو ما رواہ البخاری ۔ اور عطاء نے ابن عباس سے روایت کی کہ اسلام سے پہلے دستور تھا کہ ایک
مرد دوسرے سے معاقدت کرتا کہ تو میرا وارث ہوگا اور مین تیرا وارث ہونگا اور زندگی مین باہم قسم کر لیتے مددگاری مین جان ومال سے دریغ نکرینگے
پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر حلف یا عقد زمانۂ جاہلیت کا جو زمانۂ اسلام مین موجود ملا اسکو اسلام سے زیادہ تاکید ومضبوطی ہو جائیگی اور اب
زمانۂ اسلام مین کوئی عقد و حلف نہوگا پس اسکو اس آیت قولہ واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض الآیہ ۔ نے منسوخ کیا (رواہ ابن ابی حاتم) وقال
وروی عن سعید بن جبیر ومجاہد وعطاء والحسن وابن المسیب وابی صالح وسلیمان بن یسار والشعبی وعکرمۃ والسدی والضحاک وقتادہ ومقاتل بن حیان
انہم قالوا ہم الحلفاء یعنے یہ حلیف لوگون کے حق مین ہے ۔ اور جبیر بن مطعم وابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا لاحلف فی
الاسلام وکل حلف کان فی الجاہلیۃ فلم یزدہ الاسلام الاشدۃ وما یسرنی ان لی حمر النعم وانی نقضت الحلف الذی کان فی دار الندوۃ یعنے اسلام
مین حلف نہین اور ہر حلف جو زمانۂ جاہلیت مین واقع ہوئی تھی اسمین اسلام سے مضبوطی ہی بڑھ گئی اور مجھے خوش نہین آتا کہ مجھے سرخ
اونٹ ملین اور مین وہ حلف توڑ دون جو دار ندوہ مین واقع ہوئی تھی ۔ رواہ ابن جریر ۔ وقد رواہ مسلم الی قولہ الاشدۃ ۔ اور جملہ مابعد ظاہرا مدرج نہین

وسالک بندون کو آگاہ فرما دیا کہ اسکی بارگاہ کبریا و جلال کی انتہا نہین ہی اور اسکے ازلی انعامات نامتناہی ہین اور انکی وسعت کا کوئی پار نہین پاسکتا ہی۔ ارشاد ہوا کہ اے کم ہمتو اور دنی طبیعت والو نقیر کی طرف کیون گرے پڑتے ہو اور نقیر اس باریک جھلی کو کہتے ہین جو خرما کی گٹھلی پر ہوتی ہی یعنے تمام دنیا اس سے کمتر ہی آور درحقیقت یہ مثال فقط سمجھانا ہی ورنہ اتنی بھی نسبت نہین ہی بلکہ کوئی نسبت ہی نہین ہی حاصل یہ کہ اے کم ہمتو تمھاری نظر اس ہیچ کی طرف کیون ہی میرا فضل بہت وسیع و عطا بے انتہا ہی اگر پلک مارتے ہزار جنتین بندے کو دیدون تو میری بادشاہت مین سے ایک ذرہ کم نہو۔ جاننا چاہیے کہ سوال کرنے اور مانگنے کے چند مقامات ہین اور ہر مقام کے واسطے جدا جدا آداب ہین سو انکو جان لینا چاہیے کیونکہ جسنے انبساط کے مقام مین سوال کو چھوڑا اور ہیبت کے مقام مین سوال کیا تو اسنے بے ادبی کی اور نظر الٰہی سے گر جائے گا قال المترجم حدیث صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد مین قرآن مجید پڑھنے کے بیان مین ہی کہ جب رحمت کی آیت آتی تو توقف کرکے وہان اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگتے اور جب کوئی ایسی آیت آتی جسمین عذاب کا بیان ہی تو ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے فافہم

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ
اور ہر کسیکے لیے ہمنے ٹھہرا دیے وارث اس مال مین جو چھوڑ جادین ماں باپ اور قرابت والے اور جو
عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا
اقرار باندھا تمنے اُنکو پہونچاؤ اون کا حصہ اللہ کے روبرو ہے ہر چیز گواہ

ع ۸ ۵

وَلِكُلٍّ۔ من الرجال والنساء۔ اور ہر ایک کے واسطے ف مردون و عورتون مین سے جَعَلْنَا مَوَالِيَ۔ کردیے ہین ہمنے موالی ف یہ جمع مولی ہی اور اطلاق اسکا چند معنے پر آتا ہی پس آزاد کرنیوالا مولی کہلاتا ہی اور نیز آزاد کیا ہوا بھی مولی کہلاتا ہی اور مددگار وہ چچا کا بیٹا و پڑوسی اور عصبہ یہ سب بھی مولی کہلاتے ہین اور مراد یہان عصبہ ہین جیسا کہ مفسرؒ نے بیان کیا اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہی اور عصبہ وہ ناتے دار ہی جو ذوالفروض کا حق دینے کے بعد سب مال لے اور صورت ذوی الفروض نہونے کے سب مال لے لے مفسرؒ نے کہا یعطون مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ۔ لہم من المال۔ یعنے ایسے عصبہ ہین کہ وے دیے جاوینگے اس چیز سے جو چھوڑا والدین اور ناتے دارون نے ف انکے واسطے مال مین سے۔ یعنے ما موصولہ سے مراد مال ہی اور یہ تصریح ہی کہ میت یہان والدین و اقربین ہین پس حاصل یہ ہوا کہ مردون و عورتون مین سے ہر ایک کے عصبات ہین کہ وہ انکے وارث ہونگے خواہ میت والدین ہون یا اور ناتے دار ہون اور بعض نے ما بمعنے من لیا ای من ترک الوالدان والاقربون۔ حاصل آنکہ ہر ایک کے واسطے ہم نے موالی کردیے ان لوگونمین سے جنکو چھوڑا اور وہ والدین و اقربین ہین تو یہ وارثین ٹھہرے ولیکن اول اصح ہی کیونکہ وجہ دوم کے تکلف سے قطع نظر ما کی تفسیر من المال حضرت ابن عباسؓ وغیرہ سے مروی ہی اور حاصل معنے یہ ہین کہ مرد و عورت ہر ایک کے واسطے ہم نے موالی کردیے ہین خواہ اسکے والدین ہون یا دیگر اقربا ہون جب وہ مرین و مال چھوڑین تو یہ مرد و عورت اسکے مال متروکہ کے وارث ہونگے اور جن لوگون سے قسم کے ساتھ موالات کرلی تھی انکو نہ دیا جائیگا جیسا کہ پہلے دستور تھا لیکن اس حکم سے پہلے کی جو حلف موجود تھین انکا حکم دیدیا کہ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ۔ بالف و دونہا۔ یعنے کوفیون کی قرارت عقدت بدون الف ہے اور باقیون کی قرارۃ عاقدت بالف ہی۔ أَيْمَانُكُمْ۔ جمع یمین بمعنے القسم او الید۔ ایمان بالفتح جمع یمین بمعنے قسم یا بمعنے داہنا ہاتھ۔ یعنے جنسے تمنے باہم حلف کیا یا ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ای الحلفاء الذین عاہدتموہم فی الجاہلیۃ علی النصرۃ والارث یعنے ایسے ہم سوگند و حلیف لوگ ہین جن سے تم نے زمانۂ اسلام سے پہلے مددگاری و میراث پر عہد باندھا تھا یعنے زندگی مین ہم تم باہم مددگار رہین اور جب ہم مین سے کوئی مرے تو دوسرا اسکا وارث

کو پسند ہی کہ اس سے مانگا جاوے (اور اللہ تعالیٰ کو وہ بندے بہت پسند ہین جو عافیت و کشایش لینے کو پسند کرتے ہین رواہ ابن مردویہ
و قد روی الترمذی و ابن مردویہ نحوہ عن ابن مسعود رض مرفوعًا اور اسمین یون ہی کہ افضل عبادت یہ ہی کہ کشایش ہونیکا منتظر رہے ف عرائس البیان
مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ۔ اشارہ مین یہان کبائر یہ ہین کہ اول جہان مشاہدۂ ربوبیت کا محل ہی اپنی عبودیت پر نظر رکھنا
دوم خدمتگزاری مین اسکے عوض پر نگاہ رکھنا یعنے مثلاً جنت و اسکے مانند چیزون کی نظر سے عبادت کرتا کہ وہ ہمکو ملینگی آور یہ اگرچہ اس قسم سے
نہین کہ جیسے جنت و دوزخ کا ثواب یا عذاب ہو مگر درجات عالیہ کی نظر سے ہی ولیکن بعض آدمی جنت چاہتا ہی تو اسکی یہ غرض ہوتی ہی کہ وہان حضور
قربہا حاصل ہی اور یہ منع نہین ہی۔ بلکہ فقط عیش و عشرت مقصود ہو سوم میل کرنا نفس کا کسی غیر کی طرف عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی ہو یعنے غیر
حق عزوجل کیطرف میل کرنا کبیرہ ہی کوئی ہو اور کہین ہو اور شیخ نے جو عرش سے تحت الثریٰ تک کہا تو عام کے واسطے کہ وہ اسیکو تمام خلقت خیال
کرتے ہین اور غیر کی طرف میل کرنے کے معنے مکرر او پر گذر چکے ہین چہارم مقام کرامات مین کہین ٹھہر جانا اور وہان سکون پانا پنجم مقامات مین پہونچنے
سے پہلے انکو اظہار کرنا قولہ نکفر عنکم سیاٰتکم یعنے جوان تاریکیون سے نکل گیا تو جو مقامات اس سے رہگئے ہین انکو پاجاتا ہی اور مشاہدات مین اسکی
نزدیکی بڑھ جاتی ہی چنانچہ فرمایا و ندخلکم مدخلا کریما۔ پس مدخل کریم اشارہ ہی اسکے جمال کے وصال سے پھر لطائف نوال حاصل ہونے سے اور
شیخ ابو تراب نخشبی رح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کبائر سے اجتناب کرنیکا حکم دیا پھر یہ فاسد دعوے ہین اور باطل اشارے ہین اور بدون
حقیقت کے خالی لفظ کا اطلاق ہی معنے یہ ہین کہ مثلاً سبحان اللہ سے تقدیس باریتعالیٰ ہی پس اگر تقدیس کا ظہور نہوا تو خالی لفظ زبان سے
کہا و علی ہذا القیاس واللہ اعلم۔ قولہ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض۔ واضح ہو کہ تمنا اس مقام پر نفس امارہ کا وصف ہی جو چیزونکو جہالت
کی آنکھ سے دیکھتا ہی اور نفس امارہ کا قصور ہی کہ وہ تمام مقدار کی حقیقت سے جاہل ہی جو ازل مین جمہور کے ساتھ حضرت حق عزوجل کے ارادۂ
حکیم سے ہر ایک کی قدر و استعداد کے موافق سابق ہو چکی ہین۔ اور یہ تمنا اسکا وہم اپنی خواہش کی طرف دیکھنے سے ہی بغیر قصد حق کے۔ اور اگر قلب کا
طلب کرنا روشن مقامات کو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے تواضع و افتقار کے ساتھ ہو تو ضرور موجب رسائی ہوتا اور یہی فرمایا۔ واسئلوا اللہ
من فضلہ آور نیز اس آیت مین ان لوگون کو زجر ہی کہ جو مجاہدات اُٹھانیسے ضعیف ہین وہ اہل مشاہدات کے مقامات کی تمنا نہ کرین۔ اور بعضون نے
کہا کہ اشارہ یہ کہ بزرگ بندونکے مقامات و منزلت کی تمنا مت کرو کہ وہانتک پہونچ جاؤ حالانکہ تم نے اپنی ابتدائے ارادت مین موافق طریقہ
سنت کے ریاضت کر کے اپنے نفسونکو مہذب نہین کیا اور نہ فاسد و ناکارہ قصد و ارادونسے اپنے اسرار باطنہ کو پاک کیا اور نہ دنیائے فانی کی
طرف مشغول ہونے سے اپنے دلون کو پاک کیا۔ پھر ان بزرگونکو تو اللہ عزوجل نے ان حالات کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی ہی تم ایسے اعلیٰ
درجات مین کہان پہونچ سکوگے درحالیکہ تم اس حضیض دنی کے تنگ مقامات مین گھرے ہوے ہو **شیخ ابو العباس بن عطا** رح نے فرمایا
کہ اشارہ یہ ہی کہ تم تمنا مت کرو کیونکہ تم کو معلوم نہین کہ تمھاری تمنا کے تحت مین کیا بات ہی اسلیے کہ اسکی نعمتون کے تحت مین آتش محنت ہے اور
آتش محنت کے تحت مین انوار نعمت ہین **واسطی** رح نے اس آیت مین کہا کہ اگر بندہ نے اس چیز کی تمنا کی جو اسکے واسطے مقدر ہو چکی ہی تو حق
عزوجل سے بدگمانی کی یعنے وہ تو ضرور پہونچیگی پھر تمنا گویا بدگمانی ہی اور اگر ایسی چیز کی تمنا کی جو مقدر نہین ہوئی تو بے ادبی ہی کہ مقسوم ناقص
تھا بوجہ اسکے یہ تمنا کی گئی ہی حاصل آنکہ آیت کریمہ مین تمنا سے ممانعت کا اشارہ ہی قولہ تعالیٰ واسئلوا اللہ من فضلہ فضل مانگنے کا حکم دیا اور تمنا سے
منع فرمایا۔ کیونکہ سوال کرنا و مانگنا تو اسکی جناب مین فقیری اختیار کرنا ہی اور تمنا کرنا امتحان ہی مترجم کہتا ہی کہ تمنا کی مثال یہ ہی کہ اگر ہم مالدار ہوتے
تو خوب خیرات کرتے بس وہ امتحان مین پڑنا ہی آور سوال تو درخواست ہی کہ نعمت زیادہ کرے اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے درگاہ کے طالب

اگر ہمپر قتال فرض کیا جاتا تو ہم لڑتے پس اللہ عزوجل نے اِس کلام سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ایسی تمنا مت کرو لیکن تم مجھسے میرا فضل مانگو۔ اور قتادہؒ سے اسی کے مانند مروی ہی علی بن ابی طلحہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت میں روایت کی کہ کوئی مرد یون تمنا نہ کرے کہ کاش فلان کے اہل و مال میرے ہوتے پس اللہ عزوجل نے اِس سے منع فرمایا ولیکن اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگے حسنؒ و محمد بن سیرین و عطاء و ضحاک سے اسکے مانند روایت ہی شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہی ظاہر آیت ہی اور اسپر وہ وارد نہیں ہوتا جو صحیح مین مروی ہی کہ حسد روا نہیں مگر دو باتون مین ایک وہ مرد کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اسکو غالب کر دیا کہ اس مال کو راہ خیر مین خرچ کرتا ہی پس کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ کاش میری ملک مین بھی مثل اسکے ہوتا جو فلان شخص کی ملک مین ہی تو مین بھی ایسا ہی کرتا تو ان دونون کو برابر ثواب ملیگا تا آخر حدیث۔ اسوجہ سے وارد نہیں ہوتا کہ آیت مین جس بات کی ممانعت ہی وہ حدیث مین نہین بلکہ حدیث مین دوسری بات ہی کیونکہ حدیث مین تو فلان شخص کی نعمت کے مانند اپنے واسطے تمنا کرنا مذکور ہی اور آیت کریمہ مین بعینہ فلان شخص کی نعمت اپنے واسطے تمنا کرنے سے ممانعت ہی اور عطاء بن ابی رباح نے فرمایا کہ نازل ہوئی یہ آیت اس بارہ مین کہ مت تمنا کرو اُس چیز کی جو فلان شخص کی ملک ہی اور نیز ممانعت ہی عورتون کو کہ یہ تمنا نہ کرین کہ مرد ہوتین تا کہ جہاد کرتین۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید عورتون نے اسطرح تمنا کی ہوگی کہ بجاے ان مردون کے ہم مرد ہوتے ورنہ حسد اسپر صادق نہین کہ مرد بجاے خود رہتے اور ہم بھی مرد ہوتے مگر آنکہ مراد یہ ہو کہ جو آدمی مؤنث پیدا ہوا وہ مؤنث ہی رہیگا اسکی تمنا قلت شکر اور بیکار ہی کچھ فائدہ مرتب نہوگا لیکن اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بڑا ہی اِسی حالتمین زیادہ ثواب عطا فرماوے فافہم واللہ اعلم۔ اور پہلے مین نے اشارہ کیا کہ معنے آیت کریمہ کے واضح ہین سبب نزول پر موقوف نہین ہین اور حاصل معنی یہ ہین کہ اللہ عزوجل نے جو تم مین سے بعض کو بعض پر فضیلت دی کسی چیز کے ساتھ تو اس چیز کی اگر اپنے واسطے تمنا کرو تو کیا سمجھکر پس ایسا مت کرو تا کہ ایک دوسرے پر حسد و بغض نہو اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر ناراضی مین نہ پھنسو اور اللہ عزوجل کے فضل وسیع مین بدگمان نہو اسواسطے کہ اسکے فضل کثیر مین فقط یہی چیز نہین تھی سو تم اللہ تعالیٰ سے اور اسکا فضل مانگو وہ اپنے بے انتہا خزانہ سے تمکو عطا فرماویگا خواہ دنیا مین اگر تمھارے حق مین بہتر اور مقدر ہوگا یا آخرت مین کیونکہ اسکی حکمت قدیمہ بالغہ مین ہر شخص کے مناسب اسکو عطا ہوتا ہی جسکی حکمت وہی خوب جانتا ہی۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دانا ہی ف ومنہ محل الفضل وسوالکم اور ہر چیز مین سے یہ بھی ہی کہ فضل کے واسطے کون لائق ہی اور تمھارا مانگنا بھی مترجم کہتا ہی کہ فضل یہان دنیاوی و آخروی دونونکو شامل ہی اور معنے اسکے بڑھتی کے ہین پس آگاہ ہونا چاہیے کہ دنیاوی فضل جس شخص کو دیا گیا وہ کبھی تو کرامت ہوتا ہی جیسے مرد صالح کو مال کثیر دیدیا جو راہ حق مین خیرات کرتا ہی اور اسیطرف حدیث صحیح مین اشارہ ہی کہ پاک مال مرد صالح کیواسطے بہتر ہوتا ہی۔ اور کبھی پاک مال مرد تاجر کو خاص حکمت سے دیا جاتا ہی کہ شریعت کے اسرار سے جو ماہر ہی اسکو پہچان لیتا ہی اور کبھی ناپاک مال مانند رشوت و حرام کمائی وغیرہ کا آدمی کے پاس جمع ہو جاتا ہی اور یہ سخت بدتر ہی کہ بعد اس مال کے کھانے پینے کے کوئی نیکی بھی قبول ہی یا نہین اور فقہا نے کہا کہ نہین۔ واللہ اعلم اور کبھی کافرونکو دنیاوی مال بہت کچھ دیدیا جاتا ہی اور یہ دنیا مین انکا حصہ ہی اور یہ بھی کل کافرون کے لیے نہین بلکہ حکمت آلہی مین جسکے واسطے ایسا ہو اور بندہ مؤمن بفراست ایمانی بسا اوقات اسکو بھی خاص خاص کفار مین ادراک کر لیتا ہی اور کبھی اہل کفر کو انکی سرکشی و گمراہی پر بڑھنے دیا جاتا ہی اور یہ استدراج ہی پس یہان سے معلوم کر رکھنا چاہیے کہ دنیاوی فضل کسی شخص کی کرامت کی دلیل نہین یعنے ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہی ہان جسکو آخرت کا فضل یعنے تقویٰ و صلاحیت و پرہیزگاری وغیرہ دی گئی ہی وہ قطعًا اسکی کرامت پر دلالت کرتا ہی بشرطیکہ ظاہر و باطن یکسان ہو واللہ اعلم۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اللہ تعالیٰ سے مانگو البتہ اللہ تعالیٰ

نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ - من طاعۃ ازواجہن وحفظ فروجہن - عورتون کے واسطے نامی ثواب ہو بسبب اسکے جو انھون نے کمایا ف [illegible]
شوہرون کی فرمانبرداری کی اور اپنے فروج کی حفاظت رکھی - یعنے پاکدامن رہین نزلت لما قالت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا - یالیتنا کنا رجالا فجاہدنا وکان
لنا مثل اجر الرجال - نزول اس آیت کا اسوقت ہوا کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کاش ہم مرد ہوتے کہ جہاد کرتے اور ہمارے لیے بھی مردون کے
مانند ثواب ہوتا - مترجم کہتا ہی کہ یہ عبارت جو شیخ مفسرؒ نے ذکر فرمائی شیخ ابن کثیر وغیرہ کی تفسیر مین مجھے نہین ملی [illegible]
کے طریق سے اہل مکہ کے ایک شیخ سے روایت کی کہ عورتون نے کہا تھا کہ کاش ہم مرد ہوتے کہ جہاد کرتے جیسے وہ جہاد کرتے ہین [illegible]
راہ مین لڑتے - رواہ ابن جریر - اور پوشیدہ نہین کہ آمین تمنا اس چیز کی نہ تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے دوسری کو فضیلت دی [illegible]
ذات کے مانند ہوجانیکی تمنا ہی مگر آنکہ کہا جاوے کہ مرد ونکا مرد ہونا انکی فضیلت کا سبب تھا لیکن حسد رہا [illegible]
منقلب ہوکر مرد ہوجانا ایسی تمنا نہین ہی بلکہ ایسا ہی جیسے کوئی کہے کہ آسمان اگر خوب نیچا ہوتا تو ہم پکڑ لیتے [illegible] شیخ ابن کثیرؒ نے
ذکر فرمایا کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہین اور ہم جہاد نہین کرتے اور ہمارے لیے آدھی میراث ہی [illegible]
ولا تتمنوا ما فضل اللہ الآیہ - رواہ احمد عن مجاہد والترمذی عنہ عن ام سلمۃ ورواہ ابن ابی حاتم وابن جریر والحاکم [illegible]
یا رسول اللہ کیا ہم لوگ جہاد نہ کرین کہ شہید ہون اور ہماری میراث کم نہ ہو پس یہ آیت نازل ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا [illegible]
عمل عامل منکم من ذکر او انثی الآیہ - اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ ایک عورت آئی اور رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ مرد کو دو عورت [illegible] میراث
اور دو عورتونکی گواہی ایک مرد کے برابر ہی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے یہ میری طرف سے عدل ہی [illegible]
رواہ ابن ابی حاتم - مترجم کہتا ہے کہ معنے آیت کریمہ کے ظاہر ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فریق کے واسطے حصہ مقرر کیا ہی [illegible]
استعارہ انکا کمایا ہوا قرار دیا - قتادہؒ نے فرمایا کہ مردونکے لیے انکا کمایا ہوا ثواب وعقاب ہی اور عورتون کے لیے [illegible] - اور عورتون کے لیے
بھی مردون کے مانند ہر نیکی کے عوض دس نیکیان ہین - اور بعض نے لکھا کہ عموم آیت کریمہ مقتضی ہی کہ ہر ایسی چیز کی تمنا کرنا جس سے دوسرے کو
تفضیل ہی حرام ہی خواہ اس سے حسد وغبطہ ہو یا نہو اور حدیث شریف مین جو چند امور کی بابت حسد روا آیا ہی [illegible]
حدیث صحیح مین مضمون ہی کہ حسد روا نہین مگر دو با تو نمین ایک وہ مرد جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا پس وہ رات دن [illegible] قیام کرتا ہی اور دوم
وہ مرد جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا کہ اسکو شب وروز راہ خیر مین خرچ کرتا ہی اور قرطبیؒ نے کہا کہ اس ممانعت مین وہ تمنا بھی داخل ہی [illegible]
یا دنیا کے حال کی تمنا کرے باین طور کہ جو دوسرے کے پاس ہی وہ جاتا رہے اور یہی بعینہ حسد ہی اور نیز اسمین یہ بھی داخل ہی کہ مسلمان نے اگر کہین منگنی
بھیجی تو قبل وہان سے انکار ہونیکے دوسرا وہان اپنی منگنی بھیجے یا جسنے کسی سے کوئی چیز خریدنے کی درخواست کی تو قبل انکار کے دوسرا مسلمان اس سے
خرید کی درخواست کرے کیونکہ یہ بھی حسد ومقت کی طرف داعی ہی - اور امام مالکؒ سے منقول ہی کہ غبطہ بھی نہین روا ہی یعنے دوسرے کے حال کے مانند
اپنا حال چاہنا بدون اسکے کہ دوسرے سے وہ نعمت زائل ہوجاوے - اور جمہور کے نزدیک یہ روا ہی - اور حق یہ ہی کہ جو حدیث صحیح مین ثابت ہوا ہی وہ آیت
کریمہ پر وارد نہین ہوتا ہی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا - وَسْئَلُوا اللّٰهَ - ہمزہ ودونہا یعنے وسلوا بدون ہمزہ بھی پڑھا گیا اور ہمزہ کے ساتھ واسئلوا
بھی آیا ہی - مِنْ فَضْلِهٖ - ما احتجتم الیہ یعطیکم - اور مانگو اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل مین سے جسکی تمکو احتیاج پیش آوے وہ تمکو عطا فرمائیگا
سدیؒ سے اس آیت کی تفسیر مین روایت ہی کہ چند مردون نے کہا کہ ہمکو تمنا ہے کہ ہمارا اجر بھی دو چند ہو عورتون کے اجر سے
جیسے ہمارے حصے میراث کے دو چند ہین اور عورتون نے کہا کہ ہمکو تمنا ہی کہ ہم کو شہیدونکا ثواب ملے کیونکہ ہمکو قتال کی استطاعت نہین ہے اور

وانت ارحم الراحمین - پھر شیخ ابن کثیر رح نے کبیرہ کے معنی مین اختلاف کے بعد مذکورہ بالا تعداد سے چند اور زیادہ نقل کیے یعنے رمضان مین
بلا عذر روزہ ترک کرنا اور جھوٹی قسم اور قطع رحم یعنے ناتا توڑنا - ناپ تول مین ڈنڈی مارنا مسلمان کو ناحق مارنا - رسول اللہ صلعم پر جان بوجھکر
جھوٹ باندھنا حضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنا - رشوت لینا سلطان وقت سے لگائی بجھائی کرنا - زکوۃ نہ دینا باوجود قدرت کے
امر بمعروف ونہی از منکر چھوڑنا - قرآن سیکھکر بھول جانا - جاندار حیوان کو آگ سے جلانا - عورت کا اپنے خاوند سے بے سبب باز رہنا - اور کہا جاتا ہی
کہ اہل علم وحاملان قرآن کی بدگوئی کرنا - عورت سے ظہار کرنا - اور بغیر بین فاقہ کے بدون ضرورت کے سور کا گوشت یا مردار کھانا رافعی رح نے کہا کہ
ان مین سے بعض مین توقف کی گنجایش ہی اور میرے شیخ استاد حافظ ذہبی رح نے قریب ستر کے جمع کیے ہین اور اگر کہا جاوے کہ کبیرہ وہ کہ جسپر
شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے مخصوص دوزخ کی وعید فرمائی جیسا کہ ابن عباس رض وغیرہ نے فرمایا تو تعداد بہت ہو جائیگی اور اگر کہا جاوے کہ کبیرہ وہ
جس سے شارع علیہ السلام نے نہی فرمائی تو اور بھی زیادہ تعداد ہوگی مترجم کہتا ہی کہ سراج مین بعض دیگر مذکور ہین مسلمان کو عمدا قتل کرنا یا
اسطرح جو مشابہ عمد کے ہی - لواطت کرنا خواہ عورت سے ہو یا مرد سے - پھر صغیرہ گناہون مین سے بعض کو بیان کیا کہ منجملہ صغائر کے یہ ہین غیبت کرنا
جو سواے اہل علم وحافظان قرآن کے ہو ورنہ کبیرہ ہی اور حرام نظر ڈالنا - ایسا جھوٹ بولنا جسمین کسیکا ضرر نہین ورنہ حد لازم آتی ہے
اور لوگون کے گھرون مین نظر ڈالنا مثلا کسی روزن سے یا اونچی جگہ چڑھکر - اور تین روز سے زیادہ بھائی مسلمان سے میل چھوڑنا - اور کثرت سے
ناشایستہ ذکر کرنا الا آنکہ اسمین حق شرعی کی رعایت رکھے نماز مین ہنسنا - نوحہ کرنا مصیبت مین کپڑے وگریبان پھاڑنا - اکڑکر چلنا - فاسقون کے جلسہ مین بیٹھنا
مسجد مین لڑکون ومجنون کو جنسے غالبا نجاست کا گمان ہی داخل کرنا مترجم کہتا ہی کہ کبیرہ گناہون کی تعداد مین چاہیے تھا کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا بھی
شمار کیا جاوے یعنے صغیرہ پر اڑے رہنا اور صحیح سے ثابت ہوا کہ جسنے توبہ کی وہ اصرار کرنیوالا نہین رہا - اور کبیرہ بنا بر اس قول کے کہ آگ دوزخ کی
اسپر وعید ہو بہت ہونگے مثلا ٹخنون سے نیچی ازار پہننا وغیرہ - پھر واضح رہے کہ شرع مین بعض افعال ایسے ہین کہ بضرور وہ دین مین ہین اور
کسیکو روا نہین کہ انکے بجا نہ لانے پر معذور رکھا جاوے جیسے نماز روزہ حج وزکوۃ وغیرہ پھر ایسے افعال کے سواے باقی مین اعتقاد کی قید
لائق ہی مثلا جسکے نزدیک ضرورت کے حال مین شراب پی لینا روا ہی وہ اسطرح شراب پینے پر مرتکب کبیرہ شمار نہین ہوگا - اور پھر جاننا چاہیے کہ
بنا بر این افعال قلب اسمین داخل ہونا ضروری ہین مثلا کہا جاوے کہ تکبر کرنا کبیرہ ہی کیونکہ حدیث قدسی مین ہی کہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری
فمن نازعنی فیہما ادخلتہ ناری - پس تکبر پر دوزخ کی وعید ہی تو کبیرہ ہی - اور یہین سے تجھے حضرت ابن عباس رض کے قول کا پتا ملیگا کہ شمار کبیرہ سات سو
تک قریب ہی فافہم - آئی اصل آیت مین ارشاد ہی کہ اگر کبیرہ گناہون سے بچو تو تمھارے صغیرہ گناہ عفو کیے جاوینگے - پھر باہمی حسد وبغض سے
خاص کر منع فرمایا بقولہ تعالی - وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ - اور جس چیز سے اللہ تعالی نے تم مین سے
بعض کو بعض پر فضیلات دی اسکی تمنا مت کرو - ف من جہۃ الدنیا او الدین لئلا یودی الی التحاسد والتباغض - یعنے تفضیل از راہ
دنیا ہو یا از راہ دین ہو جس چیز سے ہو اسکی تمنا مت کرو تاکہ ایسا نہو کہ آپسمین حسد کرو اور ایک دوسرے سے بغض رکھنے لگو - تمنا ایک
قسم ارادہ کی ہی جو زمانہ آیندہ سے متعلق ہوتا ہی اور استعمال اسکا شدت آرزو مین ہی اور تلہف وہ ارادہ ہی جو زمانہ گذشتہ سے متعلق ہو کہ گذرے پر
تاسف ہو پس جس چیز سے دوسری کو فضیلت ہی اسکی تمنا مت کرو - تقسیم پر رضامندی نہین جو اللہ تعالی نے اپنی حکمت بالغہ وعلم کامل بے انتہا کے
موافق بندونکے درمیان مقسوم ومقدر کی ہی - لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ - ثواب - مردون کے واسطے ایک خاص حصہ ہے مِّمَّا
اكْتَسَبُوْا - بوجہ انکی کمائی کے ف بسبب ما عملوا من الجہاد وغیرہ لسبب جہاد وغیرہ کاموں کے جو مرد کرتے ہین وَلِلنِّسَاۗءِ

ظہر کے ساتھ جمع کر دے یا بر عکس۔ خواہ مغرب کو عشا کے ساتھ یا بر عکس تو اس سے جب وہ مرتکب کبیرہ ہوتا ہی تو جو شخص بالکل نماز ہی چھوڑ دے اسکے حق مین تیرا کیا گمان ہی اسیواسطے حدیث صحیح مین ہی کہ بندے و شرک کے درمیان فرق نماز ہی یعنے نماز چھوڑ دی تو کچھ فرق نہ رہا اور اگر چہ تیغ مشرک نہین ہی۔ اور سنن مین مرفوعًا ہی کہ فرمایا ہمارے اور مشرکون کے درمیان عہد ترک نماز ہے جسنے نماز چھوڑی وہ کافر ہوا مترجم کہتا ہے یعنے بڑا کبیرہ گناہ قریب کفر ہے اور فرمایا کہ جسنے نماز عصر چھوڑی (یا جس سے نماز عصر چھوٹ گئی) اسکے اعمال مٹ گئے۔ اور فرمایا جس سے نماز عصر فوت ہوئی گویا اہل و مال سے چھوٹ گیا (کما فی الصحاح بست[۲۲] و سوم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیخوف ہونا (رواہ ابن ابی حاتم و بزار عن ابن عباس مرفوعًا اور بیخوفی کے حق مین ہی کہ یہ اکبر الکبائر ہی قال ابن کثیر فی رفعہ نظر والاشبہ الوقف وکذا عن ابن مسعود رض موقوفًا۔ رواہ ابن جریر (وہو صحیح بلا شک) بست[۲۴] و چہارم اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی کرنا (عن ابن عمر موقوفًا) (کہا کہ یہ اکبر الکبائر ہی رواہ ابن مردویہ قال ابن کثیر غریب جدا) ۲۵-۲۶- زنا و چوری۔ یعنے عمدًا زنا کرنا اور امام ابو حنیفہ رح کے مسلک پر کم سے کم دس درم یا اسکے برابر مال چوری کرنا (احمد و نسائی و ابن مردویہ) ۲۷- وصیت مین وارثون کی ضرر رسانی کرنا (عن ابن عباس موقوفًا قال ابن ابی حاتم صحیح عنہ) ۲۸- غلول۔ یعنے مال غنیمت سے چرانا (رواہ ابن جریر مرفوعًا و قال ابن کثیر فی اسنادہ ضعف وہو حسن وعن علی من قولہ) جماعت[۲۹] اسلام سے باہر ہونا اور صفقہ توڑنا (ابن ابی حاتم) عن ابن مسعود من قولہ فرمایا کہ اول سورہ نساء سے تیس آیات تک کبائر مذکور ہین (ابن جریر) عن بریدہ من قولہ سیراب کرنیکے بعد زائد پانی دوسرے مسلمان سے روکنا اور جفتی کے لیے نر جانور کو ندینا الا با جرت (ابن ابی حاتم) اور پانی و گھاس تو صحیحین مین مرفوع روایت ہی۔ عن عائشہ رض عورتون سے جو عہد لیے گئے ہین یعنے قولہ تعالیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن الآیہ مین سب کبائر ہی ہین (ابن ابی حاتم) عن ابن عباس رض ایک مرد نے انسے کہا کہ کبائر کتنے ہین فرمایا کہ وہ سات سو تک بھی سات سے زیادہ قریب ہین (یعنے سات کا عدد کم شمار کرتے ہو تو کبائر اسقدر ہین کہ سات سو انکی بہ نسبت ایسا ہی کم عدد ہی) پھر فرمایا ہان بات یہ ہے کہ استغفار کے ساتھ تو کوئی کبیرہ نہین اور اصرار کرے اور برابر بیباکی سے برتے جاوے تو کوئی صغیرہ نہین یعنے صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاوے گا (رواہ ابن ابی حاتم) اور مغیرہ رح سے روایت ہی کہ کہا جاتا تھا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کبیرہ گناہ ہے یعنے یہ بات علماے سلف مین معروف تھی (رواہ ابن ابی حاتم) شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ ایک گروہ علماے مجتہدین ہین سے اس طرف گیا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بدگوئی سے یاد کرنا کفر ہے اور یہی امام مالک سے ایک روایت ہی اور محمد بن سیرین تابعی جلیل فرماتے ہین کہ مین نہین گمان کرتا جو ابو بکر رض سے بغض رکھتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلعم کو دوست رکھتا ہی (رواہ الترمذی) پھر ابن کثیر رح نے سلسلۂ ذکر مین بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان لوگون کے لیے ہی جو کبیرہ گناہ والے بلا توبہ مرے ہین ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت انس بن مالک اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والون کے لیے ہی۔ لیکن اسکی اسناد مین جتنے طرق سے مروی ہے سب مین ضعف ہی سوائے ایک طریق کے جو عبد الرزاق سے ہے کہ اخبرنا معمر عن ثابت عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی لاہل الکبائر من امتی یعنے میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہگارون کے واسطے ہی ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اسناد بر شرط بخاری و مسلم صحیح ہی اور اس حدیث کو امام ترمذی نے منفردًا من طریق عبد الرزاق روایت کر کے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہی اور شاہد اسکے معنے کا صحیح کی حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم نے بعد ذکر شفاعت کے فرمایا۔ اترونہا للمومنین المتقین لا ولکنہا للخاطئین والمتلوثین۔ یعنے کیا تم یہی سمجھتے ہو کہ شفاعت متقی مومنون کے لیے ہوگی۔ نہین ولیکن خطاکارون اور متلوثین کے لیے ہوگی۔ اللہم ارزقنا شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر المواخذۃ

ف متاخرین جو ارتکاب گناہ مین آلودہ ہین ۱۲

بسط وتطویل ہی اور علمانے احادیث وآیات سے جو کبائر استنباط کیے اور چھانٹے ہین مختصر جہانتک اسوقت ملتے ہین لکھتا ہون ورنہ اسکے بارہ مین مفرد تصانیف ہین مانند
منبہات ابن حجر وہانسے غالبًا سب مل سکتے ہین۔ اور بغرض اختصار بعض احادیث شریف کا تبرکًا ترجمہ اور بعض سے فقط قدر ضرورت مع حوالہ مذکور ہوتا ہی حضرت
ابوہریرہ وابوسعید رضی اللہ عنہما کی حدیث مین ہی کہ پھر حضرت صلعم نے سر مبارک اُٹھایا اس حال سے کہ آپکے چہرۂ مبارک پر خوشی ظاہر ہوئی تو ہمکو سرخ
اونٹون سے زیادہ یہ بات بھلی معلوم ہوئی پھر فرمایا کہ نہین کوئی بندہ کہ پڑھتا ہی پانچون نمازین اور رمضان کے روزے رکھتا ہی اور زکوٰۃ نکالتا ہی
اور ساتون کبیرہ گناہون سے بچتا ہی مگر آنکہ اسکے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاوینگے پھر اس سے کہا جائیگا کہ سلامتی کیساتھ داخل ہو۔
رواہ ابن جریر والنسائی والحاکم وابن حبان وقال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین۔ اور ابوہریرہؓ سے ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بچو تم ان سات
گناہون سے جو ہلاک کر دینے والے ہین۔ عرض کیا گیا کہ کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ اور کسی آدمی کو قتل کرنا مگر آنکہ
حق کے ساتھ ہو اور جادو اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔ اور کافرون سے جہاد مین بھاگ نکلنا اور شوہر والیون غافل مومنہ عورتون کو
زنا کی تہمت لگانا (رواہ البخاری ومسلم وغیرہما) اور اس حدیث کے بعض طرق مین مال یتیم اسکے بالغ ہونے تک کھانا اور ہجرت کرکے آنے
کے بعد پھر دیہات کو واپس ہو جانا۔ مذکور ہے اور بعض مین جادو سیکھنا مذکور ہی۔ رواہ ابن مردویہ شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ سات پر تنصیص سے
لازم نہین کہ اور نہون مگر انکے نزدیک جو مفہوم لقب کا قائل ہی اور وہ خود ضعیف استدلال ہوتا ہی اور کہا گیا کہ شاید اسوقت تک اسی قدر
ہون پھر بڑھتے گئے بہرحال سات کے بعد آٹھوان والدین کا عقوق نوان بیت الحرام کا استحلال یعنے وہان خونریزی وغیرہ جو بے ادبیان
ممنوع ہین اسکو حلال کرلینا یعنے بیباک انکو برتاؤ مین لانا یا یہ مراد ہے کہ حرام نجاننا رواہ الحاکم۔ ابوداؤد ونسائی۔ ابن ابی حاتم۔ ابن جریر بسند رجالہ
ثقات اور ابن جریر نے ابن عمرؓ سے ایک روایت کی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ابن عمرؓ کبائر فقط نو ہونے کے قائل تھے واللہ اعلم۔ دسوان جھوٹی
گواہی (فی الصحیحین) اور حضرت ابن مسعودؓ سے ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ یارسول اللہ کون گناہ سب سے بڑا ہی فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک
بناوے حالانکہ اسنے تجھے پیدا کیا ہی۔ مین نے عرض کیا کہ پھر کون ہی فرمایا کہ تو اپنے فرزند کو قتل کر ڈالے بخوف اسکے کہ تیرے ساتھ کھاویگا عرض
کیا پھر کون فرمایا کہ اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ والذین لایدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیہ۔ (بخاری ومسلم)
شراب پینا (ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص (قال ابن کثیر غریب) یمین غموس (بخاری والترمذی واحمد والنسائی
وابن ابی حاتم) ماں باپ کو گالی کھلوانا اسطرح کہ دوسرے کے ماں باپ کو کہنا کہ وہ کہنے والے کے ماں باپ کو گالی دیوے (ابن ابی حاتم والبخاری
وفی روایۃ من اکبر الکبائر (وکذا رواہ مسلم والترمذی) (وفی الصحیح مومن کو گالی دینا فسق ہی اور اسکے ساتھ قتال کرنا کفر ہی) اکبر کبائر مسلمان کی آبروریزی
اور ایک گالی کے عوض دو گالیان دینا (رواہ ابن ابی حاتم وابوداؤد وابن مردویہ) دو نمازین جمع کرنا بدون عذر کے مثلًا ظہر وعصر یا مغرب وعشا کو بلاعذر
جمع کرنا۔ رواہ الترمذی عن ابن عباس مرفوعًا جسنے دو نمازین بغیر عذر کے جمع کین وہ ابواب کبائر مین سے ایک دروازہ پر آیا۔ ترمذی نے بعد
روایت حدیث کے کہا کہ حنش یعنے ابوعلی الرحبی نام انکا حسین بن قیس ہی وہ اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہین امام احمد وغیرہ نے ان کو
ضعیف کہا ہی شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسکو ابن ابی حاتم نے دوسری اسناد سے یون روایت کیا۔ حدثنا الحسن بن محمد بن الصباح حدثنا اسمٰعیل
بن علیۃ عن خالد الحذاء عن حمید بن ہلال عن ابی قتادۃ یعنے العدوی۔ کہا ابوقتادہ نے کہ پڑھا گیا ہم لوگو نکو سنانے کو خط حضرت عمرؓ کا
جسمین تھا کہ کبائر مین سے یہ بات ہی کہ بغیر عذر کے دو نمازون کو جمع کرے اور جہاد مین کفار سے بھڑنے کی حالت مین بھاگ نکلے اور نہبہ کرے ابن کثیرؒ
نے فرمایا کہ یہ اسناد صحیح ہی اور غرض یہ ہی کہ جب وعید ایسے شخص کے حق مین ہی جو بغیر عذر کے دو نمازون کو جمع کرلے خواہ عصر کو

کہ اگر کبیرہ گناہون سے پرہیز کرین تو ہم انکو جنت مین بزرگی کے ساتھ داخل فرماوینگے اور صغیرہ گناہونکو انکے روزہ نماز وغیرہ نیکیون کے ادا کرنے ہی سے کفارہ کردینگے چنانچہ صحیح مین مضمون ہی کہ ایک مردنے ایک اجنبیہ عورت سے وطی نہین کی بلکہ بوسہ وغیرہ لیا تھا پھر خوف زدہ ہوکر حضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا اور حال عرض کیا اور غرض یہ تھی کہ مجھے شرعی سزا دیدی جاوے تاکہ عذاب آخرت سے بچاؤ ہو پھر منتظر رہا یہانتک کہ حضرت صلعم نے ظہر کی نماز ادا کی پھر اسنے گزارش کی آپ نے پڑھا قولہ تعالیٰ اقم الصلوٰة طرفی النہار وزلفا من الیل ان الحسنات یذہبن السیئات الآیہ۔ اور فرمایا کہ تونے ظہر کی نماز پڑھی یہی کفارہ ہی اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے فرمادیا کہ یہ میری عام امت کیواسطے ہی اسی مرد مذکور کی خصوصیت نہین ہی۔ اور صحیح ہوا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک اور جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور رمضان سے دوسرے رمضان تک اپنے درمیانی گناہونکا کفارہ ہین۔ اور معنے یہ کہ ایک نماز شرعی طریقہ سے ادا کی پھر دوسری نماز بھی اسیطرح ادا کی توانکے درمیان کے صغیرہ باتفاق اہل سنت اُتر گئے یعنے انپر مواخذہ نہوگا اور اگر کسی نماز یا عدم تعلق سے جسکو علم الٰہی محیط ہی کوئی رہگیا تو ایک جمعہ کو اچھی طرح ادا کرکے دوسرے جمعہ کو ادا کرنے سے اُترجاویگا علی ہذا رمضان کو سمجھنا چاہیے ہی اور اگر گناہ نہون تو اسیقدر درجات بلند ہونگے پس اس نعمت کے شکریہ مین گناہ کبیرہ کے معنے جان لینے چاہیے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ کون کون ہین تاکہ اُنسے اجتناب ممکن ہو۔ جاننا چاہیے کہ کبائر جمع کبیرہ ہی اور سیات جمع سیئہ اور سیئہ اگرچہ صغیرہ وکبیرہ دونون کو شامل ہی مگر یہان مقابلہ کبائر سے سیئات بمعنے صغائر ہین۔ پھر کبیرہ کی تفسیر مین اہل اصول مختلف ہین بعض نے کہا کہ گناہ سب کبیرہ ہین اور بعض کو جو صغیرہ کہتے ہین تو بہ نسبت اس سے بڑے گناہ کے مثلاً اجنبیہ عورت کا بوسہ لینا جو حرام ہی بہ نسبت زنا کرنیکے صغیرہ ہی اور زنا بہ نسبت کفر کے صغیرہ ہی اور مانند اسکے اسفرائینی وجوینی وقشیری وغیرہم سے منقول ہی اور انھون نے کہا کہ جس کبیرہ سے تکفیر سیات کا وعدہ ہی وہ شرک ہی بدین دلیل کہ بعض قراءة مین کبیر ما تنہون آیا ہی اور بر تقدیر قراءة کبائر ما تنہون کی مراد انواع کفر وشرک ہین اور دلیل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء، تو معلوم ہوا کہ سوائے شرک کے سب مغفرت کی مشیت مین ہین تو شرک سے اجتناب کرے۔ مترجم کہتا ہی کہ سیئہ کے معنے اگر یہ ہین کہ جسکا فاعل مذمت کیا جاوے شرعاً جو حرام ومکروہ تحریمی تک ہی تو شک نہین کہ جمیع حرام کبیرہ ہین باین معنی اور انمین باہم بھی تفصیل ہی۔ پس شرک سب سے بڑا کبیرہ ہی لیکن آیت کریمہ مین اگر وہی مراد ہو تو لازم آویگا کہ اجتناب شرک سے دیگر سب کبیرہ مانند زنا وقتل وغیرہ مکفر ہونگے بلا توبہ اسواسطے کہ توبہ کی قید نہین اور اگر توبہ کی قید لیجاوے تو شرک بھی توبہ سے مکفر ہی اسواسطے کہ اسلام کے پیچھے شرک سابق کا مواخذہ نہین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ آن اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک مین بھی وارد ہوتا ہی کہ اگر توبہ کی قید ہی تو شرک بھی مغفور ہی اگر نہین تو ماسوائے شرک بلا توبہ مغفور ہین جواب یہ کہ بلا توبہ مراد ہی اور اسی سے ثابت ہوتا ہی کہ مرتکب کبیرہ اگر بلا توبہ مرجاوے تو اسکے دوزخی ہونے پر قطع نہین بلکہ اوتعالیٰ کی مشیت ہی چاہے بخشدے اور عذاب کرے کیونکہ یغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ فرمادیا ہی بخلاف قولہ تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ کے کہ وعدہ ہی کہ درصورت اجتناب از کبائر کے دیگر سیئات مکفر ہونگے اور خلف وعدہ نہین جائز ہی۔ واللہ اعلم۔ ہان یہ البتہ درست ہی کہ کبائر مین بعض دوسرے سے اکبر ہین لیکن یہ لازم نہین کہ سیات جملہ کبائر ہون فافہم۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کبیرہ ہروہ گناہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے آگ یا غضب یا لعنت یا عذاب پر ختم کیا رواہ ابن جریر من طریق علی بن طلحہ عنہ ونحوہ عن سعید بن جبیر والحسنؒ۔ مترجم کہتا ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جن گناہونکے حق مین ایسا فرمایا وہ بھی اسمین شامل ہین لیکن بنا براسکے جملہ حرام شاید داخل کبیرہ نہونگے کیونکہ بعض کے ساتھ یہ تخصیص نہین ہی اور یہی صواب ہی کیونکہ عورت اجنبیہ کا بوسہ لینا حرام ہی باوجود اسکے صغیرہ مین شامل ہوا کہ حسنات سے مکفر ہوا کما فی الحدیث۔ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ کبائر وہ کہ جنسے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اس صورت مین تینتیس آیت تک اور بعض اہل اصول نے کہا کہ کبیرہ وہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسپر حد مرتب کی یا وعید اسکے سزا مین صریح فرمائی۔ مترجم کہتا ہی کہ مفسرؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی پس قولہ ماورد علیہا وعید مین وعید شامل ہی حد کو بھی۔ اور یہ تفسیر کبیرہ کی پسندیدہ ہی اور تحقیق بمقام مقتضی

دیکھا کہ کیونکر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر سے امر عبودیت آسان کر دیا چنانچہ فرمایا۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ تمام رات کا قیام تہجد منسوخ کر دیا اور یہ بین ظاہر کر دیا کہ قرب و وصل الٰہی حضرت حق تعالیٰ کی رحمت سابقہ سے متعلق ہے کچھ نفوس کی کثرت مجاہدات پر نہیں ہے اہل اللہ کے لیے اشارہ یہ کہ اپنی فرشتہ خصلت روح کو نفوس امارہ شیطانیہ کی پیروی سے ہلاک مت کرو اسواسطے کہ نفس امارہ شیطانیہ جب اپنی خواہشوں سے سر اٹھاتی ہے اور اسکو غلبہ ہوتا ہے تو نفس روحانیہ کو اسکے پڑوس سے سخت آزار پہونچتا ہے اور معصیت کی تاریکی سے اسکو پردہ میں ڈالتی ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ اپنے نفس کو اسطرح ہلاک مت کرو کہ مخالفت احکام کے مرتکب ہو اور یا اپنی طاعات کو کچھ سمجھو شیخ **محمد بن الفضل** نے فرمایا کہ اپنے نفوس کو اسطرح ہلاک مت کرو کہ نفوس کو اسکی خواہشوں پر چھوڑ دو۔ اور حضرت **فضیل** بن عیاضؒ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حظ نفس سے غافل مت ہو جو شخص اپنے حظ نفس سے غافل ہوا اسنے گویا اسکو قتل کر ڈالا **قال المترجم** حظ نفس سے مراد یہ کہ ہر نفس کو واسطے حصہ رحمت آخرت ہے اور عام میں جو حظ نفس یعنے خواہش نفس ہے وہ مراد نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اپنے نفس کو اسطرح مت ہلاک کرو کہ اسکو کچھ ملاحظہ میں لاؤ یعنے میں کوئی چیز ہوں۔ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسکے معنے یہ ہیں کہ اپنے نفوس سے غافل مت ہو کہ جو اپنے نفس سے غافل ہوا وہ پروردگار سے غافل ہوا اور جو پروردگار سے غافل ہوا اپنے نفس کو قتل کر ڈالا کیونکہ غافل جاہل کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے قال تعالیٰ

**إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝**

اگر تم بچتے رہو گے کبیرہ چیزوں سے جو تم کو منع ہوئیں تو ہم اتار دینگے تم سے تقصیریں تمہاری اور داخل کرینگے تم کو عزت کے مقام میں

**وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَلِلنِّسَاءِ**

اور ہوس مت کرو جسمیں بڑائی دی اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو

**نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝**

حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل اللہ تعالیٰ کو ہر چیز معلوم ہے

یہ آیت قدسی بھی اس سورۃ میں منجملہ اُن آیات کے ہے کہ اس امت کو اسپر بہت بڑا شکریہ ادا کرنا واجب ہے کیونکہ انکے حق میں نہایت فضل ہے۔ **اِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ**۔ اگر تم ایسے کبیرہ گناہوں سے بچو جنسے تمکو منع کیا گیا تو ہم تمہاری بدکرداریاں معاف کر دینگے **ف** کبیرہ گناہ کسکو کہتے ہیں مفسرؒ نے کہا کہ وہی ما ورد علیہا وعید کالقتل والزنا والسرقۃ۔ یعنے کبیرہ وہ گناہ ہے کہ جس گناہ پر وعید آئی ہے جیسے قتل ناحق اور زنا کرنا اور چوری کرنا وغیرہ۔ وعن ابن عباسؓ ہی الی السبعمأۃ اقرب۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کبیرہ سب ملا کر سات سو کے قریب ہیں اور بعض نے روایت کیا کہ ستر تک اور ظاہر انستر انواع ہیں و سات سو ان انواع کے افراد ہونگے۔ قولہ نکفر عنکم سیأتکم۔ ای الصغائر بالطاعات تو اُتار دینگے یعنی ساقط کر دینگے ہم تمہاری تقصیریں تم پر سے یعنے صغیرہ گناہوں کو بندگی بجالانیسے اُتار دینگے کیونکہ اخبار و احادیث وارد ہوئے ہیں کہ طاعات بجالانیسے صغیرہ خود بفضل الٰہی اُتر جاوینگے پس اہل سنت کے نزدیک معنے آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرو گے تو ہم صغیرہ گناہوں کو تمسے تمہاری بندگی کرنیسے اتار دینگے ورنہ طاعات سے فقط صغیرہ اُترینگے اور ایک گروہ نے اہل سنت میں سے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا تو نیکیوں سے باقی گناہ اُترینگے ورنہ کچھ بھی نہ اُترینگے۔ **وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا** بضم المیم وفتحہا ای ادخالا او موضعا۔ **كَرِيمًا** ہو الجنۃ۔ اور تمکو داخل کرینگے ہم مدخل کریم میں **ف** جنت میں۔ مدخل بضم میم اکثروں کی قرأت ہے اور بفتح میم نافع کی قرأت ہے اور معنے یہ کہ داخل کرینگے ہم تمکو مدخل کریم یعنی ادخال کریم۔ یعنے بزرگی کا داخل کرنا یا مدخل کریم یعنے موضع بزرگی میں۔ بہرصورت مراد جنت ہے۔ واضح ہو کہ اللہ عز وجل نے اس امت مرحومہ کو کرامت دی

مثلاً زنا کروگے تو سنگسار ہو کر دنیا ہی مین ہلاکت ہی اگر دل مین منافق رہو تو قبر مین عذاب ہی۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا فی منعہ لکم من ذلک۔ اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہی ف کہ اسنے تمکو اس سے منع فرمایا۔ اور بعض نے کہا کہ لاتقتلوا انفسکم سے یہ مراد ہی کہ ایک دوسرے کو قتل مت کرو یعنے ناحق اور انفسکم اسلیے کہا کہ وہ دین اسلام مین متحد مثل ایک جان کے ہین اور اشعار ہی کہ بھائی مسلمان کو قتل کرنا گویا اپنا قتل ہی اور ایذان ہی کہ انکو چاہیے کہ ایسے متحد رہین آپس مین جیسے ایک جان۔ اور بعض نے کہا کہ خاص اپنی جان کو ہتھیار مارکر یا زہر وغیرہ کھاکر قتل کرنے سے ممانعت ہی اور بعض نے کہا کہ گناہ سمیٹنے سے ممانعت ہی کہ انجام کار آخرت مین اپنی جان کی ہلاکت ہی مفسرؒ نے اشارہ کیا کہ آیت کریمہ ان سب کو شامل ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہی یہ دلیل ہے کہ ایسے اعمال کرو جن سے رحمت حاصل ہو نہ ہلاکت۔ اور عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہی کہ جب ذات السلاسل کے جہاد مین آنحضرت صلعم نے عمرو بن العاص رضؓ کو بھیجا تو خود روایت کرتے ہین کہ مجھے رات مین احتلام ہوا اور سخت سردی تھی تو مین ڈرا کہ اگر نہاؤنگا تو اپنی جان کا قاتل ہو جاؤن پس تیمم کرکے صبح کی نماز مین نے ساتھیون کو پڑھائی پھر جب مدینہ مین آئے تو حضرت صلعم نے لوگون سے حال پوچھا تو لوگون نے عرض کیا کہ عمرو رضؓ نے ہمسے اچھی طرح سرداری کا برتاؤ کیا سوائے اسکے کہ ہم کو جنابت کی حالت مین نماز پڑھائی تو آپ نے فرمایا کہ ای عمرو تو نے جنابت مین ساتھیون کو نماز پڑھائی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سخت سردی کی رات مین مجھے احتلام ہوا مین ڈرا کہ اگر نہاؤن تو خودکشی کرون اور قول اللہ تعالیٰ۔ ولاتقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما۔ مجھے یاد آیا سو مین نے تیمم کرکے ساتھیون کو نماز پڑھائی ہی پس حضرت صلعم ہنس دیے اور کچھ نہین کہا سوائے اسکے کہ ارے فقیہ عمرو بن العاص (رواہ احمد و ابوداؤد ونحوہ ابن مردویہ) اور ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسنے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا قیامت مین اسی سے عذاب کیا جائیگا۔ (رواہ الجماعۃ) اور جریر بن عبداللہ البجلی رضؓ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم سے اگلون مین سے ایک مرد کے زخم تھا اسنے چھری سے ہاتھ کاٹ ڈالا پس خون بند نہوا یہانتک کہ مرگیا تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اس بندے نے میری طرف خود مبادرت کی مین نے اسپر جنت حرام کردی (کما فی الصحیحین) یعنے اب سزا اٹھاکر جاوے انشاء اللہ تعالیٰ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ۔ اے ما نہی عنہ اور جسنے ایسا کیا ف یعنے ایسا فعل کیا جس سے ممانعت کردی ہی۔ عُدْوَانًا۔ تجاوزا للحلال۔ بحالت عدوان یعنے درحالیکہ حلال سے تجاوز کرنے والا ہی۔ وَّظُلْمًا۔ اور درحالیکہ ظالم ہی ف اپنے نفس پر یعنے جسنے ظلم وعدوان سے ایسا فعل کیا جس سے ممانعت کی گئی ہے حتی کہ وہ اپنی جان پر خود ظلم کرنے والا ہوگیا تو شرع کی طرف سے بھی اسکا لحاظ نہوگا بلکہ جو کچھ اسنے اپنی جان پر کیا ہے اسکو بھگتے۔ بارتکاب ممنوع یوجہ اسکے کہ نفس کو معرض عذاب مین ڈالا۔ فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ۔ پس اب ہم اسکو داخل کرینگے۔ نَارًا یحترق فیہا۔ ایسی آگ مین جسمین جلتا رہیگا ف اور یہ بعید مت سمجھو۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔ ہینا۔ اور یہ امر اللہ تعالیٰ پر آسان ہی ف عرائس البیان مین ہی کہ قولہ تعالیٰ ولاتقتلوا انفسکم۔ اور واضح ہو کہ نفس کو قتل کرنا مجاہدہ وریاضت مین محمود ہی پھر یہان مقام عالیہ مین کیا اشارہ اگرچہ مقام ابتدا مین تو تفسیر معلوم ہو چکی جواب یہ ہی کہ یہ خطاب ان اولیا کو ہی جو اہل فاہیت و انس ور وح وبسط ہین یعنے اپنے نفوس مطمئنہ کو مجاہدات وریاضات سے مت قتل کرو اور اپنے قلوب روحانیہ پر جہالت کی مشقت مت ڈالو اور اپنی ارواح کو ایسے امور سے ایذا مت دو جو مبتدی لوگون کو لائق ہین اسواسطے کہ یہ امور ارواح عاشقہ کو عالم مشاہدہ مین سیر کرنے سے روکتے ہین اور ابر کی طرح گھر کر اسنے آفتاب انوار مکاشفہ کو چھپا دیتے ہین اور تصدیق ہی اسکی قولہ تعالیٰ ان اللہ کان بکم رحیما۔ یعنے ہر امر مین اپنے اولیا پر مہربان تھا کہ مقام مشاہدہ مین انپر سے بھاری بوجھ ہلکے کردیے اور انکے دلون کو اپنے انس سے راحت دی تو نہین

انھین سے کہا کہ حقیر چیزون مین بیع بتعاطی روا ہی مترجم کہتا ہی کہ شیخ کرخی رح حنفیہ مین سے اسی طرف گئے ہین حالانکہ امام محمد رح نے اصل مین مطلقًا جواز پر تنصیص کی ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے اسکی توجیہ یہ کی کہ محققین مذہب نے بعض وجوہ خارجی سے بنظر احتیاط ایسا کہا ہے ۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ پوری تراضی جب ہی کہ خیار مجلس ثابت ہو ۔ یعنے بعد بیع کے جبتک دو نون جدا و متفرق نہین ہوے ایک ہی جلسہ مین موجود ہین تب تک ہر ایک کو اختیار ہی کہ بیع توڑ دے اور حدیث مین ہی کہ ہر دو بیع کرنیوالے اختیار رکھتے ہین تا وقتیکہ باہم متفرق ہون کما فی الصحیحین وغیرہ اور ابن عمر رضہ سے مروی ہی کہ انکو جب کوئی بیع مرغوب ہوتی تو وہان سے چند قدم جاکر پھر جی چاہتا تو واپس آتے تاکہ دوسرے کو بیع توڑنے کا اختیار نہ رہے کما فی الصحیح ایضًا ۔ اور یہی شافعی رح و ثوری و اسحٰق وغیرہ کا مذہب اور ایک جماعت صحابہ و تابعین سے مروی ہی اور امام مالک و ابو حنیفہ رح نے کہا کہ بیع کا تمام ہونا یہ ہی کہ باہمی رضامندی و زبانی گفتگو سے ایجاب و قبول پورا کردین اور بعد اسکے پھر کسی کو خیار مجلس نہین رہتا ہی سوائے خیار شرط و خیار عیب و خیار رویت کے کہ یہ باقی رہتے ہین ۔ مدارک مین کہا کہ آیت کریمہ بھی دلالت کرتی ہی کہ بعد تراضی بایجاب و قبول کے خیار مجلس نہین ہی کیونکہ آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بعد تراضی کے کھانا حلال ہی یعنے اگر مثلًا زید نے عمرو سے چار آم ایک پیسے کو برضامندی جانبین خریدے تو اب انکو کھا سکتا ہی اگرچہ اسی مجلس مین ہو پھر یہ قید لگانا کہ بعد تراضی کے اسوقت کھا سکتا ہی کہ مجلس سے جدا ہو جاوے یہ نص پر زیادتی ہی ۔ اگر کہا جاوے کہ زیادتی تو حدیث مذکور سے ہی تو دو جواب ہین اول آنکہ نص کتاب اللہ پر بدون حدیث متواتر یا مشہور یا دوسری نص قطعی کے زیادتی نہین جائز ہی دوم آنکہ حدیث کے معنے یہ ہین کہ بائع و مشتری دونون کو اختیار ہی کہ جبتک آپسمین تفرق نکرین تب تک ہر ایک کو اختیار ہی کہ دوسرے کے کہنے کو قبول کرے یعنے مثلًا زید نے عمرو سے کہا کہ یہ چیز ایک روپیہ کو مین نے تیرے ہاتھ بیچی اگر عمرو نے اختلاف و تفرق نکیا کہ مین نہین قبول کرتا یا مجھے نہین چاہیے یا اتنے کو نہ لونگا تب تک اسکو اختیار ہی کہ چاہے قبول کرلے اسی مجلس مین ۔ اور نیز زید کو بھی اختیار ہی کہ عمرو کے قبول سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کر جاوے ۔ اور تمام کلام فقہ مین ہی ۔ اگر کہا جاوے کہ جاکر مین تین روز کے خیار کی شرط کرنا بالاتفاق روا ہی پھر وہ بھی نص پر زیادتی ہوگی تو جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ قبول یا ایجاب خود مشروط بشرط خیار ہوتا ہی پس وہ تمام نہین ہوا ہی کیونکہ مثلًا خریدار نے کہا کہ اس شرط سے قبول کرتا ہون کہ مجھے تین روز تک خیار ہی تو ہنوز قبول تمام نہین ہوا ہی کما لا یخفی ۔ ولیکن شافعیہ وغیرہ کہہ سکتے ہین کہ ایجاب قبول پایا گیا لیکن ابھی لزوم نہین ہوا جبتک دونون جدا نہو جاوین جیسے تم بھی کہتے ہو کہ بعض بیع منعقد ہوتی حالانکہ لازم نہین ہوتی ہی اور حق یہ ہی کہ اس مسئلہ مین جانبین سے اجتہادی دلائل موجود ہین جیسے اجتہادی مسائل کا قاعدہ ہی اور ترجیح کے واسطے تحقیق یہ ہی کہ شریعت عامہ یہی افقہ ہی کہ ایجاب و قبول تراضی سے بیع تمام ہو جاتی ہی اور خیار مجلس نہین رہتا ہی لیکن یہ تقوی نہین ہی کہ جانبین سے اگر اسی مجلس مین ایک اس بیع کو فسخ کرے تو نہ مانے بلکہ اختیار دیدے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اسی تقوی پر تھے بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث نہین پہونچی جسمین عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مرفوعًا یہ بھی ممانعت ہی کہ جدا ہو کر بیع لازم نہ کرے بلکہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ تو اپنے ساتھی سے کہتے کہ میرے نزدیک دامون سے یہ متاع مرغوب ہی بس تو پسند کرلے ۔ نکتہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو اپنے واسطے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے" لہٰذا اس سے کہتے کہ مین تو اس متاع کو پسند کرتا ہون پس حاصل یہ ہوا کہ عوام تو ہر روز جھگڑے لاوین اگر خیار مجلس پاوین ولیکن اہل تقوی کو چاہیے کہ ہمیشہ ایسی رضامندی کو مقدم رکھا کرین واللہ تعالیٰ اعلم ۔ الحاصل شرع نے حلال طریقہ سے مال کھانیکی اجازت دی اور منع کیا کہ باطل طریقون سے ایک دوسرے کے مال مت کھاؤ ۔ **وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ** ۔ اور اپنی جانونکو مت مار ڈالو **ف** بارتکاب ما یؤدی الی ہلاکہا ایا ما کان فی الدنیا والآخرۃ یعنے اپنی جان کے دشمن اسطرح مت ہو جاؤ کہ ایسے امور کے مرتکب ہو جس سے انجام کو خواہ دنیا مین یا آخرت مین تمھارے نفس کی ہلاکت ہی

پس اسپر دس روپیہ کپڑے کی قیمت باقی رہی - اس مسئلہ کو بعض نے جائز کہا ہو ولیکن اصح قول پر یہ بھی اسی باطل حرام خوری مین داخل ہی
اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی - اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہو کہ یہ آیت قیامت تک منسوخ نہین ہی رواہ ابن ابی حاتم والطبرانی قال
السیوطی (بسند صحیح) اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی اور عکرمہ و حسن بصری سے بھی مروی ہی کہ جب یہ آیت اُتری تو لوگون نے حرام تصور
کیا کہ کسی کے یہان کھاوین پس سورۂ نور کی آیت اُتری - ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم الآیہ - اور یہی قول قتادہ سے مروی ہی اِلَّآ - لکن
اَنۡ تَکُوۡنَ - لفع - تِجَارَۃً - وفی قرارۃ بالنصب ای تکون الاموال اموال تجارۃ صادرۃ - عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡکُمۡ - وطیب
نفس فلکم ان تاکلوہا الا بمعنے لکن ہی اور استثنا منقطع ہی کیونکہ اکل باطل سے تجارت کا استثنا نہین ہو سکتا کیونکہ وہ اکل باطل کی جنس سے
نہین اور نیز الا واقع ہی ان تکون پر یعنے الا کون تجارۃ اور کون ایک معنے ہین نہ مال پس الا بمعنے لکن ہوگا اور ان تکون بمعنے ان تقع ہی یعنے کان
تامہ ہی پس تجارۃ بالرفع ہی جیسے کہ سوائے قرار کوفہ کے باقیون کی قرارۃ ہی اور اہل کوفہ کے قرارۃ مین تجارۃً بنصب ہی پس الا موال - اسکا اسم
اور اموال تجارۃ اسکی خبر ہوگی - بہرحال قولہ عن تراض متعلق صادرۃ کے ہو کر تجارۃ کی صفت ہی اور معنے یہ کہ (لیکن یہ کہ تجارت ہو جو صادر ہوئی ہو
تمہاری رضامندی سے) یعنے خوشی خاطر سے تو اس صورت مین جو مال ملے وہ کھانا روا ہی - اور منکم مین یہان بھی وہی تاویل ہونا چاہیے جو مذکور
ہوئی کیونکہ تجارت مین تراضی ہونا شرط ہی خواہ مسلمان کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ ہو - اور اللہ تعالیٰ نے فقط تجارت کو منصوص فرمایا
حالانکہ ہبہ و صدقہ وغیرہ دیگر سببون سے جو مال ملے وہ بھی حلال ہی تو اس سبب سے کہ غالبًا اسی طور سے حاصل ہوتا اور یہ اکثری طریقہ
تحصیل مال کا ہی اور اسی کو اہل مروت اختیار کرتے ہین بخلاف صدقہ لینے کے اور ہبہ خواستگار ہونے کے لہذا تجارت کو منصوص فرمایا
اور باقی اقسام جائزہ مین بھی یہی حکم ہی اور لغت مین تجارت بمعنے معاوضہ ہی اور شرع مین بیع یہ ہی کہ مبادلہ کرنا مال کا مال سے آپس کی
رضامندی کے ساتھ - پس لغت مین عام ہی کسی طور پر معاوضہ ہو اور شرع مین قید تراضی ہی اور مال ضرور ہی کہ عقد کرنے والے کے حق مین
معتبر ہو نہ جیسے مردار و خون کہ انکی بیع باطل ہی اور دیگر شرائط کا محل کتب فقہ ہین مگر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ تراضی یعنے دونون طرف سے
رضامندی ہونا شرط ہی اور رکن اسکا ایجاب و قبول ہی پس ایجاب و قبول کے ساتھ تراضی خواہ ابتدا مین یا انتہا مین لابدی چیز ہی اور
اللہ عزوجل نے اسکو یہان منصوص فرمایا پس ظاہر ہوا کہ جس مبادلہ مین تراضی ابتدا و انتہا مین نہو تو بیع صحیح نہو گی اور بیع اکراہ خارج ہو گئی
یعنے زید نے عمرو پر زبردستی کی کہ خالد کے ہاتھ اپنا غلام مثلاً فروخت کرے ورنہ قتل کرونگا پس اسنے باکراہ بیع کی تو بیع نہو گی کیونکہ تراضی
جانبین سے نہین ہی مدارک مین ہی کہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہی کہ بیع تعاطی جائز ہے یعنی لین دین ہاتھون ہاتھ بدون گفتگو کے ہونا مثلاً ایک
باغبان نے دس دس آم کی ڈھیریان لگائی ہین پھر ایک شخص نے آکر ایک پیسہ اسکو دیا اور ایک ڈھیری لے لی اور باغبان نے پیسہ لے لیا
اور ڈھیری اُٹھانے دی تو یہ بیع تعاطی ہو گئی اگرچہ دونون نے زبان سے کچھ نہین کہا پھر کہا کہ نیز دلالت ہی کہ بیع موقوف مین جب اجازت
پائی جاوے تو جائز ہی یعنی مثلاً زید نے بدون اجازت عمرو کے اسکا غلام کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیع موقوف
ہی پھر اگر عمرو نے اجازت دیدی تو بیع ہو جائیگی ورنہ باطل ہی شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اسی آیت کریمہ سے شافعی رح نے استدلال کیا کہ بدون
قبول صریح کے بیع نہین جائز ہی کیونکہ صریح تراضی بقول ہی بخلاف تعاطی کے کہ وہ کبھی رضامندی پر دلالت نہین کرتا حالانکہ تراضی ضرور ہے
(لین دین دست بدست ۱۲)
شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ امام شافعی رح نے اسمین امام مالک و ابو حنیفہ و احمد و جمہور فقہا سے اختلاف کیا کیونکہ جمہور کے نزدیک جیسے اقوال کی
دلالت رضامندی پر ہوتی ہی ویسی ہی افعال کی دلالت بھی رضامندی پر ہوتی ہی پس انکے نزدیک بیع تعاطی مطلقاً صحیح ہے اور بعض نے

الٰہی ہی توانکو قوت خود نہیں بلکہ نور یقین سے ہے یعنے یہ صادق ہو کہ کل انسان ضعیف ہیں الا بقوت ہدایت الٰہی (عس) بالجملہ تعلقات معیشت وبسر اوقات بھی انسان کے لیے لازمی ہیں جیسے ذاتی اعتقادات وطاعات فرض ہیں پس تعلقات ہیں اول نکاح ہو تو نکاح بمال کے مسائل ذکر فرمائے اور اسمیں اصلی نیت بیان فرمائی پھر میراث کا حکم دیا پھر اب بھی تجارت وقرضہ ورہن وغیرہ کو آیات میں بیان کیا تاکہ صلاحیت وسداد سے عدل قائم رہے بقولہ تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ

اے ایمان والو مت کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی

تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

رضامندی سے اور نہ خون کرو آپس میں اللہ تعالیٰ تمپر مہربان ہے اور جو کوئی یہ کام کرے

عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اسکو آگ میں ڈالینگے اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہو

مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مہر وعورتوں واسمیں حرام وفحش باتوں سے ممانعت کے بعد دیگر امور کے محرمات کو بیان فرمایا ازانجملہ ایک دوسرے سے مال لینا فقال تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ - اے ایمان والو باہم ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ بطور باطل ف ای بالحرام فی الشرع کالربا والغصب - یعنے باطل سے مراد حرام ہے - یعنے جس طریقہ کو شرع نے حرام کیا ہو اسطرح مت کھاؤ جیسے سود لینا یا دوسرے کا مال غصب کر لینا - اور حرام شامل ہو مکروہ تحریمہ کو بھی کیونکہ اسکا ترک بھی واجب ہو اور کھانے کی ممانعت سے مراد مطلقاً حاصل کرنے ولینے سے ممانعت ہو اور ذکر کھانیکا اسوجہ سے کہ غالباً مال لینے سے یہی مقصود ہوتا ہے چنانچہ ہمارے محاورہ میں بولتے ہیں کہ حرامخوری مت کرو - اور بینکم سے مراد یا تو یہ کہ مسلمانوں کے درمیان آپسمیں اور یہی ظاہر ہو یا مطلقاً تمام آدمیوں سے مراد ہو کیونکہ باطل طور پر کافر کا مال بھی کھانا حرام ہو پس حنفیہ پر تو وارد نہیں ہوتا کہ بینکم کی قید سے مفہوم مخالف یہ نکلتا ہو کہ کافروں سے باطل طور پر لینا روا ہو اسوجہ سے کہ حنفیہ مفہوم مخالف کے قائل نہیں ہیں اور شافعیہ پر وارد ہوتا ہو مگر جواب یہ ہو کہ یہ قید نہیں بلکہ بطریق غالب ہو یا مفہوم مخالف جب معتبر ہو کہ شرائط موجود ہوں اور یہاں جب مسلمانوں میں جو بمنزلہ ایک جان ومختلف قالب کے ہیں یہ روا نہیں تو کفار سے بدرجۂ اولیٰ ناروا ہو یا یہ کہ حرمت ربوا وغیرہ عام ہے پس مفہوم مخالف نامعتبر ہو جبکہ نص صریح ممانعت کی موجود ہو پس جسنے یہاں سے یہ نکالا کہ کافروں سے دارالاسلام میں سود لینا روا ہو وہ سخت جاہل ہے اور اسنے بڑی غلطی کی اور ہرگز اسکا قول قبول نہیں اگر وہ توبہ نہ کرے تو دوزخی ہو - اور واضح رہے کہ غصب امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک گھر وباغ وزمین وغیرہ مال غیر منقول میں جاری نہیں ہوتا ہو اور انکے شاگردوں میں سے بعض نے خلاف کیا ہو شیخ ابن کثیر نے کہا کہ شرعی اکثر حیلے جنسے مقصود حرام خوری ہو اسی میں داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہو کہ حیلہ ساز کا مقصد یہی ہو اور ابن عباس رض سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ایک کپڑا خریدا اور کہا کہ راضی ہونگا تو لے لونگا ورنہ کپڑا اور ایک درم تجھکو واپس دونگا تو فرمایا کہ یہ بھی اکل بالباطل میں شامل ہو دیکھا رواہ ابن جریر) مترجم کہتا ہو کہ ایک مسئلہ مذکور ہے کہ زید نے عمرو سے دس روپیہ قرض چاہے عمرو نے ایک کپڑا کہ جس کی قیمت دس روپیہ تھی اسکے ہاتھ بیچا اور دس روپیہ سے کم کو اس سے خریدا مثلاً آٹھ روپیہ کو خریدا اور اپنے پاس سے اسکو آٹھ روپیہ دیے

اور یہ آیۂ کریمہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ۔ سے اسکا اشارہ بیانات لطیفہ وجوہ معقول سے ذکر فرمایا اور حدیث جسمین بیان ہی کہ
مالک نے ایک مکان نہایت پاکیزہ بنایا اور اسمین ایک اینٹ کی جگھہ ناقص چھوڑ دی تو لوگ اسکے گرد پھر کر اسکی خوبی پر تعجب کرتے اور خالی اینٹ کا
حال منکشف ہوتا تھا اور اسکو آنحضرت صلعم نے اپنی ذات مقدس سے پورا ہونا بیان فرمایا اس مثال سے یہ اشارہ اظہر منکشف ہی پس کرامت آنسرورعالم صلی اللہ علیہ
وسلم پر وہ مقامات منکشف ہوے جو اور و نپر منکشف نہوئے تھے قولہ ویہدیکم سنن الذین من قبلکم سنن سابقین سے اشارہ یہ کہ انبیا علیہم السلام کے مقامات کی
راہین اور صفیاکے کواشف وانکے مقامات وحالات و ریاضات کے طریقے بعض نے کہا کہ انبیا و صدیقین کی راہیں یہ ان بزرگونکی راہین یہ ہین کہ تفویض و تسلیم اور
مقدور پر رضا خواہ انکو خوش آوے یا ناگوار گذرے یعنی اخلاق حمیدہ انکی راہین ہین قولہ واللہ یرید ان یتوب علیکم مترجم کہتا ہی کہ یہان ناقص آدمی کو وہم
گذرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہی زمانہ حال ہین حالانکہ اسکا ارادہ قدیم ہی یہ کیا بات ہی تو شیخ نے اشارہ بیان ہین اسکو بھی دفع کردیا کہ ارادۂ الٰہی قدیم ہی
اور ہماری لغزش و خطاکاری حادث ہی اور ہمارے گناہ سے مراد یہ ہی کہ ہمارا اسکی طرف رجوع کرنا باین صفت ہو کہ وہ پاک بے نیاز ہمپر استقبال
فرماوے اور یہ اسکی کمال محبت اپنے بندونکے ساتھ ازل ہی مین ہی شیخ نصرآبادی رح نے فرمایا کہ تیرے واسطے اسنے توبہ کا ارادہ فرمایا پس تجپر رجوع
کیا اور اگر تو اپنے نفس کے واسطے ارادہ کرتا تو شاید محروم ہوتا قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم۔ یعنے تم سے معصیت کے بوجھ ہلکے
فرماوے بشرطیکہ تم اسکے احکام کو اسکی مرادکے موافق بجالاؤ۔ اور جان رکھنا چاہیے کہ جب بندہ قبول حکم الٰہی کیواسطے اسکی طرف رجوع کرتا ہے
تو اسکا نفس اسپر بوجھ ہو جاتا ہی یعنے یہ تو بہت گران ہی پھر جب بندے نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر صبر کیا اور ثابت رہا اور بندگی بجالایا تو
اللہ تعالیٰ اس سے یہ نفس کا بوجھ دور کرکے ہلکا کردیتا ہی یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اسپر ہلکی ہو جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طاعت و حکم اور فرمان کے ساتھ ربوبیت کا بوجھ ہی چنانچہ فرمایا۔ انا سنلقی علیک قولا ثقیلا
پس اللہ تعالیٰ اپنے عارف بندے سے مقام مشاہدہ مین عبودیت و ربوبیت دونون کا بوجھ اُٹھا دیتا اور دونون اسپر آسان کردیتا ہے
اور اپنی خاص قوت سے اسکے لیے برداشت دیتا ہی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے علم ان سیکون منکم مرضی۔ اور فرمایا۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن
لتشقی۔ اور اسکی تصدیق ہی قولہ خلق الانسان ضعیفا۔ اور بعض نے فرمایا کہ اشارت یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ تمپر سے بوجھ ہلکے کردے
کیونکہ او تعالیٰ دانا ہی کہ تم ضعیف و جاہل ہو۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہی کہ تمپر سے وہ بوجھ ہلکا فرماوے جو تمنے اپنی جہالت سے
اُٹھایا یعنے بہت بھاری امانت جو اُٹھائی ہی اسکا بار گران آسان فرماوے قال المترجم اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموات
والارض والجبال الآیہ۔ جسکا حاصل یہ ہی کہ اس امانت کو انسان ظلوم وجہول نے یعنے جو اپنی جان پر سخت ظالم ہی اور کمال جاہل ہی اس بار امانت
کو اُٹھا لیا اب بمقتضاے کرم عمیم ولطف قدیم کے اشارہ فرمایا کہ تمنے اس بار امانت کو اُٹھایا مگر جہالت ہی کہ قدیم کو حادث کی وجہ سے نہین
اُٹھا سکتا ہی یہ تمہاری جہالت تھی مگر ہم تخفیف کرتے ہین اور یہ ارادہ قدیم تھا اور چونکہ تخفیف کی رحمت خاص اس امت کے ساتھ ہی اور دلائل
اسکے خود احادیث صحیحہ مین کثرت سے موجود ہین اسی سے اس امت کو امت مرحومہ کہتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ تم سے امانت گران کی تکلیف ہلکی
کرنا چاہتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ تمسے مجاہدہ کرنے کے رنج و مشقت کو تمہارے دلون پر انوار مشاہدات منور کرکے ہلکا فرماوے قولہ تعالیٰ
وخلق الانسان ضعیفا ۔ یعنے واردات غیبی اور سطوات مشاہدہ وکشف صفات کے تحمل سے ضعیف ہی یعنے غیب کے علوم سے جو سپر
وارد ہوتے ہین اور مشاہدہ وصفات کی تجلیات اُٹھانے سے ضعیف ہی اور ضعف یہ ہی کہ حیران ومتحیر ہو جاتا ہی اور چیخنے چلانے لگتا ہے
اور وجد وحال لاتا ہی۔ اور بعض نے فرمایا کہ راے وعقل اسکی ضعیف ہی سواے ان خاص خاص انسانون کے جنکو نور یقین سے مدد

اور بعض نے کہا کہ اصل خلقت میں ضعیف ہی کیونکہ مار مہین نطفۂ ضعیف سے پیدا ہی- اور سعید بن المسیب رض باوجود اسّی برس کے سن ہونے کے
عورتون کے فتنہ سے خائف تھے اور حدیث مین یہ مضمون ہی کہ مرد قوی دلیر جوادائے شرائع پر مضبوط ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہی- اور
مجاہد وغیرہ نے فرمایا کہ قولہ خلق الانسان ضعیفا- پس تخفیف اسکے واسطے مناسب ہوئی کیونکہ فی نفسہ بھی ضعیف اور اسکا عزم وہمت بھی ضعیف
اور یہ ہر دو قول اول کو جامع ہی اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ عورتون کے معاملہ مین ضعیف ہی (رواہ ابن ابی حاتم) اور قصۂ معراج مین جو صحیح وغیرہ
مین ہے جب آنحضرت صلعم کی امت پر پچاس نمازین فرض ہوئین اور سال بھر کے روزے اور موسیٰ علیہ السّلام کے پوچھنے پر آپ نے بیان فرمایا تو
موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ آپ اپنے پروردگار کی طرف رجوع لاوین اور اس سے تخفیف کی درخواست کرین کیونکہ آپ کی امت ضعیف ہے
اسکی طاقت نہین رکھتی- مین نے آپ سے پہلے لوگون کو اس سے کمتر سے امتحان کیا مگر وہ عاجز ہوگئے اور آپ کی امت کا تو یہ حال ہی کہ انکے کان
و آنکھین و دل زیادہ ضعیف ہین تا آخر حدیث- **ہکذا اوردہ ابن کثیر** اور توجیہ مناسب یہ ہی کہ اللہ عزوجل نے جنس انسان کو ضعیف پیدا
کیا پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ ضعیف الخلقت ہی فافہم- اور یہ آیات منجملہ اُن آیات کے ہین جنکے فضائل ابتداے سورہ مین
حضرت ابن عباس رض وابن مسعود سے مذکور ہو چکے ہین (**التنبیہ**) **قال المترجم** اسی سے بعض فقہاے استدلال کیا ہی کہ تتبع رخص مطلقا
جائز ہی یعنے تلاش کرکے چھانٹ چھانٹ کے وہ افعال اختیار کرنا جو شرع مین آسان اور وہانتک رخصت ہی اگرچہ اس سے زیادہ مشقت کا فعل
عزیمت ہی مثلاً بعض کے نزدیک سفر مین روزہ رکھنا عزیمت ہی اور نہ رکھنا وقضا کرنا رخصت ہی ایسے ہی دیگر مسائل ہین اور دارمی رح نے آثار صحابہ
سے روایت کیے کہ پاکیزہ صفات بے تکلف آسان کرنیوالے شرع کے تھے اور حدیث صحیح مین ہی کہ تم لوگ آسانی کرنیوالے کئے گئے ہو اور سختی
کرنیوالے نہین کیے گئے ہو- اور یہی سلف رضی اللہ عنہم سے عام کیواسطے معروف ہی اور توضیح مترجم نے عین الہدایہ مین لکھی ہے **ف**
اشارات العرائس مین ہی کہ قولہ تعالیٰ یرید اللہ لیبین لکم- یعنے جو علوم غیبی والہام الٰہی وحقائق شریعت تم پر مشکل ہوگئے ہین انکو تمھارے قلوب کے
واسطے مصرح فرمادے تاکہ مریدین تمھاری پیروی کرین اور صادقین تمسے استفادہ حاصل کرین اور بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ تمھارے امور سے تمھاری
طرف کوئی امر بھی محول نہین ہی **قال المترجم** اشارہ اس طرح نکلا کہ اللہ عزوجل نے جمیع شرائع ومصالح کا بیان اپنی طرف سے رکھا تو
اشارہ ہی کہ انکو خود کسی امر مین اہتدا نہین ہی- اور حضرت استاد رح نے فرمایا کہ تمکو کشف فرماوے اپنے اسرار تاکہ جو تمھارے غیرون پر
پوشیدہ رہے وہ تمکو حاصل ہون **قال المترجم** یہ جو معنے معروف ہین کہ علماے امت محمدی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام بمانند
انبیاے بنی اسرائیل ہین یہ معنے صحیح ہین اگرچہ اس کو حدیث کہنا موضوع ہے ولیکن یہ معنے اخبار صحیحہ سے استنباط ہوے ہین
اور معنے اسکے یہ نہین ہین کہ انکو مرتبۂ نبوت مین انبیاے سابقین علیہم السلام سے مساوات ہی کیونکہ یہ علاوہ بے ادبی وگستاخی کے خود غلط ہی
کیونکہ نبوت اختیار ازلی تھی اور وہ فضل الٰہی محض تھا اور حکمت وحقائق امور سے اللہ تعالیٰ ہی داناتر ہے کہ وہ اپنی رسالت کہان رکھتا ہی
بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ انکشاف وظہور علوم مین یہ لوگ انکے مانند ہین اور یہ مستبعد نہین کیا تو نہین دیکھتا کہ خضر علیہ السلام کی نبوت مین علماء
مختلف ہین باوجودیکہ انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک علم حاصل تھا جو نبی اولوا العزم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہ تھا وقد قال تعالیٰ
وعلّمناہ من لدنا علما- پس **شیخ اکبر** نے فصوص وفتوحات وغیرہ مین صریحًا ودلالۃً بیان کیا کہ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
اتم واکمل ہی وعلوم غیب مین سے جہانتک بندون کو اطلاع دینا ارادۂ قدیم حضرت عزت عزوجل مین مقرر ہوا تھا وہ تمام وکمال آنحضرت صلعم کو
منکشف ہوے اور وہ بمرتبۂ نبوت حقائق تھے اور آپ کے قدم پر جو ہر زمانہ مین ایک خاص ولی ہوتا ہی اسکو بمرتبۂ ولایت انکشاف ہوتا ہے

اَنۡ تَمِيۡلُوۡا مَيۡلًا عَظِيۡمًا ۝ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ‌ ۚ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِيۡفًا

کہ تم مڑ جاؤ راہ سے بہت دور اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان بنا ہے کمزور

يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمۡ - اللہ تعالیٰ تمھارے لیے بیان فرماتا ہو ف تمھارے دین کے شرائع اور تمھارے کاموں کی مصلحتیں۔ وَيَهۡدِيَكُمۡ سُنَنَ - طرائق الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ - من الانبیار فی التحلیل والتحریم فتتبعوہم۔ اگلے لوگوں سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور سنن یہی تحریم وتحلیل کی راہیں ہیں اور معنے یہ کہ اللہ تعالیٰ بتاتا ہو تمکو راہیں اگلے انبیا کی دربارہ تحلیل وتحریم کے تاکہ تم انکی اتباع کرو مترجم کہتا ہو کہ شریعت آنحضرت صلعم کی شریعت مستقلہ ہے اگلوں کی اتباع پر ہدایت نہیں اس راہ سے کہ اگلوں کی اتباع ہو سوائے بعض امور کے کہ وہ ہماری شریعت میں بھی ویسے ہی ہیں جیسے ان بزرگوں کی شریعت میں تھے پس ہم انکے متبع براہ شریعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ براہ اتباع شریعت انبیائے سابقین علیہم السلام کما ہو التحقیق عند المحققین اور پوشیدہ نہیں کہ اتباع سنن سابقین میں اگر کل سابقین تا آدم مراد ہیں تو تحلیل وتحریم میں بڑا تفاوت ہو اور اگر بعض مراد ہیں تو بلا دلیل تخصیص ہو اور علی ہذا سنن سے شرائع کے ارادہ میں بھی ماؤں وبہنوں ودختروں کے حرام ہونے کی تخصیص بلا دلیل ہے جیسا کہ بعض نے ذکر کیا۔ اور اظہر معنے میں یوں تھا کہ۔ چاہتا ہو اللہ تعالیٰ کہ صاف بیان فرماوے تمھارے لیے یعنے تمھارے شرائع ومصالح کو اور ہدایت دے تمکو تمھارے دین کی ان راہوں سے کہ تمسے اگلوں کو ہدایت دی۔ پس نصب سنن بمانند اغرا ریا ہے یا مصدریت ہو اور اس امت مرحومہ پر احسان کثیر ہے کہ طرق ہدایت سابقین اس امت کے لیے جمع فرمائے واللہ اعلم ولیکن مفسرین نے معنے اول ہی لکھے۔ وَيَتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ یرجع بکم عن معصیتہ التی کنتم علیہا الی طاعتہ اور رجوع کرے تمکو ف اس گناہ کے کام سے جسپر تم پہلے تھے اپنی فرمانبرداری کی طرف کو۔ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ - بکم۔ اور اللہ تعالیٰ علیم ہے ف تمھارے حال کا حَكِيۡمٌ - فیما دبرہ لکم۔ حکیم ہے ف جو تمھارے واسطے تدبیر مقرر فرمائی عین حکمت ہو۔ وَاللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ - اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمپر رحمت کے ساتھ رجوع فرماوے۔ وَيُرِيۡدُ الَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الشَّهَوٰتِ اَنۡ تَمِيۡلُوۡا مَيۡلًا عَظِيۡمًا - حالانکہ جو لوگ شہوات کے درپے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی میل عظیم کر جاؤ ف حتی کہ ان شہوات پرستوں کی طرح مشرک بدکار ہو جاؤ۔ شہوات کی پیروی کرنیوالوں سے مراد یہود ونصاریٰ ومجوس ہیں یا زناکار لوگ ہیں۔ کما لین میں کہا کہ یہودی لوگ ان بہنوں کو جو فقط باپ کی طرف سے ہوتی تھیں حلال رکھتے اور بھائی بہن کی بیٹیوں کو بھی حلال جانتے تھے۔ اور بعض نے ذکر کیا کہ مجوسی دختر کو اور بعض احوال میں ماں کو حلال رکھتے تھے اور مراد مجوس سے آتش پرست ایرانی جو زردشت کے دین پر تھے۔ اور شہوات سے یہاں مراد وہ خواہشیں ہیں جو حرام وممنوع ہیں نہ وہ خواہشیں جو مباح ہیں اسی سے ان لوگوں کی مذمت ہو کہ شہوت پرست لوگ چاہتے ہیں کہ ان تمیلوا الخ۔ ای تعدلوا عن الحق بارتکاب ما حرم علیکم فتکونوا مثلہم۔ تم بھی عدول کرو راہ راست سے بایں طور کہ مرتکب ہوان امور کے جو تمپر حرام کیے گئے تاکہ تم بھی انھیں کے مثل ہو جاؤ۔ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ - فیسہل علیکم احکام الشرع۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہو کہ تمپر تخفیف کرے ف یعنے شرع کے احکام تمپر آسان کر دے چنانچہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیے کما قال ویضع عنہم اصرہم۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ملت حنیفیہ سہلہ کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِيۡفًا - لا یصبر عن النسار والشہوات اور انسان تو ضعیف پیدا کیا گیا ہو ف یعنے ایسا کمزور ہو کہ اسکو عورتوں وخواہشوں سے صبر نہیں ہوتا ہو پس ضعیف بمعنے آنکہ عاجز ہو اپنے نفس پر صبر کی قدرت نہیں رکھتا

جانے سے اور عاقبت مین عذاب سے۔ قاموس مین ہو کہ عنت بمعنے فساد و گناہ و ہلاک و آدمی پر مشقت ہونا اور شدت پہونچنا اور زنا وانکسار الی آخرہ۔ پس باندی کے نکاح مین اللہ تعالی نے تین باتین فرمائین ایک تو یہ کہ حرہ کے نکاح کی استطاعت نہو اور دوم خوف عنت ہو اور سوم باندی مومنہ ہو پس امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک بدون ان باتون کے باندی سے نکاح مکروہ ہو اور شافعیؒ کے نزدیک جائز ہی نہین ہو اور باندی کے نکاح مین چونکہ محذور رہی اسواسطے فرمادیا کہ جب تمکو خوف ہو زنا مین پڑجانیکا تب کرو اور محذور یہ ہو کہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ مانند اپنی ماں کے رقیق و مملوک ہوگا اور اسمین خواری و نقصان حق شوہر ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ ہمارے نزدیک رقیت و حریت مین بچہ اپنی ماں کا تابع ہوتا ہو پس اگر کسی نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا تو جو اولاد پیدا ہوگی وہ مانند ماں کے رقیق اور اسی کی ملک ہوگی جسکی مملوکہ اسکی ماں ہو اور باپ کے تابع نہو گی اگرچہ آزاد ہو اور کہا گیا کہ اگر شوہر چاہے کہ عزل کرے یعنے باہر نکال کر انزال کرے تو باندی کے مالک کی بلا اجازت نہین کر سکتا ہو لیکن اگر کسی نے اپنی باندی سے وطی کی تو اولاد مثل باپ کے آزاد ہوگی اور اسکو عزل کا اختیار ہو پس غیر کی باندی سے نکاح کرنے مین بڑا محذور یہ ہو کہ اولاد رقیق ہوتی ہو اسیواسطے فرمایا۔ ذلک لمن خشی العنت منکم۔ اور شافعی نے ان امور مذکورہ کو شرط جواز قرار دیا کہ بدون انکے روا نہین ہو چنانچہ مفسر رح نے کہا بخلاف من لم یخافہ من الاحرار فلا یحل لہ نکاحہا وکذا من استطاع طول الحرۃ وعلیہ الشافعی وخرج بقولہ من فتیاتکم المومنات الکافرات فلا یحل لہ نکاحہن واوعدم وخاف بخلاف اس شخص کے جو مرد آزاد ہو اور عنت کا خوف نہ کرتا ہو اسکو باندی سے نکاح حلال نہین (اگرچہ استطاعت طول حرہ نہو اور باندی مومنہ ہو) اور ایسے ہی جو شخص کہ طول حرہ کی استطاعت رکھتا ہو اسکو بھی باندی سے نکاح حلال نہین اور یہی امام شافعی رح کا مذہب ہو اور قولہ من فتیاتکم المومنات مین مومنات کی قید سے کافرہ باندیان نکل گئین کہ اُنسے کسی حال مین نکاح حلال نہین اگرچہ اسکو طول حرہ نہو اور اگرچہ اسکو خوف عنت ہو۔ پھر جانو کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہو اور یہ امور جو مفسر رح نے بخلاف من الی آخرہ سے بیان کیے بدلیل مفہوم خلاف نکالے ہین جس کے شافعیہ قائل ہین اور حنفیہ اسکے قائل نہین ہین جیساکہ اصول مین یہ بحث طویل مذکور ہو اور حق یہ ہو کہ مفہوم مخالف سے استدلال بہت ضعیف ہے جیساکہ اس کے مباحث کی طرف رجوع کرنیوالے کو پوشیدہ نہین ہو پس امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مفہوم خلاف سے سکوت ہو سوا اسکے جو بدلیل ثابت ہو اور آیت بیان افضلیت ہو نہ شرط جواز پس عدم خوف عنت کی صورت مین اور ایسے ہی طول حرہ کی صورت مین نکاح باندی سے روا ہو اور ایسے ہی من فتیاتکم المومنات کی قید افضلیت کے لیے ہو ورنہ کافرہ باندی سے جبکہ وہ کتابیہ ہو نکاح روا ہو فاحفظہ۔ اور اسمین خلاف نہین کہ باندی سے نکاح کرنے مین اولاد رقیق ہونیکا محذور موجود ہو اسیواسطے فرمایا۔ وَاَنْ تَصْبِرُوْا۔ یعنے تمھارا صبر کرنا۔ عن نکاح المملوکات۔ غیر کی مملوکہ باندیون سے خَيْرٌ لَّكُمْ۔ تمھارے حق مین بہتر ہو۔ لئلا یصیر الولد رقیقا۔ تاکہ فرزند تمھارا اس باندی کے مالک کا مملوک نہو۔ لیکن اللہ تعالی نے تمکو مشقت و عذاب سے بچانے کے لیے باوجود محذور کے تمھارے لیے روا کر دیا اگرچہ صبر نکرو۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ بالتوسعۃ فی ذلک یعنے اللہ تعالی مغفرت کرنے والا ہے اور رحمت کرنے والا ہے اس مین گنجایش دینے سے (المسئلہ) اگر غیر کی باندی سے نکاح کرنے مین مالک سے یہ شرط کر لی کہ جو اولاد ہو وہ آزاد ہوگی تو اس صورت مین اولاد آزاد ہوگی۔ (ع د)

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ

اللہ چاہتا ہے کہ تمھارے واسطے بیان کرے اور چلاوے تمکو اگلون کی راہ اور تمکو معاف کرے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ

اور اللہ جانتا حکمت والا ہو اور اللہ چاہتا ہے کہ تمپر متوجہ ہو اور جو لوگ اپنے مزون کے پیچھے لگے وہ چاہتے ہین کہ

مومنہ باندی متعین ہی پس ثابت ہوا کہ احصان بمعنی تزوج ہی جیسا کہ ابن عباس وغیرہ نے تفسیر کی ہی پھر کہا کہ یہان دونون تفسیر پر بنا بر مذہب جمہور کے
اشکال وارد ہوتا ہی یون کہ باندی اگر زنا کرے تو انکے نزدیک اسپر پچاس درے ہین خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر ہو خواہ شوہردار ہو یا باکرہ ہو حالانکہ آیت
کریمہ کے مفہوم سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ باندیون مین سے غیر محصنہ نے اگر زنا کیا تو اسپر حد واجب نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ اگر احصان بمعنے اسلام
لیا جاوے اور قرارۃ فاذا اُحصِنَّ بر بناء فاعل لیجاوے تو معنے یہ ہونگے کہ مسلمان ہوکر زنا کرین تو نصف حد حرائر ہی اور مفہوم اسکا یہ کہ اگر غیر مسلمہ
ہون تو نہین ہی حالانکہ کافرہ باندی پر حد زنا بنا بر قول جمہور کے واجب ہی **کما ذکرہ ابن کثیر** - اور مترجم کہتا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح مفہوم کے
قائل نہین چنانچہ کتب اصول مین اسکی پوری بحث مذکور ہی پس انکے نزدیک یہ لازم نہین آتا کہ کافرہ پر زنا سے حد واجب نہین بلکہ مسکوت عنہا
ہی یعنے اگر کوئی دلیل موجود ہو کہ اسکو بھی حد ماری جاوے تو ماری جائیگی اور اگر قرارۃ اُحصِن بر بنا مفعول لیجاوے اور معنی زُوِّجن لیے جاوین
تو مفہوم یہ ہوگا کہ اگر باندی مزوجہ نہو تو زنا کرنے سے اِسپر حد نہین ماری جاویگی حالانکہ جمہور کے نزدیک مزوجہ وغیر مزوجہ یعنے باکرہ دونون پر حد
ماری جاتی ہی پس امام ابوحنیفہ کی اصل پر یہ بھی سہل الدفع ہی کیونکہ مفہوم جب معتبر نہین تو باکرہ کے بیان سے سکوت ہی پس سنت سے جب
دلیل قائم ہوئی تو اسکو بھی حد ماری جائیگی اور یہ دلیل آگے مذکور ہوگی **شیخ ابن کثیر** نے فرمایا کہ انھون نے اسکے مختلف جواب دیے ہین پس
جمہور نے کہا کہ مفہوم جب معتبر ہوتا ہی کہ مخالف منطوق نہو اور یہان احادیث صحیحہ وارد ہین جو عام ہین کہ باندی باکرہ و مزوجہ اور مسلمہ و کافرہ
سب کو زناکاری پر حد ماری جاوے تو یہ احادیث مقدم ہین از آنجملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ انھون نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ اے لوگو حد
قائم کروا اپنی باندیون پر خواہ محصنہ ہو یا غیر محصنہ ہو کیونکہ رسول اللہ صلعم کی باندی نے زنا کیا پس آپ نے مجھے حکم کیا کہ اسکو حد مارون پھر کھلا کہ
عنقریب اسکو نفاس ہوا ہی پس مین ڈرا کہ اگر حد مارون تو مین نے اسکو قتل کیا پس مین نے حضرت صلعم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے
خوب کیا اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ اسکی یہ حالت بدلے (رواہ مسلم) اور ابوہریرہ و زید بن خالد سے ہی کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا
کہ باندی نے اگر زنا کیا اور وہ محصنہ نہین ہی تو فرمایا کہ اگر زنا کرے تو اسکو درے مار و پھر اگر زنا کرے تو اسکو درے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو
درے مارو پھر اسکو فروخت کرڈالو اگرچہ بال کی رسی کے عوض ہو (رواہ البخاری و مسلم وغیرہم) اگر کہا جاوے کہ ابن عباس رض نے مرفوعا روایت کی کہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ باندی پر حد نہین یہانتک کہ شوہردار ہوجاوے پھر جب شوہر سے محصنہ ہو تو زنا کرنے سے اسپر نصف عذاب محصنات ہی
اخرجہ سعید بن منصور و ابن خزیمہ والبیہقی تو جواب یہ ہی کہ **شیخ ابن خزیمہ** نے بعد اسکے روایت کرنے کے کہا کہ اس حدیث کو مرفوع کرنا خطا ہی
اور صحیح یہ کہ یہ ابن عباس رض کا خود قول ہی اور یہی بیہقی رح نے کہا ہی - اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بعض سلف اس طرف بھی گئے ہین ولیکن یہ صواب
نہین ہی - اور عجیب قول اسمین داؤد ظاہری کا ہی کہ باکرہ ہونے کی حالت مین اگر زنا کرے تو سو درے اور محصنہ ہونے مین پچاس درے
ماری جاوے - اور جاننا چاہیے کہ بعض علمانے باندی کی حد کم ہونے کا دقیقہ یہ بیان کیا کہ وہ اضعف ہوتی ہین اور بعض نے کہا کہ وہ اپنی
مراد کو اسطرح نہین پہونچتی ہین جیسے آزادہ اور بعض نے کہا اسوجہ سے کہ نعمت کی مقدار پر عذاب ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یضاعف
لہا العذاب ضعفین - اور قابل بیان یہی نکتہ سوم ہی واللہ اعلم - **ذٰلِكَ** - ای نکاح المملوکات عند عدم الطول - یعنے ذلک کا اشارہ
اِس مضمون کی طرف ہی کہ حرہ کے نکاح کی استطاعت نہونے کے وقت باندی کا نکاح - **لِمَنْ خَشِيَ** - خاف - **الْعَنَتَ مِنْكُمْ**
اِس شخص کے لیے جو تم مین سے خشیہ کرے یعنے خوف کرے عنت کا - ای الزنا واصلہ المشقۃ سمی بہ الزنا لانہ سببہا بالحد فی الدنیا والعقوبۃ فی
الآخرۃ - یعنے عنت زنا ہی اور اصل مین عنت بمعنے مشقت ہی اور زنا کا نام عنت اسلیے ہوا کہ زنا سبب ہی مشقت کا دنیا مین تو حد مارے

پ۵ ع۲

اور چونکہ دنیاوی عذاب حد ہے یا رجم مگر باندیوں پر کسی حال میں رجم نہیں لہذا مفسرؒ نے المحصنات کے الف لام کو عہد کا قرار دیا کہ مراد محصنات سے باکرہ آزادہ ہیں جنپر زنا کرنے میں فقط درے ہیں پھر عذاب کی تفسیر میں کہا۔ فیجلدن خمسین و یغربن نصف سنۃ۔ یعنے حد زنا کہ جو سو درے ہیں اسکا نصف پچاس دُرے مارے جاوینگے اور چھ مہینہ کے واسطے شہر بدر کردیجاویگی۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک شہر بدر کرنا حد میں نہیں ہے بلکہ امام المسلمین کی رائے پر ہے چاہے ایسا کرے۔ اور واضح ہو کہ باندیوں کی تو یہ سزا مذکور ہوئی مگر غلاموں کی سزا قرآن میں مذکور نہیں تو مفسرؒ نے اسی ذیل میں بیان کردیا ویقاس علیہن العبید۔ یعنے باندیوں پر غلاموں کا بھی قیاس ہے یعنے اگر غلام پر سزائے حد زنا لازم آوے تو کنوارے آزاد کی نصف حد ماری جائیگی یعنے وہی جو باندیوں میں ہے۔ پھر یہاں یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ظاہر آیت میں تو سزائے مذکور کیواسطے احصان شرط ہے یعنے باندی جب خاوندوالی ہوجاوے پھر زنا کرے تو اسپر نصف حد مذکور ہے پس اگر کنواری باندی نے زنا کیا تو اسپر حد نہونی چاہیے مفسرؒ نے اسکا جواب دیا کہ۔ لم یجعل الاحصان شرطا لوجوب الحد بل لافادۃ انہ لا رجم علیہن اصلا۔ یعنے احصان کی جو شرط بیان فرمائی ہے وہ اسواسطے نہیں کہ حد انپر جب واجب ہوگی کہ وہ محصنہ ہوں تاکہ اعتراض لازم آوے بلکہ احصان کی شرط اس فائدے کے واسطے ہے کہ باندیوں پر کسی حال میں رجم نہیں ہے **قال المترجم** ظاہر مراد یہ ہے کہ باندی اگر باکرہ زنا کرے تو اسپر رجم نہیں جیسے کہ حرہ باکرہ اگر زنا کرے تو اسپر رجم نہیں ہے اور یہاں فرمادیا کہ باندی اگر محصنہ یعنے شوہر والی ہو کر بھی زنا کرے تو اسپر رجم نہیں بلکہ محصنات کا نصف عذاب ہے بخلاف حرہ محصنہ کے کہ اسپر رجم ہے۔ اگر کہا جاوے کہ یہ تو جبھی مفہوم ہوا کہ تم نے محصنات کی تفسیر باکرہ آزاد عورتوں سے بیان کی ورنہ رجم ہوتا تو جواب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نصف عذاب محصنات فرمایا تو معلوم ہوا کہ محصنات سے باکرہ ہی مراد ہیں اسواسطے کہ انھیں کے دُرّے سو کا نصف پچاس دُرّے سے عذاب کرنا ممکن ہے بخلاف آنکہ اگر آزادہ شوہر والیاں مراد ہوں جنپر رجم ہے تو رجم تو یہی ہے کہ پتھروں سے سنگسار کرکے مار ڈالنا اور اسکا نصف ہو نہیں سکتا پس ثابت ہوا کہ آزادہ شوہر والیاں بلفظ محصنات سے مراد نہیں ہیں مترجم کہتا ہے کہ فاذا احصن میں احصان بمعنے تزوج لیا گیا اور نصف ما علی المحصنات میں احصان بمعنے آزاد ہونا لیا گیا۔ جیسے قولہ فمن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات میں بمعنی آزادہ عورتیں ہے اور جیسے والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔ میں بمعنے شوہر والیاں لیا گیا۔ اور نیز بمعنے عفت آیا جیسے قولہ محصنات غیر مسافحات۔ میں ہے اگر کہا جائے کہ ایسا محتمل کیونکر یہاں مستعمل ہوا تو جواب یہ کہ اس قرینہ سے کہ باندیوں کے مقابلہ میں ہے پس آزادہ عورتیں ظاہر مفہوم ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ تو مفسرؒ کے کلام کی بنیاد مضبوط کرنیکو گفتگو ہوئی اب جاننا چاہیے کہ قولہ تعالیٰ فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ الآیۃ۔ کی تفسیر میں شیخ ابن کثیرؒ نے کلام طویل ذکر کیا اور اعتراض مذکورہ بالا وغیرہ کے جوابات میں بہت صعوبت کی مترجم اختصار کیساتھ مع دیگر کلام کے لاتا ہے بغرض آنکہ حقیقۃ اسکا ورود کیونکر اور کسطرح دفع ہوتا ہے علمائے قراءت رحمہم اللہ تعالیٰ نے احصن کی قراءت میں بربنائے مفعول و بربنائے فاعل اختلاف کیا اور علماء میں اختلاف ہے کہ فاذا احصن میں احصان کے کیا معنے ہیں اور مراد ہر دو قراءۃ واحد ہے یا مختلف تو احصان کے معنے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ احصان سے مراد یہاں اسلام ہے اور یہ معنے حضرت عبداللہ بن مسعود وابن عمر وانس و عمر رضی اللہ عنہم واسود بن یزید و زر بن حبیش و سعید بن جبیر و عطاء و ابراہیم نخعی و شعبی و سدی سے مروی ہے اور اسی پر امام شافعی نے تنصیص کی اور کہا کہ ہم نے یہ معنے بدلیل سنت و اجماع اکثر اہل علم بیان کیے ہیں اور بعض نے ذکر کیا کہ یہی جمہور کا قول ہے اور قاسم نے کہا کہ اسلام و عفاف مراد ہے۔ اور قول دوم یہ کہ احصان بمعنی تزویج ہے اور یہی قول ابن عباس و ابوالدرداء و مجاہد و عکرمہ و طاؤس و حسن و قتادہ وغیرہم سے مروی ہے اور نیز مجاہد سے مروی ہے کہ باندی کا احصان یہ کہ مرد آزاد اسکو نکاح میں لاوے اور غلام کا احصان یہ کہ آزادہ عورت اس سے نکاح کرے اور ایسا ہی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا کما رواہ ابن جریر۔ اور کہا گیا کہ بنا بر قراءۃ مجہول کے مراد تزویج ہے اور بنا بر قراءۃ معروف کے مراد اسلام ہے اور اسی کو ابن جریرؒ نے اختیار کرکے اسکی تائید و تقویت کی شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اظہر یہ ہے کہ احصان سے مراد یہاں تزویج ہے کیونکہ سیاق میں

جیساکہ مفسر جلال نے اختیار کیا ۱۲

تو صحیح ہوجائیگا ورنہ باطل ہوجائیگا اور اسواسطے ہمنے موقوف کہا کہ رکن نکاح تو ایجاب و قبول ہی اور وہ موجود ہی اور مولی کی اجازت صرف شرط ہی پس موقوف منعقد ہوگا۔ وَاٰتُوْهُنَّ ۔ اور دیدو اُن باندیونکو جنسے تمنے نکاح کیا ہی۔ اُجُوْرَهُنَّ ۔ مہور ہن۔ انکے مہر۔ بِالْمَعْرُوْفِ من غیر مطل و نقص بطور معروف **ف** یعنے بدون درنگی اور کمی کے یعنے بیقدر سمجھکر مہر مین کمی نہ کرو اور نہ ادا کرنے مین تاخیر کرو اور ابن کثیر نے کہا بالمعروف ای خوشی خوشی بدون کمی وغیرہ کے۔ پھر جاننا چاہیے کہ مولی کی طرف سے فقط اجازت کی شرط ہی اور یہ مشعر ہی کہ باندیان خود نکاح باندھ سکتی ہین اسیواسطے فرمایا کہ۔ آتوہن مہورہن۔ انکو انکے مہر دیدو حتی کہ امام مالکؒ نے ظاہر آیت سے کہا کہ باندی اپنے مہر کی خود ہی مستحق ہی اور جمہور نے کہا کہ انکو ادا کرنا انکے موالی کو ادا کرنا ہی پس مہر انکے موالی کا ہوگا اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہی کہ آتوہن اجورہن باذن اہلہن۔ ان کے آقاؤن کی اجازت سے باندیونکو مہر دیدو لیکن قولہ باذن اہلہن۔ پر اکتفا ہوا اور بعض نے کہا بحذف مضاف ہی۔ ای آتوا الی موالیہن اجورہن مترجم کہتا ہی کہ ان لوگون نے اسوجہ سے تکلف کیا کہ ان کے نزدیک عورتون سے نکاح منعقد نہین ہوتا ہی۔ اور امام ابوحنیفہ وغیرہ نے کہا کہ عورت خود نکاح کرسکتی ہی ولیکن باندی کی صورت مین اسکے مولی کی اجازت شرط ہی۔ اگر کہا جاوے کہ اُنکو دینا گویا انکے موالی کو دینا ہوا تو خود انکے موالی کو دینے کا حکم کیون نہوا تو جواب یہ ہی کہ جب عقد کے باندھنے والی وہ ہوئین تو انھین کو ادا کرنا مقتضاے عقد ہی پھر چونکہ زمانۂ جاہلیت والے باندی غلامون پر سخت ظلم کرتے کہ انکو جانورون کی طرح کمائی مین لگاتے اور انکے نکاح نہ کرتے ناچار اس جہالت کے زمانہ مین یہ لوگ زنا مین مبتلا ہوجاتے بلکہ اکثر انہین سے اپنی باندیون سے کسب کراتے تھے۔ پس جب یہان اللہ تعالی نے مومنہ باندیون سے نکاح کی اجازت دی تو فرمایا مُحْصَنٰتٍ ۔ عفائف۔ درحالیکہ یہ مومنہ باندیان پاکدامن ہون۔ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ ۔ زانیات جہرا۔ کھلے کھلے زنا کرنے والیان نہون۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مسافحات وہ زناکار عورتین جو علانیہ بدکاری کرین یعنے رنڈیان کہ جو اُن سے بدکاری چاہے اس کو مانع نہون۔ الحاصل انکی صفت یہ فرمائی کہ عفیفہ ہون اور یہ دو باتین نہونے پر ہی ایک یہ کہ علانیہ بدکارہ نہون۔ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۔ اخلاء یزنون بہاسرا۔ اور نہ چھپے یار بنانے والیان ہون **ف** یعنے انکے آشنا ایسے نہون جو اُنسے پوشیدہ زنا کرتے ہون واضح ہو کہ عرب والے اعلان بزنا کو عیب رکھتے اور اتخاذ اخدان کو عیب نہین رکھتے اور اسلام نے دونون کو دور کیا چنانچہ اللہ تعالی نے حکم دیا کہ لا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن۔ یعنے فواحش ظاہر و باطن کے نزدیک مت جاؤ اور یہان فرمایا۔ ولا متخذات اخدان۔ یعنے خفیہ زنا کرنے کے یار نہ بنائے ہون اور یہی تفسیر حضرت ابن عباس و ابوہریرہ و مجاہد و شعبی و ضحاک و عطار خراسانی وغیرہم سے مروی ہی۔ فَاِذَآ اُحْصِنَّ ۔ تزوجن وفی قراءۃ بالبناء للفاعل تزوجن۔ یعنے جمہور کی قراءت بصیغۂ ماضی مجہول ہی یعنے پھر جب نکاح مین ہوگئین اور ابوبکر و حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین صیغۂ ماضی معروف ہی یعنے پھر جب انھون نے نکاح سے خاوند کرلیا۔ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ ۔ بزنا پس اگر (اس حالت مین) وہ فاحشہ یعنے زنا کی مرتکب ہوئین **ف** تو جس طرح انکی حالت مظلوم ہی اسی طرح انکا عذاب بھی کم ہے فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ ۔ الحرائر الابکار اذا زنین۔ پس انپر آدھا اسکا ہی۔ جو محصنات پر ہی یعنے جو آزادہ باکرہ عورتونپر جبکہ وہ زنا کرین مِنَ الْعَذَابِ ۔ عذاب سے۔ حاصل آنکہ پھر جب یہ باندیان نکاح سے خاوند والی ہوگئین پھر اگر زنا کرین توانپر کنواری آزادہ عورتون کے عذاب کا آدھا عذاب ہوگا۔ اور وہ سنو کوڑے ہین تو معلوم ہوا کہ باندیونپر دو طرح تخفیف ہوئی اول یہ کہ آزاد بیاہی پر سنگساری ہی لیکن باندی پر نہین ہی اور دوم جو آزادہ کنواری پر سنو دُرے تھے اسکا نصف بیاہی باندی پر ہوگا اور بعض علماءؒ نے کہا کہ در اصل باندی پر نصف عذاب ہی لیکن سنگساری کا نصف نہین ہوسکتا تو ہر حال مین درے کا نصف ہوا پھر اس عذاب سے مراد یہ کہ دنیا مین یہ سزا ہوگی

معنے مذکور کا سمجھنا بقرینہ ظاہر ہی کیونکہ نکاح سے اولاد حاصل کرنا مقصود ہی اور حدیث مین ہی کہ جو اپنی مملوکہ باندی کو اچھی طرح شریعت سکھلاوے پھر
اُسکو آزاد کرکے اُس سے نکاح کرلے تو اُسکو دوہرا ثواب ہی (کما فی الصحیح) پھر غیر کی باندیون سے چار سے زیادہ نکاح مین نہین لا سکتا ہے کیونکہ
وہ انکی زوجات ہین اگرچہ اپنی آقاؤن کی مملوکات ہون-اور فتیات جمع فتاۃ ہی یعنے نوجوان اور عرب والے مملوک کو فتی اور مملوکہ کو فتاۃ بولتے
ہین جیسے عبد وامۃ بولتے تھے اور ہندوستان مین چھوکرا اور چھوکری کہتے ہین ولیکن حدیث صحیح مین منع ہی کہ کوئی شخص یُن نہ بولے کہ عبدی و
امتی یعنے میرا بندہ اور بندی ہی بلکہ کہے فتای وفتاتی اور حاصل معنے یہ ہین کہ جو شخص حرہ مومنہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ پاوے وہ
اپنون یعنے مومنون کی مملوکات مین سے مومنہ باندی سے نکاح کرلے بعض علما نے عدم استطاعت حرہ کی قید سے استدلال کیا کہ استطاعت
نکاح حرہ کے باوجود باندی سے نکاح روا نہین ہی اور باندی کے ساتھ مومنہ کی قید سے استدلال کیا کہ کتابیہ باندی سے نکاح روا نہین ہی
اور یہی قول اہل حجاز کا اور مذہب امام شافعی کا اور ایک روایت امام مالک سے ہی ولیکن حرہ کتابیہ سے انکے نزدیک روا ہے اور اسکے
ساتھ آخر آیت مین ایک شرط اور بھی اور وہ خوف عنت ای خوف زنا ہی پس جواز نکاح کنیز کے لیے دو شرطین ہوئین ایک عدم استطاعت
نکاح حرہ اور دوم خوف وقوع زنا پھر جب یہ اختیار کیا کہ اگر حرہ مومنہ سے نکاح کرنیکی استطاعت موجود ہونے پر حرہ کتابیہ سے نکاح جائز ہی
تو اعتراض اسپر وارد ہوتا ہی کہ محصنات کے ساتھ مومنات کا وصف ہی تو یہان اِس وصف کو قید نہین قرار دیتے اور باندی مومنہ کے ساتھ
اعتبار کرتے ہین پس اسمین صحیح قول امام ابو حنیفہ واہل عراق کا ہی کہ دونون جگہ قید مومنہ کا اعتبار ہی ولیکن یہ بیان جواز نہین بلکہ افضلیت کا
پس باوجود استطاعت حرہ مومنہ کی حرہ کتابیہ و باندی مومنہ و باندی کتابیہ سے نکاح روا ہی ولیکن خلاف افضل ہونے کی وجہ سے مکروہ ہی
افضل یہ ہی کہ محصنہ مومنہ کو نکاح مین لاوے بشرط استطاعت ورنہ باندی مومنہ کو ورنہ حرہ کتابیہ کو ورنہ باندی کو واللہ اعلم اور بیضاوی
نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب مین سے بھی بعضے اسی طرف گئے ہین کہ مومنہ کی قید معتبر ہی اور باوجود استطاعت نکاح حرہ کتابیہ کے باندی
مومنہ کا نکاح جائز رکھا بغرض آنکہ کافرون کی مخالطت وموالات سے پرہیز حاصل ہو اگر کہا جاوے کہ ایمان تو مخفی چیز ہے پھر مومنہ
باندی مین بھی کیونکر ایمان ہونے کا یقین کیا جاوے تو جواب یہ کہ ہم کو اسمین ظاہر شریعت پر عمل کرنے کا حکم ہی- وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ
بِاِیۡمَانِکُمۡ-فاکتفوا بظاھرہ وکلوا السرائر الیہ فانہ العالم بتفاصیلھا ورب امۃ تفضل الحرۃ فیہ وھذا تانیس بنکاح الاماء واللہ تعالیٰ
دانا تر ہی تمھارے ایمان کا ف پس تم لوگ ظاہر حال پر اکتفا کرو اور چھپے حالات کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو کیونکہ انکی تفصیل اللہ تعالیٰ ہی کو
معلوم ہی اور بہت باندیان ایسی ہین کہ ایمان مین حرہ سے افضل ہین اور اِس جملہ معترضہ سے لوگون کو باندیونکے نکاح کا انس دلایا اور
اِس سے یہ بات بھی حاصل ہوگئی کہ کافرون سے موالات چھوٹیگی جو سخت ممنوع ہی-اور چونکہ عرب والے باندیون کی اولاد کی اہانت کرتے اور
حقیر جانتے تھے اور بعضے دوغلا کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اسکو دور کیا کہ یہ امر قابل التفات نہین ہی کیونکہ یہ نظر ایمانی کے خلاف ہی- بَعۡضُکُمۡ
مِّنۡۢ بَعۡضٍ بعض تمھارے بعض سے ہین-حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ مراد یہ کہ مومنین ومومنات آپسمین ایک دوسرے کے کفو (ہمسر) ہین
اور مفسر رح نے کہا-ای انتم وھن سواء فی الدین فلا تستنکفوا من نکاحھن- یعنے تم اور باندیان دین مین برابر ہو پس تم انکے نکاح مین ننگ نیسے
استنکاف نہ کرو- فَانۡکِحُوۡھُنَّ بِاِذۡنِ اَھۡلِھِنَّ-موالیھن-پس باندیون سے نکاح کرلو باجازت انکے لوگونکی ف یعنے
باجازت انکے مالکونکے-پس موالی جمع مولیٰ یعنے مالک وسید ہی پس باندی سے نکاح مین اسکے مالک کی اجازت ضرور ہی ورنہ نکاح صحیح
نہین اور اسپر اہل علم کا اتفاق ہی اور اگر باندی نے بدون اجازت اپنے مولیٰ کے نکاح کیا تو نکاح موقوف ہی یعنے اگر اسکے مولیٰ نے اجازت دی

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا

انکے لوگون کی اجازت سے اور دیدو انکو مہر انکے موافق دستور کے قید مین ہونے والیان نہ مستی نکالنے والیان اور نہ

مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا

چھپے یار کرلنے والیان پھر جب وہ قید مین آگئین پھر اگر کرین کوئی برا کام (یعنے زنا) تو انپر ہی آدھی وہ مار

عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا

جو بیبیون پر مقرر ہے یہ اسکے واسطے جو کوئی تم مین ڈرے تکلیف مین پڑنے سے اور تمہارا صبر کرنا

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ یعنی زنا وغیرہ ١٢

تمہارے حق مین بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ - استطاعت کے معنے یہ ہین کہ جو اسباب و شرائط کسی کام کے واسطے ہین سب حاصل ہون۔ مِنْكُمْ طَوْلًا - طول بمعنے تونگری ہے۔ اور یہی ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر و سدی و جمہور اہل علم کا قول ہے اور اصل لغت مین بمعنی فضل و زیادت ہے اور امام ابو حنیفہ و ایک روایت مین مالک سے نقل کیا گیا کہ طول بمعنے حرہ عورت ہے پس جسکے تحت مین حرہ عورت ہو وہ اسپر باندی سے نکاح نہین کر سکتا ہے اور جسکے تحت مین نہو اسکو باندی سے نکاح کرنا روا ہے اگرچہ تونگر ہو اور یہی قول ابو یوسف کا ہے اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے۔ اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ - الحرائر - الْمُؤْمِنٰتِ - یہ جملہ طولاً سے محل نصب مین ہے یعنے جسکو طول نہو یہ کہ محصنات مومنات کو نکاح مین لاوے۔ اور مفسر رح نے بیان کیا کہ محصنات جمع محصنہ بمعنے حرائر جمع حرہ یعنے آزادہ عورت ہے اور مومنات اسکی صفت ہے (المعنی) اور تم مین سے جس مرد کو یہ سامان حاصل نہو کہ محصنات مومنات کو نکاح مین لاوے **ف** تو اسکے واسطے باندیون کا نکاح جائز ہے چنانچہ جزا آئندہ آتی ہے لیکن یہان شرطیہ جملہ مین یہ قید مذکور ہے کہ محصنہ مومنہ کی قدرت نہو یعنے آزادہ مومنہ سے نکاح نہ کر سکے اگرچہ آزادہ کتابیہ کی استطاعت ہو یعنی یہودیہ یا نصرانیہ سے نکاح کی وسعت ہو اور مومنہ کی نہو تو باندی جائز ہے یعنی ظاہر یہ ہوتا کہ استطاعت فقط حرہ مومنہ کی نہو تو باندی سے نکاح جائز ہے اگرچہ حرہ کتابیہ کی استطاعت ہو حالانکہ حرہ کتابیہ کی حالت استطاعت مین بھی باندی سے نکاح کرنا امام شافعی رح کے نزدیک نہین روا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا۔ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب الآیہ۔ یعنے حلال ہین تمکو آزادہ عورتین اہل کتاب مین سے بطریق نکاح تو مفسر رح نے اسکا جواب دیا کہ مومنات کی صفت بطور غالب حال کے ہے کہ اکثر مومن کو آزادہ مومنہ ہی کے ساتھ اتفاق ہوتا ہے اور حاصل جواب یہ ہے کہ مفہوم جب قید ہوتا ہے کہ غالب حال کے طور پر جاری نہو ورنہ معتبر نہین ہوتا جیسے قولہ ربائبکم اللاتی فی حجورکم۔ مین بیان ہو چکا کہ وہی ربیبہ حرام نہین جو اسکی مان کی پرورش مین ہو۔ فافہم۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے آیت کو افضل پر محمول کیا تو ان کے نزدیک یہ صفت یعنے "مومنات" قید ہے یعنے جب تک آزاد مومنہ مل سکے تو یہی افضل ہے پھر اگر یہ استطاعت نہو تو فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ - نکاح کر لو ان عورتون سے جنکے مالک ہوئے تمہارے داہنے ہاتھ تمہارے ایسی باندیون سے جو مومنہ ہین۔ اور معنے یہ ہین کہ اپنے بھائی مومن کی باندی نکاح کرے یہی ابن عباس رض کا قول ہے اور یہ معنے نہین ہین کہ خود اپنی مومنہ باندی سے نکاح کرلے کیونکہ اسپر اجماع ہے کہ اپنی مملوکہ باندی سے جب تک وہ ملک مین ہے نکاح روا نہین ہے کیونکہ حقوق نکاح و ملک کے مختلف متعارض ہین پس جمع نہین ہو سکتے اور حلت اسکو حاصل ہے کیونکہ جو اپنی مملوکہ ہے وہ خود ملک یمین سے حلال ہے اور یہان

صحیح مسلم مین سبرۃ بن معبد الجہنی سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین فرمایا کہ اے لوگو مین نے تمکو متعہ نساء کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسکو اب قیامت تک حرام فرمایا ہی پس جسکے پاس متعہ والی عورت مین سے کچھ ہو وہ اسکی راہ چھوڑ دے اور جو تم نے انکو دیا ہے اسمین سے کچھ واپس مت لو مترجم کہتا ہی کہ حدیث اسمین صریح ہی کہ متعہ کی اجازت حضرت صلعم کے قول سے تھی جو بوحی خفی تھا۔ اس آیت سے نہین ہے جیسا کہ بعض نے گمان کیا۔ اور حضرت عائشہ و قاسم بن محمد نے فرمایا کہ متعہ کی حرمت و منسوخ ہونا قرآن مجید سے ثابت ہی وہو قولہ تعالیٰ والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون یعنے جو لوگ اپنی فروج کی حفاظت رکھتے ہین سوائے اپنی زوجہ عورتون اور مملوکہ عورتون کے سوا یسے البتہ آخرت مین عذاب سے ملول نہونگے۔ اور جسنے سوائے ان دونون کے خواہش کی وہی حد سے گذرنے والے ہین پس سوائے زوجہ و مملوکہ کے سب سے حفاظت کا حکم دیا اور متعی عورت کچھ زوجہ نہین کیونکہ نہ وہ مرد کی وارث اور نہ مرد اسکا وارث ہوتا ہی حالانکہ منکوحہ مین یہ دونون حکم ہین اور یہ استدلال بہت قوی ہی اور سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ میراث کی آیت نے متعہ کو منسوخ کیا اسواسطے کہ متعہ مین کچھ میراث نہین ہی۔ یہ قول سعید بن جبیر کا اور استمتعتم کے معنے مین انکا قول صریح دلالت کرتا ہی کہ اُن سے جو روایت کیا گیا کہ وہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی۔ پڑھتے اور جواز متعہ کے قائل تھے یا تو یہ روایت ٹھیک نہین یا انھون نے رجوع کیا ہی اور یہی حال مجاہدؒ کا ہی اور مروی ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابن عباسؓ کو سخت زجر کیا کہ تو گمراہی کرتا ہی اگر آیندہ فتوی دیا تو سزا دونگا اور اس اثر سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بعد حضرت صلعم کے بھی اسکے حرام ہونیکا فتویٰ دیتے تھے اور صحیح ہوا کہ ابن عباسؓ نے اس سے رجوع کیا ہی جبکہ انکو منسوخ ہونیکی خبر مل گئی چنانچہ کمالین مین ہی کہ ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ فما استمتعتم بہ کی تفسیر مین کہا کہ وہ نکاح ہی جب کسی مرد نے عورت سے تزوج کیا پھر اس سے ایک بار بھی وطی کی تو مہر پورا واجب ہوگیا معالم مین ہی کہ سالم نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ کیا حال ہی ایک قوم کا کہ یہ متعہ کرتے ہین حالانکہ رسول اللہ صلعم نے اسکو حرام فرمایا ہی اگر مین کسی مرد کو پاؤنگا جسنے متعہ کیا تو ضرور اسکو سنگسار کرونگا اور متعہ کو نکاح و طلاق و عدت و میراث نے جڑ سے نیست کر دیا کہ یہ کوئی متعہ مین نہین ہین۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ۔ اثم وہن۔ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ من حطہا او بعضہا او زیادۃ علیہا۔ یعنے تراضیتم کا خطاب مجموع جورو ون و مردون کو ہی۔ یعنے جس مقدار پر تم دونون آپسمین راضی ہو جاؤ بعد فریضہ کے تو تمپر گناہ نہین ہی اور یہ دلیل ہی کہ یہان مہر کی ایک مقدار مفروضہ ہی جو امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک کم سے کم دس درم ہی یعنے جورو جبکہ بالغہ ہو تو چاہے تمام مہر سے شوہر کو بری کر دے بشرطیکہ خوشی بخوشی ہو یا تھوڑے مہر سے بری کر دے یا شوہر مہر مفروضہ پر زیادہ کر دے اور اسکے تمام مسائل ترجمہ عالمگیری سے تلاش کرو اور جاننا چاہیے کہ عورت نے اگر دعوی کیا کہ مین نے بری نہین کیا ہی تو عمرؓ اسیکا قول ایسے معاملہ مین قبول کرتے تھے الا آنکہ شوہر گواہ دے اور اگر عورت نے ہبہ کیا ہو تو بھی صحیح ہے اور بالاتفاق ہبہ سے رجوع نہین کر سکتی ہی واللہ اعلم۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ۔ یعنے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی۔ عَلِيمًا۔ بخلقہ۔ آگاہ بحال مخلوق خود۔ فیما دبرہ لہم۔ پختہ کار اس چیز مین جو مخلوق کے واسطے تدبیر فرماتا ہی۔ بعد امور مفروضہ بالا کے ان دونون صفت کی مناسبت واضح ہی

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اور جو کوئی تم مین سے مقدور نرکھے اسکا کہ نکاح مین لاوے بیبیان مسلمان تو ایسیون کو جو تمھارے داہنے ہاتون کی

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ

ملک ہین آپس کی تمھارے لونڈیان مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہی تمھارے ایمانون کا حال تم آپس مین ایک دوسرے سے ہو سو انکو نکاح مین لاؤ

نہین ہی پس حاصل آنکہ پھر جن عورتون سے تمنے نکاح کیا ہی ان سے تمنے وطی کرکے تمتع حاصل کرلیا۔ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مہورہنّ
التی فرضتم لہن فَرِيْضَةً۔ تو ان عورتون کو ان کے مہر دیدو یعنے جو مفروض کیے ہین فریضہ ف تو یہ فریضہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک شرعًا
مقدر ہی جسکی مقدار موافق بیان حدیث کے دس درم سے کم نہوگی اور تمام کلام اسمین عین الہدایہ مین ہی اور شافعیہ وغیرہ کے نزدیک کوئی قدر مقرر
نہین بلکہ جو کچھ قرار پاے وہ لہذا مفسر رح نے فریضہ کو مفعول قرار دیا یعنے تو دیدو اُنکو اُنکے مہر جو تمنے اُنکے لیے فرض کیے تھے فرض کرنے کر پس فریضۃ مفعول مطلق فعل
محذوف ہی آی فرضتم لہن فریضۃ۔ جاننا چاہیے کہ بعضے لوگ سلف کے اس طرف گئے ہین کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی جو ابتداے اسلام
مین روا ہوا تھا چنانچہ حاکم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ وہ یون پڑھتے۔ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمّی فآتوہن اجورہن۔ اور کہتے کہ یون ہی
نازل ہوئی اور ابن المنذر نے ابی بن کعب سے بھی یہ قرارت روایت کی۔ اور متعہ یہ تھا کہ عورت سے کسیقدر مال معلوم پر ایک رات دو رات یا زیادہ
ہفتہ دو ہفتہ وغیرہ میعاد معلوم ٹھہرالی کہ اس مدت تک اس سے اپنی حاجت روائی کریگا پھر اسکو رخصت کردیگا اور یہ طریق جورو مرد مین نکاح کا
نہین اور نہ متعی عورت کے لیے کچھ میراث اور نہ مرد کے لیے کچھ میراث ہی اور اسمین شک نہین کہ متعہ بضرورت ابتداے اسلام مین دو دو تین تین روز
کے واسطے جائز ہوا پھر منسوخ ہوا بنابرینکہ شافعی رح نے کہا کہ وہ دو مرتبہ روا ہوا اور منسوخ ہوا اور بعض نے اس سے زیادہ کہا اور بعض نے فرمایا
کہ فقط ایک مرتبہ روا ہوا تھا پھر منسوخ ہوا۔ اور مجاہد رح سے روایت ہی کہ یہ آیت متعہ کے بارہ مین نازل ہوئی ہی اور ان لوگون نے اجور کا لفظ اس
متعہ والی عورت کے اجرت پر محمول کیا۔ ولیکن مفسر رح نے اسکو رد کردیا کہ استمتاع سے مراد تمتع حاصل کرنا ہے نہ متعہ اور حسن و مجاہد وغیرہ
سے روایت ہی کہ فما استمتعتم کے معنے یہ ہین کہ فما انتفعتم وتلذذتم بالجماع من النساء بالنکاح الشرعی۔ یعنے عورتون سے جب تم انتفاع
وتلذذ بجماع نکاح شرعی حاصل کرو۔ کمالین مین کہا کہ چارون امام و دیگر علما نے اتفاق کیا ہی کہ اب متعہ حرام ہی اور وہ منسوخ ہوگیا چنانچہ
کثرت سے احادیث و آثار حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ سے صحاح ستہ و دیگر سنن و مسانید مین وارد ہین جنمین اسکا منسوخ ہونا صریح ہی اور
بیہقی نے حضرت جعفر صادق رح سے اسکا حرام و منسوخ ہونا روایت کیا ہی اور فرقۂ امامیہ نے جو ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر
افترا باندھا ہی وہ ہرگز سننے کے قابل نہین ہی اور صاحب ہدایہ نے جو لکھدیا کہ امام مالک رح اسکے مباح ہونے کے قائل ہین تو یہ صاحب ہدایہ کی
فاحش غلطی ہی اور اسی غلطی پر وہ لوگ بھی دھوکا کھا گئے ہین جنھون نے صاحب ہدایہ کے اعتماد پر نقل کردیا ہی شیخ ابن کثیر رح نے ابن
عباس وغیرہ بعض کا قول اسکے اباحت مین ذکر کرنے کے بعد کہا کہ جمہور علما از صحابہ و تابعین و فقہاے امت اسکے برخلاف ہین اور سبھا کے نزدیک
متعہ حرام ہی مترجم کہتا ہے کہ ابن کثیر وغیرہ نے ذکر کیا کہ ابن العربی نے فرمایا کہ متعہ بھی غریب شرع تھی کہ وہ صدر اسلام مین مباح
ہوا پھر بروز خیبر حرام ہوا پھر غزوۂ اوطاس مین مباح ہوا پھر اسکے بعد تا قیامت حرام ہوگیا اور شریعت مین اسکی نظیر کوئی اور نہین سواے
مسئلہ قبلہ کے کہ اسپر بھی مکرر نسخ طاری ہوا ہی مترجم کہتا ہی کہ قبلہ کے مسئلہ مین بھی مکرر نسخ ثابت نہین چنانچہ شروع پارہ سیقول مین
اسکی بحث گذر چکی ہی پھر مترجم کہتا ہی کہ جن لوگون سے قول جواز منقول ہی انسے ایسی روایات بھی موجود ہین جو اس سے رجوع کرنے پر
دلالت کرتی ہین پس شاید انکا پہلے یہ قول ہو پھر انھون نے رجوع کیا چنانچہ آگے بیان ہوگا پہلے نسخ کا بیان یہ ہی کہ صحیحین وغیرہ مین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے خیبر کے روز متعہ سے اور پالو گدھون کا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی اسپر وارد ہوتا ہے
قول بن العربی کہ بعد خیبر کے بروز اوطاس مباح ہوا تھا اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ انھون نے قصون کے جمع کرنے مین توفیق دیکر دوبار نسخ نکالا ہی
اور یہی بعض محققین کا قول ہی اور بعض محققین کے نزدیک ایک ہی بار مباح سے منسوخ ہوکر برابر حرام ہوگیا اور اگر تسلیم کیا جاوے تو

استمرار گذرنے کے بعد ایسا ہوا ہوگا اگرچہ مذکور نہین ہے فافہم واللہ اعلم۔ کِتٰبَ اللّٰہِ ینصب علی المصدر ای کتب ذلک
عَلَیْکُمْ۔ یعنے کتاب اللہ مفعول مطلق فعل محذوف ہے اے کتب اللہ ذلک علیکم اللہ تعالیٰ نے مذکورۂ بالا تمپر فرض کیا ہے۔

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ

اور حلال ہوئین تمکو جو سوائے انکے ہین یون کہ طلب کرو اپنے مالون کے بدلے قید مین لانے کو نہ مستی نکالنے کو

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا

پھر جو کام مین لائے تم ان عورتون سے انکو دو انکے حق مہرون کے جو مقرر ہوئے اور گناہ نہین ہے تمپر جو

تَرٰضَیْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝

ٹھہرالو دونون آپس کی رضا سے مقرر کیے ہوئے کے پیچھے اللہ ہے خبردار حکمت والا

وَاُحِلَّ۔ بالبناء للفاعل والمفعول۔ یعنے احل مین دو قرأتین ہین اکثر کے نزدیک احل بصیغۂ ماضی معروف ہے ای حلال کیا اللہ تعالیٰ نے اور بعض کی قراءۃ مین احل بصیغۂ ماضی مجہول اے حلال کی گئین۔ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ۔ تمھارے لیے ماورا اسکے۔ اے سوی ماحرم علیکم من النساء یعنی سوائے ان عورتون کے جو تمپر حرام مذکور ہوئی ہین باقیون کو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے حلال کیا یا حلال کی گئین یعنے یہ کہ۔ اَنْ تَبْتَغُوْا۔ بدل من ما وراء ذلکم۔ یہ بدل ہے ما وراء ذلکم سے یعنے ماسوائے انکے حلال کی گئین یعنی آنکہ ماورا ہین یہ حلال کیا گیا کہ ان تطلبوا النساء۔ طلب کرو ان عورتون کو بِاَمْوَالِکُمْ۔ بمصداق او ثمن۔ مہر دیکر یا باندی ہو تو دام دیکر۔ مگر یہ طلب باموال کس حال سے ہو کہ مُحْصِنِیْنَ۔ متزوجین۔ اس حال سے طلب کرو مالون سے کہ تم ان عورتون سے نکاح کرنیوالے ہو غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ زانین۔ درحالیکہ تم زنا کرنیوالے نہو۔ بعض نے ذکر کیا کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ سوائے محرمات مذکورۂ بالا کے سب سے نکاح حلال ہے لیکن یہ عام مخصوص البعض ہے اسمین چند صورتین مستثنیٰ مخصوص ہین ازانجملہ جمع کرنا عورت واسکی پھوپھی یا خالہ کا جیساکہ مذکور ہو چکا اور ابن کثیر نے فرمایا جسنے وطی ملک مین دو باندیان کا جمع نکالا جو دونون بہنین ہون اسی آیت کے عموم سے کہا ہے ولیکن جب آیت مذکورہ مخصوص البعض ہے تو وہ بھی اس سے مخصوص ہے بر قیاس عدم جواز جمع اختین بنکاح۔ ازانجملہ جو عورت دوسرے کی عدت مین ہو مترجم کہتا ہے کہ وہ دوسرے کی نکاحی تعلق سے خارج نہین ہوئی پس تخصیص کی حاجت نہین۔ ازانجملہ جسکے نکاح مین آزادہ عورت ہو اسپر وہ باندی سوت نکاح کرکے نہین لاسکتا ہے۔ ازانجملہ جسکے تحت مین چار عورتین ہون وہ پانچوین سے نکاح نہین کرسکتا بدلیل آیت مذکورۂ سابق۔ ازانجملہ جن جورو و مرد مین باہم لعان ہوا اور جدا کردئے گئے تو مرد کو پھر کبھی اس ملاعنہ عورت سے نکاح روا نہین ہے۔ پھر جاننا چاہیے کہ طلب باموال شامل ہے مہر و داموں دونون طرح سے طلب کرنیکو پس اگر طلب بمہر ہو تو چار تک اور اگر داموں سے طلب ہو یعنے باندیان خریدنا تو جہانتک تمھارا جی چاہے لیکن بروجہ شرعی ہو اور محصنین از احصان یہان مراد تزوج ہے یعنے اپنے نفس کی حفاظت کے لیے تاکہ ایسی حرکت مین نہ پڑ جائے جس سے موجب ملامت بنے اور مسافحین از سفاح بمعنے زنا فَمَا۔ فمن۔ یعنے ما بمعنے من ہے۔ اسْتَمْتَعْتُمْ۔ تمتعتم۔ تمتع حاصل کیا تمنے پس استفعال بمعنے طلب نہین ہے اور حاصل یہ کہ پھر جس عورت سے تمنے تمتع حاصل کیا۔ بِهٖ مِنْهُنَّ۔ ممن تزوجتم بالوطی۔ جن عورتون سے تم نے نکاح کیا ہے ف اور تمتع بایں طور کہ ایک بار اُنسے وطی کرلی۔ اسواسطے کہ منکوحہ سے ایک بار وطی کرنے سے اُسکا پورا مہر ثابت ہو جاتا ہے کما روی عن ابن عباس رض اور یہ مخصوص ماورا ہین سے انھین عورتون کے ساتھ ہوگا۔ جنسے نکاح کیا کیونکہ خریدی باندیون کے واسطے کچھ فریضہ واجورہ

خالد کے واسطے حلال ہوگئی یا نہیں تو سلف میں سے ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ہاں وہ خالد کو حلال ہوگئی بدلیل عموم آیت کے اور باندی کا
فروخت کرنا اسکے شوہر کی طرف سے طلاق ہے چنانچہ ابن جریر نے اسکو ابن مسعود سے روایت کیا اور یہی قول ابی بن کعب وجابر وابن عباس کا ہے
اور ابن جریر رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ باندی کی طلاق چند باتیں ہیں باندی کا بیع ہونا۔ آزاد ہونا ہبہ کیا جانا۔ براءت۔ اسکے شوہر کا طلاق دینا۔ اور
یہی سعید بن المسیب وحسن رح سے مروی ہے مترجم کہتا ہے کہ بعض اہل تفسیر نے اسی پر تفسیر کی اور جمہور کے مخالف ہونیکا کچھ مضائقہ نہ کیا با وجودیکہ
بلا دلیل ہے شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ جمہور علماء سلف وخلف نے اسکے خلاف فرمایا اور کہا کہ باندی کا فروخت کردینا اُسکی طلاق نہیں ہے کیونکہ
مشتری تو بائع کا نائب ہے اور بائع نے جب اُسکو اپنی ملک سے خارج کیا تو اُسکو وطی سے نفع لینے کا اختیار نہ تھا اسوجہ سے کہ اُسنے دوسرے سے
نکاح کردیا تھا پس مشتری کو بھی یہ نفع نہ ملیگا تا وقتیکہ اسکا شوہر خود اُسکو طلاق نہ دے اور اعتماد انکا حدیث صحیحین وغیرہ پر ہے جو بریرہ کے بارہ
میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضہ نے اُسکو خرید کر کے آزاد کیا حالانکہ اُسکا نکاح اُسکے شوہر مغیث سے فسخ نہیں ہوگیا بلکہ رسول اللہ صلعم نے
بریرہ کو اختیار دیا کہ چاہے نکاح کو فسخ کرے یا باقی رکھے پس اسنے فسخ کرنا اختیار کیا اور اسکا قصہ مشہور ہے پس اگر باندی کا فروخت ہونا بھی طلاق
ہوتا جیسا کہ ان بعض نے کہا ہے تو نبی صلعم اسکو اختیار نہ دیتے پس جب حضرت صلعم نے اسکو فسخ کرنے اور باقی رکھنے میں اختیار دیا تو معلوم ہوا کہ نکاح
فسخ نہیں ہوگیا تھا مترجم کہتا ہے کہ جب باندیاں مملوکہ بھی مراد نہیں ہوسکتی ہیں تو معنے آیت کریمہ کے وہ ہیں جو مفسر رح نے موافق جمہور علماء کے بیان
کیے ای من الاماء بالسبی فلکم وطؤہن وان کان لہن ازواج فی دار الحرب بعد الاستبراء یعنے ما ملکت سے مراد وہ باندیاں ہیں جو دار الحرب سے قید
ہوکر تمھاری ملک میں آئیں پس تمکو ان سے وطی کرنا حلال ہے اگرچہ انکے شوہر دار الحرب میں موجود ہوں لیکن وطی کی حلت بعد اسکے ہے کہ ان قید کی ہوئی
عورتوں سے استبراء کرلو یعنے حیض سے انکے رحم کی پاکی معلوم کرلو کہ وہ حاملہ نہوں اور حاصل یہ کہ آیت کریمہ مخصوص ہے ان شوہر والی عورتوں کے ساتھ جو دار الحرب
سے قید ہوکر آویں بدلیل سبب نزول کے جو آگے بیان ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ولیکن جان لینا چاہیے کہ امام شافعی رح کے نزدیک فقط قید ہونا
اور دار الاسلام میں لایا جانا ہی موجب فرقت ہے پس قید کی ہوئی عورت سے نکاح حلال ہوجاتا ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ قید بھی ہے کہ وہ
تنہا قید ہوکر آوے کیونکہ اگر اسکے ساتھ اسکا شوہر حربی بھی قید ہوا تو اُس سے حلت نہوگی کذا ذکرہ فی الکمالین شیخ ابن کثیر رح نے تفسیر میں
فرمایا کہ قولہ تعالیٰ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم یعنی حرام ہیں تمپر اجنبیات محصنات یعنے شوہر والیاں سوا انکے جنکے تم اسطرح مالک
ہوے کہ جہاد میں قید کر لائے تو تمکو حلال ہیں جبکہ تم انکا استبراء کرلو پس ما ملکت ایمانکم سے جہاد کی قید کی ہوئی عورتیں اسوجہ سے مخصوص ہوئیں
کہ آیت کریمہ اسی بارہ میں نازل ہوئی ہے چنانچہ ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ ہمنے اوطاس کے جہاد میں عورتیں قید کیں حالانکہ انکے شوہر تھے
پس ہم نے مکروہ جانا کہ اُنسے وطی کریں حالانکہ انکے شوہر موجود ہیں پس ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو یہ آیت نازل ہوئی
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیہ۔ پس ہم نے انکی فروج کو اپنے واسطے حلال جانا۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ
ومسلم وعبد الرزاق وابو داؤد اور مراد انکی شوہروں سے یہ کہ انکے مشرک شوہر تھے اور طبرانی نے ضحاک کے طریق سے روایت کی کہ ابن
عباس نے فرمایا کہ یہ خیبر کی قیدی عورتوں کے حق میں نازل ہوئی اور پوری حدیث مانند حدیث ابو سعید خدری رضہ کے ذکر فرمائی
مترجم کہتا ہے کہ روایت ابن عباس کے موافق یہ قیدی عورتیں خیبر کے یہودیوں سے کتابیہ ہونگی پس کوئی تامل نہیں کیونکہ کتابیہ عورت سے
وطی حلال ہے بملک وبنکاح دونوں طرح اور ابو سعید خدری رضہ کی روایت جو اصح ہے تو اسمیں تاویل ضرور ہے کہ یہ عورتیں مسلمان ہوگئی تھیں
کیونکہ مشرکہ عورت سے ملک یمین کے ساتھ وطی حلال نہیں ہے اور بہر دو تقدیر وارد ہوتا ہے کہ استبراء مذکور نہیں ہے اور جواب یہ ہے کہ مدت

پھر اللہ تعالیٰ نے عارضی محرمات کی قسم عام بیان فرمائی یعنے وہ عورتین بھی حرام ہین جو دوسرے شوہرون کے تحت مین بطور نکاح ہون لیکن یہ جبھی حرام ہین کہ جن مردون کے تحت نکاح ہین ان لوگون کی کچھ حرمت ہو یعنے اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہون کہ خالق سبحانہ تعالیٰ انکا احترام فرماوے مثلاً کسی مسلمان کی زوجہ ہون تو دوسرے مسلمان پر اسکی حرمت از جانب حق عزوجل ہے حتی کہ شوہر مرے تو بھی چار مہینہ دس دن تک عدت کے احترام مین ہے برخلاف اسکے اگر غیر محترم ہو مثلاً شوہر کافر حربی ہو تو اسکا کچھ احترام نہین ہے ہان اگر حاملہ ہو تو بچہ معصوم کا احترام یہ ہے کہ حاملہ سے وطی مت کرو اور یہ حرمت اس بچہ کی ہے جسکے لوح فطرت پر ابھی کوئی مہر نہین صرف اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی فطرت سادہ ہے تو ابھی اس معصوم کا کچھ قصور دائرۂ امتحان مین ظاہر نہین ہوا اور ہم مین سے کسی کو یہ مجال نہین کہ یہ دریافت کر سکے کہ آخر مین شاید اسپر شرک وکفر کی مہر ہو تو بالفعل ہم اسکا احترام مٹانے سے منع کر دیے گئے چنانچہ اسکی کافرہ مان سے حمل مین وطی منع کی گئی اگرچہ اسکی مان بوجہ اپنی شامت کفر کے جہاد مین پکڑی گئی ہے تو عورت اپنے حق مین قصوروار ہو کر ہماری ملک مین آگئی تاکہ فساد شرک مٹ جاوے حتی کہ اگر حاملہ نہو تو اسکے ساتھ وطی کیجاوے جبکہ بت پرست نہ ہو کیونکہ یہ نجاست ایسی شدید ہے کہ اس سے لڑکا پیدا ہونا عمداً نجاست مین سے لینا ہوگا حالانکہ طہارت شرط ہے جیسے کتابیہ مثلاً نصرانیہ یا یہودیہ ہو نہ مجوسیہ وبت پرست پس المحصنات مین عارضی حرمت ہے اور اسکے زائل ہونے مین لطیف تفصیل ہے چنانچہ مفسر رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ وَحُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ۔ اور تمپر حرام کی گئین۔ شاید مفسر رح نے یہان بوجہ شروع ہونے کے حرمت علیکم کا پھر اعادہ کیا۔ اَلْمُحْصَنٰتُ۔ ای ذوات الازواج یعنی شوہرون والیان مِنَ النِّسَآءِ۔ عورتون مین سے۔ ان ینکحوہن قبل مفارقۃ ازواجہن حرائر مسلمات کن اولا۔ یعنے حرام کیا گیا تمپر انسے نکاح کرنا قبل اسکے کہ ان سے اور انکے شوہرون سے جدائی ہو خواہ آزاد مسلمان ہون یا ایسی نہون مثلاً باندی کسی کے نکاح مین ہو یا کتابیہ کسی کے نکاح مین ہو اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ سوائے ان محصنات کے جنکے مالک ہو گئے تمھارے داہنے ہاتھ۔ استثنا ہے یعنے جن شوہر والیون کے تم مالک ہوئے وہ تمکو حلال ہین حرام نہین ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دارالاسلام مین جو آزاد عورتین ہین وہ ملک مین نہین آسکتی ہین اور ایسے ہی کتابیہ مانند یہودیہ ونصرانیہ عورتون کے جو ذمی ہو کر رہتی ہین وہ بھی ملک مین نہین آسکتی ہین رہی باندیان وہ البتہ ممکن ہے کہ شوہر دار ہون اور ملک مین آجاوین مثلاً زید نے اپنی باندی کا نکاح عمرو سے کر دیا پھر زید نے اس باندی کو خالد کے ہاتھ بیچ ڈالا تو خالد کی ملک مین آگئی پس آیا یہ باندی

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ فروخت کے لئے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے اور معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہین قیمت بہت ارزان ہی - اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب اردو فارسی و عربی کی درج کرتے ہین تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

## تفاسیر قرآنی اردو

تفسیر قادری - ترجمۂ اردو تفسیر حسینی مترجمۂ مولوی فخر الدین صاحب کامل دو جلدمین - ۱۰ر

تفسیر سورۂ فاتحہ - مسمّی بہ تحفۃ الاسلام از مولوی اکرام الدین - ۰۲ر

تفسیر سورۂ یوسف چہ مصرعہ از مولوی اشرف علی ۵ر

پنجسورہ مترجم - باترجمۂ اردو - ۲ر

## ایضاً فارسی

تفسیر حسینی از ملا حسین واعظ - متعارف متداول پوری تفسیر خوشخط - ۸ر

تفسیر اسرار الفاتحہ - مصنفۂ ملا معین ہروی در تصوف ۸ر

## ایضاً عربی

تفسیر بے نقط فیضی - مسمّی بہ سواطع الالہام علم کے سر کا تاج لیجئے جو کتاب خزانہ اکبری شہنشاہ اکبر مین گوہر نایاب مخفی تھی اپنے خزانہ کی منزلت کیجئے عجیب صنعت ہے بالکل بے نقط اُسپر عجیب بلاغت و سلاست پھر مبتدا و خبر اور شرط و جزا کی اصطلاح بے نقط - فرعون و قارون کا نام بے نقط - رواۃ کا ترجمہ بے نقط شہنشاہ ہند کا عزت کرنا واقعی بجا تھا اور فیضی مصنف کا فخر زیبا ویسا ہی پایا جیسا سنا تھا - مطبع کی تمام کوشش سے نہایت نفیس نسخہ ملا جسکو جواہر رقم خوشنویس نے لکھا بہت عمدہ چھپا - لعہ بلا جلد - مجلد عسہ ر

## احادیث اردو

مظاہر حق - ترجمۂ مشکوۃ المصابیح مترجمۂ جناب مولانا محمد قطب الدین دہلوی مرحوم و مغفور کامل چار جلدمین ہے حامل المتن یعنے اول عبارت عربی حدیث کی بعدہٗ اسکا ترجمہ اردو مین - للعہ ر

تحفۃ الاخیار - ترجمۂ اردو مشارق الانوار مترجمۂ مولوی خرم علی - ۸ر

ترجمۂ جامع ترمذی - حامل المتن جلد اول مترجمۂ مولوی فضل احمد انصاری دلاوری لاہوری - یہ ترجمۂ نفیس بصرف زر کثیر مطبع نے کرایا ہی - اور حقوق ترجمہ بحق مطبع محفوظ و محدود ہین - جلد اول زیر طبع

ایضاً - جلد دوم حسب مراتب بالا - سے ر

## حدیث فارسی

اشعۃ اللمعات حامل المتن - شرح مشکوۃ از مولانا محدث عبد الحق دہلوی چار مجلدات مین زیر طبع

## ایضاً عربی

تیسیر الوصول الی احادیث جامع الاصول از شیخ عبد الرحمن بن علی یمنی معروف - سے ر

دلائل الخیرات - باترجمۂ فارسی و اسمائے متبرکہ و خواص اسمای حسنے معروف - ۸ر

زاد السبیل الی الجنۃ والسلسبیل - ذخیرۂ احادیث مولانا غلام یحییٰ - ۵ر

## فقہ اردو

غایۃ الاوطار - ترجمۂ اردو در مختار مترجمۂ مولوی خرم علی و مولوی محمد احسن کامل چار جلدمین عسہ ر

راہ نجات - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ ملہ

مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری

حقیقۃ الصلوۃ - مع رسالہ بے نمازان ۵ر

ترجمۂ فتاوی عالمگیری - کامل ہر چہار جلد مع مقدمہ یعنے جلد اول مترجمۂ مولانا احتشام الدین و مابقی ہر سہ جلد مع مقدمہ مترجمۂ مولانا امیر علی - صہ ر

کشف الحاجۃ - ترجمۂ اردو مالابد منہ از مولوی محمد نور الدین - ۳ر

ہزار مسئلہ - شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد و سی مسئلہ (۴) مناجات بہ درگاہ باری تعالے (۵) حلیۂ شریف (۶) نور نامہ (۷) چہل مسائل مولفۂ مولوی عبد اللہ بن عبد السلام - ۲ر

شرع محمدی منظوم - مسائل فقہیہ از محمد خان قندھاری - ۳ر

يعلمهم الكتاب والحكمة ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون

منتخب گنجینہ اسرار ربانی مستودع لطائف فیض سبحانی مجموعہ معارف حقائق ذخیرہ اسرار دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمعیل بن عمر بن کثیر قرشی الدمشقی و التفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ بلا نکے افادات کے شامل ہیں بہت سے مفید التزامات کی رعایت کی گئی ہے عماد دین ایمان

الموسوم

# تفسیر مواہب الرحمن

المشتہر بہ

# جامع البیان

منتخبہ

حبر العلوم النقلیة والعقلیة بحر الفنون الفرعیة والاصلیة قاطع شہاب المجید رافع معالم الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدة الاماجد والاماثل المتفرد بالعلم المعی والمتحلی بالحلم الوہبی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب مؤلف تفسیر فتاوی امینیہ ترجمہ عالمگیری عین الہدایہ طاب ثراہ وجعل الجنة مثواہ کے بڑے اہتمام و حسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپی